

والا لافما جامعہ داروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و خوالہ جات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ صاحب مدظلہ

www.ahlehaq.org

دارالافتاء
کراچی

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تحریر و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایۃ المفقی

مُدَّال، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد اول

کتابُ لایمان والکفر
کتابُ لعقائد

دارالافتاء
اردو بازار کراچی

فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تکمیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

﴿..... ملنے کے پتے﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26 نا بھ روڈ لاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار اوپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

عرض ناشر

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ہندو پاکستان کا کوئی دارالافتاء آپ کے فتاویٰ جو ۹ جلد میں ”کفایت المفتی“ کے نام سے طبع ہوئے ہیں سے مستغنی نہیں۔ آپ کے فتاویٰ دینی و علمی حلقوں میں سند کا درجہ رکھتے۔ اب تک یہ مشہور فتاویٰ قدیم لیتھو کے انداز سے طبع ہو رہے تھے اور اس میں حواشی درج نہ ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھانا مفتیان کرام و علما کے لیے ایک مسئلہ بنا ہوا تھا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس سے استفادہ کم سے کم ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ذمہ داران کو جنہوں نے اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے دارالافتاء کے ذریعہ اس ”کفایت المفتی“ ۹ جلد کی مکمل تخریج کر کے ہر فتویٰ پر دلائل اور حوالے درج کر دیئے اور ہر مسئلہ پر عنوان قائم کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دارالاشاعت کراچی سے دینی موضوعات پر جمعہ تحقیقی کتب شائع ہوئی ہیں جن میں فقہی کتب کا بھی ما شاء اللہ قابل قدر ذخیرہ ہے۔ اتفاق سے احقر اس کتاب کی کمپوزنگ شروع کرانے سے قبل مختلف علما سے مشورہ کر رہا تھا کہ اس میں افادیت کے نقطہ نظر سے کیا کیا کام کرایا جائے کہ ایک روز ”مولانا زبیر اشرف بن حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم“ نے دوران مشورہ بتلایا کہ جو کام آپ شروع کرنے کا خیال کر رہے ہیں وہ تو دارالافتاء جامعہ فاروقیہ میں ہوا ہے آپ تحقیق کر لیں کہیں محنت ذہل نہ ہو جائے۔

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ احقر نے جامعہ کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے مختلف تجاویز پیش کیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ان حضرات کو ان سے مشورہ کے بعد ”رئیس الجامعہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم“ کی اجازت سے یہ معاہدہ تحریری طے پا گیا اور اس طرح کفایت المفتی مکمل کونے کام کے ساتھ وجود میں لانے کے مجاز پائے۔

اس کام میں تصحیح کے مرحلہ میں نہایت مشکلات پیش آئیں لیکن علما اور محققین خود متفحص تھے ان کی محنت سے یہ کام تمام مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے حضرات مفتیان کرام، علما و طلبا اس سے استفادہ کے وقت اپنی دعاؤں میں ان تمام حضرات کو یاد رکھیں گے کہ جنہوں نے اس کام میں کسی درجہ بھی حصہ لیا ہے۔

ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے تصحیح، کمپوزنگ، کاغذ طباعت و جلد بندی کا معیار اچھا ہو۔ امید ہے کہ آپ پسند فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

ہمارے ادارے سے شائع شدہ فقہی ذخیرہ

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ حصے	حضرت مفتی محمد شفیع
بہشتی زیور مدلل مکمل	حضرت مولانا محمد اشرف علی قنوی
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم
ہمارے عائلی مسائل	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
اسلام کا نظام اراضی	مولانا مفتی محمد شفیع
مسائل معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیع
انسانی اعضاء کی پیوند کاری	مولانا مفتی محمد شفیع
پراویڈینٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور سود کا مسئلہ	مولانا مفتی محمد شفیع
بیمہ زندگی	مولانا مفتی محمد شفیع
رفیق سفر یعنی سفر کے آداب و احکام	مولانا مفتی محمد شفیع
معدن الحقائق شرح کنز الرقائق	مولانا محمد حنیف گنگوہی
الصبح النوری شرح قدوری	مولانا محمد حنیف گنگوہی
فتاویٰ رحیمیہ ۱۰ حصے کمال ذبیحہ بہ دہلیہ زکریا محمد زبیر علی	حضرت مفتی عبدالرحیم لاہوری
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کمال ۱۲ حصے ۱۰ جلد	حضرت مفتی مزین الرحمن صاحب مدظلہم
خواتین کے لیے شرعی احکام	ترجمہ اہلبہ طریف قنوی صاحبہ
اسلامی قانون نکاح۔ طلاق۔ وراثت	مفتی فضیل الرحمن، پال عثمانی
علم الفقہ	مفتی عبدالشکور صاحب
قانون وراثت	حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت	حضرت قاری محمد طیب صاحب
حیلہ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح	حضرت قنوی
کفایت المفتی جدید مدلل مکمل	حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی
حضور کے سوالات اور صحابہ کے جوابات	نصیف اللہ حداد
صحابہ کے سوالات اور آنحضرت کے جوابات	نصیف اللہ حداد

عین الہدایہ جدید اردو

جس میں متن ہدایہ ترجمہ و تشریح سلیمس زبان میں عنوانات و پیرا گراف کے ساتھ جدید انداز میں،
خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ۔ طلبہ و اساتذہ کے لیے بہترین تشریح زیر طبع

طالب وعا

خلیل اشرف عثمانی

فہرست عنوانات

پہلا باب

دارالاسلام اور دارالحرب

۳۳	دارالحرب میں بینک کی ملازمت
۴	کیا اب ہندوستان دارالحرب ہے؟
۳۴	دارالحرب کے کافروں سے سود لینا
۳۵	دارالحرب میں قائم شدہ کمپنی سے حصہ کرنا
۴	دارالحرب میں جمعہ و عیدین اور سود کا حکم
۳۶	ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام راج قول کی تحقیق
۴	غارت سے سود لینا اور اس کو غرباء میں تقسیم کرنا
۴	دارالحرب سے ہجرت اور مسلمانوں کا آپس میں سودی کاروبار
۳۷	ہندوستان دارالحرب ہے
۴	دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں
۳۸	دارالحرب میں سود لینا اور دارالحرب کے شرائط
۴	ہندوستان میں سود لینے کا حکم

دوسرا باب

اسباب نجات

۳۹	نجات کے لئے ایمان شرط ہے
۴۲	مغفور اکرم ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان انا نجات کے لئے شرط ہے
۴۳	کافر جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا
۴۴	کافر، زانی، سود و غیرہ کے معصوم بچے اور بالغ مجنون جنتی ہیں

تیسرا باب

موجبات کفر

۴۵	قرآن مجید کا انکار کرنے اور اپنے آپ کو کافر کہنے والا کافر ہے
۴	رسمائے کفر کو سجدہ کرنے والے کے جنازہ کا حکم

صفحہ	عنوان
۴۶	شرعی قانون وراثت کا انکار کفر ہے
۴۷	رسالت و قرآن مجید کے منکر کو جنتی سمجھنے والے کی امامت درست نہیں
۴۷	غیر اللہ کی پوجا کرنا کفر ہے
۴۷	اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین کفر ہے
۴۷	بت کو توڑنا ایمان کی علامت ہے
۴۸	پیر کو خدا کہنے والے کو مؤذن بنانا اور اس سے میت کو غسل دلوانا
۴۸	"ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے" یہ الفاظ کہنے والے کا حکم
۴۹	"ہم شریعت کے پابند نہیں رسم و رواج کے پابند ہیں" یہ الفاظ کہنا
۵۰	"یا اللہ تو نے برا قلم کیا" کہنا
۵۰	"خدا کی ایسی قسمی کلمہ کفر ہے
۵۱	شرعی فتویٰ کے منکر کا حکم
۵۲	رسالت کا منکر ہمیشہ جہنم ہی رہے گا
۵۲	کیا مندرجہ ذیل جملوں کا اعتراف کرنے والا مسلمان ہے؟
۵۳	چند مسائل کی تحقیق
۵۵	"مومن کافر سے بہتر ہے" کہنے کا حکم
۵۵	نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کفر ہے
۵۵	"میں نہیں مانوں گا چاہے رسول اللہ ﷺ مجھے کہیں"
۵۶	عالم دین کی توہین کرنا
	چوتھا باب
	مسئلہ ارتداد
۵۷	مرتد دین اسلام میں واپس آسکتا ہے
۵۷	مرتد کے اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ
۵۷	کیا ملازمت حاصل کرنے کے لئے اپنے کو ہندو ظاہر کرنے والے کو مسلمان ماننا چاہئے؟
۵۷	کسی پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا
۵۸	کنواں بھاتے میں ہندو کی مدد کرنے والے کو منع کرنا
۶۰	نبی علیہ السلام کو معاذ اللہ برا بھلا کہنے، شریعت کی توہین کرنے اور اپنے آپ کو سکھ کھلوانے کا حکم

صفحہ	عنوان
۶۰	بغیر عذر کے گواہی کو مؤخر کرنا.....
۶۱	مرتد کے قبول اسلام کے بعد اس سے تعلقات ختم کرنا درست نہیں.....
	غیند کی حالت میں الفاظ کفر یہ کہنا اور جاگنے کی حالت میں درود شریف میں لفظ محمد ﷺ کے بجائے لفظ زید کہنا.....
۶۲	اسلام قبول کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں.....
۶۹	کسی دنیاوی غرض کے لئے کلمہ کفر کہنا.....
۷۰	پانچواں باب
۷۱	اہل کتاب
۷۲	کیا موجودہ زمانے کے یہودی و نصاریٰ اہل کتاب ہیں.....
۷۳	یہود و نصاریٰ کا فیہ اور ان سے کلمہ کا حکم.....
۷۴	یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب.....
۷۵	قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب.....
۷۶	کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب ہیں؟.....
۷۷	موجودہ انجیل اور تور اور اعتراض کا حکم.....
۷۸	چھٹا باب
۷۹	متفرق مسائل
۸۰	ہنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا.....
۸۱	کتاب ”ستھیارتھ پرکاش“ کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث ثواب ہے.....
۸۲	مسلمان ہونے کے بعد ہندوؤں سے تعلقات رکھنا.....
۸۳	باپ کے خوف سے زبان سے اقرار نہ کرنا.....
۸۴	سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا.....
۸۵	کتاب العقائد
۸۶	پہلا باب: اللہ تعالیٰ
۸۷	اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا.....
۸۸	حدیث ”لا تحرق ذرۃ الا باذن اللہ“ پر اعتراض کا جواب.....
۸۹	کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے؟.....

صفحہ	عنوان
۷۷	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت ہے.....
۷	خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والے کو بتوں کی پوجا کرنے والوں سے بدتر کہنے کا مطلب.....
۷۸	اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ سمجھنے والے کا ایمان کا حکم.....
۷	اللہ تعالیٰ کی طرف بھول کی نسبت کرنا.....
۷	اللہ تعالیٰ کی صفت خلق (پیدا کرنے کی طاقت) ہمیشہ سے ہے.....
۷	اللہ تعالیٰ قدرت کے باوجود جھٹ کام نہیں کرتے.....
۷	کیا اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج ہے؟.....
۷۹	لفظ "اللہ" اسم ذات ہے.....
۷	مذکورہ اعتقادات کا حکم.....
	دوسرا باب
	انبیاء علیہم السلام
۸۰	کیا انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں؟.....
۸	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر جہیں.....
۸۱	آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کرنا غلط ہے.....
۸۲	اس عالم کی امامت جو پادری سے میل جول رکھے اور نبی علیہ السلام و صحابہ کی توہین پر خاموش رہے.....
۸۳	بندو کا نبی علیہ السلام کی توہین کے بعد معافی طلب کرنا.....
۸۵	حضور ﷺ کی پیدائش عام انسانوں کی طرح ہوئی.....
۸	کیا حضور ﷺ کی تمام دعائیں قبول ہوئی تھیں؟.....
۸	کیا حضور ﷺ نے دنیاوی کاموں میں امت کو اختیار دیا ہے؟.....
۸	حضور ﷺ کی وفات طبعی ہوئی.....
۸۶	نبی علیہ السلام کے سایہ کی تحقیق.....
۸۸	حیثی علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے کو نہ ماننے والے گمراہ ہیں.....
۸	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۸	کیا حضور ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟.....
۸	زیارتہ القبور اور ایصال ثواب مستحب ہے.....
۸	اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں.....

صفحہ	عنوان
۸۹	عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کفر ہے.....
۹۰	کرشن جی کا نبی اور وید نامی کتاب کا آسمانی کتاب ہونا بے دلیل ہے.....
۹۰	نبی پر شیطان قابض نہیں پاسکتا.....
۹۰	غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے.....
۹۰	نبی علیہ السلام کا پیشاب و پاخانہ پاک تھا.....
۹۱	کیا حضور ﷺ کے سر میں جو کچھ پڑتی تھیں.....
۹۱	کیا نبی علیہ السلام کا نور اللہ کے نور سے نکلا ہے؟.....
۹۱	مذکورہ اشعار کا حکم.....
۹۲	نامناسب اشعار کے لئے قرآن کریم سے دلیل دینے والا جاہل ہے کافر نہیں.....
۹۲	نبی علیہ السلام کو "پیارے نبی" کہنا بے ادبی نہیں ہے.....
۹۲	کازی کا نام معاذ اللہ "نبی ﷺ" رکھنا.....
۹۲	نبی علیہ السلام کو بھروسہ سمجھنا عین اسلامی تعلیم ہے.....
۹۳	حضور ﷺ عالم الغیب نہیں تھے.....
۹۳	کیا حضور ﷺ اپنی رائے سے شریعت میں کمی بیشی کر سکتے تھے؟.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے غیر مسلم کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کے کتاخ کو معاف کرنا.....
۹۳	غیر اسلامی حکومت میں حضور ﷺ کو برا بھلا کہنے والے کے قاتل کو اگر قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے.....
۹۵	مندرجہ ذیل عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے.....
۹۶	لفظ "محمد" پر پاؤں رکھنا بے ادبی ہے.....
۹۶	درود شریف میں کس فضیلت کی وجہ سے حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ.....
۹۶	تشبیہ دی جاتی ہے؟.....
۹۶	کیا درود شریف میں حضور علیہ السلام کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ.....
۹۶	سلسلہ نبوت جاری رہنے میں ہے؟.....
۹۶	"اگر حضور ﷺ پوری امت کے حالات نہیں دیکھ رہے تو ہم ایسے اندھے نبی سے.....
۹۷	پناہ مانگتے ہیں "کلمہ توہین ہے.....
۹۷	"حضور ﷺ اچھے برے ہر عمل کو دیکھتے ہیں۔ اس عقیدہ کا حکم ہے.....

صفحہ	عنوان
۹۷	حضور ﷺ کے حاضر حاضر ہو نہیں سکتے، بلکہ شہادت کرنا
۹۸	حضور ﷺ کو عالم الغیب مناجات سے برائی عقیدہ کے خلاف ہے
۹۹	حضور ﷺ کے غالب الغیب ہونے سے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول
۱۰۰	یا حدیث قرآن کی طرح ہے
۱۰۱	یا حضور ﷺ کا فعل مذہب ہے
۱۰۲	مذہب مانا اس کا حق ہے
۱۰۳	حضور ﷺ کی روح کو جبکہ حاضر حاضر ہے، اہلسنت والجماعت سے خارج ہے
۱۰۴	ارشاد جی کوئی اور گیتنامی کتاب کو، نبی تاب انب شہادت ہے
۱۰۵	حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے نور کا ٹکڑا اور حاضر ناظر اپنے و کا حکم
۱۰۶	”حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یار شہادت برایت“ نے والے کا حکم
۱۰۷	مذہب کا حاکمیں کے اس کا کام میں ہے ”کننے والے کا حکم“
۱۰۸	یا حضور ﷺ کی مختار تھے
۱۰۹	یا حدیث نبوت کے پر قادر ہے
۱۱۰	یا حضور ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں
۱۱۱	صورت تمام انسانوں کی طرح نہ ہیں
۱۱۲	مذہب ان کا جو کمال ویت اور میرا ہے، ان کا حدت ہے یا نہیں
۱۱۳	آیت ”ما کان یسئو لآیہ کما شانہ“
۱۱۴	یا حضور ﷺ کے تمام ہر جہد و ممان تھے
۱۱۵	نبی علیہ السلام موت، موت، پاپ و رتیعت م جہد و ممان ہیں
۱۱۶	یا حضور ﷺ و مثل چپ کی ہر شہادت ہے
۱۱۷	حضور ﷺ و مثل چپ اسی کا حکم قہین نہیں ہے
۱۱۸	یا حضور ﷺ چپ اسی کے قہین سے قہین کا طریقہ
۱۱۹	حضور ﷺ و مثل چپ اسی کے قہین سے قہین کا حکم
۱۲۰	حضور ﷺ و مثل چپ اسی کے قہین سے قہین کا حکم
۱۲۱	یا بندہ کائنات میں آنے والے بندوں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ سے بچے گئے تھے؟
۱۲۲	یا خواب میں شیطان نبی علیہ السلام کے عا وہ و ہرے انبیاء کی صورت میں آسکتا ہے؟

صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۹	نہی کے بارے میں یہ سن کر انبیاء میں پر شکرت ہیں "درست نہیں
۱۱۰	واقعہ معراج کی طرف منسوب غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے.....
۱۱۱	میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے لئے یہ تھا "تھے" کا حکم
۱۱۲	کی بزرگ کو "دونوں جہانوں کا سورج" کہنے کا حکم.....
۱۱۳	یہ کہ "میں" تمام الہیات آج نہیں ہوتے
۱۱۴	یہ حضور ﷺ کا سایہ تھا؟.....
۱۱۵	دل سے حضور ﷺ کو بندہ نہ مانتا
۱۱۶	حضور ﷺ کا نام مہارک سن کر انگوٹھے چومنا حلال نہیں
۱۱۷	حضور ﷺ کے ہاں مبارک اور ایسے رحمتیں چاروں زیدت برتا
۱۱۸	حضور علیہ السلام کو حاضر ناظر نہ ہونے والے کی اہمیت درست ہے
۱۱۹	معراج میں شیخ عبد القادر جیلانی کا حضور علیہ السلام کو سجدہ لینا قصہ من کثرات ہے
۱۲۰	حضور علیہ السلام کے بول و راز وغیرہ پاک تھے
۱۲۱	تیسرا باب
۱۲۲	ملائکہ علیہم السلام
۱۲۳	شبِ برات میں روزی تقسیم کرنے والے فرشتے کا نام اور اس کی کیفیت.....
۱۲۴	کیا ملائکہ اور حقول مجردہ ایک ہی چیز ہیں.....
۱۲۵	چوتھا باب
۱۲۶	معجزات و کرامات
۱۲۷	نبی علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں
۱۲۸	یہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟
۱۲۹	چاند کو دو ٹکڑے کرنا حضور ﷺ کا معجزہ ہے....
۱۳۰	قرآن مجید میں "مترتبتہ" کے مردوں کو زندہ کرنے کی آیات کی "بہت کثرت ہے"
۱۳۱	انہیوں نے مردوں کو زندہ کیا.....
۱۳۲	کیا کرامت کا منکر کافر ہے؟.....
۱۳۳	نبی نبی علیہ السلام کے قدم کی وجہ سے پتھر کا نرم ہونا اور اس پر قدم رکھنا معجزہ ہے
۱۳۴	"عزت کے لئے" ہر قرب حبیب انسان پکارا "یہ" کے لئے کا حکم

صفحہ	موضوع
۱۱۸	نوٹ: تصحیح طیف منسوب نہ درج نہات درست نہیں
۱۱۹	مسدود جہاں میں تجارت نہیں ہے
"	یابی: وقت تجارت کے لئے مناسب
	پانچواں باب
	قرآن مجید اور دیگر کتب کا موازیہ
۱۲۳	بیت مقدس، نبی علیہ السلام، قرآن کریم میں سے افضل بات
"	موجودہ میں چلی تھوڑی تھوڑی غلطیاں ہیں
"	نئی باتوں، منہاجت کے لئے کتاب ہیں
۱۲۵	قرآن مجید میں سے یا انصاف علیہ السلام
"	قرآن مجید کے قریب اس کے، جدید منہاجت کے
"	اس پر بیان کے لئے قرآن مجید، منہاجت کے
"	اس کا یہ معنی ہے
"	اس کے لئے، جدید منہاجت کے
۱۲۶	قرآن مجید کے، جدید منہاجت کے
"	اس پر بیان کے لئے، جدید منہاجت کے
"	اس کے قریب قرآن مجید کے، جدید منہاجت کے
۱۲۷	قرآن مجید کے، جدید منہاجت کے
۱۲۸	قرآنی آیات کے اور اق کو روئی میں استعمال کرنا جائز نہیں
"	بہار میں قرآن مجید کے، جدید منہاجت کے
"	قرآن مجید کے، جدید منہاجت کے
۱۲۹	قرآن و حدیث کے مقابلے میں مولوی کی بات کو ترجیح دینے والے کا غم
"	قرآن مجید کی تجارت سے حاصل شدہ فتنہ کا حکم
"	قرآن مجید کے اجزاء کی صورت میں شائع کرنا
"	قرآن مجید کے مختلف رنگوں سے مزین کرنا
۱۳۰	ما بعد پارہ تحریر کے لئے چاہئے یہ نہیں
"	خدیجہ رحمہا علیہ میں قرآن شائع کرنا

[illegible]

صفحہ	عنوان
۱۳۹	آیت ”واول امر منکم“ و ہندوستان کے موجودہ صراحتوں پر مبنی برائے۔ ان اہمیت نا جائز ہے
۱۴۰	حرام کو حلال سمجھنے اور خلاف شرع فعل والے کی نیت کرنا ناجائز ہے
۱۴۱	نیت و اہمیت کے معتد پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے کا نیت کرنا
۱۴۲	بارہ خلیفہ والی روایت درست ہے۔
۱۴۳	یزید بن معاویہ کو کافر یا ملعون کہنے والے کا حکم
۱۴۴	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرا امیر مانا جائز ہے۔
۱۴۵	صوبہ میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا اہمیت کا دعویٰ باطل ہے
۱۴۶	صوبہ کے امیر کی اجازت کے بغیر اس کے کسی ضلع میں امیر کا انتخاب درست نہیں
۱۴۷	امیر صوبہ کے عطا کردہ لقب کے علاوہ دوسرا لقب اختیار کرنا۔
۱۴۸	مختلف پارٹیوں کو یکجا ہونے اور ایک امیر منتخب کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا
۱۴۹	مختلف پارٹیاں ایک امیر منتخب کر لیں تو وہ شرعی امیر ہوگا۔
۱۵۰	ان امور میں شرعی امیر کی اہمیت ضروری ہے۔
۱۵۱	شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے کے بغیر کو معزول کرنے کا حکم
۱۵۲	قتل اور خویش یا شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنے پر آخرت میں سزا جزاء
۱۵۳	اسلام میں سائنسی ایجادات کا استعمال مطلقاً ممنوع نہیں۔
۱۵۴	ساتواں باب
۱۵۵	تقدیر و تدبیر
۱۵۶	وسیلہ اور تقدیر کا انکار کرنے والے کا حکم۔
۱۵۷	انسان اپنے افعال میں خود مختار ہے نہ کہ مجبور محض
۱۵۸	آٹھواں باب اختلافی مسائل، فصل اول مسئلہ عید میلاد
۱۵۹	یہ روایت کی صحیح ہمارے اور یہ روایت متنازعہ کا حکم
۱۶۰	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جلوس، جلسہ اور عوام میں شہر کی شہرہ کرنا
۱۶۱	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن جلوس، جلسہ اور عوام میں شہر کی شہرہ کرنا
۱۶۲	محشر میلاد النبی کو سجانے اور معطر کرنے کا حکم
۱۶۳	کہاں کہیں میں منع تبلیغ کے لیے جس منع کرنا غیر درست ہے؟

صفحہ	عنوان
۱۵۰	مروجہ میلاد کی ابتدا کب ہوئی؟ کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟
"	میلاد میں قیام کے ثبوت کے لئے پیش کردہ حدیث سے استدلال درست نہیں
"	آیت "ما حل بہ لغیرہ" میں ذبح کا وقت کا اعتبار ہے یا نہ ہے؟
۱۵۱	واعظ کے ارشاد پر حاضرین کا بلند آواز سے درود پڑھنا
"	درویشی کی عیاد اسلام نہ آئے تھے اس لئے وہ اپنے واپس آئے تھے
"	حضور ﷺ یا فوت پاک کے ناموں یا دینار یا دینار یا دینار سے کہتے تھے
۱۵۲	میلاد شریف کب اور کس نے ایجاد کی؟
۱۵۳	موجودہ دور میں عید میلاد النبی کی حیثیت مذہبی نہیں
	فصل دوم: جلسہ سیرت
"	عید میلاد النبی ﷺ منانے کی نیت سے جلسہ سیرت عمت ہے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں
"	"امام ممدی سے روئے میں امام ممدی یہ طرف اور سارے علماء یہ طرف ہوں گے" یہ قول غلط ہے
۱۵۴	قرآن و حدیث میں عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ہے
"	صحابہ و تابعین وغیرہ کے دور میں عید میلاد النبی نہیں منائی
"	یہ حضور ﷺ نے مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ بتایا ہے
"	جسکانہ نمازیں، نماز عیدین اور پنجہ شبہ مسلمانوں کو منظم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں
"	شیخ الاسلام سے توجہ نہ کرنا اور یہ باتیں اسلام میں پیدا کرنا عمت ہے اور ایت
"	امور پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے۔
"	مسلمانوں کو منظم کرنے کا وہی طریقہ معتبر ہے جو قرآن و سنت سے عمت ہے
۱۵۶	جلسہ سیرت النبی کی صدارت کا فرد مشرک کے حوالے کرنا
	فصل سوم: مسئلہ قیام
۱۵۷	صحابہ و تابعین کے دور میں نہ میلاد تھی نہ میلاد کا قیام.....
"	قیام کی ابتدا اور اس کا حکم
۱۵۸	میلاد و قیام بدعت ہے اور بدعت منکر ہوں گے وہ اپنی گناہ درست نہیں
۱۵۹	میلاد شریف میں قیام ثلاث نہیں
"	میلاد میں جہاز، دناب اصل اور وہاں جو جہاز ہوں گے پر مجبور کرنا غلط ہے
۱۶۰	محفل میلاد میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے پر اصرار بدعت ہے

صفحہ	عنوان
۱۶۰	میلاد شریف میں قیام اور اس کو حرام کہنے والے کی امامت کا حکم
۱۶۲	میلاد شریف میں قیام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے برکتوں کے پائے جانے کا حکم
	"میلاد شریف میں حضور ﷺ کو یا آپ کی روح آتی ہے" یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ فصل چہارم: مسئلہ علم غیب
۱۶۳	محفل میلاد منعقد کرنا بدعت ہے
"	حضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف نہیں لے سکتے
"	مسئلہ علم غیب
"	ایصال ثواب کے لئے دن مقرر کرنا درست نہیں
"	شرک و بدعت کی تعریف
۱۶۶	میت کی خدمت میں یا رسول اللہ ﷺ کی دعا کہ "یا علی بن ابی طالب" اس کی دلیل ملتا
۱۶۷	محفل میلاد میں قیام کرنا
"	یا رسول اللہ ﷺ یا غوث کنا اور ان سے مدد نہ ملتا
"	یار نبی ﷺ شریف پکارتے اور دعا کرتے
"	نماز میں حضور ﷺ کا تصور آنا
"	مغل میلاد میں سادہ لباس پہنانے پر مذکورہ عقیدہ کا من و مانع
۱۶۸	تشریف لاتی ہے شرعاً ناجائز ہے
۱۷۰	مسئلہ علم غیب
۱۷۲	حیات و انتقال میں مومن کی حالت
"	غور و فکر میں نہ رہنا
"	حضور ﷺ کے بارگاہ میں ذاتی ہم غیب کا عقیدہ رکھنا درست نہیں
۱۷۳	لفظ یا رسول اللہ کنا اور مسئلہ علم غیب
"	حائضہ یا قہر میں صیامت نہیں
۱۸۴	تیمم میں اگرچہ کتب و کتابیں پڑھنے سے روکا جائے گا
	مسئلہ علم غیب
	شہد بن محمد رسول اللہ ﷺ پر اٹھتے ہوئے مناجات نہیں کرنا چاہئے، دعا یا پانی نہ
"	پڑھنے کے بعد دعا اور قبر پر ان کی مناجات نہیں

صفحہ	عنوان
۱۸۳	اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں
۱۸۵	مصیبت کے وقت حضرت جنید بغدادی کو پھرنے پر نجات کا قصہ من کھڑت ہے
"	حضور ﷺ سے بارے میں کلی علم غیب کا عقیدہ رکھنا غر ہے
۱۸۶	حضور ﷺ کو عالم الغیب نہ جاننے والے سے وعدہ نہ کرنا جائز ہے
"	نی سحالی کی جوتی کی وجہ سے بہا شہن سے ورد کا حق نہ ہونے کا قصہ من کھڑت ہے
"	اور اس جوتی کو مشکل کشا کہنا شرک ہے
"	حضور علیہ السلام نے عالم الغیب نہ ہونے کے معنی کے قصہ و دلیل بتانا
"	من کھڑت قصے بیان کرنے والے خط کے وسط میں شرک سے پناہ پانے
"	سما کو ہر اھلا کہنے والے کا وعظ نہ سنا چاہئے
۱۹۶	حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کو جانتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز نہ کا ضم
"	بر اور است اولیاء اللہ کی ارواح سے مدد مانگنا درست نہیں
"	"اغثنی یا رسول اللہ" کہنا
"	یا شیخ عبد القادر شیعہ مدد مانگنا اور یا مدد سے مدد مانگنا جائز نہیں
"	غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں
۱۹۷	مراتق یرسول اللہ کا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر کہنا
۱۹۸	مندرجہ ذیل عقائد قرآن و سنت کے خلاف ہیں
"	نبی علیہ السلام کو عالم الغیب اور حاضر ناظر سمجھنا
"	یا رسول اللہ پکارنے پر حضور علیہ السلام کا مدد کرنا
"	محبوب سبحانی اللہ تعالیٰ سے فیصلے ہونا دیتے ہیں اور مشہدات صل کرتے ہیں
"	وہیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ہر ہے
"	مندرجہ بالا عقائد کو اہلسنت والجماعت کی طرف منسوب کرنا درست نہیں
"	مندرجہ بالا عقائد کے نہ ماننے والے کو غیر مقلد، وہابی، مجددی اور کافر کہنا
"	فصل پنجم: مجلس شہادت
۲۰۱	تھر مے پیمے دس، نوں میں مجس کرانا اور ان میں شہادت ناجائز ہے
"	فصل ششم: مسند سہا موال
"	مردوں کے سنے کے بارے میں محققین علماء کا مسلک
"	فصل ہفتم: وہابی کی تحقیق
۲۰۲	وہابی فرقہ کی ابتدا سب سے ہونی مر اس کا موجود کون تھا؟ ہندوستان میں یہ فرقہ کب رونما ہوا؟

صفحہ	عنوان
۲۰۲	عائے دیوند وہابی منہ
۴	مید، شریف میں قیام سے منع کرنے والے وہابیوں کی سختی نہیں
۴	موجودہ اس بزرگان سے منع کرنے والے وہابیوں کی سختی نہیں
۴	موجودہ اس بزرگان (سنت و اتباع کرنے والوں) کو مسجد سے روکنا جائز نہیں
۴	عائے دیوند کو کافر کہنے والا ظالم ہے
۴	یہی مسجد میں جانا جائز نہیں جس میں عائے اس حق وہابیوں کو جاتا ہو
۲۰۶	عائے دیوند سب سے سب سے بڑا گروہ مقلد ہیں
۲۰۸	عالم کی توہین کرنا گناہ ہے
۴	”نماز میں حضور ﷺ کا خیال نہ رکھتے کا خیال آنے سے بہت بڑے والے کا حکم
۴	دیوند می اور غیر مقلد کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم
۴	ذہول کے ساتھ قول منہانا جائز ہے
۴	عائے دیوند وہابی اور کافر منہانا درست نہیں
۴	تقویہ، ایمان، سراط مستقیم، غیہ، قہر، قہر، قہر
۲۰۹	حضور ﷺ کو عالم الغیب اور مد تعان و شان سے سائے چھڑنے زیادہ ذلیل منہانا درست نہیں
۴	وہابی، رضا خانی، غیر مقلد، قادیانی اور رافضی وغیرہ کلمہ گو ہیں یا نہیں
۱۱۰	وہابیوں سے پیچھے نماز پڑھنا
۴	حنفیوں سے ہاں حدیث سے بالاتر ہے یہ بات درست نہیں
۴	عائے دیوند وہابی، مقلد، رافضی، مقلد منہ
۴	یہ بات میں اور اس کے بانی وہابیوں
۴	شرک و بدعت کی تردید، رسومات قبیحہ سے روکنے اور علمائے دیوند کو
۲۱۳	حق بجانب سمجھنے والے کی امامت درست ہے
۲۱۴	قبر پر افان و درست نہ کہنے، امامت و امامت میں سے ہے
۴	سہشتی زور ”معتبر کتاب ہے
	فصل ہشتم: احترام اولیاء
۲۱۵	معین الدین اجمیری کی تعریف پر سبحان اللہ وغیرہ کہنا

صفحہ	عنوان
	فصل نہم: نذر و نیاز اور فاتحہ
۲۱۶	حق ان پیر کے نام پر جلاوت کرنے اور اس سے صحت کا حکم
"	کسی بزرگ کی قبر پر چادر یا چڑھلا چڑھانا حرام ہے
۲۱۷	نیارہویں میں غرباء و مساکین کے ساتھ "دری کو کھانے کا حکم
"	نصرت و محبت کا حکم پر فاتحہ پڑھنا کی روایت سے عدت نہیں
"	تب فقہ میں نیارہویں کا ذکر نہیں، وغیرہ اللہ کے نام کا ذکر حرام ہے
"	مزار پر مٹی ہونے پر کسی مزار پر صاحب مزار کی نیاز صحت اور کھانے کا حکم
"	شہداء و یر و بیاد و حاکمات و بخت و ران کے وسیلے سے مزار پر مٹی
"	یا مارجہ مید میں شریک نہ ہونے والا اور نماز پتھر سے یا دیگر اوزار کے ساتھ کر ہیں
"	نماز عیدین کے بعد مٹی اور فلفل نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا مکروہ ہے
۲۱۸	مروجہ گیارہویں بدعت ہے.....
۲۱۹	ایسا اللہ کے مزار کے سامنے حضور و غیرہ پر فاتحہ پڑھنا کلمت نہیں
"	نیارہویں، فاتحہ، رخصت و خاطر پتہ کو لگنا زیور پہنا کر دست نہیں
"	ایسا اللہ سے محبت، و خائف کا یہ مسالہ اللہ کے نام کا صدقہ و ینذرات افعال ہیں
"	یسال ثواب کا صحیح طریقہ
۲۲۱	غوث پاک کا مقام "ہو" میں پہنچنے کا قصہ اور خط "ہو" سے نیارہویں، فاتحہ وغیرہ کا کلمت خائف شریع ہے
"	یسال ثواب کے لئے ان مقررہ کارہا درست نہیں، بہتہ مقرر کرنے سے صحت حرام نہیں ہوتا
"	سوم چہلم وغیرہ کے جواریے کے ساتھ فلفل و مٹی
۲۲۳	شب برات اور گیارہویں کی نیاز بے اصل ہے.....
"	مزار پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا.....
"	تیجہ، چہلم، نیارہویں وغیرہ کے دن مقرر کرنا بدعت ہے، لیکن اس سے صحت حرام نہیں ہوتا
"	مردوں کو گناہ سے منع کرنا اور گناہ نہ کرنا "لنار من الناس باہر" ایہ اللہ کے خلاف ہے
۳۲۴	ایساں ثواب کیسے دن "روخا خف متعین کرنا ثواب ثبوت ہے۔
"	مید میں قیام کو واجب اور اس سے چھوڑنے والے کو فاسق و بدنامی ملے، گناہ کار ہے
"	شب برات کی افضلیت اور آسمان سے ندا کی حدیث کلمت ہے یا نہیں
۲۲۶	کھانے پر فاتحہ پڑھ کر دریا میں ڈالنا جائز ہے، مرس و بھید سمجھنا غلط ہے

صفحہ	عنوان
۲۲۶	شب بارات کے موقع پر نیازیات وغیرہ ثابت نہیں
۲۲۷	میداد میں ذکر ولادت کے وقت قیام شرعاً درست نہیں
۲۲۸	قرآن کریم اور غطفہ وغیرہ پر حنا مانا جائز نہیں
۲۲۹	برسی اور عرس شریف پر حنا تقسیم برنابہ حمت ہے
۲۳۰	پہنم اور حنا وغیرہ پر فتی حنا باصل ہے
۲۳۱	قبروں پر حنا چڑھانا، میداد کرنا اور اہل قبور سے مرادیں مانگنا جائز نہیں
۲۳۱	فصل دہم: مسئلہ سجدہ تعظیمی
۲۳۱	سجدہ تعظیمی کا حکم
۲۳۱	بزرگ کے ہاتھوں کو دیکھنا اور جمع کرنا مکہ مکرمہ کے لئے جائز ہے
۲۳۱	علی نقیش برسوں نقیش وغیرہ نام رکھنے اور یہ سونامی کے لئے جائز ہے
۲۳۱	قبر کے ماتے پر سجدہ تعظیمی اور سجدہ عبادت کا حکم
۲۳۲	مرشدیہ الدین و سجدہ تعظیمی کا جائز نہیں
۲۳۳	بدعات اور اقسام شرک
۲۳۳	بدعات کا حنا رکھنے کے چپے مارنے کا حکم
۲۳۳	قریہوں میں جس سے منع کرنے والے ایمان اور مامت کا حکم
۲۳۳	مولود شریف منانا اور اس میں قیام کرنا ثابت نہیں
۲۳۵	دس محرم کو کچھڑ پکانا، شربت پکانا، نیانپڑا پسنا اور دس محرم کا کتاب اصل ہے
۲۳۵	محرم کے پہلے دس دنوں میں کھانا پکانا وغیرہ تقسیم کرنا اور کھیلنا ناجائز ہے
۲۳۶	بدعتوں میں قسمیں ہیں
۲۳۶	تندرہ اور عالم کے نام سے عمرت کرنا اور اس کا حنا برنابہ حمت ہے
۲۳۶	صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فتی کا حکم
۲۳۷	محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکانا تقسیم برنابہ حمت ہے
۲۳۷	قریہ کرنا اسکی تعظیم کرنا، تعزیہ سے منت مرادیں مانگنا اور سینہ کو ٹٹا وغیرہ سب امور حرام ہیں
۲۳۷	خیرات میرہ مہادیہ پر نصب خیرات کا اہرام کرنا اور یہ منکر و یزید کوئی حنا یا تھوڑا درست نہیں
۲۳۸	یاشین عبادت دار جیلانی شیعہ مذہب کا خلیفہ پر حنا جائز ہے
۲۳۸	قبروں پر پھولوں کے ہار کھنا جائز ہے
۲۳۸	قبر پر چادر چڑھانا یا قبر سے پاک شیعہ وغیرہ تقسیم برنابہ حمت ہے

صفحہ	عنوان
۲۳۹	تعز یہ کوہ ابھلاکنے کا حکم
۴	جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے
۲۴۰	بارہ ربیع الاول کو دکانیں بند کرنے کا حکم
۴	تعز یہ درہائی رسم ناجائز ہے
۲۴۱	رجب کے مہینے میں نبی صاحب کا رہنا شریعی حکم نہیں بلکہ بدعت ہے
۴	یوم صدیق ابہ منانے کی خواہش پر ہمارے اس فقرے سے میرے دل و لب حد تکلیف ہونی
۴	یوم صدیق شریعت و عیت و نعت میں
۲۴۲	ذو ب میں کن ہمارے میری قبر پر پختہ گندنا اور قبر پر سبب وغیرہ ہمارے کاشی حکم
۲۴۳	پانچ محرم آخر اس کو شان امامہ جانے کی غرض سے جلوس و شکر میں تعز یہ جاری کرنا
۴	اند تعان و ذات و حضور ﷺ کے ساتھ شکر و صورت میں تشبیہ دینا اور
۲۴۴	یہ کہنا کہ احمد اور احمد میں فرق صرف میم کا ہے
۴	حضور ﷺ اور پیغمبروں کے رسم و عادات کا نظر من
۴	مرد و منہا حرام ہے اس کو حلال سمجھنا کفر ہے
۲۴۵	حضور ﷺ کے لئے اند تعان و منات حدت کرنا شریعہ ہے
۲۴۶	آیت "فما مشرکون نجس" کے نزول کے بعد مشرک کے ساتھ ہمارے جانے کا حکم
۲۴۷	نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنے کو کمال، تمجید، تہنیت وغیرہ کا خیال آنے سے بدتر مانا
۴	"اند تعان و ذات کو زمان و مکان سے پاک کرنا اور یہ طرف سے دیدار الہی کو
۴	حق جانبدار عت ہے "کننے والے کا حکم
۴	تشہد میں "اسلام علیک ایھا نبی" اس خیال پر ہمارے حضور ﷺ
۴	خود سلام سنتے ہیں شرکیہ عقیدہ ہے
۲۴۸	ن باتوں سے شرک بڑھتا ہے "اور ان سے بچنے کا طریقہ
۴	نماز میں کسی بزرگ یا حضور ﷺ کا خیال آنے کا حکم
۲۴۹	جس مسجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم
۲۵۰	محرم میں شیر کا متناثر کرنا ناجائز ہے
۴	بت کی عبادت کرنا کفر ہے
۴	غیر اند کی نذر کرنا اور منہا حرام ہے

صفحہ	عنوان
۲۵۰	بہن کو مرادیں پوری کرنا اور ان کی تعظیم کو حلال سمجھنا کفر ہے
"	بہن کے منہ میں ڈال جانے کی کوشش حرام ہے
"	"نئی شہر میں معاذ اللہ حضور ﷺ کی روح ہے" کہنے والے کا حکم
"	شہر یہ رسم کو منانا اور منانے کی کوشش برنا ثواب کا حامی ہے
"	بہن کی حمایت کرنا اور ان کو قہر رکھنے کی کوشش برنا حرام ہے
۲۵۱	حضرت حسینؑ کی شہادت سے پہلے دس محرم کے دن ہونے والی رسومات
"	دس محرم کو حلوہ، کچھڑہ پکانے اور فتنہ ہونے کا حکم
"	نو محرم کو سبز پٹے پہننا، فاتحہ دلوانا اور تعزیوں پر مہندیاں چڑھانا ناجائز ہے
"	ناچ رنگ کی محفص میں قابازیاں، غیہ، کھانا، رنگلی کوچوں میں نوحہ کرنا جائز نہیں
"	کیا انیس اور دیر شعراء کے مرثیوں کا مضمون صحیح ہے؟
"	دس محرم کی روزے کا حکم
"	غریب آدمی اہل بیت کے ساتھ محبت کا اظہار کس طرح کرے؟
"	"تعزیوں اور مہندی وغیرہ سے شہادت نام نہاد، وہابی یہ نہیں غلط ہے
"	ربوب و ونڈے، رشبیرت، عہد، غیہ، پکانہ عت ہے
۲۵۲	تعزیہ بنا کر جلوس کالنا اور اس سے مرادیں مانگنا حرام ہے
۲۵۳	مقررہ تاریخ کو کسی بزرگ کا میا، منانا اور فاتحہ خوانی کرنا ناجائز ہے
۲۵۵	ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟
"	ایصال ثواب کے دن مقررہ ثواب حاصل ہے
"	کی غذا کو ایصال ثواب کے لئے خاص کرنے کا حکم
"	کیا صحابہ، تابعین اور آئمہ اربعہ کے زمانے میں حلوے کی رسم تھی؟
"	فقہاء کے کلام میں شبہ رات کے حلوے کا ذکر نہیں ہے
"	برونی مستحب کام فرائض یہ ادب سمجھا جانے لگے تو اس کو پھوڑا دین ضروری ہے
۲۵۷	سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کی باقاعدہ پابندی کرنا عت ہے
"	ولیعہ کے نام کا جھنڈا نکالنا عت ہے
"	"یاع و شہداء کی زیارت کرنا اور ان سے مرادیں مانگنے کا حکم
۲۵۸	پیش روں پر پختہ اعتقاد رکھنے کا حکم دشواں باب اکائیات عالم

صفحہ	عنوان
۲۵۸	قرآن وحدیث کی رو سے زمین وآسمان ساکن ہیں یا متحرک؟
"	بارش بادلوں سے برکتی ہے یا آسمان سے؟
۲۵۹	جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہوئی یا بعد میں
۲۶۰	یہ یہ درست ہے کہ زمینیں سات میں واران کوئیل نے یثیوں پر اٹھایا ہوا ہے
"	کیا زمین گول ہے؟
"	چاند میں روشنی آنے کو مغرب کے وقت کے لئے ولیل ٹانا
"	کتاب "ہزار مسئلہ" قابل اعتماد نہیں ہے
۲۶۱	گائے کے سینک پر زمین کا ہونا درست ہے یا نہیں؟
	گیار ہواں باب
	ذات پات، نسل، قبیلہ
	حضرت صدیق اکبر، عمر فروق، جابر بن عبد اللہ، عتیم بن ابی اسلمہ، کاسد قتی، فروقی، عثمانی
۲۶۱	مناہر درست ہے
"	صدیقی، عمر فروقی، سواہی، بے، اسے کا اپنے وقت میں مسلمانوں میں
"	چاروں خلیفوں نے اسے، اس نے، اس نے، اس نے، اس نے، اس نے
۲۶۲	بندہ لڑنے کے مسلمان ہونے سے مسلمان رہنے میں نہ سمجھتا درست نہیں
"	پتہ تین خلیفوں نے، اس نے، اس نے، اس نے، اس نے، اس نے
۲۶۳	مذہب وغیرہ صاف کرنے کا پیشہ اختیار کرنے کے وقت سمجھتا درست نہیں
"	حدیث "قد موارثا الحدیث" ثابت ہے
۲۶۴	کیا عواظ طمہ کے علاوہ بقیہ جو ہاشم سید ہیں
"	جن لوگوں کے لئے صدقینا حرم ہے ان کو سید چارنا حاضر رہی نہیں
۲۶۵	اس کے مسلمان ہونا، اس کے مسلمانوں میں فتنہ برپا کرنے کے حکم
"	یہ ہونے کے بعد سے پتہ واروں کے بڑا درد واروں کو ذلیل سمجھتا
۲۶۶	شیخ، سید، مغل، اور پٹھان کو اسی مردہ کی قوموں کو ذلیل سمجھتا درست نہیں
"	علی ذات والے غیر مسلم کو انھیں پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا
"	اعلیٰ یا ذاتی قوم والے غیر مسلم کا جو ٹھا استعمال کرنا
"	غیر مسلموں کا جو ٹھا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ ان کے منہ سے وہی نجات ملی ہوئی نہ ہو

صفحہ	عنوان
۲۶۸	یکہ رتن میں غیر مسلم کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم
۱	غیر مسلم سے مسجد میں جھارو دلوانا...
۲۶۹	کیا اصلی قوم کو چھوڑ کر لفظ "فقیر" سے نسبت بیان کرنا سلف صالحین میں رواج تھا؟...
۱	لفظ "فقیر" سے مشہور ہونے والے مسلمانوں کو حقوق سے محروم کرنا درست نہیں
۱	اپنے اصلی قبیلہ کی طرف نسبت کرنا درست ہے...
۲۷۰	مسلمان دیت غلط سے مخاطب کرنا جس سے اس کی حقارت ظاہر ہو، درست نہیں
۲۷۱	ساتھ کے مسلمان ابتداء سال سے، دینی "اور سید" ہونے جانے کی وجہ کیا ہے؟
۲۷۲	سحبہ کو نصار کا لقب دینے کی وجہ اور یہ سحابہ میں پیشی کی طرف نسبت کرنے کا رواج تھا؟
۲۷۳	میرا اسی قوم آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے...
۱	دعوت برائیم علیہ السلام کو ملک میں بھیجے جانے کے وقت کی کارنامہ عدالت نہیں
۱	پہلے کا پیشہ اختیار کرنے کی وجہ سے اپنے کو نصاریٰ کہنا
۲۷۴	نومسلم مسلمانوں کے ساتھ جھارو دینا اور ان کا بدعت میں شامل ہونے کا حکم
۱	قریش و انصار میں سے فوقیت اس کو حاصل ہے
۲۷۵	مذہب پر جھارو دینے والے نومسلموں و مسجد سے روئے لار ان کے ساتھ کھانے کا حکم
۱	مذہبوں پر جھارو دینا کسی کو اسلامی برادری سے خارج نہیں کر سکتا...
۲۷۶	کی مسلمان کا محض غیہ مسلمانوں و علی اور محض وادنیٰ قردے بر علی والوں کے ساتھ کھانے پینے کا حکم
۲۷۸	علی مسلم قوام کا دینی مسلم اقامہ سے تعلق رکھنا خلاف شریعت نہیں
۱	کی مسلمان کے لئے علمائین حاصل کرنے کی ممانعت نہیں
۱	گھٹیا مسلم اقوام کا دینی و دنیاوی ترقی کا ناٹھنا جائز ہے
۱	الی اور بزرگ، غیہ و گھٹیا قوم میں جتنی دوست ہیں
۱	یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مرتبہ دیت حاصل نہیں دیتے
۱	کیا کتاب "غایات النسب" اور اس کے ضمیمہ کے مضامین صحیح ہیں؟
	بارھواں باب
	معافی اور توبہ
۲۸۰	حقوق العباد معاف کروائے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی
۱	مجبوری کی وجہ سے سچی توبہ کرنے والے کی بیعت جائز ہے

صفحہ	عنوان
۲۸۰	حقوق اللہ سے توبہ کے بعد ان کی قضایا وصیت کرنا ضروری ہے
۲۸۱	بیس ہفتہ رہنے والے کو کافر مانتے ہیں وہ کافر ہے
۲۸۲	بار بار گناہ کر کے بار بار توبہ کرنا اچھا نہیں
۲۸۳	صرف گناہ کے ارادہ سے گناہ نہیں مکھا جاتا
۲۸۴	گناہ سے بچی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے
۲۸۵	نہایتی طور پر معذور شخص بھی گناہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوتا ہے
۲۸۶	گمراہ شخص کی توبہ قبول ہے
۲۸۷	لڑائی کی وجہ سے مولیٰ کا مخالفین پر کفر کا فتویٰ لگانا
۲۸۸	کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟
۲۸۹	زانیہ کا زنا سے کلمہ ہوا مال توبہ سے حلال نہیں ہوتا
۲۹۰	نبالگی کی حالت میں کئے ہوئے گناہوں پر پکڑ نہیں ہے
۲۹۱	گناہ سے توبہ کرنے کے بعد پھر وہی گناہ کرنا بہت برا ہے
۲۹۲	غیر ظاہری اسباب کے سبب سے گناہ کی تارت میں کسی چیز کا وعدہ پورا نہ کرنا جھوٹ نہیں ہے
۲۹۳	غیر گناہوں کی عبادت کرنا توبہ کرنے والے گناہگار سے بہتر ہے
۲۹۴	تیر ہواں باب
۲۹۵	مختلف فرقے
۲۹۶	افضل اور ذوق شیعہ
۲۹۷	شیعوں کا مذہب اور ان کے ساتھ جھانا جھانا رشتہ کرنا اور تحقیقات رحمت
۲۹۸	شیعہ امام علیہ السلام کی مسجد میں نمازیں پڑھنے کا حکم
۲۹۹	یہ شیعہ امام علیہ السلام کی مسجد میں قرآن مجید سن سکتے ہیں اور اپنے طرز پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟
۳۰۰	مسجد میں شیعہ امام علیہ السلام کو زور کو ب کرنا
۳۰۱	مسجد میں حنفی امام علیہ السلام کے پیچھے شیعوں کا نماز پڑھنا اور توبہ سے منع سننے کا حکم
۳۰۲	شیعہ کاسنی لڑکی سے نکاح منع نہیں ہوتا
۳۰۳	شیعہ کاسنی لڑکی سے نکاح منع نہیں ہوتا
۳۰۴	رافضیت اختیار کر کے حضرت عمرؓ کو گالی دینے والا مرتد ہے
۳۰۵	مرتد کے ساتھ کیسے تاؤ کیا جائے؟

صفحہ	عنوان
۲۹۰	برادری کے مرتد کے ساتھ تعلقات منقطع کرنا ضروری ہے.....
"	کیا مرتد کو برادری سے خارج کرنا ضروری ہے؟.....
"	رافضی کے ساتھ سنیوں کا کاح منعقد نہیں ہوتا.....
"	شیعوں کے ساتھ سنی مسلمانوں کا کاح جائز نہیں....
۲۹۲	لیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟.....
۲۹۴	یہ شیعہ مسلمان ہیں؟.....
"	کیا اذان میں اشھد ان ولی اللہ کہنا خلفائے ثلاثہ پر تہ ہے؟.....
"	مسلمانوں پر نئی عن المعصر کرنا فرض ہے.....
۲۹۵	سیدنا امیر معاویہ و عثمان کے تھامیہ و کابیاں، سینہ البرافضی اور سرہ ہے.....
۲۹۶	مذکورہ شعر کہنا درست نہیں.....
"	یہ مقدمہ "یزید و عبدالرحمن بن ابی بکر، خید، مسلمانوں سے پیشوا ہیں" میں مفتی صاحب کا گواہی دینا غلط ہے.....
"	مقدمہ جو پور میں شہادت کی نقل کی طلب.....
"	شیعہ سنی یہ کون تھے؟.....
"	رشید احمد گندوی کے مذکورہ فتویٰ "توح مذہب ہاری کے معنی درست ہو گئے" کا یہ مطلب ہے.....
۲۹۷	کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟.....
۲۹۸	یادگار حسینی میں شرکت حرام ہے.....
"	یادگار حسینی کی تکذیب کرنا ثواب کا کام ہے.....
"	اہلسنت والجماعت کے جلسہ یادگار حسینی میں شرکت کا شرعی حکم.....
"	جلسہ یادگار حسینی کے خلاف کوشش، سنی رناتواب کا کام ہے.....
"	حسین کو قتل کرنے والوں اور یزید کو کابیاں، رینا جاہز نہیں.....
۲۹۹	قریہ کا نام ماتم کرنا ناجائز ہے.....
"	شیعہ کا فن دفن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں.....
	فصل دوم 'فرقہ دہریہ'
۳۰۰	زمانہ کو یہ ماندارست نہیں.....
۳۰۱	مونا شیل کے عقائد کیا تھے؟.....

صفحہ	عنوان
	فصل سوم: فرقہ خاکساراں
۳۰۲	مذکورہ عقائد کا حامل دائرہ اسلام سے خارج ہے.....
"	مذکورہ عقائد والوں کی حمایت کیا اسلام سے خارج ہے
"	مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی لوائیگی ضروری ہے
"	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں
"	فوجی پرفیس سے تحریک خاکساراں میں شامل ہونا قتل سے خوف ہے
"	اپنے ساتھ پلچہ رکھنے کا شرعی حکم.....
"	"سلف کا اجتہاد کافی نہیں ہے" کہنے والے کا حکم.....
۳۰۳	حکم ۱۰۰ جہ سے تحریک خاکساراں میں شمولیت سے رتد لازم نہیں آتا
۳۰۶	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے والے کا بیان خط سے میں ہے
"	تحریک خاکساراں سے متعلق خط سے مفتی اعظم نے رائے
۳۰۷	تحریک خاکساراں سے عقائد مسلمانوں سے غلط ثابت ہیں
۳۰۹	تحریک خاکساراں پر مکتبہ تبہ و
۳۱۰	تحریک خاکساراں غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں
"	تحریک خاکساراں میں شامل ہونے سے محمدی اختیار برافضوری ہے
"	تحریک میں شمولیت پر اندازہ رائے کے غلطی پر ہیں
"	تحریک خاکساراں کے جلسے جموں میں شرکت ناجائز ہے اور اس سے منع کرنا واجب ہے
"	تحریک خاکساراں کی مدد و ترویج تعریف کرنا ناجائز ہے.....
۳۱۲	تحریک خاکساراں میں شامل ہونا جائز نہیں.....
"	کتاب "مذکرہ" کے مضامین کفر و اخلال پر مبنی ہیں.....
"	تحریک خاکساراں نے اپنے عقائد و مانت درست نہیں
"	اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہان ٹریڈنگ سیمینٹ ضروری ہے
۳۱۳	عامہ مشرقی کے عقائد سے اسلامی اعلان کرنے والے خاکساراں مسلمان ہیں یا نہیں؟
"	ایسے لوگوں کو کافر کہنے والے کا حکم.....
۳۱۵	تحریک خاکساراں کا بانی علامہ مشرقی کافر ہے.....
"	مرتد کے حکم پر جانیں قربان کرنے والے شہید ہیں یا نہیں؟

صفحہ	عنوان
۳۱۵	تریب خیر سے متوہین و شہید بننے والے کا حکم
۳۱۷	علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی اہم اور حرام ہے...
"	علامہ مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا غلط ہے...
"	علامہ مشرقی اور اس کے رضا کاروں کے ساتھ اتحاد قتل کرنے کا حکم.....
۳۱۸	علامہ مشرقی کا فر اور اس کی اتباع کرنے والے گمراہ ہیں.....
	فصل چہارم: فرقہ قادیانی
۳۱۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں.....
"	قرآنی آیت "من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق بلا تردد حضور ﷺ ہیں.....
"	حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا الہامی مردود اور گمراہ ہے.....
۳۲۰	مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہب اقصیٰ کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں اور ان سے رشتہ کرنا جائز نہیں
"	میں یہی میں سے ایک ہوں۔ غلام احمد قادیانی نے اقوام کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا
۳۲۲	مرزائیوں کے فقہ کا حکم.....
"	مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر ہیں.....
۳۲۳	قادیانی یا انہو اچھے سمجھنے والوں سے رشتہ قریبی و دور کرنا جائز نہیں
"	قادیانیوں سے حتمی جانے والے باہرہ و مومن سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں
۳۲۴	ایک فتویٰ کی تصدیق.....
۳۲۵	علمائے ربانین مرزا غلام احمد کو کافر سمجھتے ہیں
"	مرزا غلام احمد کی تصدیق کرنے والے باغی ہیں
"	قادیانیوں سے ہر قسم قطع تعلق ضروری ہے.....
"	قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کی نہ
"	کیا نسلی مرزائی اہل کتاب کے حکم میں ہیں؟
"	غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والوں اور اپنے آپ کو پیغمبروں کا ہمارے والے اور آپ
۳۲۶	تبلیغ کے لئے قادیانیوں کو چند دین جائز نہیں.....
۳۲۷	قادیانی کا کلمہ پڑھ کر مرنے والے کے جنازہ میں شرکت کا حکم
۳۲۸	اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا جائز نہیں.....
"	جس انجمن میں قادیانی ممبر ہوں اس میں شرکت ناجائز ہے.....

صفحہ	عنوان
۳۲۸	کیا قادیانی مرتد ہیں؟
	فصل پنجم فرقہ مودودی
"	کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟
"	جماعت اسلامی رکن ہفتا جائز ہے
	فصل ششم فرقہ مہدویہ
۳۲۹	فرقہ مہدویہ کا نیکو حرام ہے
	فصل ہفتم: فرقہ حراں (سندھ)
	کی انسان کو خدا سمجھنے اور بیت اللہ سے عداوت کی جہد چاہئے اور
"	قبر کو سجدہ کرنے والے محمد اور زندقہ ہیں
"	مذکورہ افعال کرنے والے لوگوں سے رشتہ کرنا جائز نہیں
"	یہ آپ سے منع شدہ نکاح و قائم رہا جائے
۳۳۰	کی یہ کوہم برسل سمجھنا اور بیت اللہ سے عداوت کی جہد چاہئے
"	کفر اور خوف کفر میں فرق
	چودھواں باب
	تقلید و اجتہاد
۳۳۱	غیر مقلدین کی اہمیت، ان کا منہ سنا اور ان سے تحقیقات کا حکم
۳۳۲	تقلید والوں کو شرک سے والوں کی اہمیت درست نہیں
"	غیر مقلدین کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے
۳۳۳	اہل حدیث مسلمانوں اور اہلسنت وجماعت میں سے ہیں ان کے ساتھ نکاح کرنا درست ہے
"	غیر مقلدین کو کافر کہنے والے کا حکم
"	اہل حدیث عورت سے غسل دینے کی وجہ سے میت کی نماز جنازہ نہ پڑھنا
"	جنازہ میں اہل حدیث کے شامل نہ ہونے کی وجہ سے میت کو جنتی نہ
"	کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟
۳۳۴	مام کے پیچھے قرأت ورینے پر باتھ باندھنے کا حکم
"	کیا حضور ﷺ نے پوری عمر رفع یدین کیا؟
"	تراویح کی رکعت کی صحیح تعداد کیا ہے؟

صفحہ	عنوان
۳۳۴	اہل حدیث کا دعویٰ کہ ان کا گروہ ہی جنتی ہے باطل ہے...
۳۳۵	غیر مقلدین کی وجہ سے جماعت کے وقت سے نماز پڑھنے کا حکم
"	حنفی کے غیر مقلدین چاہے نماز پڑھنے کا حکم
"	غیر مقلدین کو کافو کہنے والا گناہ گار ہے.....
"	غیر مقلدین کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے.....
"	غیر مقلدین کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے.....
"	یہ روایات تقلید قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟
"	یہ درست نہیں کہ تقلید روایت حدیث پر عمل نہیں ہوتا
"	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے ائمہ کی پیروی کیوں؟
"	یہ ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے
"	ائمہ روایت کی تقلید کرتے ہیں؟
"	ائمہ کی بات قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی ہے.....
"	ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟
۳۳۷	چاروں ائمہوں کا مذہب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق ہے
"	مجتہد کی تعریف اور مجتہد کیا ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟.....
"	ایماں اعظم نے شریعت کے.....
۳۳۸	مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟.....
"	حنفی مذہب چھوڑ کر شافعی مذہب اختیار کرنا.....
	پندرہواں باب
	متفرقات
۳۳۹	حضرت حسینؑ کی شہادت کو دہلیوں کے گناہوں کا غارہ منہا صل اور بے گناہیوں ہے
۳۴۱	کسی خاص جیسے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہتا.....
"	کیا ہر شر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟.....
۳۴۲	انتیس کے چاند کی صرف خبر سن کر افطار کرنا جائز نہیں.....
"	شریعت کے روئے سے ہر فعل یا نہی کے سہ کارانہ اپنی استطاعت کے مطابق ضروری ہے
"	دوہ کو صرف ایک جماعت کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کا پابند بنانا شریعت کے خلاف ہے

صفحہ	عنوان
۳۴۳	یہ شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں نہ دینی ہیں
"	یہ لفظ "عقراں پناہ" غیر خدا پر ہونا چاہتا ہے؟
"	شہد کے رطلات مباحذہ آمیزہ کی تائید کرنا جائز نہیں
"	یزید وہ فرشتے اور اس پر قدرت کے حکم
"	یہ شبلی کی نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۴۵	یہ شبلی کی نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۴۶	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۴۷	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۴۸	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۴۹	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۵۰	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۵۱	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
"	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق
۳۵۲	یہ شبلی نے اپنے بعض نسبت یہ عقائد کے تائید و تحقیق

صفحہ	عنوان
۳۵۲	من عقائد کی وجہ سے علامہ مشرقی کو کافر کہا گیا؟
۳۵۳	نہ کورہ چند علماء و بزرگان دین و اقتدار دست قہریہ نہیں
"	بے نمازی کے باقی نیک اعمال قابل قبول ہیں
۳۵۵	نرسن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت ہونے والے کا حکم
"	کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرف ایک پتھر ہے؟
۳۵۶	نبی علیہ السلام کی طرف منسوب آثار کی عزت و تکریم کرنے کا حکم
۳۵۹	امت کا تہتر گروہوں میں تقسیم ہونے والی حدیث و تحقیق
"	حضور ﷺ اور صحابہ کی مکمل پیروی کرنے والا فرقہ کون سا ہے؟
۳۶۰	شیخ عبد القدور جیلانی کو "قدوۃ" تین امام احمد یقین اور حامی علی القدر و اتقناء "کہنا جائز ہے
۳۶۱	صرف گناہ کے گراؤنے سے گناہ نہیں لکھا جاتا۔
"	نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے۔
۳۶۲	یادرج ذیل شعر حضور ﷺ و تن میں بے دلی ہے؟
"	فعال میں عقل دل کے تابع ہے
۳۶۳	یہ مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت و اجماعت سے عقائد ہیں؟
۳۶۶	حضرات علمائے دیوبند کو کفر کہنا جائز ہے
"	درج ذیل شعراء کے خدشہ کو شش و ثواب کا کام ہے
۳۶۷	حضرت شاہ عبد اعزیز محدث دہلوی، میر حامد مقدس اور بزرگ جہاں ان کی تصنیفات معتبر ہیں
۳۶۸	من مہرست و نصرت ناموں پر یقین نہا جہالت اور غنا ہے
۳۶۹	کیا قرآن میں قیامت و قیامت کا ذکر موجود نہیں ہے
۳۷۰	شریعت و روئے سے درج ذیل اشعار کا حکم
۳۷۱	غیر ذیل لکھے کسی پر زنا کی تہمت کا اہل حق و آں کی بے ادبی کرنا

ابتدائیہ

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله على نعمه الظاهرة والباطنة قديماً وحديثاً والصلاة والسلام على نبيه
ورسوله محمد وآله وصحبه الذين ساروا في بصرة دبه سيرا حثيثاً وعلى اتباعهم
الذين ورثوا العلم والعلماء ورثة الانبياء اكرم بهم وارثا وموروثا

اما بعد:

جس طرح قرآن مجید خدا کی آخری کتاب اور پیغمبر اسلام سلسلہ نبوت کی آخری رُزی ہے اسی طرح اسلام کا
پیش کیا ہوا نظام حیات سب سے آخری ابدی اور مکمل دستور ہے، یہ نہ صرف اسلام کا دعویٰ ہے بلکہ ایک طویل تاریخ
ہے جو اس کی تصدیق کرتی آرہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان کے خواہشات نظام ہیں، ان
میں قوانین کی تدوین میں موجود اسباب وقتی مسائل اور ذرائع کی رعایت کی جاتی ہے مسائل اور اسباب کی
خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ہمیشہ تبدیلی اور تغیر پیش آتا رہتا ہے اس لئے ان قوانین کا بھی حال یہ ہوتا ہے کہ ایک
زمانہ گزرنے کے بعد دوسرے زمانے میں وہ فرسودہ اور بکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اسلامی قانون میں
انسان اور اس کی فطرت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

انسانی فطرت ہمیشہ یکساں رہتی ہے مثلاً مسرت و غم، آرام و تکلیف، غصہ و رحم، دوستی و دشمنی اور مختلف
واقعات پر منفی و مثبت رد عمل کھانے پینے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتیں اور اس میں خوب سے خوب تر کی تلاش کا
جذبہ، یہ چیزیں ہیں جو ابتدائے آفرینش سے انسان میں ہیں۔ اور جب تک انسان رہے گا اس کی یہ خصوصیات بھی
قائم رہیں گی۔ اب فطری بات ہے کہ جس دستور حیات میں مرکزی حیثیت انہی امور کو دی جائے گی وہ خود بھی ابدی
اور لافانی ہوگا۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو ایسا نہیں جس میں اسلام نے اس کی راہنمائی نہ کی ہو، پھر اسلام کے پاس
فقہ و قانون کا جو ذخیرہ موجود ہے وہ قانونی و قیقہ نبی اور ظرف نگاہی، مصالح کی رعایت اور انسانی فطرت سے ہم
آہنگی کا شاہکار ہے اور دنیا کے کسی جدید سے جدید قانون کو بھی اس کے مقابلے میں پیش کرنا مشکل ہے۔

فقہائے اسلام نے اپنی بالغ نظری اور بلند نگاہی سے انسانی زندگی کے جزئیات کا اس قدر احاطہ کیا ہے کہ
بجا طور پر آج کی اس نئی دنیا میں بھی ایسے کم ہی مسائل ملیں گے جن کے لئے فقہ کے اس قدیم ذخیرہ میں کوئی نظیر
موجود نہ ہو۔ بالخصوص فقہائے احناف کے یہاں چونکہ فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اس لئے ان کی کتب فقہ میں
جامعیت اور وسعت اور بھی زیادہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاویٰ مدون کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اپنی

خصوصیت اور شان ہے۔ ”ہر گز رتبہ و بولے دیکھ راست“ کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا یہ مقام ہے، لیکن حضرات علماء دیوبند لکھنؤ سوانح کے فتاویٰ اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و تحقیق کے ہاں حاصل ہے اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا، آج وہ وی لاہیری یا دارالافتاء ہے جو فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ خلیلیہ، اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو یا جہاں ان مذکورۃ السدر کتابوں و چھوڑ کر کوئی مفتی فتویٰ دے سکتا ہو۔ ان ہی کتاب فتاویٰ میں سے ایک ”کفایت المفتی“ ہے جو حضرت اقدس فقہیہ ہند ابو حنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے منسوب ہے اس کتاب میں مندرجہ فتاویٰ بات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب موصوف کا نام ہی کافی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ کی عبارتوں میں بامعیت اور مامیت سے وہی شخص واقف ہوگا۔ جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاویٰ کی کتاب سے منکالے میں سے فائدہ حاصل کیا ہو اور مفتی سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت عظیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے، ورقید امتہ ازی کے طور پر فرمایا جاتا ہے، اس لئے نکتہ ان کی کسی تحریر میں لکھ و بیونت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی صاحب و جن نویوں کے ذریعہ ان کا اعتراف وہی نہیں کر سکتا ہے جس نے آپ کو دیکھا ہو یا آپ کے علوم کا مطالعہ کیا ہو، تاہم ”کفایت المفتی“ میں مندرجہ فتاویٰ حضرت مفتی صاحب کے مستقل تصنیف اور تحقیقات نہیں، بلکہ مالمین اور مستفتی حضرات کے سوالات کے جوابات ہیں، اس لئے ان میں قدرے اختصار سے کام لیا گیا ہے مصادر اور ماخذ کا ذکر نہیں کیا گیا ہے اہل علم و دانش کے مزید افادہ کے لئے ”دارالافتاء جامعہ فاروقیہ برائے“ نے شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی کے اساتذہ اور محققین نے بڑی باہنہ کیساتھ اس کی تخریج کی ہے اور ہر مسئلے کا عنوان قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو پڑھنے والوں کے لئے نافع، مقبول اور کام کرنے والوں کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حیر حلفہ محمد و علی الہ وصحبہ اجمعین

حضرت مولانا مشتق کفایت اندر رحمۃ اللہ علیہ

مختصر سوانح، علمی آثار و سیاسی کارناموں پر طائرانہ نظر

خاندانی پس منظر

تقریباً تین صدی پہلے جزیرۃ العرب کے جنوبی ساحلی خطے میں بننے والے اہل من بغرض تجارت بادیانی کشتیوں کے ذریعے ہندوستان آتے بحرین سے موٹی خرید لریہاں اتے اور تجارتی سامان و مصالحات لے کر عرب علاقوں میں فروخت کرتے ایسی ہی بادیانی کشتی کو ساحل مراد سے پیشتر تندھو فانی موجوں نے آکھیرا، چند ثانیوں بعد یہ سفینہ طوفان کی تاب نہ لا کر شکست وریخت اور اہل سفینہ دریا برد ہو کر آخرت کو سدھار گئے، کوئی ذی نفس زندہ نہ بچا سوائے اس مسن بچے کے جو تین پر بہتا ہوا ساحل پہنچ بھوپال کا کوئی باشندہ اس کو ساحل سے اپنے ساتھ لے آیا یہ مسن بچہ جس کا نام شیخ جمال تھا اور جو اس بد نصیب قافلہ کے سردار کا بیٹا تھا، اسی شخص کے زیر تربیت اور اسی کے سایہ شفقت میں پرورش پاتا رہا اس خدا ترس انسان نے اپنے خاندان کی دو شیرہ سے شادی کروا کے شیخ جمال کو اپنی فرزندگی میں لے لیا یہی شیخ جمال مفتی صاحب قدس سرہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔

پتھ عرصہ بعد یہ خاندان بھوپال سے نقل مکانی کر کے شامیہاں پور میں آباد ہو گیا اور یہیں بودوباش اختیار کی یہاں کے محلہ ”سب زئی“ میں حضرت مفتی صاحب ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے اور ان محلہ کو آپ کا منشاے طفولیت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ آپ کے والد بڑے متقی، پرہیزگار، صالح اور صاحب نسبت بزرگ تھے، کثیر العیال تھے، تنگی معاش کے باوجود بڑی عالی ہمتی و جفا نشی سے نامساعد حالات سے نبرد آزما رہے، اپنے فرزند و جگر گوشہ کے بارے میں بڑے بلند الفاظ میں اظہار فرماتے کہ میں اس کو عالم دین بنانا چاہتا ہوں۔

تعلیم

پانچ برس کی عمر میں حافظ برکت اللہ صاحب کے مکتب میں تعلیم کا آغاز ہوا قرآن مجید اسی مکتب میں تم کر کے اردو و فارسی کی ابتدائی تعلیم حافظ نسیم اللہ کے مکتب واقع محلہ ”درک زئی“ میں حاصل کی مکتبوں سے فراغت و سیرابی کے بعد محلہ خلیل شرقی میں مولوی اعزاز حسن خان کے مدرسہ اعزازیہ میں داخلہ لیا فارسی ادب کی کتاب ”سکندر نامہ“ اور عربی کی ابتدائی کتب ایک ماہر فن استاذ حافظ بدھن خان کے زیر سایہ شروع کیں اسی مدرسے کے ایک اور استاذ محترم مولانا عبید الحق خان افغانی جو مولانا لطف اللہ علی گڑھی جیسے شہرہ آفاق عالم کے شاگرد تھے، کے حضور زانوئے تلمذ طے کئے۔

مولانا عبید اللہ کی نگاہ جو ہر شناس سے آپ کے وہی کمالات و فطری صلاحیتیں چھن نہ سکیں، جلد ہی آپ کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لڑکا آگے چل کر بڑا نام پیدا کرے گا۔ بنا بریں آپ کے والد کو مشورہ دیا کہ صاحبزادہ کو اعلیٰ تعلیم

سے لے دیو بند شیخ دین والدین واپسی غریب و تنگ دستی اور صاحبزادہ کی خرد مالی کی وجہ سے تردد ہوا اور وہ اس مشورہ پر رضامند نہ ہوئے۔ مفتی صاحب اس وقت اپنی عمر کی پندرہ بہاریں، لکھ چکے تھے۔ بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ مدرسہ شاہی مراد آباد میں سلسلہ تعلیم جاری رہے، چنانچہ آپ وہاں داخل ہوئے اور حضرت مولانا عبد اعلیٰ میہ شی مرحوم (تلمیذ رشید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی) اور مولانا محمد حسن وغیرہ سے کسب فیض کیا یہاں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۱۲ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اس زمانہ میں دارالعلوم کے مہتمم مولانا محمد منیر صاحب اور صدر مدرس شیخ الہند مولانا محمد حسن صاحب تھے۔ دیوبند میں درج ذیل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی شیخ الہند مولانا محمد حسن، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا حیدر محمد حسن (مولانا محمد حسن سے چھوٹے بھائی)، مولانا منہاج علی مرحوم وغیرہ قیام دیوبند کے زمانہ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ان کے بھائی مولانا سید احمد فیض آبادی، مولانا عبدالحق شاہ جہانپوری وغیرہ۔ حضرت مفتی صاحب کے خصوصی رفقاء میں رہے۔ اسی طرح دور وحدیث سے سال مولانا محمد انور شاہ شمیمی، مولانا محمد شفیع دیوبندی (شیخ الحدیث مدرسہ عبدالباقی)، مولانا ضیاء الحق اور مولانا امین الدین وغیرہ آپ سے شریک درس رہے۔

فراغت و تدریس

آپ تقریباً ۲۲ برس کی عمر میں ۱۳۱۵ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہو کر وطن مالوف واپس آ گئے۔ وہاں آپ کے استاذ و مربی اول مولانا عبیدالحق خان صاحب مدرسہ اعزازیہ میں مبتدیین کے طلبہ سے الہام داشتہ ہو کر ۱۳۱۴ھ میں مدرسہ عین العلم کی بنیاد ڈال چکے تھے، جب آپ شاہ جہانپور پہنچے تو انہوں نے آپ کو اپنے مدرسہ میں مدرس مقرر کیا، حضرت مفتی صاحب مدرسہ عین العلم کے تمام انتظامی امور حسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ اگرچہ مدرسہ کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی رہی اور اساتذہ کی تنخواہ میں بجائے ترقی، تنزل آتا گیا، لیکن آپ دین کے مال و متاع سے تمام تر استغناء کے ساتھ اپنے استاذ مولانا عبیدالحق خان صاحب کی وفات بتاریخ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک تقریباً پانچ سال پورے انہماک و اخلاص کے ساتھ مسند تدریس پر رونق افروز رہے مدرسہ عین العلم میں آپ سے مستفید ہونے والوں میں مولانا حافظ اعزاز علی (استاذ ادب و فقہ دارالعلوم دیوبند) اور مفتی مہدی حسن (مفتی دارالعلوم دیوبند) سرفہرست ہیں۔

اسی زمانہ میں آپ کے رفیق خاص مولانا امین الدین نے دہلی میں مدرسہ امینیہ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی جس کے صدر مدرس مولانا انور شاہ شمیمی مقرر ہوئے تھے لیکن کچھ خانگی وجوہات اور والد محترم کے اصرار پر آپ کو وطن واپس جانا پڑا۔ ان کے جانے کے بعد مولانا امین الدین کے ایماء پر حضرت مفتی صاحب مدرسہ امینیہ دہلی تشریف آ کر مسند تدریس پر متمسک ہوئے۔ رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۲۰ء میں مولانا امین الدین کا انتقال ہوا۔ انہی دنوں حضرت شیخ الہند مالنا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔ انہوں نے اپنی موجودگی میں ۹ شوال ۱۳۲۸ھ میں ایک بڑے جلسے کے منہور آپ کو مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

اسی طرح مدرسہ عالیہ فتح پور کے اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کو تفویض کی گئی، جس کے بعد مدرسہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور اس کا تعلیمی معیار اس قدر بلند ہوا کہ مولوی فاضل کے امتحان میں اس مدرسہ کے طلبہ ہر سال اول درجہ پر کامیاب ہوتے اور پنجاب یونیورسٹی سے تمغہ حاصل کرتے۔

خانگی زندگی

آپ کی پہلی شادی مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کی تدریس کے دوران ہوئی، اس زوجہ سے ایک لڑکا و ایک لڑکی تولید ہوئے، لیکن بچپن ہی میں فوت ہوئے، چھ عرصہ بعد رفیقہ حیات بھی داغ مفارقت دے گئی۔ بعد ازاں دوسرا عقد آپ نے جناب شرف الدین کی صاحبزادی سے کیا، ان سے سات اولادیں ہوئیں (جن میں دو لڑکے دو لڑکیاں بقید حیات رہیں)۔

دہلی میں مدرسہ امینیہ کی تدریس سے ماتھ آپ انجمن ہدایت الاسلام کے فتنہ میں بطور محاسب کام کرتے رہے، لیکن چھ عرصہ بعد آپ نے بخش اس وجہ سے مابزمت و فتنہ یا اکتفا کر بعض غلط و ناجائز حسابات آپ کو ملنے پڑتے تھے جس کی آپ کی دینی سمیت روادار نہ تھی۔ بعد ازیں ۱۳۲۳ھ میں حافظ زاہد سن امروہوی کی شرکت میں کتابوں کی تجارت شروع کی، لیکن یہ شہرت بھی زیادہ دن نہ چلی۔ پھر مولوی عبدالغنی دہلوی کے ساتھ شہرت کی، جس کے نتیجہ میں اتب خانہ ریہ قائم ہوا۔ یہ اتب خانہ آپ کی وفات اور اس کے بعد تک قائم رہا۔

دینی خدمات

حضرت مفتی صاحب نے اپنی حیات مستعار اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کر لی تھی، تشنگان علوم شریعہ کی سیرابی اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت کے لئے آپ نے اپنا عیش و آرام تہہ دیا، اور اسی کو اپنا مطمح نظر اور ہدف زندگی قرار دیا۔ اسی کے ماتھ آپ نے اپنے فقہی خدا دادہ وق کے ذریعے اسلام کی جو خدمت انجام دی وہ رائق و نیا تک یاد رہے لی مدرسہ میں اعلیٰ تعلیم کی تدریس کے دوران ہی آپ نے فتویٰ نویسی کا شغل جاری فرما دیا تھا۔ سب سے پہلا فتویٰ جو بہت مدلل و مبسوط تھا اس نوشاہی بہا پور کے تمام علماء و رخاص آپ کے استاذ مولانا جید الحق صاحب نے بہت سراہا۔ دہلی منتقل ہونے کے بعد دہلی کی تمام عدالتوں میں آپ کے فتویٰ کو معتبر سمجھا جانے لگا، اور آپ کی صاف و واضح تحریر سے عدالتوں کو کافی آسانی ہو گئی۔

خود فرماتے تھے کہ حصول تعلیم کے زمانہ میں، میں نے اگرچہ بہت مسنت لی، مگر فقہاء کے معاملہ میں بڑی احتیاط و حزم سے کام لیا کرتا تھا۔

فرق باطلہ کا تعاقب

حضرت مفتی صاحب اسلام بالخصوص، یونیدی متبہ فکر کے ضمیمہ ترجمان حق اسلامی عقائد کا دفاع اور مسلمانوں کو فرق باطلہ سے مراد خدا سے چاٹا نہ صرف آپ کا نصب العین بلکہ مقصد حیات تھا۔ تحریک خلافت کے

خاتمہ کے بعد ۱۹۲۲ء میں جب سوامی شروہانند نے شدھی کی تحریک شروع کی اور ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنایا تو آپ نے بحیثیت صدر ہندویت علماء ہند اس کی روک تھام کے لئے ہشتیس شروع میں تبلیغی وفد بھیجے گئے اور جیسے جیسے رائے رائے عامہ قائم و قائمہ پیدا کیا آپ نے اس پر اتفاق نہیں کیا بلکہ خود بھی ایسے وفد کے مرتد ہوئے۔
انھیں پتہ اور وہاں کے مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا۔

روحانیت

شدھی تحریک کی طرف آپ نے دوسری باطل تحریکوں اور فتنوں کی سہولت میں بھی لولی و قیت اٹھانے رکھا جیسا کہ مشنریاں جو حکومت کی سہولت میں پورے ملک خاص مسلمانوں کو مرتد بنانا پرتی تھیں نہ صرف مفتی صاحب نے ان کا مقابلہ کر کے نہ صرف سپاہی پر مجبور کیا بلکہ انھیں ملک بدر ہونا پڑا۔ بین الاقوامی سطح پر آپ اس وقت ریسے ساتھ مسلمانوں سے مناظرہ کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے مواضع اعلیٰ اس زمانے سے ایک منظرہ کا حال اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”میں حضرت مفتی صاحب سے شام بھانپنے میں سندرنامہ پڑھتا تھا۔ معلوم ہوا کہ بڑی منڈی میں مسلمانوں نے اسلام اور اسلامی اسلام کے خلاف بغاوت بنی شروع کر دی ہے۔ حضرت مفتی اعظم اپنے ایک شمارہ کے رتبہ میں جاتے اور ان بد زبانوں پر اعتراضات شروع کر دیے، اول تو وہ یہ سمجھے کہ لولی و قیت ناواقف بول رہا ہے۔ اعتراضات کی اہمیت نے بتایا کہ متغض لولی و قیت نہیں۔ تو مناظرہ سے انکار کرے گا۔ شروع کر دیں۔ حضرت نے تقریباً اس قدم سے قسیدہ پڑھ کر ان اعتراضات کا جواب دیا اور اسے مسلمان ہی سے ان پر اعتراضات شروع کر دیے۔ ہنست تک یہ سادہ پتہ رہا پھر تم ہو یہ اور اس طرف تم ہو کہ مسلمانوں کی تقریر میں بوجہ میرے (کہ میں یہ داشت مرتب کرنے کی غرض سے جایا کرتا تھا) کو کوئی ایک متغض بھی ان کے پاس نہ جایا کرتا تھا“

انگریزی سامراج نے برصغیر میں اپنی حکومت کی زندگی بڑھانے اور حمایت کی نشر و اشاعت کے لئے ان تحریکوں ہی کا سہارا نہیں لیا بلکہ انھیں ایسے قانونی اقدامات بھی سے جو اس کی پالیسی میں مددگار ثابت ہو سکتے تھے۔ ساردا ایکٹ ۱۹۲۹ء، مغلوط شادیوں کا ایکٹ ایسے قانون مثالی میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم نے اس قانون کی مخالفت اور مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے ۱۹۲۹ء میں ”مجلس تحفظ ناموس شریعت“ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور عام ایجنسیشن اور قانون شکنی کا اعلان کیا، خود بھی اس قانون شکنی میں شریک ہوئے۔ ”ساردا ایکٹ“ پر آپ کی معرکہ آراء تنقید اہل علم حلقوں میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور آپ کی یہ تحریک پورے طور کامیاب ہوئی۔

روحانیت

آپ قادیانیوں کا تعاقب کرنے کے حقیقی چہرہ و دنیا کے سامنے پیش کرنے اور ان کے بے بنیاد مذہب

کی حقیقت اور پس پردہ کارفرما ناصر کے مقصد و مسلمانوں پر واضح کرنے میں بھی پیش پیش رہے۔ چنانچہ شاجہانپور میں ایک تاجر حاجی عبدالقدیر، حافظ سید علی اور حافظ مختار احمد نے ذریعہ فتنہ قادیانیت نے ہاتھ پیر پھیلاتے شروع کئے تو مولوی محمد ابرام اللہ خان مرحوم نے ان کے رد میں مضامین لکھے، حضرت مفتی صاحب نے اس کو ناکافی سمجھ کر خود ایک رسالہ ”البرہان“ جاری کیا جس کے مدیر آپ خود تھے۔ اس کا پہلا شمارہ شعبان ۱۳۲۱ھ میں شائع ہوا اور غالباً اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ آپ نے جہلی میں اقامت طے نہ فرمائی۔ اس رسالے میں قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی زبردست تردید ہوتی تھی۔

فتویٰ نویسی

پہلے بتایا جا چکا کہ مفتی صاحب نے شاجہانپور سے زمانے سے ہی فتویٰ نویسی کا کام شروع فرمایا تھا اور یہ سلسلہ دہلی میں بھی جاری رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً پچاس سال کے عرصے میں آپ نے لاکھوں فتاویٰ کے جوابات دیئے اس طرح آپ کے فتاویٰ کا عظیم الشان ذخیرہ، جزییات فقہ اسلامی کا ازالہ خزانہ اور فقہ اسلامی میں بیش بہا اضافہ ہے۔

فتویٰ نویسی اپنے آپ ہر وقت مصروف رہتے، عام طور پر تدریس سے فارغ ہونے کے بعد دوپہر کے لھانے سے پہلے ضروری مسائل کے جوابات تحریر فرمایا کرتے، لیکن اگر کوئی وقت مقررہ سے پہلے بھی آتا تو اس وقت اپنا کام چھوڑ کر پہلے جواب تحریر فرما کر مسائل کو رخصت فرماتے ایسا بھی ہوا کہ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کوئی مسئلہ دریافت کرنے آیا تو آپ کھانا چھوڑ رفتهی نویسی میں مشغول ہو گئے کوئی اگر بازار میں مسئلہ آپ نے پاس آتا تو وہیں اسی گونے میں بیٹھ کر جواب تحریر فرماتے آپ سے جوابات پر تمام علماء اور آپ کے اہل تاذہ و کمال اعتماد تھا چنانچہ جب انگریزوں سے ترک موالات کے زمانے میں لوگوں نے حضرت شیخ الہند سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس مسئلہ میں فتویٰ دینے کے لئے جن تین حضرات کے نام تجویز کئے ان میں حضرت مفتی صاحب کا نام کرامی سرفہرست تھا، حضرت مفتی صاحب کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت تھی کہ نہایت مختصر مگر مدلل اور عبارت واضح ہوتی کہ ہر ایک اس کو سمجھ سکے اسی وجہ سے آپ کے فتاویٰ علماء عوام اور علماء التوا میں یکساں مشہور اور مقبول تھے۔

تصانیف

حضرت مفتی صاحب کے اوقات بہت مصروف رہتے، تدریسی اور سیاسی سررمیاں، فتویٰ نویسی کا کام، مختلف اداروں کی سرپرستی کی وجہ سے ہر وقت مشغول میں گھر سے رہتے، باریں ہمہ تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا بہت مشکل تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے اس میدان میں بھی نہ چھوڑا۔ آپ کی مشہور و معروف تالیف ”تعلیم الاسلام“ ہے جو آپ نے بچوں کے لئے سوال و جواب کی شکل میں تحریر فرمائی مگر حقیقت یہ ہے کہ بڑے بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

یہ کتاب نہایت ضروری اسلامی عقائد اور اعمال پر مشتمل اور پاکستان و ہند کے اسلامی مدارس میں داخل نصاب

ہے۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ اور آج تک لاکھوں کی تعداد میں اس نے نئے مفید عام و خاص ہو رہے ہیں۔

آپ کے جمع شدہ فتاویٰ بھی دنیا کے تصنیف و تالیف کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں اس کے علاوہ آپ نے اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے حالات پر مشتمل ایک رسالہ تحریر فرمایا دوسرا رسالہ ”مسلمانوں کے مذہبی و قومی اغراض کی حفاظت کے عنوان سے ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا اس طرح مختلف مذاہب میں شہساز نامہ ”ابہ بان“ میں شائع شدہ آپ کے مضامین و مقالات اور خطبات و مکتوبات کا بہت بڑا ذخیرہ بھی موجود ہے۔

سیاسی خدمات

پہنستان قائم و رشید کے حضرت مفتی صاحب صرف درس و تدریس اور علوم دینیہ کے چند پھول لے کر نہیں نکلتے، بلکہ آپ بہت بہترین مدرس اور بے مثال مفتی ہونے کے علاوہ، سیاست سے بے توجہ کار شاعر اور اس کے طوفانوں اور طغیانوں سے نبرد آزما ہونے کا تجربہ کامل رکھتے تھے۔

حضرت شیخ الہند کا وہ تاریخی ہمد آں بھی مسلم ہے

”جب آپ نے اسی شارونے ہر سیاسی مسئلہ کے بارے میں مفتی صاحب سے مشورہ کرنے کی وجہ پوچھی تو

آپ نے فرمایا، بیشک ہم لوگ سیاست داں ہو لیکن مولوی غایت اللہ دامن سیاست ماز ہے۔“

حضرت شیخ الہند کی رفتاری کے بعد ہندوستان کی سیاست کا رخ بدانا شروع ہوا۔

جب کانگریس اور مسلم لیگ کا بھوتہ ”میشاق لکھنؤ“ کے نام سے شائع ہوا تو جماعت علماء میں سے سب سے پہلے حضرت مفتی صاحب کی نگاہ دور اندیش نے اس کی خامیوں اور مضمرات کا اندازہ لگایا اور مسلمانوں کو اس سے آگاہ کیا جس کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں نے اس بھوتہ کو ناقابل قبول ردائا علماء یہ خطہ محسوس کر رہے تھے کہ اگر قومی و ملی نقطہ نظر سے مسلمانوں کو حق رہنمائی نہ کی گئی تو آئندہ چل کر اس سے مزید غلطیاں سرزد ہونے کا قوی امکان ہے چنانچہ ۱۹۱۹ء میں جمعیت علماء ہند کا قیام عمل میں آیا اور تمام ہندوستان کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو صدر منتخب کیا۔

جمعیت کا سب سے پہلا دفتر رامپور دہلی میں آپ کے کمرہ میں قائم ہوا کوئی مخر اور خاتم نہیں تھا، بلکہ آپ خود اور مولانا احمد مدد صاحب (ناظم اعلیٰ جمعیت علماء ہند) اپنے ہاتھوں سے تمام کام کیا کرتے تھے۔ آپ کے بلند اخلاق اور پاکیزہ کردار اور مضبوط و محکم عزم و ارادہ کا نتیجہ تھا کہ مختلف خیال علماء جو ہمیشہ جزوی مسائل میں الجھ رہے تھے ایک جگہ جمع ہو کر مستقبل کے بارے میں سوچنے لگے۔

جمعیت علماء کی آپ نے اپنے ہاتھوں سے پرورش کی اور اپنی محنت و جانفشانی سے پروان چڑھایا۔ تقریباً ۲۰ برس آپ جمعیت علماء کے صدر رہے مگر تواضع و انکساری کا عالم یہ تھا کہ اس طویل عرصہ میں بھی

سالانہ کانفرس کی صدارت نہیں فرمائی۔

قومی کاموں میں حتی الامکان اپنی جیب سے خرچ کرتے تھے۔

جمعیت علماء کے اجلاس پشاور ۱۹۲۸ء میں آپ کے صاحبزادے آپ کے ماتھے تھے استقبالیہ کمیٹی کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے صاحبزادے کا سفر خرچہ لینے سے یہ فرما کر انکار کیا کہ یہ صدر کا بچہ ضرور ہے مگر جمعیت کا رکن نہیں ہے اس کا سفر خرچہ لینے کا مجھے کوئی حق نہیں۔

۱۹۳۰ء کی تحریک سول نافرمانی میں آپ کو بابتہ باغیانہ اور مذہب ناک تقریریں کرنے کے جرم میں ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۰ء مطابق ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ کو اپنے دولت خانہ واقع کوچہ پیانان سے رات چار بجے گرفتار کیا گیا۔ چھ ماہ قید بامشقت کی سزا سنائی گئی اور اسے کلاس دی گئی۔

پچھون دہلی ذیل میں رہے اس کے بعد کجرات ذیل میں منتقل کروایا گیا جہاں ڈاکٹر احمد انصاری، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی وغیرہ آپ کے ماتھے رہے۔

دوسری گول میز کانفرس (۱۹۳۱ء) کی ناکامی کے بعد دوبارہ سول نافرمانی شروع ہوئی اس موقع پر جمعیت علماء ہند نے سول نافرمانی کی تحریک کا سب سے پہلا ذیئہ مفتی صاحب کو مقرر کیا۔ اور ۱۱۴ کی خلاف ورزی کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء بروز جمعہ جمعیت علماء کی طرف سے جلسہ حبس کا اعلان کیا گیا۔

مفتی صاحب جب اسٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا طوفانی بیان پڑھنا چاہتے تھے تو پولیس نے بے تحاشہ لٹھی چارج شروع کر دیا اور نہتے عوام کو بری طرح زد و کوب کیا جب عوام منتشر ہو گئے تو آپ کو گرفتار کر کے ذیل بھیج دیا گیا ذیل میں عدالت قائم کی گئی اور آپ کو اٹھارہ ماہ قید بامشقت کی سزا دی کی پھر آپ کو یونین ملتان میں رکھا گیا۔ وہاں مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا حبیب الرحمن، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ساتھ تھے ذیل اور قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کے راست میں رکاوٹ نہ بن سکی چنانچہ آپ نے ذیل ہی میں ایک طرف سے تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا چنانچہ مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ فتح الباری شرح بخاری کا آخری پارہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے کجرات ذیل میں سرائی اور دیوان حماد ملتان ذیل میں پڑھا اور دوسری طرف ذیل میں مولانا ہندوستان کے چند حضرات سے سیاسی مسئلوں پر آئندہ کا پروگرام طے فرمایا۔

مولانا احمد سعید دہلوی لکھتے ہیں کہ قیدیوں کے پٹے ہوئے پٹے عام طور پر مفتی صاحب سیا کرتے تھے اور قیدیوں سے کام لینے کو جاز نہیں سمجھتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ بھی ہماری طرح کے قیدی ہیں ان سے ہم خدمت کس طرح لے سکتے ہیں۔

مؤتمر حجاز

جب سلطان ابن سعود نے نیاز مقدس میں شریف مدد کی صومست تم برائی تو، نیا اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اس کے مطابق ایک مؤتمر عالم اسلامی مورخہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۶ء کو

تہ ایک عدنان کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں عام اسلامی ممالک کے منتخب وفود شریف ہوئے جمعیت علماء ہند، لوطی، ف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے اس عظیم الشان بین الاقوامی کانفرنس میں ہند، مصر، فلسطین، جاپان، بیروت، شام، سوڈان، نجد، حجاز، روس، ترکمانستان، افغانستان اور دیگر ممالک کے وفود نے شرکت کی، مؤتمر عالم اسلامی کی سبکدوشی میں چھ افراد کو شامل کیا گیا جن میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب بھی شامل تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے مؤتمر اسلامی میں مرلزی کردار کے ساتھ کام کیا آپ نے حجاز، علماء اور خواہ سلطان ابن سعود سے سر زمین حجاز سے انتظامی امور کے متعلق اپنی اصلاحی تجاویز منظور کرائیں آپ نے حجاز میں تمام مذاہب فقہیہ اور وفود کے آزادی خیال و عمل کا مطالبہ کیا اور حجاز میں برہہ فروشی سے غیر شرعی رواج کے انسداد کی تجاویز پیش کیں ان کے علاوہ بعض دیگر اصلاحی تجاویز پیش کیں اور اپنی خداداد وقت استعداد سے منظور کرائیں۔

مصر کی مؤتمر فلسطین

جب برطانیہ نے فلسطین کو تقسیم کیا اور ایک حصہ میں یہودیوں کی حکومت قائم کر لی تو فلسطین کے عربوں میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا اس لیے انہوں نے برطانیہ کے خلاف سخت تحریک چلائی جسے حکومت برطانیہ نے شدید آمیز انداز میں دم لرنے کی کوشش کی حضرت مفتی صاحب نے جمعیت علماء ہند کے زیر نگرانی مجلس تحفظ فلسطین قائم کی اور فلسطین کے مظلوموں کے لیے چندہ جمع کیا تقسیم فلسطین کے خلاف ۱۲۶-۱۹۳۸ء یوم فلسطین منایا گیا اس کے بعد قاہرہ میں عالم اسلام کی نمائندہ ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور مورخ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قاہرہ میں جناب علی حویہ پاشا کی صدارت میں یہ مؤتمر فلسطین منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے تقریباً ساڑھے تین ہزار نمائندے شریف ہوئے۔ جمعیت علماء ہند کی طرف سے جو وفد بھیجا گیا اس کے صدر حضرت مفتی صاحب تھے قاہرہ پہنچنے پر حضرت مفتی صاحب کا بہت شاندار اور مثالی استقبال کیا گیا مفتی ابراہیم زندہ باد ہندی وفد زندہ باد کے فلک شکاف نعروں کے ساتھ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں آپ کو قیام گاہ تک لے جایا گیا۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء شام کے پانچ بجے مؤتمر شروع ہوئی اتنے بڑے اجلاس میں یہ شرف آپ کے حصے میں آیا کہ صدر ۱۱ میں جانب لی بری آپ کے لیے مخصوص کی گئی سبکدوشی میں آپ کا نام سب سے پہلے رکھا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب کی بیماری جو دوران سفر شروع ہوئی مصر پہنچ کر شدت اختیار کر گئی اور آپ شدید بیماری میں مبتلا رہے اس لیے خود مؤتمر میں شریف نہ ہو سکے اس لیے مولانا عبدالحق مدنی نے مؤتمر میں آپ کا بیان پڑھا اور آپ کی نمائندگی کی۔

بہار و جمال سے لوت ناک تک، حضرت مفتی صاحب نے اپنی زندگی خدمت دین اور مذہب و وطن کی آزادی کے لیے وقف فرمائی تھی تاکہ اہل اسلام اس خطہ زمین میں ملون و اطمینان کے ساتھ تمام کام شریعہ کے مطابق زندگی بسر کر سکیں، لیکن یہ مجاہدین ملت اور شہیدان وطن کا خواب تھا جو آزادی کے بعد بھی پورا نہ ہوا اپنی

زندگی میں انہوں نے حصول مقصود کے لئے بڑی بڑی کھٹن منہ لیں۔ تین بڑی بڑی آفتیں جھیلیں لیکن اس دنیا کے کون و فساد سے کوئی کرنے سے پہلے خود اپنی آنکھوں سے اپنی آرزوؤں کا خون ہوتے ہوئے بھی دیکھ گئے یہ جگر کا ناسور وہ اپنے ساتھ لے گئے زندگی میں اس کو بہتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا آپ تقریباً دس برس سے گوشہ نشین اور ہر قسم کی سیاسی سرگرمی سے دستبردار ہو گئے تھے اللہ باد کے ہند اخبار "امرت پتریکا" نے جب رزمۃ للعالمین کی شان میں گستاخی کی اور اس کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء کو جامعہ "بد شاہ جہانی" کے سامنے جمعیت علماء نے اجتماع سے بہت بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا اس کی صدارت آپ نے ہی فرمائی یہ اس برس گوشہ نشینی کے بعد پہلی اور آخری صدارت تھی اسی وقت سے آپ کی صحت کرنے لگی آپ نے وقت اداس اور طول رہنے لگے ایک دن آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہم تو اپنی زندگی میں ایسا دیکھنا تھا کسی ویانہ تھی کہ ملت اسلامیہ کے اس بوڑھے سپاہ سالار کے دل پر کیا گزر رہی ہے آدھی صدی دینی و سیاسی جدوجہد میں گزار کر بوڑھا شہسوار زمانہ کی ماسازگاری سے تھک چکا تھا اب اسکو نیند و آرام کی ضرورت تھی۔

وفات

رزمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کا ایک جھوٹا آیا اور ۳۱ ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء رات کو ساڑھے دس بجے اور تین بیسوی سال کی آمد سے تقریباً بیڑہ ٹھنڈا پہلے اس پیکر اخلاص و وفا کو ابدی نیند آئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ایم: دہلوی ۱۹۵۲ء ستر روز مسکنوں سے مذہبی پیشوا کی وفات جوئی شہر میں چیلی ہر طرف سنا پھا ایا شہر کے تمام مسلم علاقوں میں کاروبار بند ہو گئے نماز فجر کے بعد ہی مفتی صاحب نے مکان کے باہر لوگوں کا جنوم ہو کیا سات بجے زیارت کے لئے چہرہ مبارک سے فتن ہٹا دیا کیا اور لوگ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل قطار لگا کر زیارت کرتے گئے یہ طے آیا گیا کہ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نماز جنازہ پڑھا میں کے مکروہ وقت پر دھلی نہ پہنچ سکے اس لئے حضرت مولانا احمد عید صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ آدمی شریک ہوئے اس کے بعد جنازہ "مہرولی" لی جایا گیا اس وقت شیخ الاسلام مولانا مدنی مولانا قاری محمد طیب حضرت مولانا اعجاز علی اور حضرت مولانا امیر احیم صاحب بلیوی بھی پہنچ گئے اور آخری دیدار سے لے کر شیفائے اس کے بعد مولانا احمد عید اور مولوی حفیظ الرحمن واصف نے (حضرت مولانا کے بڑے صاحبزادے) قبر میں اتر کر میت کو لحد میں رکھا تقریباً مغرب کے وقت ہزاروں انسان اپنی اس جلیل القدر اور بریں مایہ دوات و پیرہن خاک کر کے واپس ہوئے۔

ہو گیا گل آہ دہلی کا چراغ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین حمد الشاکرین، والصلاة والسلام علی سیدنا محمد و
علی آلہ وصحبہ و تابعیہم باحسان الی یوم الدین

اما بعد:

فتویٰ کی لغوی تعریف

لفظ ”فتویٰ“ فاء کے فتنہ کیساتھ بھی مقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی لیکن صحیح فاء کے فتنہ کے ساتھ ہے
جس کے معنی ہیں کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ کوئی شرعی سوال ہو یا غیر شرعی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں
ہے

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُفْتُوسُ فِي رُؤْيَايَ أَنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا يَا تَعْرُؤُونَ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

ترجمہ ”اے دربارہ الوہیہ نبوت کے میرے خوابوں کی تعبیر بتانے والے۔“

”يُؤَسِّفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتَايَ سَعِ نَقْرَاتِ سَمَاءٍ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

”اے یوسف! اے پیغمبر! ہم کو اس خواب میں سات کا میں موتی۔“

”قُصِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ“ (سورہ یوسف ۱۲-۱۳)

”فیصل ہوا وہ کام جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔“

”يَا أَيُّهَا الْمَلَأُفْتُوسُ فِي أَمْرِي“ (سورہ قائل ۲۲-۲۳)

اے دربارہ الوہیہ دو مجھ کو میرے کام میں۔

مذکورہ بالا آیتوں میں لفظ ”فتویٰ“ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال آیا گیا ہے کوئی شرعی حکم دریافت
کرنے کے لئے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے خاص یا کیا یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتویٰ کہا گیا اور
قرآن کریم میں بھی اسی معنی کے لئے استعمال آیا گیا، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

”وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ“ (سورہ النساء ۴-۵)

اور تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے کائنات کی کہ وہ اللہ تم کو اجازت دیتا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ (سورہ النساء ۴-۶)

حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہہ دے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ”فتویٰ“ شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے استعمال آیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث

شریف میں ہے

”اجروکم علی الفتیأ أجروکم علی النار“

(اخرجه الدارمی فی سننه : ۱۵۷/۱)

”الائم ما حاک فی صدرک وان افتاک الناس وافتوک“

اصطلاحی تعریف:

الاخبار بحکم اللہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضى الادلة الشرعية لمن سائل عنه
فی امرنازل علی جهة العموم والشمول لاعلی وجه الالتزام (المصاح ص ۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فتویٰ

رسالت کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود مفتی اشکین تھے اور منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے، اور آپ کے فتاویٰ بوامع الکلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسلام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور ہر مومکسی کو انحراف کرنے کی گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر ۵۹)

ترجمہ رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ

ترجمہ پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول سے حوالہ کر دیا کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے، تو وہ منصب قضاء و افتاء پر فائز ہوتے اور لوگوں کی صحیح رہنمائی فرماتے جیسے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن، حدیث اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے سے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے مسلمانوں کی ہر چیز میں یعنی عبادات میں معاملات، اخلاقیات و آداب، معاشرت سب چیزوں میں صحیح رہنمائی فرمائی، ہر بات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ و ارشادات موجود ہیں اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دار فانی سے رخصت ہونے کے بعد فتویٰ کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور احسن طریقے سے انجام دیا۔ حضرات صحابہ کرام میں سے جو فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد

ایک سو میں سے پچھڑا نہ تھی جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی۔

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت زید بن

ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان کے علاوہ وہ صحابہ کرام جو ان سے م فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے ان میں سے چند کے

نام درج ذیل ہے:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت ام سلمہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو سعید خدری، حضرت عثمان بن

عفان، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاص، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابوموسیٰ اشعری،

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت طلحہ،

حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبادہ بن صامت اور

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین کے دور میں فتویٰ

تعلیم و تربیت اور فقہ و فتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد کہیں جا رہا نہیں، بلکہ

اس ذمہ داری کو حضرات صحابہ کرام نے شالردوں نے آسن طریقے سے سنبھالا اور دل و جان سے اس کی حفاظت

کر کے آنے والی نسل تک کا حقہ پہنچایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں، اس وجہ سے

حضرات تابعین کثرت با د اسلام میں دین متین کی خدمت سر انجام دے رہے تھے۔

اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے لوگ مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے، مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن

الحمیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف، حضرت عروہ بن الزبیر، حضرت عبید اللہ، حضرت قاسم بن محمد، حضرت

سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید، انہی کو فقہاء سید بھی کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کی جگہ ابو ہریرہ بن العارث بن ہشام کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسما کو کسی

شاعر نے شعر میں جمع کیا ہے:

”الا کل من لا یفتدی بائمة، فقسمة ضیوی عن الحق خارجه

فحذہم عبید اللہ عروہ قاسم، سعید ابوبکر سلیمان خارجه“

مدنہ میں عطاء بن ابی رباح، علی بن ابی طلحہ اور عبدالملک بن جریج یہ کام کیا کرتے تھے۔

کوفہ میں ابراہیم نخعی ابن ابی سلیمان عامر بن شراذیل، شعبی، طاقد، سعید اور مرہ ہمدانی، بصرہ میں حضرت حسن

بصری، یمن میں طاؤس بن کیسان اور شام میں حضرت مکحول، ابو ادیس الخولانی، شراحیل بن السمط عبداللہ بن ابی

زکریا الخزاعی، قیسہ بن ابی ذؤیب الخزاعی، عید بن امیہ، سلیمان بن الحذیب الحارثی، حارث بن عمیر الزبیدی، خالد بن معدان، عبدالرحمن بن غنم الاشعری، جبیر بن نفیر، عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر، عمر بن عبدالعزیز اور جلاء بن حیوۃ اس کام میں مصروف تھے۔

ان کے اکثر فتاویٰ جات، موطات، سنن، اور مسندات وغیرہ میں موجود ہیں۔

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں، آپ کی پیدائش کے وقت بہت صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے، اور وہ حضرات صحابہ امیہ میں حضرت ابن نفیل، حضرت وائلہ، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت عقبہ، حضرت مقداد، حضرت بن بسر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبدالرحمن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوالمامہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو بن مرثد، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تلامذہ ہیں۔

(رد المحتار مقدمہ، ج ۱ ص ۱۳۹، طبع جدید بیروت)

آٹھ صحابہ کرام سے آپ نے روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہیں

حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابی اوفی، حضرت عامر، حضرت ابن انس، حضرت وائلہ، حضرت ابن جبر، حضرت عائشہ بنت جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا و تلامذہ ہیں۔

علامہ شمس الدین محمد ابوالقاسم بن عرب شاہ الانصاری اشقی نے اپنی کتاب "نواب القادور القلائد" میں ان

صحابہ کرام کے نام کو شعر میں بیان فرمایا ہے جن سے امام صاحب نے روایت کی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں

معقدا مذهب عظیم الشان،	اسی حنیفۃ الفتی العمان
التابعی سابق الأئمة،	بالعلم والدين سراج الامة
جمعامن اصحاب السی ادركا	اثرهم قد اقصی ومسلکا
طريقه واضحة المہاج،	سالمۃ من الصلال الداحی
وقد روی عن انس و جابر،	وابن ابی اوفی کذا عن عامر
اعنی ابالطفیل دا ابن وائلۃ،	وامن ابیس الفتی و وائلۃ
عن ابن جز قدروی الامام،	بنت عجرد ہی التحام
رضی اللہ الکریم دانما،	عہم و عن کل الصحاب العظما

(الدر المختار مقدمہ ص ۵۰، ۱۵۲)

پچھ اور بھی صحابہ ہیں جن سے امام صاحب کی روایت منقول ہے اور وہ درج ذیل ہیں

حضرت سہل بن سعد، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بسر، حضرت محمود بن الربیع رضی

اللہ تعالیٰ عنہم۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وزاد (ای ابن الحجر الہیثمی) علی من ذکر ہنا ممن روی عنہم الامام فقال
منہم سہل بن سعد ووفاته سنة ۸۸ و قبل بعدہا، ومنہم السائب بن یزید بن
سعد، ووفاته سنة احدى او اثنين او اربع و تسعين، ومنہم عبداللہ بن بسر ووفاته
سنة ۹۶، ومنہم محمود بن الربیع ووفاته ۹۹“ (رد المحتار، مقدمہ، ج ۱، ص ۱۵۲)

استنباط مسائل میں امام ابو حنیفہ کا طریقہ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ استنباط مسائل میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے آپ زمانے کے علماء کرام کی ایک
بڑی جماعت جمع کرتے اور اس جماعت میں ہر فن کے ماہر شریک ہوتے تھے جو اپنے علم و فن میں کامل دسترس
رکھنے کے ساتھ خدا ترسی و فرض شناسی اور دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف تھے خود امام صاحب اس جماعت کے
صدر کی حیثیت رکھتے، کوئی مشکل مسئلہ پیش آجاتا تو سب ملکر بحث و مباحثہ اور غور و خوش کرتے تھے، جب سب علماء
کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف کو فرماتے کہ اس کو فلاں باب میں داخل کرو۔

”روی الامام ابو حنفہ الشیرازی عن شقیق الطحی انہ کان یقول کان الامام
ابو حنیفہ من اورع الناس واعد الناس، اکرم الناس، اکثرہم احتیاطاً فی الدین،
وانعدهم عن القول بالرأی فی دین اللہ عزوجل، وکان لایضع مسئلۃ فی العلم
حتی یجمع اصحابہ علیہا ویعقد علیہا محلساً فاذا اتفق اصحابہ کلہم علی
موافقتها للشریعة قال لانی یوسف او غیرہ ضعہا فی الباب الفلانی او کذا فی المیزان
لل امام الشعرانی قدس سرہ

ونقل ط عن مسند الحواری ان الامام اجتمع معہ الف من اصحابہ، اجلہم و
افصلہم اربعون قد بلغوا احداً لاجتہاد فقریہم وادباہم وقال لہم انی الجمعت هذا
الفقہ و اسرجتہ لکم فأعیونی، فان الناس قد جعلونی جسرّاً علی الناس فان المنہی
لعیری واللعب علی طہری فکان اذا وقعت واقعة شاورہم، ناظرہم وحاوہم
وسألہم، فیسمع ما عندهم من الاحیاء والاثار ویقول ما عنده وناظرہم شہراً او اکثر
حتی یستقر آخر الاقوال فیثبتہ ابو یوسف، حتی اثبت الأصول علی هذا المنہاج
شوری، لانه تفرد بذلك کفیرہ من الانمة او“ (رد المحتار، مقدمہ ج ۱/۱۵۲ ادار احیاء التراث بیروت)

امام صاحب کے شاگرد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کر دیا اور امام
صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف پہنچایا ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے

مسلم سے لوگ واقف نہیں تھے۔

”حسبک من مناقبہ اشہار مذہبہ“

قوله اشتہار مذہبہ ای فی عامة بلاد الاسلام، بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد

لا یعرف الا مذہبہ کبلاد الروم والہند والسند وعاور الہند و سمرقند

(رد المحتار ج ۱/۳۰۱ ادار احیاء التراث بیروت)

علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق ان شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

”وروی أنه نقل مذہبہ نحو من أربعة آلاف نفر“ (حوالہ بالا)

فقہ حنفی بطور قانون

خلفائے عباسیہ کے دور سے لے کر گزشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی

شکل میں نافذ و رائج رہی ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں

فالدولة العباسية وان كان مذہبہم مذہب جدمہم ، فاكثر قصاتها و مشایخ اسلامها

حفية بطهر ذلك لمن تصفح كتب التواريح و كان مدة ملكهم خمسة سنة تقريباً

واما السلجوقيون و بعدہم الحوارزميون فكلہم حفيون وقصاة ممالكہم غالباً

واما ملوک زماننا سلاطین آل عثمان ايد الله دولتہم ماكر الحديدان فمن تاريخ

تسعمائة الى يومنا هذا لا يولون القضاء و سائر مناصبہم الا للحنفية

(رد المحتار فقہ ج ۱/۳۰۱ ادار احیاء التراث)

اور آج اس پرفتن دور میں الحمد للہ ثم الحمد للہ امارات اسلامی افغانستان میں بھی مذہب حنفی پر قانونی صورت

میں عمل ہو رہا ہے۔

سلطنت مغلیہ کے بعد فتویٰ

سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد فتویٰ کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہو گیا

اور اب بھی یہ کام دینی مدارس ہی میں ہوتا ہے اس لئے کہ دینی مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کے آماجگاہ ہیں۔

جنگ آزادی کے بعد اسلام کے تحفظ اور فتویٰ کے کام کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے جانشین علماء

نے سنبھالا، ان میں اکابر علماء دیوبند حضرت مولانا رشید احمد ننگوی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حضرت حکیم

الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، حضرت مولانا مفتی

محمد شفیع رحمہم اللہ تعالیٰ، خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جن کے فتاویٰ مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔

فتویٰ کی اہمیت

افتاء کا منصب ایک عظیم الشان منصب ہے اس کی فضیلت و اہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرہ سے عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو تنہا ادا کلام اور اتنا ان مسائل کے لئے مختص کر دیا اور حلال و حرام کو معلوم کرنے کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کئے وہ تاریک رات میں ستاروں کے مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی وارث ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرامی ہے

”العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا ديارا ولا درهما واما ورثوا العلم“

فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافر“

۱۰۰ - مصہوبہ پرفیکشن و سلیس علیحدہ (۲۶۶۲)

قرآن کریم میں ”اولو الامر“ کی اطاعت اور فرمانبرداری لو، واجب اور ضروری قرار دیا گیا، ایسا تفسیر کے مطابق ”اولو الامر“ سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابو بکر الجصاص فرماتے ہیں:

”احلف في تاويل اولي الامر فري عن حابر بن عبد الله وابن عباس رواية
والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولو الثقه والعلم“ (٦٠١) (آثار ابن بابويه ج ١ ص ٢١٠/٢)
اس طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امامہ شیعہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراعات کو ضروری
قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے

”فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ الآية

ترجمہ: اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

دوسری جگہ میں ہے

وَاتَّبَعُ نَبِيْلٌ مِّنْ آتَابَ إِلَيَّ الْاِيَةِ

ترجمہ پیر وی کر اس شخص کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

لہذا ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب مسئلے متعلق دینی رہنمائی مطلوب ہو تو حکم خداوندی معلوم کرنے کے لئے مفتیانِ برام سے مراجعت کرے جیسا کہ حضراتِ سابعہ برام اپنے درپیش دینی مسائل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت کیا کرتے تھے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وہی الایۃ دلالت علی و حوت المراحۃ الی العلماء فیما لا یعلم
فتویٰ کے کام کی عظمت و اہمیت اس سے بھی واضح ہے یہ سنت الہی ہے اللہ تعالیٰ نے فتویٰ کی نسبت اپنی
طرف بھی کی ہے چنانچہ ”کالہ“ کے متعلق امت کے استفتاء کے جواب میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں

”يَسْتَفْتُونَكَ . قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ“ الایہ

اور عورتوں کے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ“ الایہ

یہ کام امام المفتین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زندگی بھر کیا اور بیشتر

فتاویٰ صادر فرمائے، کتب احادیث آپ ﷺ کے فتاویٰ سے بھری پڑی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِمرای ہے

”وَأَرْسَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَفْكُرُونَ“ الایہ

ترجمہ اور اب یہ ذکر تم پر نازل آیا ہے تاکہ تم لوگوں سے سمجھاتے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے

لئے اتاری گئی ہے اور تاکہ لوگ (خود بھی) غور و فکر کریں۔

اسی اہمیت و عظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ امت کا ایب طبقہ قرآن و سنت اور تفقہ فی الدین

میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دے اور آیت قرآن کریم

”فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ“ الایہ کا نشانہ بھی ہے۔

مفتی کا مقام

امام شاطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مقام مفتی پر طویل اور مفصل بحث فرمائی ہے اور اس بات کو ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے کہ مفتی امت میں افتاء، تعلیم اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے، چنانچہ وہ

فرماتے ہیں:

”المفتی قائم فی الأمة مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم . والدلیل علی ذلک امور

احدها القل الشرعی فی الحدیث أن العلماء ورثة الأنبياء وبعث النبی صلی اللہ

علیہ وسلم بذیوراً بقوله تعالیٰ ”فلولا نفر من کل فرقة“

والثانی: أنه نائب فی تبلیغ الأحکام

والثالث أن المفتی شارع من وجه لأن ما یبلعه من الشریعة اما مقول عن صاحبها

واما مستنط من المقول، فالاول یشکل فیہ مبلغا، والثانی یشکل فیہ شارعا من

وجه، فهو من هذا الوجه واحد اتساعه والعمل علی وفق ما قاله، وهذه هی الخلافه

علی التحقیق، وقد جاء فی الحدیث أن من قرأ القرآن فقد استدرجت النور بین

حبیبه

وعلی الجملة فالمفتی محضر عن اللہ تعالیٰ کالنبی ویاخذ امره فی الأمة بمنشور

الخلافه کالنبی والذاسموا ”اولی الامر“ وقرنت طاعتهم طاعة اللہ وطاعة الرسول

فی قوله تعالیٰ یا ایها الدین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“

مفتی کے شرائط

مفتی کے لئے حضراتِ علماءِ کرام نے چند شرائط بیان کئے ہیں، مفتی میں ان کا پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱..... مکلف ہو یعنی عاقل ہو بالغ ہو۔

۲..... ثقہ ہو۔

۳..... کناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔

۴..... بد اخلاق اور بے مروت نہ ہو۔

۵..... فقیہ النفس ہو۔

۶..... مسائل میں غور و فکر کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۷..... بیدار مغز ہو۔

۸..... متقی اور پرہیزگار ہو۔

۹..... دیانت داری میں مشہور معروف ہو۔

۱۰..... مسائل غیر منصوصہ میں استنباط و تفریق پر قادر ہو۔

علامہ نوویؒ مجموعہ شریعہ المہذب میں فرماتے ہیں۔

شرط المفتی كونه مكلفاً، مسلماً، ثقة ما مونا مرّھا عن اسباب الفسق وحوارم المروءة، فقیہ الفسّ سلیم الدھن، وصین الفكر، صحیح الصرف والاستطاط، متیقظاً (باب اداب الفتوى والمفتى والمستفتی، ج ۱/۱)

فصل قالوا وسعی ان يكون المفتی ظاہر الورع مشہوراً بالذیانة الظاہرة والصیانة الباہرة (باب اداب الفتوى والمفتى والمستفتی، ج ۱/۱)

اسی طرح مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے کسی ماہر مفتی سے زیر تکرانی کام کیا ہو اور قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو اور اس کی ظاہری ہیئت بھی شرع کے موافق ہو۔

مفتی کا فریضہ

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالیٰ و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لئے اس پر لازم ہے کہ فتویٰ دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دیدے مسداً اگر معلوم نہ ہو تو محض انکسار سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ فرمائیے کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

”ياايها الناس من علم شيئا فلنقل به ومن لم يعلم فليقل الله اعلم فان من العلم ان تقول لعلنا تعلم الله اعلم قال الله تعالى لنبيه قل ما اسئلكم عليه من اجر و ما انا من المتكلفين ، متفق عليه (مشکوٰۃ کتاب العلم)

اسی طرح مفتی کو چاہئے کہ جواب دیتے وقت خوف خدا اور خوف آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق کے ساتھ جواب دے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مفتی جب کسی سوال کا جواب دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ جواب سے قبل اپنے آپ کو جنت اور اونٹ پر پیش کرے اور یہ سوچ لے کہ آخرت میں اس نجات کیسے ہوگی؟ پھر جواب تحریر کرے۔

”وكان مالك يقول من احب ان يجيب من مسئلة فليعرض نفسه قبل ان يجيبه على الجنة والنار ، وكيف يكون خلاصه في الآخرة ثم يجيب“

(الموافقات للشيخ طبري ج ۳ ص ۲۸۶)

فتویٰ دینے میں احتیاط

فتویٰ نویسی کا کام عظیم الشان اور باعثِ جہد و ثواب ہونے کے ساتھ ساتھ تاریک بھی ہے، اس لئے کہ مفتی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے، اگر مسئلہ درست بتایا تو اپنی فہم و درستی سے عہدہ برآ ہو کر اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر خدا نخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا، اسی بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا کناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا“

”عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ”من افتي بفتيا من غير ثبوت فانما اثمه على من افناه“

أخرجه الدارمي في باب الفتيا وما فيها من الشدة ح ۸۳/۱، رقم ۱۶۱ والحاكم في كتاب العلم، ج ۱: ۱۲۶/۱.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل و دماغ) اسے نکال لے بلکہ علم

اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھتے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے لہذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

”عن عبد اللہ بن عمر و بن العاص قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ لا یقص العلم انتزاعاً یترعه من الناس ولكن یقضه بقض العلماء حتی ادالم بقی عالما اتخذ الناس رؤسا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم فصلوا واضلوا“

(احرحہ السحاری فی کتاب العلم، باب کیف یقص العلم، و مسلم ح ۳۶۰۱۲)
حضرت عبداللہ بن سعود اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو شخص ہر پوچھی گئی بات کا جواب دیدے تو وہ پاگل ہے

”ان من افقی الناس فی کل ما یسئلونه عہ لم یحور (اعلام الموقعہ، ح ۱۲۱)
حافظ ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ نے بوالغریزہ فرمایا ہے کہ ”من افقی الناس فی کل ما یسئلونه عہ لم یحور“
فرمایا

”جو شخص بغیر علم کے فتویٰ دیدے تو اس پر زمین آسمان کے فشتے ٹپکتے ہیں۔

”من أقی الناس بغير علم لعنه ملائكة السماء و ملائكة الأرض“

امام شعبیؒ، ابن بصری اور ابو سعید تائمی رحمہم اللہ نے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم ایک بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیلے اپنی رائے پر اکتفا نہ فرماتے۔

”وعن السعی والحسن ابی حصیب یفتح الحاء التاعین قالوا ان أحدکم لیفتی فی المسئلة ولو ردت علی عمر من الحطاب رضى اللہ عنہ لجمع لها اهل بدر“

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ اگر علم ضائع ہونے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر روز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عافیت میں ہوں اور بوجھ مجھ پر ہو۔

”وقال ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لولا الفرق من اللہ تعالیٰ أن یضیع العلم ما أفیت

(حوالہ ۱۱)

یکون لهم المهنا و علی الوزر“

حضرت سفیان بن عیینہ اور حضرت یحییٰ بن یزید رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگوں میں فتویٰ دینے پر سب سے زیادہ جسارت وہ شخص کرتا ہے جو سب سے کم علم رکھتا ہو۔

”وعن سفیان بن عیینة و سحنون أجبر الناس على الفتيا أقلهم علماً (حوالہ بالا)
خلاصہ کلام یہ کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا
چاہئے۔

”لا ادری“

تحقیق اور تتبع و تلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی
پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں۔
اور اس طرح کہنے سے اس کی شان و عزت و مرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی بلکہ اس سے اور شان بلند ہوگی
اس لئے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔
یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام و دیگر بزرگوں
سے مروی ہے تو ماوشا کون ہیں جو اس سے اعراض و اجتناب کر کے اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش
کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی جبریل ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے یہی سوال کیا
تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی ”لا ادری“ ہے، جواب دیا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تبارک
و تعالیٰ سے پوچھا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ بار بار بری جلیں ہیں۔

سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ائی البلاد شر؟

فقال لا ادری، فسأل حبریل، فقال لا ادری، فسأل ربه عروجہ، فقال شر البلاد

اسواقها (رواہ الامام احمد ج ۳ ص ۸۱ والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۲ بسند حسن)

اسی طرح حدیث جبریل میں قیامت کے متعلق سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

”ما المسئول عنها بأعلم من السائل“ بھی اسی قبیل سے ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حکیمانہ جواب سے یہ نکتہ مستنبط کیا ہے کہ

۔۔۔ کسی عالم سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جس کے جواب سے وہ ناواقف ہو تو اسے ”لا اعلم“ کہنا چاہئے اور یہ نہ
سمجھنا پڑے کہ ”لا اعلم“ کتب سے وقعت تم ہو جائے گی بلکہ حقیقت یہ نفع منزلت کا باعث ہے۔

قولہ: ائی اللہ علہ وسلم ما المسئول عنها بأعلم من السائل، فیہ یسعی للعالم

والمفتی وغیرہما اذا سئل عما لا یعلم ان یقول لا اعلم وأن دالک لا یقصہ بل

یستدل به علی تقواہ و وفور علمہ (الشیخ المسلم معہ ۱۲۸ ص ۱۲۸ قدیمی کتب خانہ)

حضرت بن عباسؓ اور محمد بن عبانؓ فرماتے ہیں جب کسی عالم و مفتی کو مسئلہ معلوم نہیں تھا اس نے

”لا ادری“ نہیں کہا بلکہ انکل سے جواب دیا۔ تو اس پر نفس و شیطان کی ایسی ضرب لگی ہے کہ گویا اسے قتل کر ہی دیا۔

”وعن اس عباس و محمد بن عجلان اذا اخطاء العالم ”لا ادری“ اصبحت مقاتله

(۱۰۰۰ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۰)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے:

”جنة العالم لا ادری اذا اغفله اصبحت مقاتله“

ایک دفعہ امام مالک رحمہ اللہ سے اڑتالیس مسئلے پوچھے گئے، ان سے بتیں کے بارے میں آپ نے ”لا ادری“ فرمایا اور ایک روایت ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ چالیس مسئلے پوچھے گئے آپ نے صرف پانچ کا جواب دیا۔ بقیہ کے بارے میں فرمایا ”لا ادری“

”وعن الہیثم بن حمیل شہدت مالک اسئل عن ثمان واربعین مسئلة فقال فی اثین

وثلاثین منها ”لا ادری“

وعن مالک ایضاً انه ربما کان یسئل عن حمین مسئلة فلا یجیب فی واحدة منها

وکان یقول من اجاب فی مسئلة فیسفی قل الحواب ان یعرض نفسه علی الحجة

والنار و کیف خلاصه ثم یجیب (المجموع شرح المہذب)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد حضرت اثرم کہتے ہیں کہ امام احمد صاحب کثرت نے ماتھ ”لا ادری“ فرمایا کرتے تھے۔

”وعن الاثرم سمعت احمد بن حنبل یکنثر ان یقول ”لا ادری“

مفتی کفایت اللہ صاحب اور فتویٰ نویسی

اس سے پہلے جو کچھ تاریخ فتویٰ اور اس کی اہمیت وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے وہ مقدمتہ العلم کی حیثیت رکھتا ہے اب مقدمتہ کتاب کے طور پر حضرت مفتی صاحب کا فتویٰ نویسی، کفایت المفتی اور اس پر کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب دارالعلوم دیوبند سے شعبان ۱۳۱۵ھ بمطابق ۱۸۹۸ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے اور اپنے وطن شاہ جہاں پور تشریف لائے اور اپنے اولین استاذ حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے سایہ عاطفت میں مدرسہ میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمت انجام دیتے رہے پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شوال ۱۳۲۱ھ بمطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں صدر مدرس اور مفتی کے عہدے پر چلی میں تشریف لائے اور پھر عمر مبارک کے آخری لمحات تک صبر و توکل کے ساتھ انہیں مشغل میں مصروف رہے نہ ہمت رہے یعنی پچپن (۵۵) برس آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس سے ماتھ ماتھ افتاء کی خدمت بھی انجام

دی۔

اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتاویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جاوہ، سماٹرا، برما، ملایا، چین، بخاری، سمرقند، بلخ، بدخشان، ختن، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ، امریکہ، انگلستان غرضیکہ جہاں مسلمانوں کا وجود تھا وہاں تک پہنچے۔

آپ نے فتویٰ لکھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، مدرسے میں، گھر میں، چتے پھرتے، دن، رات کو، سفر میں، حضر میں یعنی ہر وقت، ہر حال اور ہر مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہیں فرمایا:

سر روزہ الجمعۃ اخبار میں مستقل ایک کالم ”حوادث وادنام“ سے عنوان ہے۔ آپ کے فتاویٰ کے لئے مختص تھا، اس میں آپ کے فتاویٰ شائع ہوا کرتے تھے۔

مفتی صاحب فتویٰ نویسی میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے، ہر وقت جواب دینا آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی، فتاویٰ میں اصابت رائے آپ کا طرہ امتیاز تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اساتذہ بالخصوص شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص فتویٰ طلب کرتا تو آپ اسے مفتی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے جس وقت حضرت شیخ الہند کی خدمت میں انگریزوں سے ترک موالات کا استفتاء پیش کیا گیا تو غایت انکساری کے ساتھ فرمایا کہ مجھے انگریزوں سے غیر معمولی بغض و نفرت ہے ان کے بارے میں فتویٰ دینے میں مجھے اپنے نفس پر اعتماد نہیں کہ وہ حدود کی رعایت رکھ سکے اور اپنے مخصوص تادمہ میں سے فتویٰ لکھنے کے لئے جن تین حضرات کا نام لیا ان میں اولین نام حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کا فتویٰ ہمیشہ مختصر اور جامع ہوتا تھا ذیل میں اس کے چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں۔

تعز یہ اور ماتم

سوال تعز یہ مذہب سے یا تعلق ہے، ماتم کی حقیقت کیا ہے؟

جواب اہل سنت، جماعت سے یہ تعز یہ مذہب نابار ہے۔ اور ماتم کرنا بھی خلاف شریعت ہے، چونکہ خدا و رسول نے اس کی تعمید نہیں کی۔ ممانیت، کان لہ۔ (تاب العقائد)

سینما بینی

سوال عام طور پر مسلمان سینما بینی و معمولی نہ سمجھتے ہیں، آیا یہ مکروہ ہے یا حرام؟

جواب۔ سینما، چھٹا حرام ہے، اس میں غیر ضروری امور کی نیم برہنہ تصاویر کا مظاہرہ اور بولتا ہوا ان کا گانا ہوتا ہے نیز اخلاقیات میں خلاف شریعت بہت سے افعال و اعمال کی تمثیل ہوتی ہے جو اخلاق اسلامی پر بے حد مضراثر ڈالتی ہے، اس لئے مجموعہ منہیات بن جاتا ہے۔ پھر اسراف سب پر مستزاد ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

کچھ کفایت المفتی کے بارے میں

حضرت مفتی صاحب جو فتاویٰ تحریر فرماتے تھے ان کے نقول و محفوظ کرنے کا معقول انتظام نہیں کیا نہ ہی ان کو لکھنے کے لئے مستقل کوئی مقرر تھا بس جو طالب علم فن افتاء سیکھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اکثر ان سے فتاویٰ نقل کر لے جاتے تھے پھر روزانہ ایک میں جو فتاویٰ روانہ کئے جاتے تھے سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھائے جاتے تھے صرف اہم اور مفصل فتوے رجسٹر میں درج کئے جاتے تھے۔ ان رجسٹروں اور نقول فتویٰ کے بارے میں کفایت المفتی کے مرتب حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرزند ارجمند حضرت مولانا حفیظ الرحمن واصف تحریر فرماتے ہیں

”آپ نے ۱۳۱۶ھ بمطابق ۱۸۹۸ء سے فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ بمطابق ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتاویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر رجب الاول ۱۳۵۲ھ بمطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد مدرسے میں آپ کے صحنہ دیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتاویٰ تیار ہوئے، چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں، پوچھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۴۳ء کا ہے۔ اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف پچیس (۲۵) فتوے درج ہوئے۔ ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب اور امیر تائین و تادمہ کے فتاویٰ بھی منسلک ہیں۔ کل فتاویٰ کی تعداد تقریباً دو ہزار آٹھ سو پودہ (۲۸۱۴) ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نو جلدوں پر مشتمل مفتی صاحب کے فتاویٰ کا ذخیرہ کہاں سے آیا اور ایونٹریا ہوا تو اس بارے میں مولانا حفیظ الرحمن واصف صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

”نہروئی تھا کہ وہ جو وہ ذخیرہ کے علاوہ مزید ذخیرہ جمع کیا جائے۔ پناچہ بار بار احاطہ کیا گیا اشتہار طبع کر لیا گیا جواب تک بھی مدرسہ روزانہ اب میں رہ کر مستقل طور پر بھیجا جا رہا ہے، دب باہر غرض جانے کا اتفاق ہوا تو وہ دوں و توبہ والی بنی اور اس طرح بھی چند فتوے دستیاب ہوئے چند نقول فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں، چند فتاویٰ طلبہ کے دست میں تھے غرضیکہ جو چند بھی جہاں سے دستیاب ہوئے ان میں شامل کیا گیا اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا“

آگے لکھتے ہیں

”جو فتاویٰ جمع کئے گئے ان میں دو قسم کے ہیں

اول، فتاویٰ جو نقول فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لے گئے ہیں ایسے فتاویٰ بنی چپان یہ ہے کہ کفایت المفتی پر نمبر ہے اور مستفتی کا نام مختصر پتہ اور تاریخ روایتی جی درج ہے، جس جلد سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بعد لفظ ”جواب دیگر“ کے اوپر مستفتی کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوم، وہ فتاویٰ جو سرور ذوالہجۃ سے لے کر میں ان میں اضافہ ہوا ہے نیچے دیا گیا ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے یا باہر سے حاصل کئے گئے یا مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے۔
لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لئے
یہ نمبر ہے۔

کفایت المفتی پر کام کرنے کی نوعیت

ح رہے کہ فتاویٰ کی کتابوں میں کفایت المفتی چونکہ تفصیلی کتاب تھی قدیم مسائل کے ساتھ اس میں
بہت سے نئے مسائل کا حل بھی تھا، لیکن جوابات باحوالہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف زیادہ التفات نہیں کیا جاتا
ان طرح فہرست و عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے اس کی ضرورت استفادہ ممکن نہیں تھا۔ اس
سبب جامعہ فاروقیہ نے ”بجۃ المشرعین“ نے مناسب سمجھا کہ اس پر کام کیا جائے اور پتہ بتایا جائے تاکہ عوام
دعوائے سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہو۔

”بجۃ المشرعین“ کی طرف سے جو امور کفایت المفتی پر کام کرنے کے لئے منتخب ہوئے ان کا تذکرہ

درج ذیل ہے:

تخریج

کفایت المفتی میں اکثر و بیشتر فتاویٰ بغیر تخریج کے ہیں یعنی بے حوالہ ہیں، اگر کہیں حوالہ ہے تو وہ بھی
معدوم کے درجے میں ہے، اس لئے ان کی تخریج کی گئی اور ہر فتویٰ کا حوالہ لکھا گیا اور جو حوالہ جات پہلے سے
ہوئے ان کی دوبارہ مذمت کر کے نئے ایڈیشنوں کے مطابق کتاب کا مفتی جلد باب اور طبع لکھا گیا۔
تخریج میں تین ائمہ عہد سے طبع شدہ فتاویٰ شامل ہیں، ملتہ مابعد یہ و متبہ رشیدیہ، طبع شدہ فتاویٰ
”یہ“ یہ، قدیمی کتاب خانہ اور اچھے ائمہ عہد سے چھپے ہوئے کتاب خانہ سے نکلے استفادہ کیا گیا ہے اور حاشیہ
”نثر“ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسری کتابوں سے والہ اللہ میں یہ ایک کے ماتر طبع ملنے کا
اہتمام کیا گیا ہے۔

عنوانات

کفایت المفتی میں ہر مسئلہ کا الگ عنوان نہیں تھا، بلکہ کتاب باب اور فصل کے تحت مفتی کے مسائل درج
کئے تھے، اب ہر مسئلہ کا الگ عنوان قائم کیا گیا تاکہ مطلوبہ مسئلہ کا مانا آسان ہو جائے اور اس سے استفادہ جلد ممکن
ہو۔

”بعض مقامات میں ایک سوال کے تحت مختلف سوالات ہیں ان میں سے ہر ایک کے لئے الگ باب
عنوانات قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تفصیلی فہرست

فہرست میں صرف کتاب، باب اور فصل کا تذکرہ تھا، عنوانات نہ ہونے کی وجہ سے ہر مسئلے کا ذکر نہیں تھا اب چونکہ ہر مسئلے کا عنوان ہے اس لئے فہرست میں ہر مسئلے کا عنوان لکھا گیا تو تفصیلی فہرست مرتب ہو گئی۔

غیر مفتی بہ فتاویٰ کی نشاندہی

بعض مسائل کا دارود اعراف پر ہوتا ہے، عرف اور زمانہ تبدیل ہونے کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اس لئے کفایت المفتی میں وہ فتاویٰ جو مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے زمانے میں مفتی بہ تھے اب وہ غیر مفتی بہ ہیں یا کسی مسئلے کا ہندوستان میں الگ حکم ہے اور پاکستان میں الگ، تو ان مسائل کی وضاحت اور نشاندہی کی گئی ہے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو قبول فرمائے اور محنت کرنے والوں کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے۔
آمین ثم آمین

فللہ الحمد اولاً و آخراً، و ظاہراً و باطناً، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی
آلہ و صحبہ و بارک و سلم. و الحمد للہ رب العالمین

حمد و نعت

از حضرت مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ رحمۃ اللہ

يَا خَالِقَ الْأَرْوَاحِ وَالْأَبْدَانِ
اے وہ کہ تو نے ارواح و اجسام کو پیدا کیا
يَا مُوَدِّعَ الْأَلْوَانِ فِي الرِّيحَانِ
پھولوں کو مختلف رنگ عطا کیے
يَا مُرْسِلَ السُّرْرِ الدَّوَاقِحِ رَحْمَةً
ہواؤں کو حاملِ رحمت بنا کر بھیجا
يَا سَاقِيَ الرُّوحِ الْهَيِّ بَصَارَةً
تروتازہ گلستانوں کو رعنائی سے سیراب کیا
يَا خَاشِعَ الْأَجْسَادِ مِنْ بَعْدِ الْبَلَى
بوسیدہ اجسام کو از سر نو اٹھانے والا تو ہے
حَمْدُكَ الْكَالِثُ اللَّهُمَّ رَبِّي بِالْغَا
اے اللہ میرے پروردگار تیری ستائش کی
حَمْدُكَ كَمَا أَنْتَ اضْطَمْنَيْتَ لِمَسْكِ
ستائش ہے تیرے لیے جیسی کہ تو نے اپنے لئے
أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَى الْعِبَادِ مُقْبِلُهُمْ
تو اپنے بندوں سے باخبر اور ان کا نگران ہے
شَهِدْتُ بِتَوْحِيدِ آلِهِ سَمَانِهِ
گواہ ہیں خدا کی یکتائی پر آسمان
وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُرَبُّونَهَا
اور سورج اور اسی کی روشنی سے چمکنے والا چاند
يَا مُنْبِتَ الْأَرْوَاحِ فِي الْبُسْتَانِ
اے وہ کہ تو نے چمن میں پھولوں کو اُگایا
وَمُسَوِّتِ الْأَفْلَاقِ بِالشَّهْبَانِ
آسمانوں کو ستاروں سے سجایا
يَا مُنْزِلَ الْأَمْطَارِ بِالْهَيْطَلِ
موسلا دھار بارشیں نازل کیں
يَا مُخْرِجَ الْأَثْمَارِ وَالْقَنَوَانِ
پھل اور کھجور کے خوشے پیدا کیے
يَا سَافِخَ الْأَرْوَاحِ فِي الْجُثْمَانِ
مجسمے میں روح پھونکنے والا تو ہے
أَقْصَى الْمَدَى مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
کوشش کرتا ہوں۔ قوت انسانی کے آخری حدود تک
أَسْنَى الْمَحَامِدِ مُحْكَمَ الْأَرْكَانِ
پسند کی ہے۔ تمام ستائشوں سے بالاتر پائدار
أَنْتَ الْعَلِيمُ بِمَنْ يُطِيعُ وَجَانِي
تو حاکم شعاروں اور خط کاروں کو جاننے والا ہے
وَبُرُوجُهَا كَالْجَدْيِ وَالْمِيزَانِ
اور اس کے بروج مثلاً جدی و میزان
وَنُجُومُهَا وَالْأَرْضُ ذَاتُ حَسَانِ
اور تمام ستارے اور زمین جو مرکبِ حسن و جمال ہے

ووهاذها وحالها وحسارها
 اور کھائیاں اور پہاڑ اور سمندر
 شَهِدَتْ بِهٖ ذَرَّاتُ زَمَلٍ عَالِجٍ
 گواہ ہیں اس کی یکتائی پر ریگستانوں کے ذرات
 اوراقہا وغصونہا وثمارها
 باغوں کے پتے، شاخیں اور پھل
 ثُمَّ الصَّلَوةُ عَلَى الَّذِي قَدْ جَاءَنَا
 اس کے بعد درود و سلام ہے اس پر جو ہمارے لئے
 بَيْضَاءٌ صَافِيَةٌ نَقِيَّةٌ لَوْنُهَا
 صاف ستھری شریعت جو تحریف
 اَلْهَاشِمِيُّ الْاَبْنُ طَحِيٍّ مُحَمَّدٌ
 محمد ہاشمی مکی (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے دشمنوں
 الْحَامِدُ الْمَحْمُودُ اَحْمَدُ مَا الَّذِي
 خدا کا حقیقی شاگرد اور خود قابل ستائش ہمارا احمد
 ثُمَّ الَّذِيْنَ اخْتَارَهُمْ مَوْلَاهُمْ
 پھر وہ ہیں ان پر جن کو ان کے پروردگار نے
 حَازُوا الْقَضَائِلَ ثُمَّ فَازُوا بِالْمُنَى
 جو اپنے اندر فضائل کو جمع کر کے مقاصد میں کامیاب اور

و جميع ما فيها من الحيات
 اور سمندر کی تمام مچھلیاں
 وَنَبَاتُهَا وَالرَّوْضُ ذُو الْفَنَانِ
 اور ان کی بوٹیاں اور گھنے باغات
 اَرْهَازُهَا وَسَمَانُهُ الرِّيحَانِ
 پھول اور پھولوں کی خوشبوئیں
 سَرِيْسَةٌ غَرَاءُ دَاتِ اِمَانٍ
 ایک روشن اور پُر امن شریعت لے کر آیا
 عَنْ وَضْعَةِ التَّخْرِيفِ وَالنَّقْصَانِ
 اور کمی بیشی کے عیب سے پاک ہے
 مَنْ حَوْلَ الْأَعْدَاءِ كَالْإِخْوَانِ
 کے دل پھیر کر ان کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا
 نَجَّى الْوَدَى مِنْ حُفْرَةِ النَّيْرَانِ
 جس نے مخلوق کو جہنم کے گڑھے سے نجات دلوائی
 لِحَمْلِ الْأَخْبَارِ وَالْفَرَاقِ
 حدیث اور قرآن کی امانت برداری کے لیے پختہ
 وَسُقُوا شَرَابَ الْفَضْلِ وَالرِّضْوَانِ
 خدا کی مہربانی و خوشنودی کی شراب سے سرشار ہوئے

دیباچہ

جہاں جہاں نظر آئیں تمہیں لو کے چراغ
مسافرانِ محبت! ہمیں دُعا دینا

ہوالموفق

سُبْحَنكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

بڑے طویل انتشار کے بعد "کفایت المفتی" کی پہلی جلد مدیہ ناظرین کی باری ہے۔ افسوس ہے کہ اس اہم کام کے انجام پذیر ہونے میں بہت تاخیر ہوئی ہے۔ کُلِّ اَمْرٍ فَرَاخُوْنَ مَوْقَاتِہَا۔ اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔

حضرت اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مدظلہ العالی نے کفایت المفتی کی ذاتِ برائی متاج ترقی نہیں۔ آپ نے علم و فضل و رفقہ فی الدین کی امتیازی خصوصیت سے دن واقف نہیں۔ مہر افیض نے آپ کو شروع سے ہی فتویٰ کا ذوق اور رفقہ فی الدین کا مملکہ فاضلہ عطا فرمایا تھا۔

آپ ارا العلوم، یوہند سے شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق ستمبر ۱۸۹۷ء میں فرخ آسمیل ہو کر اپنے وطن ہدف شاہ جہان پور تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے اہلین ستا حضرت مولانا عبید الحق خان قدس سرہ کے یہ مہمکس میں "مدرسہ بین العلم" سے وابستہ ہو گئے۔ درس و تدریس اور فقیہی خدمت انجہ مہمکس شروع کر دی۔ اور پھر مولانا موصوف کی وفات کے بعد شمال ۱۳۲۱ھ مطابق ستمبر ۱۹۰۳ء میں شیخ الحدیث (صدر مدرس) اور مفتی کے عہدے پر ہی دہلی تشریف لے گئے۔ عمر مبارک کے آخری لمحات تک عہدہ و قلم کے ساتھ انہیں مشغول میں منہمک رہے۔ جتنی بچپن میں آپ نے تمام علوم و فنون کی تعلیم و تدریس سے ساتھ ساتھ خدمت افتاء انجام دی۔ اس نصف صدی سے زائد کے زمانے میں آپ کے فتویٰ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ جواہر، ساہیوال، ملتان، چین، بنی راس، سمرقند، بلخ، بدخشان، خٹک، تاشقند، ترکستان، افغانستان، ایران، عرب، افریقہ اور انگلستان غرضیکہ جہاں بھی مسلمانوں کا وجود ہے وہاں تک پہنچے۔ اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس طویل مدت میں آپ نے کتنے فتوے تحریر فرمائے۔ فتویٰ لکھنے کے لیے آپ نے کبھی کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ مدرسے میں اہل علم میں چلتے پھرتے دن

و، رات کو، سہ میں، صفر میں غرضیکہ ہر وقت میں، بہ حال میں، بہ مقام میں آپ نے فتویٰ لکھا، حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی فتویٰ لکھنے سے انکار نہ فرمایا۔ اگر کسی سے کہیں کہ ایک فتویٰ روزانہ لکھا جاتا ہے، تب بھی میں ہر روز فتوے ہوتے ہیں۔

درس و تدریس کے علاوہ مدرسہ امینیہ اور مدرسہ عالیہ فتح پور کی انتظامیہ و انتظامی ذمہ داریاں اور پھر سیاسی و ملی خدمات جدیدہ، جنگ آزادی میں شرکت و رہنمائی اور قید و بند کے مصائب۔ یہ سب مجاہدات بھی پورے انجام تک سے جاری رہے اور خدمت افتخاری قائم رہی۔ مرض و وفات میں بھی عیادت کے لیے حاضر ہونے والے حضرات و مسائل بتانے اور سمجھانے کا مشغلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ وقت موعود آپہنچا اور مورخہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ (۳۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) کو سوم نبویہ کا یہ روزاں و راتیں الہی کا نام سنو، شرمست میں جا سویا۔ سرور اللہ! مضجعہ و نور ضریحہ۔ آپ کا مزار مبارک مہولی میں ٹنڈو محل کے پھانٹ کے نزدیک درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے باہر واقع ہے۔

تقسیم ہند کے بعد اتر کے حضرت موصوف کی سوانح عمری لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ کافی عرصے تک اس کے لیے مہار اور یادداشتیں جمع کرتا رہا۔ راویہ تھا کہ سوانح عمری مرتب کرنے سے بعد فتویٰ کی جمع ترویج کا اہم کام بھی شروع کیا جائے گا۔ ان دونوں کاموں کے لیے یہ روزہ اخبار جمعیتہ دہلی کے مکمل فائل کی بھی سخت ضرورت تھی۔ جمعیتہ ہند کے پوسٹ ماسٹرس سے ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۹ء تک تقریباً بیس سال آپ اس کے صدر بھی رہے۔ سر روزہ الجمعیتہ کی مجید مسعود کی یادگار ہے۔ علاوہ اس کے کہ آپ کی سیاسی و ملی خدمات کے تذکرے میں اس سے کافی مدد ملتی ہے۔ ایک مستقل کام فتویٰ کے لیے بھی مخصوص تھا۔ ”حوادث و احکام“ کے عنوان سے آپ کے فتویٰ اخبار مذکور میں شائع ہوتے تھے۔ اس کا مکمل فائل نہ تو اخبار کے دفتر میں موجود تھا، نہ جمعیتہ ہند کے دفتر میں۔ نہ کسی اخبار میں۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر اخبار کے پرچے جمع کرنے شروع کیے۔ اور پچھلے پوچھتے کہ یہی مشغول سے پانچ پچھ برس کا تار و انداز جستجو میں گئے رہنے اور رقم شہر صرف کرنے کے بعد فائل جمع ہوا۔

سوانح کی تسوید پہلے سے جاری تھی اور ابھی وہ ابتدائی منزلوں میں تھی کہ حضرت کی وفات کا سانحہ جاں گذار پیش آیا اور دل و دماغ کی نیا زبرد بر ہو گئی۔ آپ کی وفات کے بعد مدرسہ امینیہ دہلی کی مجلس منتظرہ نے احقر کی عزت افزائی فرمائی۔ نائب مہتمم کا عہدہ تجویز فرمایا اور انتظامی خدمت تفویض فرمائی۔ اگرچہ ضابطے میں عہدہ

نائب مہتمم کا تھا مگر عملی طور پر اہتمام و انتظام کی پوری ذمہ داری اختر نے ہی سنبھالی۔ چوتھے سال نائب مہتمم رہنے کے بعد بانسہ جیل مہتمم کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ پھر اسے نوے سات کی وجہ سے انتخابی مسند کفایت میں بے انتہا زیادتی ہو چکی تھی اور سوانح نگاری کا کام پہلے ہی متولی ہو چکا تھا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے اختر کا ارادہ تھا کہ فتاویٰ کی جمع و ترویج کا کام سوانح کی تکمیل کے بعد شروع کیا جائے گا۔ لیکن اب حالات بدل چکے تھے۔ بڑے نور و فکر کے بعد دل نے یہ فیصلہ کیا کہ چوں کہ سوانح بالکل ناممکن حالت میں سے آگے بڑھ رہا ہے تو طویل مدت درکار ہے اور اس سے زیادہ اہم کام یعنی ترویج و جمع فتاویٰ میں بہت زیادہ تاخیر ہو جائے گی۔ لہذا اب پہلے ہی شروع ہونا چاہیے۔ چونکہ یہ کام فیصلہ میں کام تھا۔ رفقا و اقارب سے استدعا کی کہ اس اہم و ضروری کام میں تاخیر نہ کریں یا اختر کے ساتھ قیام فرمایا میں مگر افسوس کہ ان کے چند اور ہی حزام تھے۔ کسی نے ہامی نہ بھری۔ اپنی معمولی و بے بنیادتی کی وجہ سے سخت تر وقت اور بہت پست ہوئی جا رہی تھی۔ جب یاس اپنے اکلے میں پرکھتی تو موفق حقیقی کے فضل و کرم سے جاری رہا۔ اس کی ہارسازی پر بھروسہ کر کے فتویٰ جمع کرنے اور محبوب کرنے کا عزائم سمجھ کر یہ سوچ گیا کہ ترویج بھی ہو یا غلط مازم اسنا تو ہو گا کہ فتویٰ کا ذخیرہ کیجی ہو کر سامنے آجائے گا۔ اس طرح تاخیر نہیں کرنے میں فیصلہ کی صورت پیدا ہوئی۔ ولا خیر فی من لیس یعرف حاسدہ

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ فتویٰ کا ذخیرہ کہاں سے حاصل کیا جائے اور یہ ضروری کیا جائے؟ مدرسہ امینیہ میں جو بچہ تھا وہاں کافی تھا۔ افسوس کہ نقول فتویٰ کو کھنڈر رکھنے کا معقول انتہا نہ بھی نہیں کیا گیا۔ آپ نے ۱۳۱۶ھ سے ۱۸۹۱ء تک فتویٰ لکھنا شروع کیا اور ۱۳۲۱ھ ۱۹۰۳ء میں دہلی تشریف لائے۔ لیکن مدرسہ امینیہ میں نقول فتویٰ کا سب سے پہلا رجسٹر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق جون ۱۹۳۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی چھتیس برس فتویٰ لکھنے کے بعد نقول فتویٰ کا انتہا سوانح مگر یہ انتظام بھی نہ کافی اور ناقص تھا۔ مدرسے میں آپ کے حین حیات میں صرف پانچ عدد رجسٹر نقول فتویٰ تیار ہوئے۔ چار رجسٹر بھرے ہوئے ہیں چوتھے رجسٹر میں آخری فتویٰ مورخہ ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ (اکتوبر ۱۹۴۴ء) کا ہے اس کے بعد آپ کی وفات تک آٹھ برس کے زمانے میں پانچویں رجسٹر پر صرف ۲۵ فتوے درج ہوئے ان رجسٹروں میں حضرت مفتی اعظم کے فتویٰ کے علاوہ نائب مفتی حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اور دیگر ناہین و تلامذہ کے فتویٰ بھی مخلوط ہیں کل فتویٰ کی تعداد ۲۸۱۴ ہے۔

واضح ہو کہ آپ دارالافتا مدرسہ امینیہ کے بھی اور دارالافتا جمعیتہ عالمیہ کے بند کے بھی صدر مفتی تھے

جب فتاویٰ کی آمد اور آپ کے مشاغل میں زیادتی ہوئی تو وہیں جہاں مفتی رہتے تھے جو آپ کی عمرانی میں کام کرتے تھے۔

اندرین فتاویٰ سے یہ دینی مسئول نہ رہے نہیں رہا یہ آپ کی خدمت میں جو کاغذات و فن افکار، سیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے ان کا نقل فتاویٰ کی خدمت و دینی انجام دیتے تھے۔ یہ دیگر طلبہ سے یا محرم مدرسہ سے نقل کر لیتے جاتے تھے۔ روزانہ ان کتاب میں جو فتاویٰ روانہ ہوتے تھے وہ سب کے سب رجسٹر پر نہیں چڑھتے جاتے تھے۔ نہ فی الزمرہ و نہ مسلسل فتاویٰ درج رہتے تھے۔ بعض اہم فتاویٰ آپ اپنے قدم مبارک سے بھی نقل فرماتے تھے آپ کے قدم مبارک کی پتھر نقل رجسٹر میں پر بھی موجود ہیں ورنہ وہ کاغذات پر بھی ہیں جو احسن کاغذات میں دستیاب ہوئیں۔

ضروری تھا کہ وہ جو کاغذات سے حد و حد پر ذخیرہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ بار بار احداث کیا گیا۔ اشتہار طبع کرایا کیا جواب تک جی مدرستہ کی روزانہ کتاب میں رکھ کر مستقل طور پر جیسی چاہا ہے۔ جب ہام اندر میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہیں وقت پر ان کی وراثت میں بھی پتھر فتاویٰ دستیاب ہوئے۔ پتھر فتاویٰ کی کتابیں گھر میں محفوظ تھیں۔ پتھر فتاویٰ کی طلبہ کتاب میں تھے۔ غرضیکہ جو پتھر جی جہاں سے مدد گاہ میں شامل کیا گیا۔ اور اس مجموعہ فتاویٰ کا نام کفایت المفتی رکھا گیا۔

حضرت کی وفات کے بعد سے یہ کام اب تک جاری ہے۔ اور قارئین کرام متحیر ہوں گے کہ سو برس میں بھی کفایت المفتی منظر عام پر نہ آ سکا۔ اس کا ایک جواب تو محض اظہارِ اندامت اور اظہارِ افسوس ہے۔ لیکن چونکہ پتھر مدد پیش نہ آتا ہے۔ والعدو عند کرام الناس مفقود۔

لغزشیں و اصف کی جو مشہور دوراں ہو گئیں	خوش نصیبی سے وہی فرصت کا سماں ہو گئیں
ایک آنکھیں کی تھیں کامیابی میں	ناگہاں دیکھا کہ غفلت میں گریزاں ہو گئیں
مل گیا اے ہم نشیں! اخلاص و محنت کا سد	یسی یسی حسرتیں نذر حریفوں ہو گئیں
ہو گیا پامال اپنا جذبہ فکر و عمل	دل کی ساری قوتیں مصروف طوفاں ہو گئیں
جلو و آگن تھیں یہاں کیا کیا مبارک بستیاں	دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے پنہاں ہو گئیں
اب کہاں و اصف ملیں گی وہ گزشتہ محبتیں	اب وہ باتیں سر بسر خواب پریشاں ہو گئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت والد ماجد کی وفات کے بعد احقر کی ناقص ہستی پر اس قدر بے دریغ آفات

و مصائب کا نزول ہوا کہ زندگی کا نظم مبالغہ برہم ہو گیا۔ اور خالص کردار سے کے ساتھ انتظامی تعلق بڑا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن ثابت ہوا۔ یہ جرمہ مرآۃ پٹے کو پی تو یہ۔ لیکن اس کے عواقب نتائج نے ان کا چین اور راتوں کی نیند حرام مردی اور زندگی اجیہ بنادی۔ حالات ایسے پیدا کیے گئے اور حادثات ایسے پیش آئے کہ دل کی ساری قوتیں اور دماغ کی ساری صلاحیتیں مدرسے کو سنبھالنے اور حالات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہوتی رہیں۔ اور جسم و روح کی تازگی و توانائی غم و اندوہ اور اطم و اضطراب کی نذر ہوتی رہی۔ وقت یہ تماشا دیکھتا رہا اور فتح نہ مسکر ہٹ کے ساتھ نرتا رہا۔ انما الشکوئی و خزی الی اللہ ○

لیکن ان تمام حوادث و موانع اور تیر و پنجٹیوں کے باوجود انہیں نہ دل میں ایک چراغ جل رہا تھا۔ یعنی کفایت مفتی کا فکر یہ وقت تازہ تھا۔ اور یہی وہ فکر تھی جس نے شدید ترین صعوبتیں جھیل لینے اور نزوے سے نزوے ہونٹ پی جانے اور ہر قسم کی توہین و تشہیر برداشت کر لینے پر مجبور کر دیا۔

یہ ان سارے کاموں کا نہ آئے لیکن اسے اس وقت بہ صورت ہمیں جینا یہاں یوں جی تے اور یوں جی ہو یہ تو حق نے حضرت کی وفات کے بعد شروع کر دی تھی۔ اور تویب کے مطابق مسودہ کا کام بھی بہت جلد منسلک چکا تھا۔ پانچ سال کا مرنے کے بعد متوی کرنا پڑا۔ بہت عرصے تک متوی رہا۔ ایک اور صاحب کے بھی سپرد کیا گیا مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ شروع ہوا پھر متوی ہوا۔ پھر شروع ہوا پھر متوی ہوا۔ بار بار ایسا ہوتا رہا۔ غرض کہ آٹھ سال تک تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

زقم کہ خدائے پاک شرم محفل نہیں شد از نظر ایک لحظہ غافل ہو، صد سارے رہا، ورشد آخر میں اب سے چار سال قبل پھر حق نے توفیق ایذا کی بہت کر کے کام شروع کیا۔ اور کارسہ تحقیقی کا لاکھ شکر ہے کہ پہلی جلد قارئین کے پیش نظر آئی۔ اس کے بعد انشاء اللہ بہت جلد دوسری جلد شائع ہوئی۔ پوری کتاب نو جلدوں میں شائع ہوئی، اور جو فاقہ اس کتاب میں دستیاب ہوں گے ان کو بھی شامل کر لیا جائے گا۔ اور جو مصیبت کے بعد مصوب ہوں گے ان کو تادمہ ایدیشن میں شامل کرنے کے لیے محفوظ رکھا جائے گا۔

فتویٰ و مصیبت کرنے اور جمع کرنے کے علاوہ تسوید کے وقت بقی شریوں اور مشغلات پیش میں رجسٹر میں پڑھنے والوں نے فتویٰ کی رتبہ کیے تھے ان میں سے اکثر نہایت بدخط تھے۔ ان کے لکھے ہوئے پڑھنے میں سخت محنت کرنی پڑی۔ بعض مرتبہ تو ایسا ہوا کہ ایک ہی فتوے کو پڑھنے اور سمجھنے میں کئی گھنٹے لگ گئے۔ عربی عبارتوں میں یاقین نے اکثر غلطیوں کی ہیں۔ ان عبارتوں کو اصل کتابوں سے درست کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم نے جہاں

حوالہ میں صرف کتاب کا نام تحریر فرمایا ہے صفحہ باب وغیرہ نہیں لکھا ان حوالوں و وصل کتاب سے نکالنے میں بھی بہت وقت صرف ہوا۔ بہر حال کہیں عربی عبارت میں کچھ شک ہو یا بد خطی کی وجہ سے صاف پڑھی نہیں گئی حتیٰ الامکان اس واسطے کتاب میں تلاش کر کے درست کر دیا گیا ہے۔ اور حوالہ کا صفحہ بھی درج کر دیا گیا ہے۔

فتاویٰ و درج کرنے میں بہت احتیاط برتنی گئی ہے۔ جو فتاویٰ باب سے حاصل ہوئے ان میں سے صرف انہیں فتاویٰ کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جو خاص حضرت مفتی اعظم کے قلم مبارک کے تحریر کیے ہوئے تھے۔ اگر کسی نے نقل بھیج دی تو اس و مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مفتی اعظم کا انداز نگارش اور ان کے ہاتھ کی تحریر کو احقر خوب اچھی طرح پہچانتا ہے۔ تاہم کے وقت اگر کسی تحریر کے متعلق پورا یقین حاصل نہیں ہوا اس کو الگ کر دیا گیا۔ جن سوالات کی عبارتیں بہت طویل تھیں ان کو حتیٰ الامکان مختصر کر دیا گیا ہے۔ لیکن صرف اسی قدر کہ سائل کا مقصود فوت نہ ہونے پائے۔ اگر کسی فتوے میں مختلف قسم کے چند سوالات و جوابات تھے تو ان کو الگ الگ متعلقہ ابواب میں درج کر دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ فتوے کے نئی فتوے بن کر شمار میں آتے ہیں۔

جو فتاویٰ عربی یا فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ تہذیب کے یہ عنوانات قائم کرنے میں اس امر کا خیال رکھا گیا ہے کہ مضمون ہوں۔ جزییات و زیادہ سے زیادہ عنوانات پر تقسیم کیا گیا ہے تاکہ مسائل و تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

ان مجموعے میں سب سے قدیم فتویٰ جو دستیاب ہوا ۱۳۱۹ھ کا ہے جب کہ آپ مدرسہ عینِ احمد شاہجہانپور میں مدرس تھے۔ اس پر آپ کے امین استاد مولانا عبیدالحق خان اور دیگر علمائے شاہجہانپور کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ یہ فتویٰ سنت فخر کے متعلق ہے۔ جو انشاء اللہ تیسری جلد میں آئے گا۔

جو فتاویٰ جمع کیے گئے ہیں وہ تین قسم کے ہیں۔ اول وہ فتاویٰ جو فقہاء و علما کے رجسٹروں میں سے لیے گئے ہیں، ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ غلط مستثنیٰ پر نمبر بھی ہے اور مستثنیٰ کا نام و مختصر پتہ اور تاریخ روانگی بھی درج ہے۔ جنس جلد سوال نقل نہیں کیا گیا ہے بلکہ لفظ ”جواب“ ”میر“ کے اوپر مستثنیٰ کا نمبر ڈال دیا گیا ہے۔

دوسرے وہ فتاویٰ جو ”روزہ“ ”جمعیت“ سے لیے گئے ہیں۔ ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا

ہے۔

تیسرے وہ فتاویٰ جو حوہ میں موجود تھے یہ باب سے حاصل کئے گئے یا مجموعہ کتابوں میں سے لیے گئے لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل فتاویٰ کی کل تعداد ان پر کرنے کے لئے یہ میل نمبر ہے۔

یہ جہد اول جو آپ کے پیش نظر ہے اس میں کل فتویٰ چار سو انیس ہیں۔
تفصیل اقسام یہ ہے

کل ۳۱۹

متفرق ۶۹

الجمعیۃ سے ۶۶

رجسٹروں سے ۲۸۴

ابواب و عنوانات کے لیے علیحدہ علیحدہ سادہ کاغذ کی کتابیں بنائی گئی تھیں۔ ہر ایک مسئلے کو اسی باب و عنوان کے تحت درج کیا گیا جس سے اس کا تعلق تھا۔ اس طرح مسودہ تیار ہوا جو فاضل السیاب سائیکس کے تین ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے تیار ہونے کے بعد اس کی تصحیح اور مقابلہ بالمعنی نظر کیا گیا۔

احقر نے مسودہ کو غلط غلط پڑھا اور مقابلے کے اصل کو دیکھا۔ تصحیح اور مقابلہ میں احقر کی روایت حیات نے باحس وجوہ شرکت اور پورا تعاون کیا۔ اور کبھی کبھی فرزند سعید بر خوردار مولوی فیض الرحمن فیضی، یو بند شریک کار رہے۔ اور یہ تصحیح و مقابلہ کا مقررہ ایک سال میں مکمل ہوا۔

غرض کہ اب پھر دوبارہ تقریباً چار سال تک مسلسل محنت شاقہ اور حرق ریزی کے بعد مسودہ پورا ہوا۔

فالحمد لله على مه و كرمه و السكولة اولاً و احراراً۔

بندہ اصف کا اس میں ہاتھ نہیں ہے وہ اپنا کام لے لے جس سے چاہے
بیں کم مائیگی اس کا کرم ہے یہاں یہ ہے بزرگوں کا بھرم ہے
تری توفیق سے فائز ہے بندہ خدایا شکر سے عاجز گاہے بندہ

اب حضرات اہل علم اور ارباب علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ انہیں ترجمہ میں کوئی اغزش و کوتاہی نظر سے نہ گزرے۔ نیز تہذیب میں آبروئی مسودہ جہد و حق ہو گیا ہو یا فہم و حکمت حالت میں کوئی غلطی ہو تو احقر کی معافی اور قصور فہم پر محمول فرما میں اور احقر کو آگاہ فرما میں اور نکتہ چینوں سے میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔

بشمنوں کی طرف سے یہی ہے نہ ہوا اصف ہوں نقد و مال بازار میں پر جا جا گا

آخر میں قرین کرام سے گزارش ہے کہ حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلیل القدر خدمات کے پیش نظر اپنے مخصوص اوقات کی دعاؤں میں ان کی ذات برائی ہو یا رخصت اور ایصالِ ثواب فرما میں۔

اور اگرچہ اس موقع پر اپنا نام میناسب الابی ہے مگر حضرت سیدنا علیہ السلام کے تذکرے کے ساتھ ایک

موربہ یہ کہ تندرہ حضرت سیدنا عیدہ اسامی عظیمت میں سی قسم کے نقص کا موجب نہیں۔ حقرب انتہا محتاج ہے آپ نصرات کی عاوس کا کہ باطل ببناء عت اور فقیر ہے۔

ربہ دنیا سے بھی محروم اور تبتی سے جہی خافل یہ عمر چند روزہ دریاں یوں جس سے اور یوں جہی
البتہ فحواہ لا تقطوا من رَحْمَةِ اللّٰهِ اِیک شمع شوق و تمنا سیہ خانہ دل میں روشن ہے اور انشہ
اللہ روشن رہے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔

احقر ذبیہ الرحمان، اصطفیٰ ابن حضرت علامہ مفتی اعظم مولانا کفایت مد

مدرسہ امینیہ اسلامیہ کشمیری دروازہ دہلی

مورخہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

(مئی ۱۹۶۹ء)

تاریخ تکمیل مسودہ

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا مادی
تیرے کرم سے میری مشکل ہوئی ہے آسان
عبرت فزا ہیں بچہ اس باتوں کے حالات
ہمت بھی ہے شکست منزل بھی بے نشان ہے
لیکن یہ ہے کرشمہ تائید ایزدی کا
سولہ برس سے پیہم اپنا سفر ہے جاری
بارے بفضل باری منت کی کاوشوں سے
تخریج و تحشیہ بھی فصیح و ترجمہ بھی
ہے ایک یادگار مفتی کفایت اللہ

اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا
سب ہو گئے مرتب بکھرے ہوئے فتاویٰ
غفلت کا معصیت کا آنکھوں پہ بے غشاوہ
چاروں طرف سے غم نے دل پر کیا ہے دھاوا
رحمت نے ہر قدم پر دل کو دیا بڑھاوا
کھولا نہیں ہے دم بھر اس راہ میں کجاوہ
تیرا ہوا کیا یہ مجموعہ فتاویٰ
کافی ہوئی ہے محنتِ تنویب کے علاوہ
کیا خوب سال بھری ہے تاریخ الفتاویٰ

۸۹ ۱۳

۸۵ ۱۳
کیا لائے گا واصل جز تحفہ ندامت

بایں حیات ہرزو یا ایں کلام یا وہ

(حواب ۳) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں تو زید گایان صحیح ہے۔ لیکن سود لینے کا فتویٰ ہی اصرار ہے۔ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہے کہ سود کی حرمت کی نیت ان کے ذہن سے نکل جائے گی۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ

دارالحرب میں قائم کفار کی کمپنی سے حصہ کرنا

(سوال) زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے۔ اس کی خوش ہے کہ اپنے اہل و عیال کو ہندوستان سے اپنی جان کھدے کرے۔ جس حصہ کمپنی میں وہ حصہ لے رہا ہے وہ پاکستان میں ہے کمپنی کے حصہ دار اس سے بریہ وغیرہ بھی نکریں ہیں۔ ہندوستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے۔ شرعیاً کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۶۷۱ محمد حسین بنی، اس کی فی الحقیقت فتویٰ ہے۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۳ھ ۹ نومبر ۱۹۳۶ء

(حواب ۴) ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی بنا پر زید کو بڑا بڑا ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا

حصہ کر لے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

دارالحرب میں جمعہ عیدین اور سود لینے کا حکم

(سوال) ہمارے پٹھان لوگ آپس میں جھگڑتے ہیں کہ یہ منہ دار احرب ہے یا نہیں۔ یہ منہ دار ہر سب ہوتا ہے۔ یا تو یہ جو کہ پٹھان لوگ لیتے ہیں آزاد ہے اور اگر یہ منہ دار ہے تو قید ہے۔ کیا جمعہ کی نماز اس وقت میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جمعہ کی نماز جائز ہے تو احتیاطی چار رکعات وہ بھی جائز ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۷۱۵ محمد خاں پٹھان (مسئ) ۲۵ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۳۶ء

(حواب ۵) اگر دارالحرب بھی ہو جب بھی غیر مسلموں سے رواینا (ان کی رضامندی سے) جائز ہے۔ مسلمانوں سے یا جبہ غیر مسلموں سے لینا رواینا نہیں، بعد کی نماز جائز ہے، قلم حلیٰ علی پرست نہیں چاہئے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ

۱۔ ہی لیلاد النی لس منسمن عہد ولادہ و سندن، ولادہ فیہا اکثر شعور الاسلام

(۳۹) ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔

دارالحرب ہونے کی شرط اور دارالحرب میں سودی لین دین
(سوال) (۱) ہندوستان دارعرب ہے یا نہیں؟

(۲) دارالحرب میں کفار سے بیع لیتا یا ان کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) دارالحرب ہونے کی کون کون سی شرط ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۶۳۴ مدنی شمس الدین صاحب (گجرات) ۱۰ اکتوبر ۱۳۵۹ھ ۷ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱) (۱) ہندوستان دارعرب ہے نہ دارحرب۔ تمام کام یہاں جاری نہیں

(۲) ہندوستان میں مسلمانوں کو سو لینا یا دینا جو شہ کے جائز نہیں۔ یعنی ہندوستان کے دارعرب ہونے میں

علماء کے اختلاف کی وجہ سے شہ پیدا ہو گیا ہے۔ (۲)

(۳) جو ملک ایک بار دارالسلام بنے، پھر اس کے دارالحرب بننے میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک تین شرطیں

ہیں۔ ہاں یہ کہ اس میں حکومت سابقہ کی کوئی شرط نہ ہو، دوسری یا معافی باقی نہ رہے۔ دوسری کہ وہ دارحرب نہ رہے۔

جاری نہ رہے۔ تیسری یہ کہ اس کا دارالسلام سے اتصال باقی نہ رہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کانپور۔ ۱۰

ہندوستان میں سود کا جواز

(سوال) ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اب تو کوئی شرط نہیں معلوم ہو سکتی۔ تو یہ اب سو لینا جائز ہو گا۔ اور

اس کا استعمال جائز ہو گا؟

المستفتی - نمبر ۲۸۱۴ سیمن مہدی حافظ فی برہنوں ضلع سورت۔ ۸ ازیں ۱۳۵۰ھ

(۲۸ دسمبر ۱۹۵۰ء)

(جواب ۱۲) ہندوستان نہ چاہے پہلی حالت میں نہیں رہا، مگر دارالحرب نہیں بن سکا۔ یہاں کی حکومت قانون

مشتہ سے حکومت ہے۔ اس میں مسلمان نمبر بھی شامل ہیں۔ اس سے سود کا جواز بھی میں نہیں آتا۔

محمد کفایت اللہ کانپور دہلی

دارالحرب بننے کی شرطیں۔ ۱۔ قلعہ دارالحرب۔

۲۔ لائقہ فیہا اکثر شعائر۔ ۳۔ قلعہ دارالحرب۔

۴۔ لائقہ فیہا اکثر شعائر۔ (اعلاء السنن ۱۳ ۳۶۵)

۳۔ لا یصر دارالسلامہ در حرب۔ یہ مور داخہ، حدھا باجر، احکام اهل الشوک علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیہا
بحکمہ الاسلام والنہی۔ نہ کوں مسجد مدار الحرب ولا مسجد بیہمہ مد من بلاد الاسلام کتب ان لاسفی فیہ مومن

ولا دمی۔ اما بامانہ الاول۔ (ہندیہ ۲ ۲۳۲ ماحدیہ کوئٹہ)

۴۔ الحرب حکمہ المسلمین و احکامہ اهل السراک لا یکوہ دار الحرب۔ طحطاوی علی بدر ۲ ۶۱ ص ۶

دارالمعرفہ بیروت

دوسرا باب اسباب نجات

نیکو کار کافر و مشرک کی نجات نہ ہوگی۔

ایک شخص خاندانی مسلمان ہے اور خود بھی نہایت پند صوم و سلو ہے۔ تہجد گزار ہے، کرو شغل کا ہے، عادی ہے۔ وضع ظہری بھی شریعت اسلام کے مطابق رکھتا ہے۔ لیکن زندگی اس کی مکر و فریب، کذب و افتراء، ایذا رسانی و قطع رحم میں سر بہاؤ ہے۔ اور یہ شخص قوم کا ہر ذمہ نشین کافر و مشرک ہے، اس کے شہر میں بتوں کی بنگال پڑی

رہتی ہے، رستہ میں پوجا پٹ برتا رہتا ہے، کسی کے ساتھ اس کی زندگی دنیا کے جنس و خدمت، عیاشی و پرورتش، دنیاؤں کی تمدنی میں سر بہاؤ ہے اور اس کی ذات کفر امن و سہولت ہے۔ یہ وہ مہمندانہ سامع کے نقطہ نظر سے تادمیہ کہ ان دونوں میں کوئی بات ہے اور دونوں تاریکیوں و فتنوں تاریکیوں میں چپ چاپ ہیں تو تنہا قرآن، حدیث و قتال کا کار کا ہے، اس میں اور اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ مجھے صرف جناب کی رائے کی حیثیت کیٹا مومین ہونے کے درکار ہے۔ میں پندروان تک جناب کے فتویٰ کا انتظار کروں گا۔

المستفتی نیاز قچوری ایڈیٹر رسالہ نگار لکھنؤ۔

(جواب ۱۳) عادی صوم کے معنی نجات کے لیے بیان کرتے ہیں۔ مشرک کے لیے نجات نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے :-

ان الله لا يعمران يسرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (سواء)

یعنی اللہ اس کو نہیں بڑھائے گا کہ اس کے ساتھ شرک یا جہلے اور اس کے ساتھ جہلے کا شرک ہے۔ یعنی مشرک کی مغفرت کے ساتھ مشیت ایزدی متعلق نہیں ہے۔ خازن میں ہے۔

ومعنى الآية ان الله لا يعمر لمسرك مات على شركه ويعمر ما دون ذلك لمن يشاء يعنى

ويعمر ما دون المسرك لمن يشاء من اصحاب الذنوب والاثام (خازن ص ۳۵۳ مصرع ۱)

آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرک و جہل مشرک ہونے کی حالت میں مر جائے نہیں بڑھائے گا۔ مشرک کے ساتھ جہل و جہلہ میں سے جہلے چاہے گا بڑھائے گا (خازن ص ۳۵۳ مصرع ۱) اور حدیث میں ہے ثم امر بلالا فنادى فى الناس انه لا يدخل الجنة الا من مسلمة۔ (بخاری جداول ص ۴۳۱) ۲۰

یعنی پھر دستور غوریت نے حضرت بلال و نعم دیا تو انہوں نے لوگوں میں پکار کر یہ دیا کہ جنت میں صرف غوریت مسلمہ داخل ہوں گے۔

ہاں جو مسلمان کہ ایمان و اسلام کے ساتھ گنہگار ہو گا مگر تکتب بھی ہو گا اور توبہ کر کے مرے قوت و
 گناہوں کے بدلے بخشہ کا مذاب یا جائے گا۔ یعنی وہ مذاب دیئے جائے گا مستحق ہے اور حق تعالیٰ چاہے تو اس کو
 بغیر مذاب دیئے بخش دے اور چاہے عذاب دے کر بلا آخر نجات دے۔ (۱) کافر اور مشرک کے پاس نجات کی
 سبکی شرط اور رضائے حق تعالیٰ کی تاکید یعنی ایمان نہیں۔ اس لئے وہ نجات جس اور رضا مومن کے حصول یا
 وصول ان بندے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے نہیں پاسکتا۔ نہ نجات کا مستحق قرار دیا جاسکتا ہے۔ (۲)

نسانی روح کی منزل مقصود و رضا مومن یا بالفاظ دیگر وصول ان بندہ ہے۔ اس منزل مقصود تک سفر
 کے لئے جس قوت و نہارت ہے وہ ایمان کی قوت (سٹیٹیم) ہے۔ اعمال حسنہ اس قوت کے معین ہوتے ہیں۔
 لیکن اصل قوت کا کام نہیں دے سکتے۔ مثلاً ایک مقام پر دو زینیں ہوتی ہیں۔ ایک ٹرین کے اسب نہایت نہیں
 صاف شفاف، اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ دوسری میں ہر قسم کے راحت کے سامان فو کہ لو ان طعام سب موجود ہیں۔
 اس میں ٹیٹنے وے نہایت راحت و آرام پاتے ہیں۔ کھانا کھاتے اور مٹھائیوں و میوؤں سے لذت حاصل کرتے
 ہیں۔ دوسری ٹرین کے اسب نہایت میلے پکیے، خراب کشتہ، ٹوٹے پھوٹے۔ نہ کسی قسم کی راحت کا سامان نہ
 کھانے پینے کا آرام۔ اس کے چرندے بھی پرانے کھسے ہوئے۔ مرد و عورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی ٹرین میں سٹیٹیم کا
 انجن نہیں ہے۔ دوسری میں سٹیٹیم و انجن لگا ہوا ہے۔

فہم ہے کہ دوسری خراب کشتہ ٹرین باوجود اپنی تمام قباحتوں اور خرابیوں کے واصل کی مقصود
 (ناتی) ہوں۔ اور پہلی ٹرین میں صاف شفاف ٹرین باوجود اپنی تمام خوبیوں بلکہ راحت پاشیوں و رفائیدہ
 رسائیوں کے غیر واصل الی المقصود (غیر ناتی) ہوں، اس میں شک نہیں کہ اگر اس ٹرین میں سٹیٹیم کا انجن لگا دیا
 جائے تو اس کی سیر الی المقصود اعلیٰ و اکمل ہوگی۔ مین جب تک اصل قوت یعنی سٹیٹیم کا انجن نہ ہو اس کی تمام
 خوبیاں فائدہ رسائیوں و زیناں، عورتوں کی صفائی پرزوں کی خوبی، مضبوطی سب بکار ہے۔ یہی مطلب اس
 آیت کریمہ کا ہے۔

ان الذين كفروا وما توا وهم كفار فلن يعقل من احدهم ملء الارض ذهناً

ولوا فتدی به (آل عمران) (۲)

یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور کفر کی حالت میں مر گئے تو ان میں سے کسی کی طرف سے زمین بھر سون بھی قبوں
 نہیں کیا جائے گا۔ اور چاہے اس نے یہ سونا فدیہ خریدا (یعنی فدیہ عدم نجات) کے طور پر پیش کیا ہو۔
 مراد یہ ہے کہ چونکہ اس نے وصول کی اللہ کی اصل قوت محروم و موصولہ حاصل نہیں کی (یعنی
 ایمان) تو اگرچہ دنیا میں اس نے زمین بھر سونا بھی خریدا ہو مگر یہ اس کے لئے ایمان (یعنی اصلی قوت موصولہ)
 کے قائم مقام نہ ہوگا۔

۱. "ويعبر لمن يشاء، ويعذب من يشاء وكان الله غفوراً رحيماً (الفتح: ۱۴)

(۲) ان الله لا يعبر ان يشرك به، ويعبر مادون ذلك لمن يشاء (النساء: ۱۱۶)

۳۔ (آل عمران ۹۱)

جس طرح کہ مثال مذکور میں پہلی ٹرین کی خوبصورتی، صفائی، مضبوطی، فائدہ و راحت، رسائی و وصول و مقصود سے کام نہ آئی یہ وہ ان میں سے کوئی چیز بھی قوت و مصلحت کا کام نہیں دے سکتی اور جب تک قوت و مصلحت ہو، ہم ایک کا وجود بکار ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے وجود اور اس کی صفات ملکیت، خالقیت، ربوبیت، رزاقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے تو اس امر کو سمجھ لینا چاہئے مشکل ہی نہیں کہ اسلام نے نجات کے لئے ایمان باندھ کر کیوں لازم قرار دیا ہے۔

بادشاہ سے بغاوت ایسا جرم ہے جس سے بہتے بہتے مجرم کی تمام صفات حسنہ اس کے پچانے سے ہائی نہیں ہوتیں یا خسوس جب کہ بادشاہ نے یہ عدالت بھی برپا ہو کہ باقی کا جرم بغاوت معاف نہیں کروں گا باقی جرائم کو چاہوں گا تو معاف کر دوں گا۔

یہ شبہ کہ جس شخص کی زندگی امانت جس کی خدمت یتامی کی پرورش، یتیموں کی ہمدردی میں بسر ہوئی ہے اس کا ماننا نہ ہوتا اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ اعمال حسنہ بکار اور ضائع ہو جائیں اور یہ بات غیر مستحسن ہے، اس امر پر مبنی ہے کہ اعمال حسنہ و نجات کے لئے موجب بالذات مانا جائے اور یہ غلط ہے۔ یہ وہ نجات جتنی وصول ان اللہ کا تصور غیر اللہ تعالیٰ کے اعتقاد اور ایمان باندھ کے نہیں ہو سکتا اور کافر جب کہ بت پرست عہد صنم ہے مومن باندھ اور مصدق بالصفات موجد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تو اس کے افعال حسنہ بہ نیت تقرب الی اللہ (یعنی سیر الی اللہ) ہو ہی نہیں سکتے اور ان کو حقیقتہً افعال حسنہ نہ مانی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ لازم ہی نہیں آیا کہ افعال حسنہ بکار ہو جائیں۔

دوم یہ کہ ایسا شخص جو نیک کام کرتا ہے اس کی منزل مقصود حصول نیک نامی ہوتی ہے اور یہ مقصد سے حاصل ہو جاتا ہے۔ من سمع سمع اللہ بہ۔ (پس اس کے اعمال کا اعلان و ضیاع لازم نہیں آیا۔ تیسرے یہ کہ باوجود کفر اور شرک کے اس کے اعمال صالحہ میں اگر کوئی سے کوئی شبہ بھی اعتراف و ایمان باندھ کا ہو گا اور کسی درجہ میں بھی وہ حصول رضائی مولیٰ تعالیٰ کا قصد رکھتا ہو گا تو حضرت حق تعالیٰ اس کے ان نیک اعمال صالحہ کو اس کے لئے وسیع ایمان باندھنا ہے گا۔ اور اس کے لئے یہ الی اللہ کی اصلی قوت (تسمیم) مہیا و میر فرمادے گا۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد اسلمت علی ما سلف، لک من حیر سے مفہوم ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اسلام لانے سے پہلے میں نے جو اعمال صالحہ (مثلاً صدقہ، خیر، آزاد کرنا صلہ رحمی وغیرہ) کئے ہیں کیا مجھے ان کا بھی ثواب ملے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ انہیں اعمال کے لئے اور نتیجے میں تو تم و ایمان و اسلام کی توفیق نصیب ہوئی۔ (۱۳)

۱۔ مسلم شریف ۲/ ۳۱۲

۲۔ مرتب بالا ۲/ ۷۶

۳۔ یہ حدیث حضرت عمر کی نہیں بلکہ حضرت حکیم بن حزام کی ہے۔ مسلم شریف میں ہے عن حکیم بن حرام بہ قال لرسول اللہ ﷺ ای رسول اللہ ارباب امور انحت بها فی الجاہلیۃ من الصدقۃ او عناق و صدقۃ رحمۃ فیہا اجر فقال رسول اللہ ﷺ اسلمت علی ما اسلفت من حیر (مسلم ۷۴/ ۱) قدیمی

مختصہ تشریح ہے۔ حد آپ نے اس کا مختصہ جواب یہ ہے کہ مومن عاصی آخر کار ضرور ناجی یعنی واصل الہی ہے۔ اس کے ایمان کا مقتضی یہ ہے کہ وہ اپنی تقاضا اس و اطاعت و اختیار کے لئے جس میں آخر کار ضرور مندی کا تمغہ ملے گا۔ اگرچہ وہ صوم الی اللہ کے اندر میں اس و اپنی خرابی و خستہ کاری (جرام معیسی) کی وجہ سے توفیق ہی نہیں دے اور توفیق ہی تکلیف اور مصائب پر اثبات کرنی پڑیں۔ مگر چونکہ قوت موصول ایمان و شمیم) ہے جو ہے اس سے یہ نہ ایک دن ضرور منزل تک پہنچ کر رہے گا۔ (۱)

اور کافر نیوکار تاقی نہیں۔ جتنی واسطوں میں اللہ و قاریز ضاء اللہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں دنیا میں اس سے عمل
سادہ کا بدلہ جتنی نیکی نامی منجبت متبہات شہادت و ثروت مل جائے لیکن مالہم فی الاحرفہ من
حلاق۔ آخرت میں نہ ملے گی۔ نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۹ء

کتاب حضرت عشق حسینؑ میز قیامی اید پر رسد نظر کنند ۱۶، مج ۱۳۰، ص ۱۳۰
کتاب عالی و امجد بمحمد سلام مسنون!

آپ کا ذکر اور نومبر ۱۹۳۱ء کے شمارے پرچے اور اخبار حقیقت کا کلمہ میں تا عارف صاحب نے معرفت پہنچا۔ میں نے آپ کی تحریر پر جو اخبار حقیقت میں چھپی ہوئی ہے اعتماد کرتے ہوئے مسلمانوں کو قرض نہ کرنے کا مشورہ کیا ہے۔ اس سلسلے پرچے کی یہی صورت میں نہیں، بلکہ ایک ہی طور پر بعض مقامات پر لکھی گئی ہیں۔ آپ سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حق جل شانہ نبیا علیہم السلام سے صحابہ و تابعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام و تقدیس ہر مسلمان کا مذہبی و اخلاقی فریضہ ہے۔ آپ مد تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان رشتہ کا پیارا جان فرما رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ان دستانہ کاری و بھی آپ انہی طرح محسن فرماتے ہوں گے۔ امام اور مسلمان قوم آپ کا سب سے بڑا خیر و شرف ہے اور یہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مسلمان میں سے مشورے و قبول کریں یا نہیں، لیکن یہ یقینی ہے کہ آپ کا آئندہ طرز عمل مسلمانوں کے نزدیک طرز عمل قرار دیا جائے گا۔

محمد شفیع مدظلہ - ۱۶ نومبر ۱۹۳۱ء - ۵ شعبان ۱۳۵۰ھ

وہ اہل کتاب جن کو آپ ﷺ کی دعوت پہنچ جاے پھر
بھی آپ پر ایمان نہ لائے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

(السوال) اُن کتاب سے جو شخص اُن اہل مومنین کے لئے کتاب ہوتا ہو، چھتے کام کرتا ہو، ہر کام سے روکتا ہو، پیشہ کے پیغمبروں کو مانتا ہو، ہر پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو مانتا ہو اور ہر قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہو، ایسا شخص اپنے گناہوں کو نہ سمجھتے کہ وہ جنت تک پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟

۱۰۲-۱۰۳

المسنفنی نمبر ۶۵، مودی عبدالرحیم کانپور۔ ۲۴ بمودی آخری ۱۳۵۲ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۳ء،
(جواب ۱۴) جو شخص کہ آخرت میں آخر زمان محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لے اور حضور ﷺ کی تہذیب نہ
رکھے گا نہ اس کو جہنم ملے گا، موت پہنچ چکی ہے، آخرت میں اس کی نجات نہیں ہوگی۔
قرآن مجید میں ہے:

ومن اظلم ممن ذکر نایت ربه ثم اعرض عنها، انا من المحرمین مستقمون۔ ۱۱
دوسری جگہ ہے:

ومن اعرض عن ذکرى فان له معبنة صكاً ونحشره يوم القيامة اعمى
وكذلك نحري من اسرف ولم يؤمن بائت ربه ولعذاب الاحرة اشد عاقبى۔ ۱۲
ایک اور جگہ فرمایا
ومن يكفر به فاولئك هم الخسرون۔ ۱۱ محمد کفایت اللہ کا نام نہ۔

ایمان کے غیر اعمال صحاح جنت تک نہیں پہنچا سکتے۔
(سوال) ایک شخص ہندو ہے اور حق پرست ہے۔ مگر اس کی تہذیب سے بچا ہوا ہے۔ اس کو جہنم کی پینے کی یا
نہیں جوئے کی جہنم مسلمانوں کو پانچ سو سال اور ست پینے کی، اس ہندو کو بھی پینے کی یا کہ نہیں؟
المسنفنی نمبر ۱۴۳۶۔ پودھری فیہ الدین صاحب راجپوت (ضلع انبالہ) ۷ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ
(جواب ۱۵) کافی ہے۔ جنت یا جہنم کی پینے کی وہی کہیں نہیں۔ یہاں کے غیر عمل سے (خداوت
و مدارات وغیرہ) جنت تک نہیں پہنچا سکتی۔ ۱۰ محمد کفایت اللہ کا نام نہ۔ ۱۱۔

۱۔ ام السجدة ۲۴

۲۔ طہ ۱۳۲

۳۔ ایتہ ۱۴

۴۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قل قل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدی نفس محمد مدہ لا سمع بی احد من
مدہ الامہ یهودی ولا نصرسی بہ بموت ولم یومن بالدی رسلہ الا کاب من صحابہ سر، مشکوٰۃ المصابیح ۴ (۱۴) ۱۴

کفار و فساق کے معصوم بچے نیز حالت جنون میں بالغ ہو کر مرنے والا شخص جنتی ہے۔
 (۱) شرک و کفر کے معصوم بچے جو فوت ہوتے ہیں یہ سب بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔
 اور کیا یہی بچے جنت میں ہمارے خدمت گار ہوں گے؟

(۲) زانی کے مجہول النسب و نیز سود خوار کے معصوم بچوں کا کیا حشر ہوگا؟
 (۳) ایک مشرک جو پیدا شدہ جنون و منتہی دماغ ہے اور ایسی ہی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا ہو تو یہی حالت میں اس کا کیا حشر ہوگا؟ (المستغنی نمبر ۲۰۸۵۔ شیخ عبداللہ مولا بخش چلی والے (بمبئی ۸) ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ مطابق یوم و سمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۱۶) (۱) ہاں توں راجح یہی ہے کہ مشرکین و کفار کے معصوم بچے جنت میں جائیں گے۔
 (۲) سود خوار کے معصوم بچے اور ولد زنا بھی جو قبل بلوغ مر جائیں دوسرے بالغ بچوں کی طرح جنتی ہوں گے۔ (۲)

(۳) جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہو کر مر گیا وہ بھی جنتی ہے (۲) محمد غایت مدد کان مدد ملے۔

.....
 ۱۔ ان الاصح انهم من اهل الجنة : مرقاة المفاتیح : ۱/۱۶۶ ممکنہ اعدادیہ متنا

۲۔ عن محمد بنی اعلم ان الله لا يعذب احدا بغير ذنب. الح (البحر الرائق ۲۰۵۰۶ بیروت)

۳۔ ان الله لا يظلم مثقال ذرة (سورہ اعراف ۲۰۱) ان والذوق انہم میں نہیں لے جس کا وہ تصور نہیں۔

تیسرا باب موجبات کفر

دین کو ماننے سے انکار کرنا یا اس کی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

(السوال) ایک مقام پر بہ تقریب شاہی جنم و پیرائیں اسلام کے چند علماء بھی جمع تھے۔ جب دین کے مکان پر مولوی صاحبان تشریف لائے اور ان کی بابت منع فرماتے تو ایک مکان کے مالک نے کہا کہ ہمیں یہ بات و واجب ہو میں نے۔ علماء نے کہا کہ قرآن و حدیث میں یہ بات و واجب کی سخت ممانعت آئی ہے، یہ فعل ہم بڑے بڑوں کے جوہر میں ان مسلمانوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن و حدیث و نہیں مانتے ہم راہ و واجب نہ ورہا میں نے۔ بعد وہی شخص دوسرے گاؤں شاہی گرنے گیا اور باجہ ہمارے گرد و من کے مکان پر پہنچ کر باجہ بولنا شروع کیا کہ میں نے والد نے کہا کہ باجہ مت بول، یہ رسم کفار ہے تو اس کے جواب میں نے کہا کہ ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، ہم کافر ہیں، تین بار یہ اور جوونی ہم سے رشتہ داری دیکھ کر مجھے گاؤں بھی ہارے، بندہ شریعت میں یہ اشخاص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(جواب ۱۷) ان شخص کا یہ کہنا کہ ہم قرآن و حدیث و باطل نہیں مانتے یا ان ایسی بات کا زبان سے نکالنا جس سے مذہب اور اس کے رسل و کتاب و سنت کی نفرت ہوتی ہو، صریح کفر ہے۔ ایسے الفاظ کے استعمال کرنے سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ ایسے دعوں سے ملنا عام جیہاد کا اور منہ راست نہیں۔ فقہانی رزیہ میں ہے: ادا وصف الله بما لا يليق به او سحر اسما من اسمائه او نامر من او امره او اكر وعدا او وعيدا ككفر ولو قال من حد ايم يكفر، انتهى واللہ اعلم۔ محمد خاتیت مدظلہ العالی

رضی بالکفر کفر ہے۔

(سوال) ایک مسلمان عورت نے کافر کے ساتھ کفر سے رسم و رونی کے موافق نکاح کر کے رضی و راس کافر کے ساتھ اس کے بت خانے میں جا جا کر مذہبی رسوم و چارٹ و امرتلی رضی، ایسی عورت کے مرنے پر نماز جنازہ پڑھنا اور اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں۔ یہ تو جو۔

(جواب ۱۸) بت خانہ میں جانا اور بت پرستی کے رسم و آئینوں کو عید کرنا کفر ہے اور یہ عہد یہ کام اس نے خوشی و رضا مندی سے کیے ہیں اور رضا بالکفر بھی غلط ہے، اس سے دو عورت کافر ہو جائیں گے جنہوں پر نماز پڑھنا اور مقابر مسلمین میں دفن کرنا جائز نہیں۔ وکما لو سعد الصم او وضع مصحفا فی قاذورة فانه يكفروا ان كان مصدقا لان ذلك في حكم الكذب كما افاده في شرح العقائد ۳، ۴ (۲۰ شمار)

۱. ہزارية على هاشم هندية ۳۲۳۷ مکہ ماجدیہ

۲. کتاب ہو یہودی و نصرانی لاندہ صماء و کفر و غیہ الفتویٰ جامع المنصوب ۲۰۱۲ اسلامی کتب خانہ
۳. کتاب فرصا ان احدا صدق بجمیع ما جاء به اسی صبی لہ غیہ وسلم و آخرہ بعمل مع ذلك شد لہ بالاحبار
اوسعد القسم بالاحبار بحمله کفرا، لہ اسی صبی لہ غیہ وسلم جعل ذلك علامه للكذب والکفر (شرح العقائد
۱۹۵ ایچ ایم سعید)

اور چونکہ یہ مرد ہے اس کے اس غسل دینا بھی جائز نہیں۔ ویغسل المسلم ویکفر ویبدش قریبہ کحالہ الکافر الاصلی اما المرتد فیلقی فی حفرة کالکلب انتہی (در مختار ولا یعسل ویکفر ولا یدفع الی من انتقل الی دینہم بحر عن الفتح (رد المحتار) ۱۰)

اسلامی قانون وراثت کے کسی خبر کا انکار کرنا یا غیر شرعی قانون کو اس پر ترجیح دینے کا حکم۔ (السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس جمعیت کے بارے میں جو تھوڑے عرصے سے مسلمان ہوئے ہیں اور تمام احکام شریعت و وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون وراثت شرعی کو بالکل نہیں مانتے اور اپنے آبائے قدیم بنو کے قانون و سہولت اپنا قانون بناتے ہیں و کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبائے قدیم بنو کے اس قانون وراثت نہیں چھوڑ سکتے۔ وراثت میں یہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمد کے قانون وراثت و ہم غیر تسلیم کرتے ہیں کہ ہندو۔ یعنی قانون وراثت اہل ہندو و اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں۔ اس آیت شریفہ کا حکم منہ ماہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ "ومن لم یحکم بما اولی اللہ فاولئک هم الکفرون۔"

(جواب ۱۹) قانون وراثت کا شرعی اصول قرآنی ثابت ہے، اس ثابت شدہ اصول کے ان جزوہ تسلیم کرنا اس دور کے قانون و اس پر ترجیح دینا کفر ہے۔ جس جو دیکھتے ہیں کہ شریعت محمدی کے قانون وراثت و ہم تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔ اور جب وہ کافر ہیں تو لو قاف شریعہ کی قویت کا نہیں ہونی، مقتضی نہیں۔ فی البزاریۃ الکریمۃ من القرآن اوسخر بایۃ منہ یکفر انتہی (۲) و فی اعلام بقواطع الاسلا ویکفر من کذب بسی ما صرح بہ القرآن من حکم او حرا و حملۃ التوراة والاحل و کتب الد المرلۃ او کفربہا اولعینا اوسہا اوستحقہا انتہی (۳) و فی الفصول العمدیۃ اذا انکرۃ مر القرآن اوسخر بایۃ منہ کفر الح (۴)

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں جو نبوت رسالت اور قرآن کے منکر کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو۔

(السوال) زید توحید و رسالت اور جمیع ضروریات دین کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے یہ عقیدہ جمی رہتا ہے کہ جو شخص صرف توحید کا قائل ہو و رسالت اور قرآن کو نہ مانتا ہو وہ ہمیشہ ہمیشہ قائم میں نہیں رہے گا بعد آخر میں اس کی بھی مغفرت نہ جائے گی۔ زید کا امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۹۲ محمد ابراہیم خان ضلع غازی پور ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ ۳۰ مئی ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۰) جو شخص شخصیت میں رسالت و نبوت و نہ مانے اور قرآن مجید و ائمہ اربعہ کی کتاب تسلیم نہ کرے وہ جمہور امت محمدیہ علی صاحبہا زکی السلام والتیہ کے نزدیک ناجی نہیں ہوگا (۱) ایسے شخص کو جو اس کی نجات کا عقیدہ رکھتا ہو، اہم مانا جائز نہیں ہے۔ (۲) محمد کا خلیفہ ائمہ کائنات ہے۔

غیر اللہ کو پوجنا کفر ہے ایسے افعال کا مرتکب شخص امامت کا قابل نہیں۔

(السوال) زید نے (جو مسلمان ہے) اپنے لڑکے کی شادی میں رسم بنو داؤد کی پوجا بجا کے ساتھ کی۔ جب اس رسم کی طرف سے متنبہ کیا گیا تو اس نے تین راہیں اسلام کے غلو و عداوت میں متغایہ پیش کر کے مقدمہ چلایا اور خود بھی عدالت میں حاضر ہوا اور پھر سے بھی جو پیش امام ہے خفیہ بیان دہرایا۔ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت مٹا پڑتی جاتی ہے اور میں نے مٹا پڑتی ہے۔ ایسے آدمیوں سے قطع رخصت اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۔ محبوب خان ولد محسن خان (ماہود) ۴ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۷ جون سن ۱۹۳۴ء (جواب ۲۱) زید کا فعل مٹا پڑنا اور پھر کا بیان۔ مسلمانوں میں ضرورت کے وقت مٹا پڑتی جاتی ہے۔ امام کے خلاف ہے اور شریعت میں است پرستی اور بدعت کے سوا کسی اور سے نبی عبادت اور پوجا کرنے کی حالت میں اجازت نہیں۔ بحر امامت کے قابل نہیں رہا۔ ۱۳۵۳ھ میں سے توبہ کرنی چاہئے اور دونوں کے نکاح ازراہ نوپس کر کے جائز نہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں اور تجدید نکاح نہ کریں تو مسلمانان ان سے قطع قطع کر لیں۔

اللہ کے نام کی توہین کفر ہے

(سوال) خدا کے نام کی جملہ بے عزتی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۴۔ فتیہ محمد (شیخ زید) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۱۱ جون ۱۹۳۴ء (جواب ۲۲) خدا کے نام کی جملہ اور توہین کرنی کفر ہے۔ (۱) محمد کا خلیفہ ائمہ کائنات ہے۔

اسلامی احکامات کے ماتحت گرایا واجب ہے اور اس کو مٹانے والا مستحق ملامت و تعزیر ہے۔

(سوال) شیخ مظفر کدھ و جناب قصبہ خان کدھ کے قریب ایک مشہور بزرگ جناب میران حیات رامت مدعیہ کی خانقاہ شریف کے احاطہ کے اندر ۱۵۰ فٹ کے فاصلہ پر مزار مبارک کے عین سامنے ایک مجسمہ

۱۔ یکفر الذکر فیہ من القرآن البحر الرائق ۵/ ۱۳۱ بیروت

۲۔ الذکر بعض ما عہد من الدین ضروریہ کفر بہا فلا یصح اعتدالہ اصلاً (لجامہ ۱/ ۵۶۱، ۵۶۲)

۳۔ کما لو سجد للصم قالہ یکفر (الشامیہ: ۴/ ۲۲۲ سعید)

۴۔ ویبطل منه الکاح، (تویر مع الرد و شرحہ ۴/ ۲۵۹) سعید

۵۔ ما من حی علیہ، عسی ربہ فجاءت الرخصۃ فی عقوبہ بالبحر والکفر کالثلاثۃ المتحللین وقال احمد لا یرام الہجرۃ الا بعدہ الی الحالۃ الی کان علیہا اولاً (عمدة القاری: ۲۲/ ۱۳۷ بیروت)

۶۔ وسحر اسما من اسماءہ تعالیٰ بکثر (برادہ علی ہامش ہدیہ ۶/ ۳۲۳ ما حدیہ)

اونٹنی کا بنارھا تھا۔ اس وقت کی کرمات بیان کرتے تھے۔ بار سنکار، تیل پیلل، نذر نیاز، چہ مناور بنی قمر کے چڑھاوے چڑھانا جائز سمجھتے تھے۔ وہ بت میاں میلو کے نام سے بہت متبرک مشہور بنایا تھا۔ ایک غیر مت مند مسلمان عالم نے وہاں جا کر دیکھا کہ بہت لوگ کمر اوڑھ رہے تھے۔ اندائیر کا غروہہ برس نے اس نے اس وقت مسہر کر کے صاف زمین کر دی۔ اس کی یہ بت شکنی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۳۹ محمد حبیب مدہ (خان کدھ) ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۳) یہ بت بنانا اور اس کی چارنا، نذر نیاز چڑھانا شریعت اسلامیہ کے احکام کی خلاف ورزی اور شرک و کفر پرستی کی ترویج ہے۔ ایک بزرگ کے مزار کے پاس یہ شرکانہ افعال کرنا اور اس بزرگ کے نام کے ساتھ اس کو منسوب کرنا اس مزار اور صاحب مزار کی بھی اسلامی عقیدے کے موجب توہین ہے۔ اسلامی احکام کے ماتحت وہ مت۔

واجب اہم اور اس وقت کے مفتی و قاضی تھے۔ درمیان کی حکمت یہ تھی کہ وہ اپنے وقت کے امور و رہنماؤں کی جاتی۔ ۱۲ محمد غایت اللہ کان اہل۔ الجواب صحیح۔ حبیب الرحمن عینی عنہ

پیر کو خدا سمجھنا کفر ہے۔

(السوال) جو شخص بتا ہے کہ خدا یا ہے میرا تو پیر خدا ہے مجھ کو میرا بتایا ہے، خدا نے یہ بتایا ہے اور میں اپنے پیر کے حکم سے مردے و زندہ رستہ ہوں۔ اور میں نماز خدا کی نہیں پڑھتا ہوں۔ اور خدا کے ذکر کے بجائے اپنے پیر کا ذکر کرتا ہے یا درت کرنا ہے غسل میت کے فرض واجب نہیں جانتا ہے۔ اور اپنے آپ کو لوگوں میں دین ظاہر کرتا ہے۔ یہ آدمی کو مسجد میں جا رو بہ کش یا مہمان مقرر کرنا یا اس سے میت کو غسل کرانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۴۶۲ محمد حسین صاحب (سارمٹی) ۱۵ محرم ۱۳۵۴ھ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء (جواب ۲۴) یہ کلمات موجب غرہ ہیں۔ اس کو ان کلمات سے توجہ کرنی چاہیے۔ ورنہ مسلمانوں کو زہر ہے کہ ان و علیہ راویں۔ اگر میت کے غسل کا حکم یقیناً معلوم نہیں تو اس سے میت کو غسل نہ دیا جائے۔ ۱۱ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہم خدا اور رسول کا حکم نہیں مانتے ہمارے کا حکم۔

(السوال) قاضی صاحب نے اپنے کاؤں کے مسلمانوں کو زلزلہ کے موقع پر مجتمع کر کے استغفار و توبہ کی

۱۔ قال من کثیر یحتفلہ تعالیٰ و عند اللہ ولا یشرکوا بہ شیئاً یا مبرارک و تعالیٰ لعدائتہ و حدہ ولا یسرہ بہ شیئاً محفوظانہ یفسر من کثیر ۱۴۳۳ھ میں آید گی ۲۰۰
۲۔ "من رای منکم مکر الخ (مسلم) ۱۱ قدیمی کتب خانہ
۳۔ اد و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم بکفر نہ کہ نہ بخیر ذات (برابرہ علی ہامنی ہدیہ ۶ ۳۲۳)
۴۔ البطل غلط مسئلہ ثابت نہیں ہے۔ یہ خدا کے فیصلے کے مسلمانوں کے لئے واجب مطلق نہیں ہے اور ان وقت کے مت۔ ۱۱ (شاید ۹۹۲ عید)

ترغیب دی اور خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل کرنے پر متوجہ کیا۔ بعض سود خوار مسلمانوں نے قاضی صاحب کی باتوں پر عمل کرنے اور توبہ کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ یہاں تک کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔ قاضی صاحب نے بہت کچھ سمجھایا، مگر وہ شریک نہیں ہوئے۔ لہذا ان لوگوں کو دہاں کے مسلمانوں نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۱۸ قاضی محمد خاق (ضلع بنگلور) ۲ ربیع الثانی سن ۱۳۵۴ھ ۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۵) دعاء واستغفار کے اجتماع میں شریک ہونا فرض و واجب نہیں تھا۔ صرف جائز تھا۔ اس لئے شرکت سے انکار کرنے والوں پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں تھا۔ مگر نہ شریک ہونے والوں کے یہ الفاظ کہ ”ہم خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے۔“ اگر اس سے مراد یہ تھی کہ خدا اور رسول ﷺ کے احکام جو خدا اور رسول ﷺ کے احکام ہیں انہیں ہم نہیں مانتے، تو یہ لوگ کافر ہو گئے۔ ان کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ (۱) اور اگر یہ مطلب ہو کہ قاضی صاحب جو ہمیں خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے یہ احکام بتاتے ہیں کہ ایک جگہ جنت ہو، توبہ کرو۔ تو ہم ان احکام کو خدا اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے اور اس لئے اس کی تعمیل نہیں کرتے۔ تو اس صورت میں ان کی تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۲) مگر زجرا توبہ کرنے تک ان سے تحقیقات ترک کر دیئے جائیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

ہم شریعت محمدی کے پابند نہیں کہنے سے کفر کا قوی خطرہ ہے۔

(السوال) زید عدالت میں یہ کہہ کر کہ جو ہوں گا ایمان سے بچ لوں گا کہتا ہے، میں یا ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔ رسم و رواج کے پابند ہیں۔ زید کی ان الفاظ کے بقائے بوش و حواس ادا کرنے سے کفر لازم آتا ہے کہ نہیں۔ ایسے شخص کے لئے تجدید اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۲۴ ملک محمد امین صاحب (جامدھر) ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۶) ”ہم شریعت محمدی ﷺ کے پابند نہیں ہیں۔“ یہ جملہ بہت سخت گناہ کا موجب ہے، اس کا مفہوم شریعت محمدی کی تعمیل کا ترک اور رواج کی پابندی کا اتمام ہے جو فسق تو یقیناً ہے اور کفر کا قوی خطہ ہے، مگر چونکہ اس سے اعتقاد حقانیت شریعت کا انکار صاف طور سے ثابت نہیں ہوتا، اس لئے تکفیر میں احتیاط بنی جاتی ہے۔ (۱) لیکن اگر کوئی یہ کہہ دے کہ میں رواج کو شریعت سے بہتر سمجھتا ہوں، تو اس کی تکفیر میں تاثر نہیں (۲) اور پہلی صورت میں بھی تجدید اسلام و تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۱۔ ”ما یبکون کھراً اتفاقاً یبطل العمل والکاح“ (الشامیہ ۴/ ۲۴۶ سعید)

۲۔ ”وقد مثل فی الحیرۃ عم قال له الحاکم ارض بالشرع لا اقبل“ (احاب بانہ لایسعی للعالم ان یادر تکفیر اهل الاسلام)۔ (الشامیہ ۴/ ۳۲۰ سعید)

۳۔ اما من حی علیہ وعصی رہ فانت الرخصۃ فی عفوۃ بالہجران کالثلاثۃ المتحضر علیہا ولا (عمدہ القاری ۲۲/ ۱۳۷ بیروت)

۴۔ ادا کاں فی المسئلۃ وحوہ توحہ الکفر ووحہ بضع فعلی المفتی ان یبیل الی ذلك الرحہ (ہدیہ ۲۰/ ۲۸۳ ماحدیہ)

۵۔ ”قال لحصمہ آتجہ حکمہ شریعت اسن برآں رویم“ فقال حصمہ من سیاست کارکم بشرع ہی، کفر۔ (برازہ علی هامش ہندیہ ۶/ ۳۳۸ ماحدیہ) ۶۔ ویکنی الشامیہ ۳/ ۳۳۷ سعید

یا اللہ تو نے بڑا ظلم کیا انتہائی صدمے کی حالت میں کرنا۔

(السوال) زید نے فحشہ اور انتہائی صدمہ کی حالت میں مشائی کی موت یا کسی چیز کے فوت پر کیا مذمت کرنے بڑا ظلم کیا۔ زید کی دماغی حالت متعدد احوالوں کے فوت ہونے، بالخصوص حالات و تردداری، بنوں اور غیروں کی بدسلوکی و ایذا رسانی و کثرت صدمات سے اچھی نہ تھی۔ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات تو اس وقت کی حالت پر غور کرنے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ دماغ صحیح ہی نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے کہ بے اختیار محض تو نہ تھا کہ ان کلمات کا حسن و شیخ نہ سمجھتا ہو اور اکل و شرب و حوائج و ضروریات سے بے خبر ہو۔

بالسالمہ سال سے متواتر صدمات و بموم و غموم و افکار و ترددات اور ناقابل برداشت پریشانیوں اور اس پر سے کسی صدمہ عظیم کا بار یہاں کی دماغ پر پڑ جانے سے ایک مغلوبیت کی حالت تھی۔ بہر حال زید کی حالت ایک عجیب شش و پنج اور ایسے ایسے کی حالت ہے کہ وہ پورے طور سے یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دماغی حالت درست بھی تھی یا نہیں۔ ورنہ اس وقت موجودہ بھی دماغی امراض و عوارض میں مبتلا رہتا ہے اور واعا حق کرتا رہتا ہے۔ لہذا ایسی حالت میں زید پر غم نہ آتا ہے یا نہیں اور اس کا کچھ درست ہے یا نہیں۔ حالت واصل غم میں یہاں اور تجدید نکاح کی تھی یہ تو ہے کہ وہی معاملہ طبق و غیرہ کا نہ تھا نہ کوئی ایسا غلط زبان سے نکال تھا اور الفاظ کفر یہی بنیادیں پر تھا یا احتیاط تھا اور وہی واقعہ یہ نہیں۔ پس ایسی حالت میں زید کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ اور تجدید نکاح کرے یا نہیں؟

المفتی۔ نمبر ۱۶۹۲، دی محمدیہ، صفحہ صاحب شہ سلطان پور (اودھ) ۱۶، کی اشاعت ۱۳۶۵ھ

۲۳ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۷) اگر اس کی دماغی حالت درست نہ ہو۔ معنوی مغلوب العقل کی حالت ہو تو کفر و کفر نہیں (۱) حقیقہ یہی ہے کہ قہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر پہلے تجدید نکاح ہی بنا پر یعنی شبہ کفر کی بناء پر ہو چلی ہو تاہم اب پھر تجدید جائز ہے اور احوط ہے۔ (۲) محمد غایت اللہ کان مدہ۔ دہلی۔

اسلام، اہل اسلام، اور خدا کے پاک کے متعلق مغالطات بننے والے شخص کا حکم۔

(السوال) (۱) جہاں نیا مذہبی شیعہ ملتان میں سر بازار بھرے مجمع میں چودھری ولد ارخان ولد صوبے دار بلند سے خان نمبر دار جہاں نیا نے مذہب اسلام کے متعلق کہا "اسلام تیل سے گیا۔"

(۲) مسلمانوں کے متعلق کہا "سب مسلمان اپنی مائیں چودا کے میرے ساتھ حقہ پیویں گے۔ اور جب پھر اس سے کہا کہ یہ تم نمونہ باللہ خدا بن بیٹھے ہو تو اس نے کہا "خدا کی ایسی تمیمی۔" مذہب اسلام سب مسلمانوں اور خدا کے متعلق اس قسم کے مغالطات سننے والے کیا زروئے شریعت مسلمان ہے اگر وہ مسلمان نہیں رہا

تو اس کے ساتھ میل جول رکھنا کیا حکم رکھتا ہے۔

المستفتی - نمبر ۲۰۵۴ غلام محمد لودھی نوی (ملتان) ۵ ار مضمون ۱۵۶ ۱۳۵۴ م ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۸) یہ الفاظ یقیناً موجب استخفاف و توہین ہیں اور نہ ہی اس کا مرتکب کبیرہ ہے اور آخری فقرہ (خدا
کی ایسی تیسری) صراحتاً موجب کفر ہے (۱) جب تک یہ شخص توبہ نہ کرے اس سے مقاطعہ کر لیا جائے۔ (۲)
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

”میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا“ کہنے والا کا حکم؟

(السوال) ایک فتویٰ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق علماء دین نے دیا جس کو ایک مسلمان
کہتا ہے کہ میں ایسے شرعی فتوے کو نہیں مانتا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ شخص اسلام میں رہا یا نہیں اگر
اسلامیہ حکومت ہو تو یہ شخص واجب القتل ہے یا نہیں؟ اور اگر کفار کی حکومت ہے پھر یہ شخص کے واسطے
کیا حکم ہے؟

المستفتی - نمبر ۲۳۵۹ نوار احمد صاحب دہلی ۷ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ ۶ جولائی ۱۹۳۸ء
(جواب) از مفتی مظہر اللہ صاحب۔ اگر فتویٰ صحیح ہے اور یہ شخص اسی اعتبار سے کہ وہ شرعی قسم ہے اس کے
ماننے سے انکار کرتا ہے تو بے شک یہ کفر ہے (۱) اور اگر کسی تاویل کی گنجائش نہ ہو تو یہ بھی صحیح ہے کہ ایسا شخص
واجب القتل ہے (۲) جس کا حکم ہندوستان میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا بھی جائز
نہیں۔ لیکن چونکہ یہ حکم انتہاء درجہ کی تحقیق کے بعد لگایا جاسکتا ہے۔ اس لئے جب تک علماء کے سامنے اس
شخص کو اور اس واقعہ کی نوعیت کو پوری طرح سے پیش کر کے حکم حاصل نہ کیا جائے مسلمانوں کو اس سے قطعاً
جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد مظہر اللہ غفر لہ امام مسجد جامع پوری دہلی۔

(جواب ۲۹) (از حضرت مفتی اعظم) کسی فتوے کے ماننے سے انکار کرنا دو طرح پر ہے۔ اول یہ کہ منکر اس
فتویٰ کو شرعی، صحیح فتویٰ جانتے ہوئے ماننے سے انکار کر دے تو یہ تو حقیقتہً شریعت کا انکار ہے اور یہ کفر ہے۔ (۵)
دوم یہ کہ منکر اس فتوے کو صحیح شرعی فتویٰ نہ سمجھے اور اس بناء پر ماننے سے انکار کر دے تو یہ شریعت کا انکار نہیں
ہو بلکہ اس شخص فتوے کا انکار ہوا۔ پھر اگر وہ فتویٰ کسی فرض قطعی یا ضروریات دین میں سے کسی ضروری چیز کے
متعلق تھا تو اس کا انکار مستزم انکار شریعت ہو جائے گا اور یہ بھی منجر بکفر ہوگا۔ اور اگر وہ فتویٰ کسی قطعی اور
ضروری چیز کے متعلق نہ تھا بلکہ کسی مجتہد فی امر کے متعلق تھا تو اس کا انکار کفر نہیں۔ (۶) محمد کفایت اللہ کان
اللہ۔ دہلی۔

۱۔ ”اداء صف اللہ مالا یلیق بکفر“ (مرآة علی هامش ہدیه ۶ ۳۲۳ ماحدیه)

۲۔ ”وان حی علیہ وعصی رہ“ قال احمد سراس الہجرۃ لا یعودہ الی الحالۃ النی کان علیہا (عمدہ القاری ۲۲ ۱۳۷ بیروت)

۳۔ ولو بطر الی الفتوی وقال ”تدایمہ فتویٰ آوردی بکفر ان ردہ لا استخفاف بالسریرۃ“ (ہدیه ۲ ۲۷۲)

۴۔ ”من بدل دیہ فاقطعہ“ (مشکوۃ ۳۰۷، محمد سعید اینڈ سنز)

۵۔ ہندیہ حوالہ سائلین

۶۔ ”والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً وان کان دلیلہ قطعاً کفر والا فلا“ (الناسیہ ۴ ۲۲۳ سعید)۔ یہ بھی کفر
تک پہنچا دیتا ہے۔

جو شخص توحید کا قائل مگر رسالت کا منکر وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

(السوال) (۱) ایک شخص توحید کا قائل ہے اور خدا تعالیٰ کو وحدہ شریک سمجھتا ہے۔ نیز اعمال صالحہ کرتا ہے اور افعال شنیعہ سے بچتا ہے، مگر رسالت کا منکر ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں رکھتا ہے کیا از روئے شرع شریف یہ شخص بدی جنمی ہے؟

(۲) زید مسلمان ہے، توحید و رسالت کا قائل ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ رسالت کا منکر کافر ہے اور اس انکار کے وجہ سے ایک عرصہ تک جہنم میں سزا بھگتنے کے بعد آخر کار جنت میں ضرور داخل ہوگا اور اپنے اس خیال کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے۔ ان الله لا يعصمك منه ويعصم ادول ذلك لمن يشاء۔ دریافت طلبا مر یہ ہے کہ ایسا خیال رکھنے سے زید سے ایمان میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۳۶۱ منظور احمد خان۔ نیو دہلی۔ ۸ مئی ۱۹۳۸ء۔ اول محرم ۱۳۵۷ھ۔ جواب (۳۰) جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر ہے وہ اگرچہ توحید کا قائل ہو، خود فی النار سے نہیں بچے گا۔ (۱) آیت کریمہ میں غلط شک سے مراد کفر ہے چنانچہ کفر کرے گا وہ عطا نہیں جائے گا یہ وعدہ نبوت کی آیت قرآنیہ غفار کے سے خود دو مرتبہ فی النار۔ پر ہم حد دیں ہیں مشر والذین کفروا واکذوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار هم فیہا جلدون ای لا یحرجون مہا ولا یموتون فیہا (حارن)۔ (۲) دوسری جگہ ارشاد فرمیا۔ وما ہم بخارجین من النار۔ کہ کافر دوزخ سے نکالے نہ جائیں گے اور آیت کریمہ۔ ویغفر مادون ذلك لمن یشاء (۱۰) میں کفر کی مغفرت مراد نہیں ہے یہ وہ نہ کفر کی جزا تو ظنوا فی النار قرآن مجید کی بہت سی آیات میں تبقرت کوارد ہے۔

پس جو شخص توحید کا قائل ہے اور رسالت کا منکر ہے وہ یقیناً کافر ہے اور آیت منقول بالا کے موجب اس کی سزا خود ہے۔ والمراد بالشرك فی هذه الاية الکفر لان من جحد نوة محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً کان کافراً ولولم یجعل مع الله الها آحر و المعقرة مستفیة عہ بلا خلاف (فتح الباری انصاری جز اول صفحہ ۳۵) نہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار کر دے وہ کافر ہے اگرچہ اللہ کے ساتھ شک نہ کرتا ہو اور اس کی مغفرت نہ ہو تا متفق علیہ ہے۔

موجودین کا دوزخ میں ہمیشہ نہ رہنا اور آخر الامر نکال جانا اگرچہ بعض روایات میں حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود کی طرف نسبت کیا ہے مگر اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری پارہ ۲ ص ۲۰۲ انصاری صفحہ ۱۸ میں اس کو مذہب ردی مردود حق قائل فرمایا ہے۔ اور غار کے

ارعن ابی ہریرۃ والدی نفس محمد یدہ لا یسمع بی احد من هذه الامة من یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالدی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار (مشکوۃ: ۱۶)

۴۔ (خازن: ۱/ ۳۳ مصر)

۳۔ البقرة: ۱۶۷

۴۔ التباء: ۳۸

۵۔ فتح الباری: ۱/ ۷۹ مصر

خلود فی النار کو اہل سنت کا جمعی مذہب بتایا ہے (۱) اور کفار میں وہ موحدين بھی شامل ہیں جو انکار نبوت کے وجہ سے باوجود عقیدہ توحید کے کافر ہوئے ہیں۔ (۲) فقط محمد کفایت، تہذیب کا ان اللہ دہلی۔

مسلمان کے لئے موجب کفر اقوال و افعال سے پچنا ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص ہے جس کو مشرف باسلام ہوئے عرصہ تقریباً بیس برس کا گذر چکا ہے اور اس کی زندگی کا نصب العین یہ ہے جو اس نے اپنی زبان سے بیان کیا ہے کہ :-

(۱) میرے یہاں گھر میں جملہ رسومات بندوبست ہوتی ہیں (۲) اور میں روزہ نماز کا پابند ہوں۔ (۳) اور میں اپنی برادری میں چمدوں کو سمجھتا ہوں (۴) اور میں مسلمانوں کو اپنی برادری میں نہیں سمجھتا ہوں (۵) اور میں دونوں طرف ہوں۔ (۶) جو لڑکا کہ میرے مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہے اس بیٹے کی ختنہ نہیں کراؤں گا اس لئے کہ ختنہ کرنے سے مسلمان تھوڑا ہی ہوتے ہیں (۷) اور شخص مذکور نے اپنی بیسی و جو مشرف باسلام ہو جانے کے بعد پیدا ہوئی۔ اس بیسی کی مشنی جانب یعنی چمد کے ساتھ کر دی اور اسی جانب کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

المستفتی - نمبر ۷۲۲ عبد الرشید خاں (اگرہ) ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۱ھ ۴ جون ۱۹۴۲ء

(جواب) نمبر اکا اگر یہ مطلب ہے کہ میرے گھر میں جملہ رسومات بندوبست ہوتی ہیں اور میری رضامندی سے ہوتی ہیں ان کو منع نہیں کرتا بلکہ پسند کرتا ہوں تو ظاہر ہے کہ یہ بات ایک سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتی، نمبر ۳ کا اگر مطلب یہ ہے کہ میں جانب یعنی چمدوں کو پناہمائی مند سمجھتا ہوں اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتا ہوں یا رکھنا پسند کرتا ہوں تو یہ بھی سچے مسلمان سے نہیں ہو سکتا، اور نمبر ۵ کہ میں دونوں طرف ہوں، اس کا مطلب یہ ہے یعنی مذہب کے لحاظ سے دونوں طرف ہوں، اگر یہ مطلب ہو تو یہ شخص مسلمان ہونے کا مستحق نہیں ہے۔ (۷) اور نمبر ۶ یعنی جو لڑکا کہ میرے مسلمان ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اس کی ختنہ نہیں کروں گا۔ یہ بات بہت شبہ میں ڈالتی ہے

کیونکہ اگرچہ ختنہ کرنا فی حد ذاتہ فرض نہیں ہے، لیکن مسلمانوں کا خاص شعار ہے۔ (۱) اور نمبر ۷ یعنی اپنی مسلمان بڑی کی یہ جانب سے کروں گا۔ اگر جانب مسلمان ہے تو خیر مضائقہ نہیں، لیکن اگر وہ غیر مسلم ہے تو

۱- "الذی یقول عذابها وبحرح حبها میا حاء، ذلك من بعض الصحابة وهو مذهب ردي مردود علی قائله" (مرجع بالا ۱۱/ ۳۶۳ مصر)

۲- "لا لکفار اصناف خمسة" بکرم عنہ الرسل کالفلاسفة (الشامیہ ۴/ ۲۲۶ سعید)

۳- "وبکفرای شی اصبع" وکدامن حسن رسوہ الکفرة" (المحرر الرائق ۵/ ۱۳۴ بیروت)

۴- "لا یتحد المؤمنون الکافریں اولیاء من دون المؤمنین" بھی تبارک وتعالیٰ عبادہ المؤمنین ان یؤکلو الکافریں، وان یتحدوهم اولیاء۔" (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۳۵۷ سہیل اکیڈمی لاہور)

۵- "من اعتقد ان الایمان والکفر واحد کفر" (جامع الفقہین ۲/ ۲۹۱ اس کی کتاب نہ کراچی)

۶- "والاصل ان لحدن من کما حاء، فی الحر وهو من شعیر الاسلام وحسانه فلوا جمع اهل بلده علی ترکہ حاربهم الامام، فلا یتروک الا لعنہ" (امداد مختار الرد ۶/ ۷۵ سعید)

مسلمان لڑکا کا کات غیر مسلم سے حرام ہے۔ (۱) بہر حال یہ اقوال اس شخص کے مسلمان ہونے میں شبہ پیدا کرتے ہیں۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدولی

کتب فقہ سے بعض منتخب مسائل کی صحت کے بارے میں استفسار۔

(السوال) میں درمختار، فتاویٰ، لمبئی، بیمار شریعت وغیرہ کتابوں میں سے کچھ مسائل مسجد میں بیان کر دیا کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل چند مسائل جو میں نے بیان کئے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسائل غلط ہیں (۱) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے یہاں اللہ و رسول ﷺ کا ذکر کرنا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ (۲)

(۲) اگر کوئی شخص اللہ و رسول ﷺ کے فرمان کے خلاف مسجد میں ذکر کرے اسے روکنا جائز ہے۔ (۳)

(۳) اگر کوئی یوں کہے کہ ہم تمہارے مسئلے وغیرہ نہیں سنتے، یہ کفر ہے۔ (۴)

(۴) شرعی مسائل کا مذاق اڑانا ہنسنا کفر ہے۔ (۵)

(۵) علمائے دین کا فتویٰ نہ ماننا کفر ہے۔ (۶)

(۶) مسئلہ نایبات مسلمان بھائی کو سننا یا دھرم دینے سے بہتر ہے۔ (۷)

(۷) کوئی شخص نہ کہ شرع سے یہ حکم ہے اور سننے والا نہ کہ ہم شرع درع نہیں مانتے یہ

کفر ہے۔ (۸)

(۸) ان کے ہاتھ مت مرو، خدا جہنم میں ڈالے گا، دوتے جہنم سے نہیں اترتے یہ کفر ہے۔ (۹)

(۹) ازہمی مندرجہ مذاق اترتے ہیں کلاسوف تعلیموں۔ یہ مذاق کرنا کفر ہے۔ (۱۰)

۱۔ "ولا تشکوا المشرکین حتی یوموا" (البقرہ: ۲۲۹)

۲۔ ادا کان فی المسبہ وجود یوحی الکفر و وجہ یجمع معنی المفتی ان یقبل الی ذلك الوحہ (ہدیہ ۲ / ۲۸۳ ماحدیہ

۳۔ "انما ہی الذکر اللہ والصلوہ وغیرہ" (القرآن) (مسلم ۱ / ۱۳۸ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ من رای مکرم مکرا فلیعربہ بدہ، فان لم یستطع فلیسہ، فان لم یستطع فلیقلہ وذلک اصعب الایمان، (مشکوہ

(۴۳۶)

۵۔ گریہ رحمت کے لئے تو کفر ہے۔

۶۔ "ہکذا استہزاء باحکام الشرع کفر" (ہدیہ ۲ / ۲۸۱ ماحدیہ)

۷۔ نہ ماننے، سورتیں (۱) کے ساتھ شریعت کی تائید نہیں ہے کہ اللہ نے خود فتویٰ دیا اس صورت میں کفر کا حکم میں ملایا ہے۔

(ب) اللہ کی سورت یہ ہے کہ اللہ بجز انکار کے اور مسئلہ نہیں، اس لئے کہ اللہ کا کفر ہے کفارہ نہیں۔

ورد النصوص بان یکرہ لا حکام النبی دلل علیہا النصوص القطعیہ من الکتاب والسۃ کحشر الاحسد، بکفر، لکونہ

تکلیف صریحا للہ ورسولہ (شرح المقائد: ۲۴۵ ایچ ایم سعید)

۸۔ "قول معروف ومغیرہ حیر من صدقہ" (البقرہ: ۲۶۳)

۹۔ "قال" "ان چہ شر است" بکفر، لانہ رد حکم الشرع (برابرہ علی هامش ہدیہ ۶۰ / ۳۳۷ ماحدیہ)

۱۰۔ اوقال: لا اخاف القیامہ بکفر ہدیہ ۲ / ۲۷۴ ماحدیہ

۱۱۔ "وبکفر المزاح بالقرآن" البحر الرائق: ۵ / ۱۳۱ بیروت

(۱۰) اب پیتے وقت یا نہارتے وقت یا جو اھیے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے۔ (۱)

(۱۱) کوئی حضور ﷺ کی توہین کرے، آپ ﷺ کا لباس، ناخن وغیرہ خراب بتلا دے یا عیب لگا دے یہ

کفر ہے۔ ان مسائل کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں۔ (۲)

المسنفتی انظر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

(جواب ۳۲) یہ گیرہ مسئلے جو سوال میں لکھے ہیں صحیح ہیں۔ ان کو سنانا اور مسلمانوں کو بتانا ثواب کا کام ہے (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے۔

(سوال) متعلقہ افضلیت مؤمن

(جواب ۳۳) کافر، مسلمان سے کسی حال میں اچھا نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بہر حال کافروں سے بہتر ہے (۴)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

پنجائیت کے الفاظ ”س سرے نے شرع بنائی ہے“
حکم شرعی بیان کرنے میں تحقیق طلب ہے۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) ایک بیچ نے پنچائیت میں یہ الفاظ کہے کہ ”س سرے نے ایسی شرع بنائی۔ اس کا یہ حکم ہے۔“

(جواب ۳۴) جس شخص نے مذکورہ الفاظ کہے ہیں اس کا پورا واقعہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس بات پر اور اس

موقع پر اس نے یہ کہا ہے تاکہ معلوم ہو کہ آیا اس کے یہ الفاظ شریعت اور شرع کی توہین قرار دینے جا سکتے ہیں یا

نہیں؟ (۵)

محمد کفایت اللہ غفر لہ

اگر رسول اللہ بھی اس معاملے میں مجھے کہیں گے

تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ کے قائل کا حکم۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک شخص کو تین دین کے بارے میں سمجھا رہے تھے کہ جس کا تم نے دینا ہے اس کے ساتھ فیصلہ کرو

، تو اس شخص نے ایک نہیں بلکہ کئی بار یہ الفاظ کہے کہ ”اگر رسول اللہ بھی اس معاملے کے بارے میں مجھے نہیں

کہے تو میں ہرگز نہیں مانوں گا“ (نحوہ ہاند) اور وہ ازیں نمازیوں کو جب وقت بد زبانی سے یاد کرتا رہتا ہے۔ یہ بات

قابل ذکر ہے کہ مذکورہ الفاظ بہت وقت سے کہے یا یہ تھا کہ یہ کلمات نافرمانی پر پھر بھی باز نہ آیا۔

۱۔ وکذا لو قال عند الشرب الحمرا والزنا: بسم الله. شرح العقائد: ۲۴۷

۲۔ ”لوعاب بيا بشی“ کفر۔ ”جامع المصولين: ۲/ ۱۳۰ اسلامی کتب خانہ

۳۔ ان الله وملائكته، واهل السموات، ولا ارض حتى البسة في حمرها وحي الحوت يصلون على معلم الناس الخير“ مشکوٰۃ: ۱۳۳۰ بیچ ایم سعید

۴۔ ”ولعمد مؤمن خیر من مشرک ولو اعطى حکم، لما له وجماله“ تفسیر جلالین: ۳۳

۵۔ ”واعلم انه لا یفتی بکفر مسلمہ امکن حمل کلامہ علی محمل حسن“ (تذریع شرع: ۳/ ۲۲۹-عید)

(جواب ۳۵) اگر یہ الفاظ سننے سے اس کی نیت یہ تھی کہ ”میرا معاملہ سچا ہے اور میں حق پر ہوں، اگر باغرض رسول اللہ ﷺ بھی اس معاملے میں میرے اوپر صبح کرنے کا دباؤ ڈالیں جب بھی نہیں کروں گا۔“ تو یہ کلمات کفر نہ ہوں گے۔ (۱) مگر بہر صورت ان کلمات کا ظاہر مفہوم بُرا ہے اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے انکار مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود حکم کفر نہ کرنے کے احوط یہی ہے کہ شخص مذکور کو توبہ کا حکم دیا جائے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے تعلقات اسلامیہ ترک کر دیئے جائیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

عالم دین کی توہین کفر ہے۔

(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) کس عالم کی توہین و ب حرمتی کرنے کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟
(جواب ۳۶) کس عالم، دین، حق، عدلیت، علم، دین ہونے کے توہین کرنا موجب کفر ہے۔ اگر توہین اس جہت سے نہ ہو بلکہ کسی اور دنیاوی معاملہ کی وجہ سے ہو تو موجب کفر نہیں ہے۔ (۲)

۱۔ داکا فی المسئلة و حودہ بحسب الکفر و وحہ یمع فعلی المفتی الی بمیل الی ذلک الوحہ (ہندیہ ۲ ۲۸۳ ج ۲)
۲۔ قل کعب بن مالک حین نکل عن النبی ﷺ و بھی النبی ﷺ المسلمین عن کلاما و ذکر حمیس لیلۃ (شرقی شریف ۴۰ ۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)
۳۔ الاستحقاق بالعلماء لکوبہ علماء استحقاق بالعلم والعلم صفة الله تعالى محبة فصلا علی حار عبادہ لید لو، حنفہ علی شریعتہ ب نہ عن رسالہ الاستحقاق بھدا یعمہ ابہ الی من یعود (مذازیہ علی ما شہد ہندیہ ۲ ۳۳۶)

چوتھاباب مسئلہ ارتداد

مرتد کے لئے توبہ کی شرائط

(سوال) (۱) مرتد فطری دین اسلام میں واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر واپس آسکتا ہے تو اس کے کیا شرائط ہیں؟

(۳) اگر کوئی شخص اپنی ملامت کے تصدیق سے ظاہر الہا ہندو ہو جانا ظاہر کرے مگر دل یا زبان سے ہندو ہو جانے کا اقرار نہ کیا ہو (جیسا کہ سی آئی ڈی پولیس کے ملازمان اکثر حسب ضرورت اپنے کو ہندو عیسائی وغیرہ ہونا دکھاتے ہیں، اس صورت میں کوئی ثبوت یعنی شہادتوں وغیرہ کا بھی اس کے خلاف رسوم یا عبادت بطور ہندو اس کو آرنے کا بھی نہ ہو تو اس شخص کو مسلمان ماننا چاہئے یا نہیں؟

المستفتی - نمبر ۷۰ اسیدنا ظم حسین (ریاست اور) ۱۰ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۷) (۱) اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ بھی توبہ کر کے اسلام میں واپس آسکتا ہے (۱)۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کا کلمہ پڑھے اور سوائے اسلام کے باقی دینوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرے۔ (۲)

(۳) جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ اس کو کس فعل کی بناء پر ہندو سمجھا گیا، اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا جاسکتا۔ اور بہر صورت ہندو ہو جانے کے بعد بھی توبہ اور تجدید اسلام کر کے وہ شخص مسلمان ہو سکتا ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لم۔

کسی شخص پر دین تبدیل کرنے کا بہتان لگانا سخت گناہ ہے۔

(سوال) مسکمی محمد امیر ولد سمندر (قوم درودال) ساکن موضع کفری ضلع سرگودھا کا ہوں، میرے متعلق نہ معلوم کس وجہ سے لوگوں نے یہ بات مشہور کر دی کہ خدا نخواستہ میں کر شان ہو گیا ہوں، حالانکہ اس چیز کی کوئی اصیت نہیں۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ میرے چچا کے لڑکے مسکمی اللہ دتہ جو کسی وجہ سے کر شان ہو گیا تھا وہ جب خدا کی توفیق سے مشرف باسلام ہو گیا اور ارتداد سے واپس آ گیا تو میں اور وہ دونوں پاس اٹھتے بیٹھتے تھے، اور جس زمانے میں وہ مرتد رہا، اس زمانے میں اس کے ساتھ میرا کچھ سروکار نہ تھا۔ اب میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے نہ کبھی دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور نہ خارج از اسلام ہوا ہوں اور نہ آئندہ ہونے کا ارادہ۔ پس ایسی صورت میں جب کہ میرا قطعاً کوئی ارادہ ظاہری و باطنی طور پر اسلام سے خارج ہونے کا نہ تھا اور نہ ہے، لوگوں کا مجھ پر یہ اتنا لگانا کہ تم کر شان ہو گئے ہو کہیں تک صحیح اور قابل تسلیم ہے میرے اس اقرار کے بعد بھی اگر کوئی شخص نہ مانے اور مجھ کو کر شان ہی

نتار ہے تو اس کے لئے شرعی حکم ہے۔“

المستفتی۔ نمبر ۵۷۶ محمد امیر (شائع سردھوا) ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۸) جب کہ مکھی محمد امیر کرستان ہونے سے حنفیہ انکار کرتا ہے اور اسلام پر قائم رہنے کا قرار کرتا ہے اور اسلام کے سوا دوسرے دینوں سے ہزاری خواہ کرتا ہے اور جو لوگ اس پر کرستان ہونے کا اثر اٹھاتے ہیں ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو محمد امیر کے ساتھ اسلامی برادری کے تحقیقات رکھنا جائز ہے اور بلاوجہ اور بغیر ثبوت کسی مسلمان پر تبدیل مذہب کی تہمت نہیں لگانی چاہئے کہ یہ سخت کلمہ ہے۔“
فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مذہبی معاملات میں ہندوؤں کا تعاون کرنا درست نہیں۔

(سوال ۱) ایک عورت کا فہم (ہندو) مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان بوبہ کے ساتھ نکلی، غیر نکات کے اس کے ساتھ رہی۔ تقریباً ۲۷ سال اس کے ہمراہ مسلمان رہی۔ اس وجہ سے ہاراش ہوا، بیکہ ورنہ، پھر اس کو ہندو بنالیا گیا اور پھر ۱۰ ایس اپنے ساتھ خوند ہندو کے گھر آئی۔ عند تر حان برادری انٹھی ہو گئی اور اس عورت کو اس بدلے میں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی بہت برا بھلا کہا گیا اور اس کے خوند ہندوؤں کی پاداش میں کفارہ یہ مقرر کیا کہ اول تو دونوں میاں بیوی سمیت ایک زائد ہندو کے گجگاشان کر کے آویں اور پھر کسی رفہ عام ن جلد پر ایک سواں لگوائیں اور ۲۵ روپے نقد خیرات کریں۔ جب یہ شرطیں پوری ہو جائیں پھر برادری و سہیل لے اس وقت اگر برادری و فاش ہوتی تو، اصلی ہندو خاندان بیوی بنائی جائے گی۔

(۲) یہ کنواں صرف مسلمان ہونے کی بنا ہے۔ ایسے کنویں کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر جائز نہیں تو ایسا کنواں ہانے کے سے کسی مسلمان کا جگہ دینا جائز ہے یا نہیں اور جگہ بھی مفت دینا۔

(۴) اس کنویں کے لگانے میں مسلمانوں کو مدد کرنی جائز ہے یا نہیں۔“

(۵) اگر جائز نہیں تو جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے مسلمانوں کے لئے کیا حکم ہے یعنی جو مدد کر چکے ہیں۔

(۶) ان لوگوں کے لئے جن کو منع بھی کیا گیا ہو کہ یہ اسلام کے لئے بد نماواں گے پھر بھی مدد کریں تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۷) اور اگر منع کرنے سے کوئی مسلمان باصرہ اس کی مدد کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۸) اور اگر جگہ دینے والے شخص کو منع کیا جائے اور وہ سے کہ چھو بھی ہو میں ضرور جگہ دوں گا۔

(۹) اس مسلمان بوبہ کو جو اس عورت کو بغیر نکاح سے پھر تاربا کیا حکم ہے۔“

(۱۰) اگر یہ مسلمان بوبہ بھی کوئی کنواں نہ لگوائے اس کا پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟

(۱۱) اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟

(۱۲) اگر یہ مسلمان بوبہ اس ہندو کے کنویں کے مقابلہ میں کوئی نکایا کنواں لگوائے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۱۳) اس مسلمان لوہار کے ساتھ میل جول کرنا ایسا ہے اور ہندو ترکان کے ساتھ میل ملاقات کرنی ایسی ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۱۶۳۳ یوسف علی خاں لاکل پور۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء (جواب) (از مولوی محمد مسلم صاحب لاہور)۔ (۱) بابتہ التوفیق۔ چونکہ ہندو برہمنوں کے تقاضہ پر مسلمان ہونے کی سزا میں کنواں وغیرہ تجویز کیا گیا ہے اس لئے اسلامی توہین ہونے کی وجہ سے کسی مسلمان کو اس میں شریک نہ ہونا چاہئے۔ قیمتاز میں دینا بھی اس موقع میں جائز نہیں۔ مفت اند لاکرنا تو مذہبی توہین میں شریک ہونا ہے جو کسی طرح بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتا۔

(۲) زمین دینے پر اصرار کرنے والا مسلمان گنہگار ہے۔ اسے اس بات سے باز آجانا چاہئے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو اس کام سے روکنے کی کوشش کریں۔ اسلام کی توہین کر کے مسلمان رہنے والے کی مسلمانوں کو ضرورت نہیں۔

(۳) لوہار کو توبہ کرنی چاہئے۔ اگر وہ کنواں بنواتا ہے تو بوائے۔ اس سے پانی پینا جائز ہے۔

کتبہ محمد مسلم کان اللہ۔ صدر مدرس مدرسہ عربیہ لاکل پور۔

الجواب صحیح۔ احقر محمد یونس عفا اللہ عنہ۔ خطیب جامع مسجد لاکل پور۔ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ۔

(جواب ۳۹) (از حضرت مفتی اعظم) عورت کا اسلام، نالور پھر مرتد ہو جانا اور اسلام کی حالت میں بے نکاح زنا کاری میں مبتلا رہنا مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اسلام تو بہر حال مقبول ہوتا۔ لیکن اب تو وہ مرتد ہو گئی۔ اور اس کی غیر مسلم برادری نے اس کے خوند پر جو تعزیر لگائی وہ عورت کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نہیں۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو اس کے مرتد ہونے سے پہلے ہی لگائی جاتی۔ اب مرتد ہونے کے بعد اس کو پھر ہندو برادری میں شامل کرنے کی یہ شرط ہے کہ وہ کوئی رفہ عام کا کام کرے تو ہندو برادری میں شامل ہو سکے گی اور اس کا خاوند اس کو رکھ سکے گا تو اس میں اسلام کی توہین نہیں ہے، بلکہ ایک ہندو مرتد عورت کو اپنے ساتھ لانے کی شرط ہے، اس سے مسلمانوں کو کیا واسطہ۔ البتہ مسلمانوں کے لئے ان کے اس فعل میں کسی قسم کی شرکت اور مدد کرنی مناسب نہیں ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ مسلمان جس نے زمین دی ہے وہ ہندوؤں کی لاگت خود یا مسلمانوں کی امداد سے اوارے اور کنویں کو رفہ عام کے لئے وقف کر دے۔ ایک بدکار عورت مرتدہ کی خاطر ایک جیسے خاصے مسلمان کو اتنا تنگ کرنا کہ وہ مرتد ہونے پر آمادہ ہو جائے خطرناک فعل ہے۔ وہ عورت تو مسلمان بھی نہیں رہی۔ اور ایک مسلمان خدا نخواستہ اور مرتد ہو گیا تو یہ مسلمانوں کے لئے خوشی کی بات نہ ہوگی۔

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

آنحضرت ﷺ کی شان میں اعلانیہ گستاخی ناقابل برداشت ہے۔

(سوال) علماء دین اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) جس نے جوانی میں ختنہ کرائی تکلیف ہونے پر رسول اللہ ﷺ کو متواتر ایک ماہ تک گالیاں دیتا رہا (خوذا باندہ من ذلک)

(۲) رمضان المبارک میں دوستوں کو ہمراہ کرے گا: یہ کھانا پیتا رہا، ایک شخص کے ٹوٹنے پر جواب دیا کہ ہم کیا مفلس ہیں جو بھوکے مریں۔

(۳) اس کے اس بات کے جواب میں کہ تم نے ماہ صیام کی توہین کی ہے توبہ کرو۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کو فحش گالیاں کئی مسلمانوں کے سامنے دیں۔

(۴) ان مسلمانوں کے شور و غل کرنے پر کہ تم توبہ کرو۔ یہ توہین ہم برداشت نہیں کرتے اس نے اور اس کے تین چار ساتھیوں نے جواب دیا کہ تم آؤ شریعت کو ہم منہ پھوڑ کر رکھ دیں گے (خوذا باندہ منہ)

(۵) یہ تنازعہ تین دن ہوتا رہا، وہ نہ تائب ہوئے نہ تادم ہوئے بلکہ اور زیادہ کفر کرتے رہے۔

(۶) پھر اپنے آپ کو سکھ مشہور کرنے لگا، کہ میں اسلام ترک کر کے سکھ ہو گیا ہوں، سکھوں کا شعر اختیار کیا، کیا شریعت کی اس طرح توہین کرنے والا اور رسول اکرم (فداہلی والی) ﷺ کی شان اقدس میں ستاخی اور سب و شتم کرنے والا اور مصر علی ال رتہ اور مستحق عفو ہے۔ ایسے مردود پر مقدمہ چلانا چاہئے یا نہیں؟ کیا مسلمانوں کو فوراً نمٹ وقت سے عبرت ناک سزا کے لئے قانون پاس کرنا چاہئے یا نہیں؟۔ سکھ لوگ اس کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے، وہ توبہ کی طرف خود بھی نہیں آتا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کو دھمکا کر جرم نہ کر کے معاف کر دینا چاہئے اور تحریری معافی نامہ لے لینا چاہئے۔ مقدمہ و فیہ کی حاجت نہیں۔ ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۵۵ مولوی محمد اسلم پوری، یومندی رائے کوٹ (لدھیانہ) ۲۶ سوال

۱۳۵۶ھ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۴۰) آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں یہ انتہائی گستاخی اور توہین مسلمانوں کے ضبط و تحمل سے باہر ہے ان کو انتہائی چارہ جوئی اور عداوتی کارروائی کرنی لازم ہے اور جب کہ وہ خود ندامت ظاہر نہیں کرتا اور توبہ پر آمادہ نہیں تو توبہ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ، دہلی۔

گواہوں کی گواہی کب بے اثر ہوگی؟

(سوال) جناب کے حافظہ اور مجموعہ فتاویٰ میں یہ سوال وجواب ہو گا کہ زید نے کہا کہ ”میں نے زمین و آسمان پیدا کیا۔“ وغیر ذلک۔ پھر آٹھ ماہ کے بعد شہادت ہوتی ہے اور زید کے دعوائے خدائی کا تذکرہ جس پر تجدید ایمان اور نکاح کا سوال پیدا ہوا جس کی پوری تفصیل آپ کے پاس جا چکی ہے اور جناب نے یہ جواب مرحمت فرمایا تھا کہ ”زید کا قول معتبر ہو گا، ان لوگوں کا قول جو آٹھ دس مہینے کے بعد اس کا اظہار کرتے ہیں قما قابل

الثقات ہے۔

لہذا گزارش ہے کہ جناب تھوڑی سی وقت کی قربانی دے کر شاہدین کی شہادت کے ناقابل التفات ہونے کی جو حیاد ہے اور دلیل شرعی مع عبارات کتب مرحمت فرمادیں تاکہ مترددین و مکررین کے سامنے مسئلہ اپنی پوری روشنی میں آجائے اور ہر ایک کے سے بلااریب و شک باعث طمانیت ہو۔

(جواب ۴۱) زید کا قول معتبر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا قول مع حلف کے معتبر ہوگا۔ اور شہود کی شہادت معتبر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شہادت دیانت اور حسبت یعنی للہیت پر مبنی ہے اور ایسی شہادت بلا وجہ معقول تاخیر کرنے سے نامقبول ہو جاتی ہے۔ ومتی احر شاهد الحسبة شہادته بلا عدل فسق فترد (درمختار) (۱) اس کے علاوہ یہ شہادت ردق پر ہے۔ اور اس میں جب مشہود علیہ انکار کردے اور شہادتین کا اقرار کرے تو شہادت بے اثر ہو جاتی ہے۔ شہدوا علی مسلم بالردة وهو مکر لا یعرض له (درمختار) (۲)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وائل

ارتداد سے توبہ کرنے والے سے نفرت اور تعلقات ختم کرنا جائز نہیں

(السوال) میں مسماۃ جنت خاتون دختر اہل ذات تیلی ساکن قصبہ راہوں ضلع جاندھر کی خانہ جنگی عرصہ پانچ چھ سال سے خاندان خود سے رہی اور میری سب سے کسی اور سب سے کسی کی داستان قوم کے کسی آدمی نے نہیں سنی۔ میں نے مجبوراً جناب مہووی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیت علماء ہند سے اپنی ساری داستان عرض کر کے فتویٰ طلب کیا۔ ان کے حکم فرمانے پر ضلع کیلئے میں نے دوسروں پر پیش کئے کہ مجھے اس تلخ زندگی سے رہا کر لیا جائے پھر بھی قوم نے کوئی توجہ نہیں دی میں نے تنگ آر مذہب عسائیت اختیار کیا۔ مسلمان حاکم نے نکاح فسخ قرار دیا۔ فسخ ہونے پر میں نے پھر پوری ندامت سے توبہ کر کے اسلام قبول اور فتویٰ طلب کیا اور جمعیت علماء ہند سے مندرجہ ذیل جواب آیا۔

”جب کہ مسماۃ جنت خاتون اپنے اس گناہ عظیم یعنی ارتداد سے توبہ ہو کر توبہ کر چکی ہیں اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے تو مسلمانوں کا اس سے اور اس کے والدین سے نفرت کرنا یا طعنہ زنی کرنا نامناسب ہے۔ مسلمانوں کو اس من طعن سے اجتناب کرنا چاہئے۔“

اس کے بعد مورخ کو قوم تیدیان نے تقریباً تو ۹۰ گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے میرے والدین سے مقاطعہ کلی طے کر دیا۔ اب گزارش ہے کہ کیا میری توبہ قبول نہیں؟ کیا میں مقولہ ہذا کا مصداق نہیں ہوں۔ الثائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ کیا میں اور میرا خاندان پھر داخل عیسائیت ہو جاؤں، جب کہ مجھے اسلام سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ میں تعیم یافتہ ہوں، اگر مجھے اسلام نے سہارا دیا تو غیر مذہب میرے خیر مقدم کے لئے تیار ہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۹۷۷ء جنت خاتون (شعبہ جند حر) ۲۷ شعبان ۱۴۵۶ھ ۲ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۴۲) ارتداد بہت بڑا گنہ اور جرم عظیم ہے۔ (۱) مگر جب کہ مرتدہ نے صدق دل سے توبہ کر لی ہے اور داخل اسلام ہو گئی ہے تو اب مسلمان اس کو اپنے میں شامل کر لیں۔ (۲) پھر اس کے والدین کا اس میں کیا قصور ہے کہ ان سے مقاطعہ کر لیا گیا۔ (۳) پنچایت کو اپنا فیصلہ بدلنا چاہئے اور ان سب کو اسلام کے دامن کے نیچے پناہ دینی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بے اختیاری کی حالت میں کفر یہ الفاظ کہنے کا حکم۔

(سوال) متعلقہ حکم ارتداد مطلق کفر یہ خواب (سوال دستیاب نہیں ہوا)

(جواب ۴۳) سوال میں صاحب واقعہ کے دو واقعہ مذکور ہیں، ایک حالت خواب کا دوسرا حالت بیداری کا۔ حالت خواب کے واقعہ کا تو اصول شرعیہ کے موافق حکم صاف ہے کہ حسب ارشاد رفع القلم عن ثلاثة (الح) ۱) نائم مرفوع القلم ہے، حالت نوم کا کوئی فعل اور کلام شرعاً معتبر نہیں بلکہ حالت نوم کا کلام کام بطور کے مشابہ اور اسی حکم میں ہے۔ وفي التحریر و تبطل عادته من الا سلام والردة والطلاق ولم توصف بحبر ولا انشاء و صدق و کذب کالحاں الطیور راه و مثله فی التلویح فهذا صریح فی ان کلام النائم لا یسمى کلاماً لعة ولا شرعاً مصرلة المهمل (رد المحتار) ۵) پھر اس خواب کے واقعہ کی حکایت ایک سے واقعہ کی حکایت ہے کہ وہ کفر نہیں تھا۔ اگرچہ الفاظ کفر یہ ہیں۔ لیکن الفاظ کفر یہ کی محض نقل کافر نہیں بناتی۔

اگر کوئی بے کہ نصاریٰ کہتے ہیں کہ خدا تمہیں تو اس منے والے پر کوئی سناہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ الفاظ کفر یہ و نقل تو قرآن مجید میں بھی موجود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وقالت اليهود عیرا س اللہ وقالت النصارى المسيح ابن اللہ، (۱) یہ الفاظ کہ ”عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔“ یقیناً کفر کے کلمات ہیں، اور مسلمان انہیں رات دن تلاوت قرآن مجید اور نماز میں پڑھتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے یہ کلمات نقل کرتے ہیں تو جب کہ ان کلمات کا نقل کرنا بلو جو یہ کہ مقبول عنہم نے ان کا حکم ہی بت اختیار کیا تھا اور ان پر انہیں کلمات کے حکم کی وجہ سے کفر کا حکم کیا گیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ . لقد کفر

۱۔ جیسے ایمان سب سے بڑی نیکی ہے اس کا ترہ بھی ارتداد سب سے بڑا جرم ہو گا، قرآن مجید میں ہے ان الذین اٰمَنوا ثم کفروا ثم اٰموا، ثم کفروا، ثم اردوا واکفروا لم یکن اللہ لیمحکم علیہم، ولا لیمہد یہم سیلاً (النساء ۱۳۷)

۲۔ الا الذین ناموا واصلحوا ولبوا فاولئک اتوب علیہم واما التواب الرحیم البقرة ۱۶۰

”اما المؤمنون احوۃ فی الجمیع احوۃ فی الدین“ (تیسرے میں ۳۲۱ سید آیہ می ۱۷)

۳۔ ”ولا تدر و درة و در حری (۱۵۰۱) حدیث شریف میں ہے ”لا یحل لمسلم ان یمحوا احاء فوق ثلث ایام“ (بخاری شریف ۲۰۸۹۶۔ قدیمی کتب خانہ)

۴۔ (امداد اور ۳: ۲۵۶ مکتبہ المدنیہ مکتان)

۵۔ (الشامیہ ۳: ۲۳۵ سعید)

۶۔ (التوبہ ۳۰)

الذین قالوا اتحد الله ولدا۔ تاقلین کے سے موجب کفر نہ ہو تو حالت خواب کے وہ کلمات کہ نہ ان کا قائل کافر ہو نہ نوم کی حالت میں ان کلمات کو کلمات کفر کہا جاسکتا ہے۔ نقل کرنے سے کفر کا حکم بدرجہ اولیٰ نہیں دیا جاسکتا۔

رہا دوسرا واقعہ جو حالت بیداری کا ہے، اس کے متعلق صاحب واقعہ کا بیان یہ ہے کہ وہ اپنی حالت خواب کی غلطی سے نامور پریشان ہو کر چاہتا ہے کہ درود شریف پڑھ کر اس کا تدارک کرے، اور درود شریف پڑھتا ہے لیکن اس میں بھی بجائے آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کے زید کا نام اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ اسے اس غلطی کا احساس تھا، مگر کہتا ہے کہ زبان پر قابو نہ تھا، بے اختیار تھا، مجبور تھا۔ اس واقعہ کے متعلق دو باتیں تنقیح طلب ہیں۔

اول یہ کہ کیا حالت بیداری میں ایسی بے اختیاری اور مجبوری کہ زبان قابو میں نہ رہے بغیر اس کے کہ نشہ ہو، جنون ہو، اکراہ عتہ ہو ممکن اور متصور ہے یا نہیں؟ کیونکہ ان چیزوں میں سے کسی کا موجود ہونا سوال میں نہ کر نہیں کیا گیا۔ تو ظاہر یہی ہے کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب بے اختیاری پیدا کرنے والا نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن اور متصور ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائے گی یا نہیں؟ امر اول کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے بہت سے سبب ہیں۔ صرف سکروجنون و اکراہ عتہ میں منحصر نہیں۔ کتب اصول فقہ واقعہ میں ان اسباب کے ذکر پر اقتصار کرنا تحدید و حصر پر مبنی نہیں، بلکہ کثرتی اسباب کے طور پر انہیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ متعدد کتب فقہیہ میں اس کی تصریح موجود ہے کہ خواہ کسی وجہ سے عقل مغلوب ہو جائے وہ مغنویت موجب رفع قلم ہو جاتی ہے۔ الا فی بعض اموات فیكون الزجر مقصوداً۔ (۲)

فقہی عالمگیری میں ہے :- من اصابه برسام او اطعم شینا فذهب عقله فهدی فارتد لم یکن ذلك ارتداداً و کذا لو کان معتوها او موسوساً او معلوماً علی عقله بوجه من الوجوه فهو علی هذا کذا فی السراج الوہاح (حندیہ مطبوعہ مصر ۳) صفحہ ۲۸۲ ج ۲)۔ اس عبارت میں غلط موسوس اور غلط وجہ من الوجوه قابل غور ہے۔ لیکن واقعہ مسئلہ عنہا میں نہ تو زوال شعور و زوال عقل کی تصریح ہے اور نہ میں واقعات مذکورہ کی بناء پر زوال شعور کا ہونا صحیح سمجھتا ہوں کیونکہ صاحب واقعہ محالاً تکلم اپنی غلطی کا اور اک ہونا بیان کرتا ہے اور عذر میں صرف بے اختیاری مجبوری، زبان کا قابو میں نہ ہونا ذکر کرتا ہے۔ اس سے میں صرف سی بات کو ٹھیک سمجھتا ہوں وہ بلا وجود شعور و ادراک کے کلمہ کفر یہ کہتا ہے، مگر بے اختیاری سے مجبوری سے اور عین تکلم کی حالت میں بھی اسے غلط اور خلاف عقیدہ سمجھتا ہے اور بعد الفراغ من التكلم بھی اس پر نام ہوتا ہے، پریشان ہوتا ہے، روتا ہے۔ اسباب معلومہ (شرک، جنون، اکراہ عتہ) کے علاوہ کبر سن، مرض، مصیبت، غلبہ

۱۔ "لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسيح ابن مریم (اماندہ ۱) قالوا اتحد الله ولداً مسیحہ (یوس ۶۸)

۲۔ جیسا کہ غلطی کی حالت میں طلاق دینا صحیح ہے (اشامیہ ۳: ۲۳۹ سعید)

۳۔ حندیہ ۲: ۵۴۲ ج ۲

خوشی غلبہ حزن فرط محبت وغیرہ بھی زوال عقل یا زوال اختیار کے سبب بن سکتے ہیں۔ اور جہاں زوال عقل یا زوال اختیار ہو وہاں حکم ردۃ ثبوت نہیں ہو سکتا۔

(۱) در عقد میں ہے وما ظهر منه من کلمات کفریۃ یعترف فی حقہ ویعامل معاملۃ موتی المسلمین حملاً علی انہ فی حال زوال عقلہ انتہی (۱)۔ یعنی قریب موت و نزاع روح اگر مختصر سے چھ کلمات کفریہ ظاہر ہوں تو انہیں معاف سمجھا جائے اور اس کے ساتھ اموات مسلمین کا معاملہ کیا جائے اور ظہور کلمات کفریہ کو زوال عقل و اختیار پر محمول کیا جائے۔

اس عبارت سے صرف یہ غرض ہے کہ اسباب مذکورہ معلومہ میں سے یہاں کوئی سبب نہیں پھر بھی ایک اور چیز یعنی شدت مرض یا کلفت نزاع روح کو زوال عقل کے لئے معتبر کیا گیا اور میت کے ساتھ مرد کا معاملہ کرنا جائز نہیں رکھا گیا۔ اگرچہ نزاع کی سخت تکلیف کی وجہ سے ایسے وقت زوال عقل متصور ہے لیکن یقینی نہیں ہے۔ صرف تحسیناً للطن بالمسلم احتمال زوال عقل کو قائم مقام زوال عقل کر لیا گیا ہے۔

(۲) صحیح مسلم کی روایت میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کے توبہ کرنے پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کہ ایک مسافر کا جنگل میں سامان سے لد اہو الوٹ گم ہو جائے اور وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ناامید ہونے کے بعد مرنے پر تیار ہو کر بیٹھ جائے اور اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ جائے تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کا لوٹ مع سامان اس کے پاس کھڑا ہے۔ اسی روایت میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اس شخص کی زبان سے غایت خوشی میں ہے ساختہ یہ لفظ نکل جاتے ہیں۔ انت عبدی وانا ربک۔ یعنی خدا تعالیٰ کی جناب میں یوں بول انھا کہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا خدا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں خطا من شدة الفرح۔ یعنی شدت خوشی کی وجہ سے اس سے خطایہ لفظ نکل گئے۔ (۲)

اس حدیث سے صراحت ثبوت ہو گیا کہ شدت فرح بھی زوال اختیار کا سبب ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ الفاظ کفریہ کا یہ تکلم جو خطا ہوا تھا جب کفر اور مزیل ایمان تھا، اس لئے آپ کے سکوت سے معلوم ہو گیا کہ الفاظ کفر کا تلفظ جو خطا کے طور پر ہو مثبت ردۃ نہیں۔

(۳) صحیح حدیبیہ کے قصے میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ذکر کیا گیا ہے کہ جب صلح مکمل ہو گئی آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ سر منڈاؤ الو اور قربانیاں ذبح کرو تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب فرط حزن و غم کہ اپنی تمنا آرزو کے خلاف خانہ کعبہ تک نہ جاسکے۔ ایسے بے خود ہوئے کہ باوجود حضرت ﷺ کے مکرر دوسرے فرمانے کے کسی نے فرمان عالی کی تعمیل نہ کی۔ آپ ﷺ غمگین ہو کر خیمے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے پریشانی کا سبب دریافت کیا اور

۱۔ ترمذی مع شرح: ۲/ ۱۹۲ (مسند)

۲۔ "انس بن مالک وهو عمہ قال قال رسول اللہ ﷺ اللہ اشد فرح بنوۃ عبدہ حین یتوب الیہ من احدکم کان علی راحلہ بارض فلاة فامسکت منہ وعلیہا طعامہ، وشرابہم مہا، فاتی شجرة فاصطجع فی ظلہا قد ايس من راحلہ، فلبا هو کذلک ادھوبھا قائمۃ عبدہ فاحد یحطا مہا، ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربک احطاً من (شدة الفرح) (مسلم: ۳/ ۳۵۵)

الخ. (۱) ان الفاظ کے (اس تقدیر پر کہ قدر کو قدرت سے مشتق مانا جائے) الفاظ کفریہ ہونے میں شبہ نہیں لیکن اس کا جواب رب خشیت اسے کفر سے بچا کر مغفرت خداوندی فہر لواتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوف خداوندی نے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلوا دیئے اور بے اختیاری کی وجہ سے وہ مواخذہ سے بچ گیا۔

بہر حال وجوہ مذکورہ سے صاف علم ہے ہو گیا کہ اسباب معلومہ (سکر، جنون، اکراہ کے علاوہ بھی بہت سے اسباب ہیں جن سے شعور و ادراک یا ارادہ و اختیار زائل ہو جاتا ہے پس واقعہ مسئولہ عننا میں سکر جنون اکراہ عدہ نہیں ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ محض ان اسباب کے عدم کی وجہ سے لازم کر دیا جائے کہ اس نے الفاظ مذکورہ ضرور ارادے اور اختیار سے کہے ہیں۔

اس کے بعد دوسرا امر تنقیح طلب یہ تھا کہ اگر بے اختیاری اور مجبوری ممکن ہو تو صاحب واقعہ کی تصدیق بھی کی جائیگی یا نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ اس سے پہلے کہ اس کی تصدیق یا عدم تصدیق کی حلف کی جائے۔ بول یہ بتادینا ضروری ہے کہ صاحب واقعہ اپنی بے اختیاری کس قسم کی ظاہر کرتا ہے اور اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے؟ سو واضح ہو کہ صاحب واقعہ کا قول یہ ہے ”لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے، اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بعد ہینہ کیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و مولانا و نبینا زید، حال اندہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس کلام سے صاف واضح ہے کہ اسے اپنی خواب کی حالت میں غلطی کرنے کا افسوس اور پریشانی بیداری میں لاحق تھی اور اسی غلطی کا تدارک کرنے کے لئے اس نے درود شریف پڑھنا چاہا۔ اس کا قصد تھا کہ صحیح طور پر وہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھ کر اپنی منامی غلطی کا تدارک کرے لیکن اب بھی اس سے بے اختیاری طور پر وہی غلطی سرزد ہوتی ہے۔ اور اس کی زبان، اس کے ارادے اور اعتقاد کے ساتھ موافقت نہیں کرتی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ غلطی اس سے خطا سرزد ہوئی یعنی وہ اپنی اس غلطی کو خطا سرزد ہونا بیان کرتا ہے۔ کیونکہ خطا کے معنی یہی ہیں کہ انسان کا قصد اور کچھ ہو اور جو ارجح سے فعل اس کے قصد کے خلاف صادر ہو جائے۔ (۲) مثلاً کوئی ارادہ کرے کہ اللہ واحد کہوں۔ اس ارادے سے زبان کو حرکت دے لیکن زبان سے بے اختیار اللہ عابد نکل جائے۔ خطا کے یہ معنی عہد استذیل سے صراحۃً ثابت ہوتے ہیں۔ الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ (فتاویٰ قاضی خاں) خاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاً بان کان یرید ان یتکلم

١. "هو مالمس للامداد فيه قصد" (التعريفات للنجرجاني ٧٢ مطبوعه دار المعارف مصر)

بما لیس بکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً (قاضی خاں) (۱) اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ
فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً بلا قصد (بزازیہ) (۲)

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہو گیا کہ خطا کے معنی میں ہیں کہ بلا قصد شعور و لوراک کی حالت میں
جو کلمہ زبان سے نکل جائے وہ خطا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ صاحب واقعہ کا ان الفاظ کفریہ کے ساتھ تکلم کرنا
خطا ہے۔ کیونکہ اس کا قصد اس کے خلاف الفاظ مباحہ کہنے کا تھا اور بلا قصد اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ اور
جب ان الفاظ کا خطا صادر ہوا صرف ہو گیا تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر الفاظ کفر خطا کسی کی زبان سے نکل جائے
تو ان کا حکم کیا ہے؟ اس کے لئے کتب فقہ میں مختلف عبارتیں ملتی ہیں۔

اول یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا زبان سے نکل جانا موجب کفر نہیں۔ رجل قال عبدالعزیز عبدالخالق
عبدالغفار عبدالرحمن بالحق الکاف فی امر الاسم قالوا ان قصد ذلك بکفروا ان جری علی لسانہ
من غیر قصد او کان جاہلاً لا بکفروا علی من سمع ذلك منه ان یعلمه الصواب (قاضی خاں) (۳)
الماطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً بان کان یريد ان یتکلم بما لیس بکفر فجری علی
لسانہ کلمۃ الکفر خطأً لم یکن ذلك کفراً عندا لكل کذا فی العالم کفر به نقلاً عن الخانیہ (۴)

(۲) دوسرے یہ کہ الفاظ کفریہ کا خطا تکلم اگرچہ دیکھنا بالافتقار موجب کفر نہیں مگر قضاء تصدیق نہ کی جاتی
گی۔ اما اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً و العیاذ باللہ لا
بکفر لکن القاضی لا یصدقہ علی ذلك (بزازیہ) بدلیل ماصر حواہ من انه اذا اراد ان یتکلم
بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطأً بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا
بکفر لهما بینہ و بین اللہ تعالیٰ لفاعل ذلك اہ (رد المحتار) (۵)۔ اگر کہا جائے ممکن ہے کہ قاضی خاں
کی دونوں عبارتیں صرف حکم دیانت بتاتی ہوں۔ کیونکہ بزازیہ اور رد المحتار کی عبارتوں میں بھی حکم دیانت میں
بتایا گیا ہے کہ کافر نہیں ہو گا لیکن اس کے بعد حکم قضایہ بتایا کہ قاضی تصدیق نہ کرے اور حکم قضاء کی قاضی
خاں کی عبارتوں میں نفی نہیں۔ بلکہ وہ حکم قضا سے سکت ہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ ہاں بے شک
یہ احتمال ہے۔ لیکن اول تو مفتی کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ حکم دیانت بتائے اس لئے صورت مسئلہ میں
مفتی کو یہ فتویٰ دینا لازم ہے کہ قائل مرتد نہیں ہوا۔ دوم یہ بھی دیکھنا ہے کہ جب کہ شرائط صحت ردۃ میں
طوع و اختیار بھی داخل ہے اور بے اختیاری میں ردۃ معتبر نہیں ہوتی تو یہ عدم اعتبار صرف مفتی کے اعتبار سے
ہوتا ہے یا قاضی بھی غیر اختیاری ردۃ کو معتبر نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بے اختیاری کے اسباب اگر
ظاہر ہوں تو اس میں مفتی اور قاضی دونوں بے اختیاری کو تسلیم کرتے اور ردۃ کو غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔

۱۔ قاضی خاں علی حاشیہ منہ: ۳۰/۵

۲۔ بزازیہ علی حاشیہ منہ: ۶۰/۳۲۱

۳۔ قاضی خاں علی حاشیہ منہ: ۳۰/۵۶

۴۔ منہ: ۴۶/۴

۵۔ الشیخ: ۲۲۹/۳

جیسے کہ جنون معروف یا سکر ثلاث عند القاضی یا طفولیتہ مشاہدہ وغیرہ۔

یہ صورت مسوومہ میں آراء و حالت بے خودی و بے اختیاری کو اور وہوں نے بھی محسوس کیا ہے جب تو ظاہر ہے کہ قاضی کو بھی اس کا اعتبار کرنا پڑے گا ورنہ زیادہ سے زیادہ قاضی کو صاحب واقعہ سے اس کی حالت بے خودی و بے اختیاری کے متعلق قسم لینے کا حق ہوگا۔

(۳) سوم یہ کہ اگر قاضی کے سامنے یہ واقعہ اس طرح جاتا کہ اس شخص نے قضا فی الفظ کفریہ کا قلم لیا ہے اور پھر یہ شخص قاضی کے سامنے مدرب اختیاری پیش کرتا، ضرور تھا کہ قاضی اس سے بے اختیار کی کاشی ثبوت، منتظر صرف اس کے لئے سے حکم رد کو اس پر سے مرتفع نہ کرتا۔ لیکن یہاں یہ واقعہ نہیں ہے بلکہ قاضی کے سامنے اس قائل کا بیان جاتا تو اس طرح جاتا کہ میں نے بحالت بے خودی و بے اختیار کی کہ زبان قلم میں نہ تھی یہ الفاظ میں اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ الفاظ باطل حیثیت کہ بے خودی اور بے اختیار کی سے سرزد ہوئے ہوں موجب کفر نہیں ہیں۔

(۴) چہارم یہ کہ رد و حقوق امد خالصہ میں سے ہے اور اگرچہ بعد ثبوت رد و بعض عباد کے حقوق متعلق ہو جاتے ہیں، لیکن نفس ثبوت و اثبات رد و میں دخل نہیں بلکہ بعد ثبوت رد و مترتب ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے میں اس کی تصدیق کر لیں ہی راجح ہے جیسا کہ حدیث الخطاء من شدة الفرح اور (۲) حدیث واللہ لنن قدر اللہ علی (۳) اور مختصر کے کلمات غریبہ کا اعتبار نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱) اس کے بعد یہ بات باقی رہی کہ آیا صاحب واقعہ کی اس قول میں کہ ان الفاظ کا صدور بے اختیار کی سے ہو تصدیق کی جائے گی یا نہیں؟ اس کا جواب ضمنی تو آپ کا لیکن زیادہ وضاحت کی غرض سے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر اسی کام میں متعدد وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ سلام نہ ہو تو مفتی اسی ایک وجہ و اختیار سے اس سے حکم کفر عائد نہ ہو۔ لیونامہ جہت امام راجح ہے (۵) اور مسلمان کے ساتھ حسن ظن لازم۔ (۶) یہ دوسری بات ہے کہ اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتویٰ قائل و حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔ (۷)

صورت مسوومہ میں جب کہ قائل خود اپنا قلم کفر سے ڈرنا، پریشان ہونا اور پھر تدارک کے خیال سے درود شریف پڑھنا اور اس میں بے اختیار کی سے غلطی کرنا اور پھر اس پر فحسوس کرنا اور رونائیاں کرتا ہے تو اس بدنامی کی کوئی وجہ نہیں کہ اس نے یہ الفاظ کفریہ اپنے ارادے اور اختیار سے سے یہ خیال کہ جب اسے معلوم تھا

۱۔ و محلاف الار تداد، لا بد معنی لاحق لعبرہ من الادام (ذاریہ علی حاشیہ حندیہ، ج ۱، ص ۳۲۲)

۲۔ مسلم شریف ۲، ص ۳۳۵ قدی

۳۔ بخاری شریف ۲، ص ۱۱۱ قدی تب۔

۴۔ وما ظہر منه من کلمات کفریہ معتبر فی حقہ و بعامل معامد مونی المسلمین (التبویر مع الدرر) ۲، ص ۹۲ (لائیو، مہمید)

۵۔ اذا كان في المسألة وجود موجب بكفر ووجه واحد يسمع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك (عاصمیری ۲، ص ۲۸۳)

۶۔ عن ابن عباس في قوله تعالى: بينا لذين امنوا ختموا من الضيق قال: يهي الله المؤمن ان يظن بالمؤمن سواء (تفسير ابدار النور: ۱، ص ۱۹۱ دت)

۷۔ فمن قسب له بحق مسلم ما هي قطعه من الدرر فبالحا حدها او ينكرها (بخاری شریف ۲، ص ۱۰۶۴) جیسا کہ قضا در حقیقت واقعہ کے مطابق نہ ہو تو مسلم

کہ میری زبان قابو میں نہیں تو سمجھتا چاہئے تھا لیکن اس نے سمجھتا نہ آیا اور کلمہ کفر زبان سے نکلا تو کیا قصداً کلمہ کفر کے ساتھ کلمہ یا صحیح نہیں۔ کیونکہ اس نے قصداً اور شریف صحیح پڑھنے کا یہ تھا مگر تلفظ کے وقت زبان سے دوسرے لفظ نکلے پھر قصداً یا نہ صحیح پڑھوں بقصد اس صیاح والتدارک سے فضل نہیں ہو سکتا۔ پس ممکن ہے اور اقرب و قریب یہ ہے کہ اس کے دل پر کوئی ایسی حالت طاری ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جو روح کے افعال مختل ہوئے۔ خود اس کے بیان میں موجود ہے کہ بیداری کے بعد بھی بدن میں بے بسی و اثرنا طاق بہ دستور تھا۔ اس سے منطقی ہے کہ صورت واقعہ میں لازم ہے کہ اس طرح فتویٰ دے کہ جب صاحب واقعہ نے اپنے اختیار و ارادے سے الفاظ مذکورہ نہیں کہے ہیں تو وہاں اتفاق مرتد نہیں ہو۔ اور چونکہ ان الفاظ کا اس زبان سے صدور خطا ہے اس لیے اور اس صورت میں اتفاق کفر ماعد نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قضی خالص کی عبارت سے معلوم ہو چکا۔ اس سے اس و تجدید کا یا تجدید میں کا حکم بھی نہیں آیا جائے گا۔ احتیاط تجدید کر لینا بحث سے خارج ہے۔ اس کی منکوحہ قطعاً اس کے نکاح میں ہے اور اسے ہرگز دوسرا نکاح جائز نہیں۔ (۱) اگر اس کی یہ حالت بہ خودی و ب اختیار ہی معروف ہو جب تک حکم قضاء و ایانت میں کوئی فرق ہی نہیں۔ گریہ حالت معروف نہ ہوتا ہمہ وجود مذکور ہوا قضاء بھی با اتم یا زیادہ سے زیادہ قسم کے ساتھ تصدیق و جاری۔

بسمه تعالی
 به محمد خاتون بد خاتون و پدرش در رسد مینویسد. مورخه ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۲۹ هـ

اسلام قبول کرنے سے سابقہ تمام گنہ و معاف ہو جاتے ہیں۔

(از اخبار سه روزہ "آفتاب" کوئی نمبر تجدید ۲۴ جون ۱۹۴۷ء)

(سوال) بعد سلام قبول فرمائیے۔ شرعاً مرتد کا یہ حکم ہے۔ اس کی شرعییت و مرتدیت یہاں جاتی ہے؟
(جواب ۴۴) الا سلام یهدم ما کاں قبلہ (۱۲) یعنی سلام قبول کرنے سے پہلے کے تمام کلمہ اسلام سے
معاف ہو جاتے ہیں۔۔۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

کسی دنیاوی غرض سے کفر اختیار کرنا

(از اخبار سه روزہ جمعہ و ہفتی مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

(سوال) ایک شخص کسی نہ ورت کی وجہ سے مذہبِ عام ترک کرتا ہے لیکن حقیقت میں اس نے اسلام و ترک نہیں کیا ہے۔ صرف اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے اس نے یہ کیا ہے۔ رکات اسلام پر کامل ہے۔

(جواب ۴۵) ترک اسلام اور اجرائے کلمہ نہ یا کسی عمل کفر کرنا حالتِ اضطرار میں جب کہ جان کا خطرہ ہو جائز ہو جاتا ہے۔ (۳) اس کے بعد وہ حالت میں جائز نہیں۔ پس اگر عہدِ مذہب کے دن اضطرار کی حالت میں یہ کیا ہے اور قلب میں ایمان و یقان بدستور ہے تو وہ خدا کے نزدیک مسلمان ہے۔ واللہ اعلم۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفر

(۳) ومن كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره، وقله مطعون بالايمان (الخل: ۱۰۶)

پانچواں باب اہل کتاب

کیا موجودہ زمانے کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں؟
یہود و نصاریٰ کا ہیچ اور ان سے نکاح کا حکم؟

(سوال) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں یا نہیں؟

(۲) یہود اور نصاریٰ کے ذہن کو مسلمان کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) یہود اور نصاریٰ کی عورتوں سے بغیر اسلام پیش کئے اور بغیر اسلام کی قبولیت ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی۔ نمبر ۱۶۶۷ مولوی سید امجد اللہ صاحب (جائزہ مر) ۱۳ رجب ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء ۱۹ جنوری ۱۹۳۷ء

(جواب ۱) (۱) موجودہ زمانہ کے یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

پیغمبر اور تور یا انجیل کو آسمانی کتاب مانتے ہوں، اہل کتاب ہیں، اگرچہ عیسیت کے قائل ہوں۔ (۱)

ہاں جو دھرم یہ عقیدہ رکھتے ہوں یعنی نبوت و رسالت کے ہی قائل نہ ہوں اور نہ آسمانی کتاب پر ایمان

رکھتے ہوں وہ اہل کتاب نہیں۔ (۲)

(۲) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے معتقد ہوں، ان کا ذہن حلال ہے۔ (۳)

(۳) یہود و نصاریٰ جو دین موسوی یا دین عیسوی کے قائل ہوں ایسی یہودیہ یا نصرانیہ سے مسلمان

شاہی کر سکتا ہے۔ عرض اسلام کرنا جو نکاح کے لئے لازم نہیں۔ (۴) محمد کفایت اللہ غفرلہ

یہود و نصاریٰ کے ذلیل اور لعنتی ہونے کا مطلب۔

(سوال) قرآن کریم کی تصریحات مثلاً غیر المخصوب علیہم اور ضربت علیہم الذلۃ الخ و دیگر

آیات چنانچہ اور مفسرین و علمائے سلف و خلف کی تصریحات سے یہ صحت ہوتا ہے کہ یہودی دنیا میں بھی ذلیل و

ملعون رہیں گے۔ مگر عرب کے موجودہ حالات و شواہد سے ظاہر اس کے خلاف معاملہ نظر آتا ہے۔ چونکہ

کام الہی اپنی جگہ کامل و مکمل ہے، اس کی تعلیمات و احکام کی سچائی و تکملگی پر ہمارا ایمان ہے، اس لئے لازمی طور

پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر رہے ہیں۔ یا اس کی کوئی دوسری توجیہ ہو سکتی

ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۲۸۱۵ مولوی محمد عبدالعزیز۔ نوشہرہ ضلع چناب

۱۔ وصح نکاح کتابہ وان کرہ تزیہا (مومنۃ بنتی) مرسل (مفردۃ بکتاب) منزل وان اعتقدوا المسیح الہا۔ (الدر مع البدر ۳۰ ۳۵ قہجی)

۲۔ "الکتابی عند الحنفیۃ من یومن بہی و یقر بکتابہ" (القاسمی القہجی ۱۶ صیروت)

۳۔ "وطعام اللہین اوتوا الکتاب حل لکم۔" روی عن ابن عباس، ونبی النرفاء والحسن، ومجاہد، وبراہیم، والسدی انہ ذہابہم، لان ذہابہم من طعامہم۔ (احکام القرآن ج ۲ ص ۲۲ صیروت)

۴۔ "والمحصنات من الدین اوتوا الکتاب من لہکم" (المائدہ ۵۰)

(جواب ۴۷) یہود کی ذلت سے مراد ان کی باطنی اور عقیدے کی ذلت ہے۔ اسی پر غضب خداوندی کے وہ مستحق ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیوی غرمت و مسکنات موجب غضب خداوندی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ دنیوی حیثیت سے تو وہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بھی بڑے تاجر، بڑے مالدار اور اپنی اپنی بیسیوں میں صاحب امر تھے۔ پھر ان کے مغضوب علیہم اور ذلیل ہونے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کوئی شبہ نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کی باطنی ذلت تمام اہل عقل اور اہل حق کے نزدیک مسلم تھی (۱)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

قرآن کریم کی آیت ”ولتجدنہم اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا : انا نصاریٰ“ کا کیا مطلب ہے؟

لتجدن اشد الناس عداوة للذین آمنوا اليهود والذین اشركوا . ولتجدن اقربہم مودة للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ الح ۔ اس آیت کریمہ کا کیا مطلب ہے؟
المستفتی ۔ نمبر ۲۵۳۳ محمد ضیاء الحق محکم مدرسہ امینیہ دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ ۱۶ اگست ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۸) آیت مہد کہ کا مطلب یہ ہے کہ یہود اور مشرکین کو تم مسلمانوں کا سخت دشمن پاؤ گے۔ اور نصاریٰ مسلمانوں کے ساتھ محبت میں قریب تر ہوں گے مگر وہ نصاریٰ مر لو ہیں جو اپنے مذہب پر قائم اور دنیا کی محبت اور جاہ و مال کی رغبت سے بے نیاز ہیں۔ (۲) موجودہ نصاریٰ تو ہم کے نصاریٰ ہیں۔ یہ تو در حقیقت نصرانیت کے قائل بھی نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آج یہ نام کے نصاریٰ مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

موجودہ توریت یا انجیل کی کسی آیت پر بغیر تصدیق کے اعتراض کرنا۔
(از اخبار الجمعۃ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال ۱) کیا موجودہ عیسائی و یہودی اہل کتاب سلائے جانے کے مستحق ہیں؟
(۲) کیا موجودہ انجیل یا توریت کی کسی آیت پر ہم کو بغیر تصدیق اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟
(جواب ۴۹) (۱) وہ یہودی جو توریت کو مانتے ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوں، اور وہ عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو مانتے ہوں اہل کتاب کہلانے کے مستحق ہیں (۳)
(۲) چونکہ موجودہ توریت اور انجیل تحریف شدہ ہیں اس لئے ان کے احکام پر وثوق نہیں اگر ان میں کوئی ایسی

۱ اما الغصب فهو ارادته ازال العقاب المستحق بهم ، ولصهم ، وبراۃ منهم ، (تفسیر مجمع البیان ۲/۳۰۰ سیرت)
۲ اما النصاری فانهم في اكثر الامر معرضون عن الدنيا مقلون على العبادة وترك طلب الرياسة و التكبر والترفع (التفسیر الکبیر للرازی ۱۴/۹۶ دار الکتب العلمیہ ترمین)
۳ واعلم من اعتقد دیناً سماویاً وله کتاب مرسل فهو من اهل الکتاب (رد المحتار ۳/۳۵۵ سعید)

بات ہو جو اصول دین کے خلاف ہو تو اس پر ہمیں اعتدال کرنے کا حق ہے مثلاً کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ اور اگر فروعی مسائل میں کوئی مسئلہ اسلامی احکام کے خلاف ہو تو ہمیں اس کی تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب۔

محمد غایت اللہ کان اللہ سے بہتر۔

چھٹا باب متفرق مسائل

جنگلی لوگوں کو مسلمان کرنا۔

(سوال) پہاڑ میں ایک قوم ہے جس کو اس ملک میں کارہ کہتے ہیں، جنگلی ہیں، ان کی نہ کوئی ذات ہے نہ انسانیت ہے، اگر وہ مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو ان کو مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں، خوراک ان سب کی حلال و حرام سب ہے، حتیٰ کہ کتا تک کھاتے ہیں۔ اس ملک کے عام لوگ کراہت کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی۔ نمبر ۲۱۸۴ جناب قسمت اللہ صاحب ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۱۶ جنوری ۱۹۳۸ء (حوالہ ۵۰) ان کو ضرور مسلمان کر لینا چاہئے۔ ان کو اسلامی تعلیم دے کر انسان بنانا اور حرام شیء ترک کرنا چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

جس کتاب سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہوں اس کو ممنوع قرار دینے کے لئے کوشش کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(سوال) کتاب ”ستید تھ پرکاش“ کا پہلا سواں باب ملاحظہ فرمائیں کیا یہ اسلام پر بدترین حملہ ہے یا نہیں؟ اور کیا اس سے مسلمانوں کی ضرر کی ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی مسلمان اس کتاب کی مخالفت کرے اور اسے پاب تو وہ مستحق اجر و ثواب ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۸۳۔ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۳۴ء

(حوالہ ۵۱) ”ستید تھ پرکاش“ میں دوسرے مذاہب کے خلاف جو تنقید کی گئی ہے وہ بھی حدود سے قطعاً باہر ہے۔ وہ تو ماز کی پھوس بازی، بدعت تراشی، تمت طرازی، تمسخر و استہزاء، تبدیل و تحریف کا معجون مرکب ہے۔ وہ دل آزر و اشتعال نینہ ہونے میں محتاج کی، میل و ثبوت کی نہیں ہے۔ اس کو ممنوع الاشاعت قرار دینے کے لئے جس قدر جدوجہد کی جائے حق بجانب ہے۔ جو مسلمان اور دوسرے مذاہب والے اس میں سعی کریں گے وہ انسانیت، تہذیب و ثقافت کی خدمت کریں گے۔ اور مذہبی حیثیت سے مسلمان نبیاء علیہم السلام کی توقیر و تکریم کی حفاظت کا اجر و ثواب پائیں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

فاسق و فاجر شخص کے مسجد میں آنے کو نا پسند کرنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک ہندو شرعی طریق پر اسلام لانے کے بعد پھر بھی ہندوؤں سے تحقیقات اور میل جول رکھتا ہے اور انہیں کے ہمسایہ میں رہتا ہے۔ اور ایک عورت کے ساتھ زنا میں مبتلا ہے۔ بعض مسلمان اس کا

مسجد میں آنا پسند نہیں کرتے۔

المستفتی۔ نمبر ۲۰۳۴ مئی سید الطاف حسین (ضلع کنٹور) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲) اس کو نمازی ترغیب دینا اور مسجد میں بلانا جائز ہے۔ (۱) اور ترک زنا کی نصیحت بھی کرنا چاہئے۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔ دہلی

سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر کہنا مسلمان کہلانے کیلئے زبان سے اقرار ضروری ہے۔

(از اخذ الجمعية دہلی مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۴ء)

(سوال ۱) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی شخص کو کافر کہا جاسکتا ہے؟۔ مثلاً زید مسلمان گاندھی کے خیال کا آدمی ہے۔ بحرکتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی آشریت گاندھی کے خلاف ہے اور تو بنے ایک کافر کی تقلید کی ہے اس لئے تیرا حشر کافر کے ساتھ ہوگا۔ کیا شرعاً ایسا مانا جائز ہے؟

(۲) دولہ کے اہل ہنود کے میرے شکر ہیں جو ہنوز بلوغ کو نہیں پہنچے ہیں۔ ان کے عقائد بالکل اسلامی ہیں، وحدانیت کے قائل ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ حشر نشر کے قائل ہیں۔ مگر باپ کے خوف سے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اپنا نام ہندوؤں جیسا قائم رکھ کر بھی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ان کے درپردہ مسلمان ہونے میں شک نہیں، لیکن کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟

(جواب ۵۳) (۱) سیاسی اختلاف کی بناء پر کسی کو کافر نہ دینا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور گاندھی کے ساتھ اگر کوئی سیاسی پروگرام میں متفق ہو اور اپنا مذہب ہر طرح محفوظ رکھے۔ عقائد میں کسی طرح نقصان نہ آنے دے تو اس میں کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہے۔ جو شخص شخص سیاسی اختلاف کی وجہ سے کسی کو کافر بتانے لگے اور مسلمان کو بے کہ تیرا حشر گاندھی کے ساتھ ہوگا۔ اس کو ایمان کی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے کہ مسلمانوں کو کافر نہ مانا بہت سخت ریبات ہے۔ (۲)

(۲) جو شخص اسلامی عقائد قبول کرے، یعنی دل سے ان کو حق سمجھے اور زبان سے حقانیت کا اقرار کرے وہ شرعاً مسلمان ہے۔ اگر دل سے حق سمجھنے کے باوجود کسی کے خوف سے زبان سے اعلان و اظہار نہ کرے تو وہ احکام شرعیہ کی رو سے مسلمان نہیں کہلائے گا اور اسلام کے احکام دنیا میں اس پر جاری نہ ہوں گے کیونکہ اجرائے احکام کے لئے سوائے قرار اسانی کے ہمارے لئے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔ دہلی

یہ آدمی مسلمان ہے اور مسلمان کو نمازی ترغیب دینا اور مسجد کی طرف بلانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن اور کار خیر ہے۔
۲۔ من رای منکم منکوا علیہ بیدہ فان لم یستطع فیسامہ ، فان لم یستطع فبقلبہ دلتک اصعب الایمان۔ (مشکوٰۃ ۳۳۶ ذوقین محل مولوی مسافر خٹک کراچی)

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایما رجل قال لاحید کافر ان معاه رجوع بانہ دلت القول رجعت علیہ بغضہ ومعصیہ نکمیرہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۹۷۷ ۱۳۷۷ء)

۴۔ هو تصدیق محمد ﷺ هل هو فقط او مع الاقرار قولان والاقرار شرط لاجراء الاحکام الذبیوبۃ (اشیاء ۴۲۱ سعید)

کتاب العقائد

پہلا باب اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرنا

(سوال) زید اللہ کو تعظیم کی وجہ سے تمہارا آپ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جیسے یا اللہ تم نے سچ کہا آپ کا فرمان
ہماری اس طرح کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے شرک لازم آتا ہے؟

المستفتی۔ نمبر ۶۸۸ سکر بنری انجمن حفظ الاسلام (خلع بھروی) ۷۷ رمضان ۱۳۵۲ھ م ۲۴

دسمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۹) شرک لازم آتا یا گناہ ہوتا تو درست نہیں۔ کیونکہ جمع کا صیغہ بطور تعظیم کے استعمال کرنا جائز
ہے، خود قرآن مجید میں بہت سے مواقع میں موجود ہے۔ جیسے **وَاللّٰهُ لَاحْفَظُوْنَ** (۱) اور **وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٍ
فَلْنَعْمَ الْمَجِیْبُوْنَ** (۲)۔ لیکن اردو کے محاورہ کے لحاظ سے واحد کا صیغہ استعمال کرنا لونی اور بھر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

جملہ ”لا تتحرك ذرة الا باذن الله“ پر اعتراض کا جواب۔

(سوال) حدیث شریف میں ہے لا تحرك ذرة الا باذن الله۔ خدا کے حکم کے سوا ذرہ نہیں ہل سکتا۔ تو جمعہ
سے خطا ہوتی ہے۔ مثلاً شراب، بازی، عینا، جوا وغیرہ کیلئے اس کا خلاصہ جواب فرمائیے گا۔

المستفتی۔ نمبر ۱۰۷۴ حاجی محمد علی صاحب (احمد آباد) جمادی الاول ۱۳۵۵ھ م ۷ جولائی ۱۳۶۶

(جواب ۵۵) ان کے معنی اس عبارت میں لرلے کے ہیں۔ رضامندی اور اجازت کے نہیں ہیں اور مطلب
یہ ہے کہ عالم میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کسی ذرے کو حرکت دیتا چاہے، تو ذرہ حرکت کر سکے گا، اور نہ دیتا چاہے تو
ذرے کیلئے حرکت کرنا ناممکن ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قوت خالقیت اور لرلوی طاقت
سے جو چیزیں وجود میں آتی ہیں ان کے ساتھ رضا اور اجازت بھی شامل ہوتی ہے۔ بلکہ افعال و اعمال انسانی سب
خدا کے لرلے اور قوت خالقیت سے وجود میں آتے ہیں۔ اجماعی اعمال کے ساتھ اس کی رضامندی بھی شامل
ہوتی ہے۔ اور لرے اعمال سے وہ بدراض اور غضب ناک ہوتا ہے۔ اور ثواب و عذاب کا تحقق رضامندی اور
بدراضی سے ہے نہ لرلے اور خالقیت کے متعلقات سے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

۱۔ (الجز: ۹)

۲۔ (الصافات: ۷۵)

۳۔ قال الله تعالى: ولا يرضى لعباده الكفر، يعني ان الارادة والمشيئة، والغلبة يعلق بالكل، والرضا والمحبة والامر
لا يعلق الا بالمحسن دون القبيح، (شرح المفرد، ۱۵۶ ج ۱، ایم سعید)

کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے؟

(سوال) کیا خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے کام پاک میں فرماتا ہے۔

ان الله على كل شيء قدير یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

خدا جھوٹ نہیں بول سکتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سے ایک چیز یعنی جھوٹ پر قدرت حاصل نہیں ہے (مخوفانہ)۔ مزید متا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ یہاں پر شر کا فتویٰ صادر ہوتا ہے کہ "یا نہیں" (المسنفنی نمبر ۱۳۷۶۔ رمضان میں صاحب المسنی نمبر ۸۔ ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ۔ ۱۰ رجب ۱۲۹۳ھ) (جواب ۵۶) حق تعالیٰ وقتہ میں نہ کبھی جھوٹ بولے گا۔ اور خدا تعالیٰ یہ شے کہ وہ جھوٹ بولے ساتھ متعسف ہوگا (یعنی بندے جو جھوٹ بولتے ہیں، اس جھوٹ کا خالق وہ ہے کیونکہ بندے تمام اعمال و افعال حق تعالیٰ کے مخلوق ہیں۔ اس لحاظ سے کذب بھی خدا تعالیٰ کا مخلوق ہے۔ اور ہر مخلوق مقدر ہے، اس لئے کذب بھی مقدر ہے اور اس میں کوئی شبہ اور اہل سنت و اجماعت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور جھوٹ و پید کرنا اور اس پر قادر ہونا حق تعالیٰ کی تزیہ و تقدیس میں کوئی نقصان نہیں پیدا کرتا۔ یہ کلام تو کذب کے متعلق تھا اور یہ اصول کہ اللہ تعالیٰ کذب عبد کا خالق اور اس پر قادر ہے۔ بلاشبہ و شبہ صحیح اور اہل سنت و اجماعت کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ (۱۰)

دوسری بات یہ ہے کہ جنت و دوزخ اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں شامل ہیں اور جنت و دوزخ جو ثواب اور دوزخ و آلہ عذاب قرار دینا بھی حق تعالیٰ ہی کا کام ہے اس پر قادر ہے کہ وہ اپنی مخلوق سے جو چاہے کام لے اور جو معامد چاہے کرے، انہوں کو دوزخ میں بھیجے اور بدوں کو جنت میں داخل کر دے تو ان کو اعتراض کا حق نہیں۔ لا یسل عما یفعل۔ نہ اس کی شان ہے۔ اور خف فی او عیدر حمد و ر م ہے۔ اس سے اللہ خف فی و عید و ان کے مذہب سے تعبیر کرے مقدر ہے۔ دیا تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن یہ متفق علیہ ہے کہ خف فی وعدہ مطلقاً اور خف فی نوید ایک صورت سے کہ نقص و عیب کا موجب ہو حضرت حق تعالیٰ سے باوجود مقدر ہونے کے صادر ہونا محال ہے مگر یہ استحالہ ذاتی نہیں ہے بلکہ حضرت حق تعالیٰ کے صدق وعدے کے لازم ہونے کی بناء پر استحالہ بالغیر ہے۔ (۱۱)

یہ تعبیر کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے مذکور ہوا، تنہا نہیں رہتا بلکہ اس پر فی حدیث صحیح ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کو حیرت اور تشویش اور فتنہ میں نہ ڈالیں گے اس لئے اس و عوام کے سامنے ذکر کرنا نہیں چاہئے۔ فقط۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له و اہل۔

ان الله تعالى مبہر من لا یتصف بصفہ الکذب، ولیست فی کلامہ شأنہ الکذب ادا کما قال اللہ تعالیٰ "ومن صدق من الله قیلاً" (المائدہ ص ۵۳، ارشاد شریف)

۲۔ کیجئے (منہ علی المبحر ۵۵۰۔ ۶۰ ص ۱۱۱)۔

۳۔ (ارغیاء ۲۳۰)

۴۔ نہ امتن ہدو لا شاء مقدر فصلا لکد غیر حیر لویج عداہل لکد و لجماعہ من الاساعرف (۱۱ ص ۵۶)۔

۵۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال حدوا الناس بما یعرفون، انھون ان یکذب اللہ ورسولہ (شراہم ۱۰ حدیث نمبر ۱۵۱۵۹۵)۔

خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان اور ابو منصور ہاتریدی کے قول کے درمیان تطبیق۔

(السوال) دو قولوں میں سے (بادجو) یہ کہ دونوں قول فقہی معتبر کتابوں میں موجود ہیں (کون سا قول صحیح ہے

قول اول (۱) فتاویٰ شامی جلد ۱ ص ۴۸ میں ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو خواب میں دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر سویں ۱۰۰ مرتبہ خدا کو خواب میں دیکھوں تو اللہ رب العزت سے دو عمل پوچھوں گا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کے عذاب سے نجات حاصل ہو۔ پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نصیب ہوا۔ اے مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ۱۰۰ مرتبہ دیکھا۔ چنانچہ ارشاد میں بھی مرقوم ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کو سو ۱۰۰ مرتبہ خواب میں دیکھا۔

(۲) قول فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ فصل فضائل اہل بیت و التسلیم میں لکھا ہے کہ ۔

ولو قال الرجل رأيت الله تعالى في المنام قال الشيخ رئيس اهل السنة ابو منصور

السايردي رحمة الله عليه رأيت هذا الرجل شرا من عابد اللوات

اے روئے آدمی نے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اس شخص نے حق میں شیخ میں سنّت و اجماعت ابو منصور ہاتریدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ شخص سب سے زیادہ گنہگار ہے والوں سے بدتر ہے۔ المستفنی نمبر ۲۴۶۶-۲۴۲۳ رمضان ۳۵۲ھ ۷ م ۱۷ نومبر ۱۹۳۸ء

(حوالہ ۵۷) اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا انسان کا بغیر اختیاری امر ہے۔ سینکڑوں آدمی یہ خواب دیکھتے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور خواب و بیان کرنا اثریت سے ناجائز اور ممنوع قرار نہیں دیا۔ یہ ام کلین علیہ السلام نے فرمایا۔ رأیت ربی فی احسن صورة الحج رواہ الدارمی والترمذی کذا فی مشکوٰۃ۔

وهی المراقبة الطاهران هذا الحديث مستند الى رؤيا راها صلى الله عليه وسلم (۱)

پس حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں ۱۰۰ مرتبہ دیکھا ہے (۲) شرعی قواعد کے موجب محل احکام میں نہیں بلکہ درست اور صحیح ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں نے شیخ ابو منصور ہاتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا جو قول نقل کیا ہے اس کو امام علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقاة تائب الروایا میں نقل کر کے بتایا ہے کہ کسی شخص کا اپنے خواب کو بیان کرنا موجب کفر نہیں ہو سکتا۔ پس شیخ ابو منصور رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی ذات خداوندی کو خواب میں دیکھ لیا

۱۔ (سنن ادرامی، ۲/ ۵۰۱ قدیمی کتب خانہ) ترمذی میں یہ حدیث نہیں ملی۔ (مرقاة المفاتیح، ۳۰/ ۹۹، مکتبہ امدادیہ ملتان)

۲۔ ان الامام رضى الله تعالى عنه قال رأيت رب العرش في المنام نسأون نعيم مرده قال فر منه سبحانه وتعالى (لسانہ ۵۹/ ۱ سعید)

۳۔ لا نكتب من الناس يرويه سبحانه تعالى في المنام، فلا يعنى ان يقضى بمجرد قوله به رأى الله تعالى بكفره كما قاله بعض علمائنا . (مرقاة، ۹۰/ ۲۹۹ مکتبہ امدادیہ ملتان)

کرے یعنی یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جس کو خواب میں دیکھا ہے وہی حقیقہ ذات احدیت ہے تو وہ عابد و ثن سے زیادہ برا ہے، کیونکہ خواب میں دیکھی ہوئی چیز خیالی صورت ہوتی ہے نہ کہ اصل ذات حقیقت۔ پس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی صحیح ہے اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس معنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور دونوں میں تعارض نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتموا حکم۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

”خدا عالم الغیب نہیں ہے“ کا عقیدہ رکھنے والے کا حکم۔

(سوال) اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا عالم الغیب نہیں آیا ایسے شخص کا اسلام باقی رہتا ہے یا نہیں اس کا اس کی بیوی سے نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔ ایسے شخص کے بچے نماز پڑھتا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۸۵ مولوی محمد یوسف فقیر دہلوی سرمدی الاول ۱۳۵۹ھ ۱۳۴۳ھ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۸) یہ لفظ مبہم ہے۔ اس قائل سے اس کا مطلب دریافت کرنا لازم ہے، اس کے بعد کوئی حکم دیا جاسکتا ہے۔ یہ تعبیر تو اس کی نصوص کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کی صفات عالم الغیب و المشہود اور علام الغیوب فرمایا گیا ہے، لہذا یہ قول تو گمراہی اور جہالت ہے مگر قائل کی تکفیر اس کے بیان سے پہلے نہیں کی جاسکتی۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف مجازاً بھول کی نسبت کرنا ہی سخت ہے اولیٰ اور گستاخی ہے۔

(از اخبار المجموعہ دہلی مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۲۸ء)

(سوال) ایک شخص نے ”اخبار ترجمان سرحد“ مورخہ ۳۱ جنوری سن ۱۹۲۸ء میں ایک نظم شائع کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :-

سرائے دہر میں وہ ہستی فضول ہوں میں ۔۔۔ کہ گویا صانع قدرت کی ایک بھول ہوں میں

مصرع ثانی میں صانع قدرت کی طرف جو بھول کی نسبت کی گئی ہے آیا یہ جائز ہے؟

(جواب ۵۹) دوسرے مصرع میں صانع قدرت کی طرف بھول کو منسوب کرنا بے شک خلاف ادب اور سخت جرات اور گستاخی ہے۔ اگرچہ لفظ گویا نے اس نسبت کو اپنے اصل مفہوم سے ہلکا کر دیا ہے جس کی وجہ سے قائل تکفیر سے بچ سکتا ہے، مگر پھر بھی ایسا عنوان اور تعبیر جائز نہیں ہو سکتا اسے توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی بے احتیاطی اور بے لوثی سے احتراز کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

- (۱) اللہ تعالیٰ کو اس وقت سے خالق کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر جھوٹ بولتا نہیں“ کے قائل کا حکم۔
- (۳) اللہ تعالیٰ مسجود ہونے میں مخلوق کا محتاج نہیں۔

(۴) لفظ ”اللہ“ اسم ذات ہے

(۵) جو اعتقاد اور درج ہیں یہ صحیح ہیں یا غلط؟

(السوال) (۱) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ میں خلق کرنے کی قوت و قدرت ہمیشہ سے موجود ہے لیکن اس کو خالق اس وقت سے کہتے ہیں جب کہ اس نے کچھ پیدا کیا۔ جب تک کچھ پیدا نہیں کیا تھا، اس وقت اس کو خالق نہیں کہہ سکتے۔

(السوال) (۲) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں کہ جن کو وہ نہیں کرتا۔ مثلاً یہ کہ وہ جھوٹ نہیں دیتا، مگر یہ بات اس کی قدرت سے خارج نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کی بناء پر ایسا نہ کہیں لیکن حقیقت یہی ہے۔

(سوال) (۳) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرنا خواہ کسی قسم کی ہو مگر اس کی ذات کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا تو سجدہ کرنے والے میں وہ محتاج رہتا۔ بغیر دوسری ذات کے پیدا کئے اس کو سجدہ کون کرتا۔

(سوال) (۴) زید کہتا ہے کہ اللہ اسم ذات ہے۔ اسم صفت نہیں ہے۔

(سوال) جو اعتقاد اور درج ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(جواب ۶۰) (۱) یہ صحیح ہے کہ حضرت حق جل شانہ میں قدرت خلق ازلازلہ موجود تھی اور ہے اور رہے گی اور وہ ہمیشہ سے اس قدرت خلق کی بناء پر خالق ہے۔ ہاں اس صفت کا تعلق مخلوقات کے ساتھ اسی وقت ہو جب مخلوق پیدا ہوئی۔ پس صفت خلق قدیم ہے اور تعلق صفت بالمخلوق حادث ہے۔ ان تعلقات کے حدوث سے نفس صفت کی قدرت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور خالق کا اطلاق اس معنی سے کہ صفت خلق اس میں موجود تھی قبل تعلق کے بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں کچھ خرابی نہیں ہے۔ (۱)

(۲) ہزاروں چیزیں ایسی ہیں کہ خدا ان پر قادر ہے مگر کرتا نہیں ہے۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ہر شخص کے سامنے ہر وقت سونے کا پہاڑ پیدا کر دے، چاندی کے درخت اُگادے (وغیرہ) مگر کرتا نہیں اور جھوٹ بولنے کا وقوع محال ہے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے نہ بولے گا، نہ جھوٹ بولنا شان الوہیت کے لائق ہے۔ (۲) امکان کذب کا مشہور مسئلہ در حقیقت خلف فی الوعد کی طرف راجع ہے جو علمائے قبحین ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۳) سجدہ کرنے والے کو اگر خدا پیدا نہ کرتا تو سجدے کا وقوع نہ ہوتا، مگر خدا کی الوہیت میں اس کی وجہ سے کوئی کمی یا نقصان نہیں آسکتا تھا۔ (۳) پس یہ کہنا کہ خدا اپنے لئے سجدہ کرانے میں مخلوق کا محتاج تھا، ایک غلط تعبیر ہے جس سے نا فہم لوگ دھوکے میں پڑ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تمام احتیاجات سے پاک اور منزہ ہے۔ (۴)

(۴) یہ صحیح ہے کہ اللہ اسم ذات ہے اسم صفت نہیں ہے۔

(۵) ان خیالات کے اصول صحیح ہیں، تعبیرات میں احتیاط کی جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

۱۔ ان اللہ تعالیٰ موصوف بانه الرب قبل ان یوحّد مربوب۔ وموصوف بانه خالق قبل ان یوحّد المخلوق (شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۸۰، المکتب الاسلامی، الطبعة الثانیۃ)

۲۔ ان اللہ منزہ من ان یتصف بصفة الکذب، ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب أبداً کما قال اللہ تعالیٰ: ”ومن اصدق من اللہ قیلاً“ (المہند علی لفظہ ۵۳، دارالاشاعت)

۳۔ عن ابی ذر وعن السبیؓ: یا عبادي الو ان اولکم و آخرکم، واسکم و حکم علی افجر قلب رجل واحد مکم مانقص دلت من ملکی شیئاً (مسلم شریف ۲/ ۳۱۹ قدیمی کتب خانہ) ۴۔ اللہ الصمد (ارغوان ۲)

اصل لغوی ثلاثہ اشیاء اکبر واحد و آخر من الخ۔ اخر من جس میں تکبر کا موجد نہیں، حسد کا قذیل، اور جس کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف کی۔ پس واعظ اس قول میں صادق ہے یا کاذب نیز تمکو نامن الضمین کا ظاہر معنی ارادہ کرنا، سب انہی سبب یا نہیں؟ ایسے دو مرقعات مندرست ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۸۱ داتا غازیہ برحقین (ضلع پشاور) ۲۷ محرم ۱۳۵۳ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۴ء

(جواب ۶۳) واعظ نے جو عبارت نقل کی اور جو معنی اس کے بیان کئے وہ قابل تاویل ہیں اس سے واعظ پر رتدہ کا حکم کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں ان واس قسمن کی عبارت حوام کے ساتھ بیان نہیں کرنی چاہیے جس سے حوام کے عقیدے قریب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور نبیاء مہمہ السلام کی طرف معیت کی نسبت کرنے کا احترام ہو سکے۔ (۲) آیت کریمہ میں طالمیں کا خدا اپنے معنی میں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم باہ جو یا ہو نے کے بقصد نافرمانی اس درخت کے قریب جاؤ گے (یعنی اس میں سے کھاؤ گے) تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کو قصد نہیں کیا بلکہ معرفت و تحمل کے اور ہوا قصد بھول کر ان سے فعل ممنوع کر رہا ہوا۔ قرآن مجید میں ہے۔ ولقد عهدنا لآدم من قبل فسی ولہ نجد لہ علیہا (۳) اس سے حضرت آدم علیہ السلام خاتم نہیں ہوئے۔ موقوف تھا بقصد نافرمانی اور وہ پانی نہیں گئی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

آنحضرت ﷺ کی شان میں ب ادنیٰ کرنے والا یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان لگانے والا کافر ہے، ایسے استخ سے انہما ہمارا فصلی نہ کرنے والا بھی کافر ہے۔

(سوال) ایک مولوی نامزد در چند مسلمان ناخوندہ ہیں اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے ہاں نشست و برخاست ایک وقت معین پر کرتے ہیں اور خورد و نوش اکل و شرب میں پادری صاحب کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ یعنی پان، پائے وغیرہ اس پادری صاحب کے ہاں کانا ہوا کھاتے ہیں۔ اور نشستوں میں یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ وہ حضرت مراد علیہ السلام کی شان میں ب ادنیٰ کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کف و بہتان کرتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شان میں ب ادنیٰ کرتا ہے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شان میں کف و بہتان کرتا ہے۔ یہ مسلمان اس مولوی کو کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں اکل و شرب نہ کرنا چاہئے تو جواب یہ دیتا ہے کہ چھ حرج نہیں۔ اس سے ہمارے ایمان میں چھ فرق نہیں آتا۔ اگر فرق آتا تو ہمیں قرآن و حدیث سے ثبوت دے۔ ہذا اور یافت طلب یہ امر ہے کہ اس مولوی کے ایمان میں چھ خلل آیا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۶۴) جناب رسالت پناہ دینی فدائیت کی یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں

۱۔ ادا کن فی المسئلہ وجود روح الکفر و روحہ بمعہ، فعلى لمضى ان بعيل الى ذلك الوجه (خندہ ۲۶۳ ص ۱)

۲۔ لكن الاولى ان لا يفر بالعربية صيانة لديهم، (الترجمہ الرد ۱۰۹ / ۵۴۱ سجد)

گستاخ کرنے والا یا کسی گستاخ کرنے والے سے ناراض نہ ہونے والا کافر ہے، فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین متفق ہیں کہ نیکو شہادت میں گستاخ کرنے والا کافر ہے۔ وکل مسلم ارتد فتوۃ مقبولة الا الکافر بسب نبی من الانبیاء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالى قلت لا به حق الله تعالى والا ول حق عند لا یرول بالتوبة وکذلوا بغصه بالقلب. فتح و اشباه وفي فتاوی المصنف ويجب الحاق الاستهراء والاستحقاق به لتعلق حقه ايضا انهي مختصرا (درمختصر ۳۱۵ ج ۲)۔

یہ جو شخص کسی آدمی کے فعل پر خواہ وہ عیسائی ہو یا درویشی ہو اظہارِ رائے نہ کرے یا ملامت نہ کرے برا سمجھ کر اس جگہ سے اٹھ نہ جائے، بے شک وہ بھی کافر ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست نہیں۔ رہا صرف اٹھانا پینا تو وہ عیسائی کے مکان کا خطر یہ کہ کسی ناپاک یا حرم چیز کی آمیزش کا مان غالب نہ ہو درست ہے۔

ہندو کا نبی علیہ اسلام کی توہین کرنے کے بعد معافی طلب کرنا۔

(سوال) ایک بنگالی ہندو وزیر اعلیٰ آر تھلڈر سرکاری وکیل نے ایک ایسے موقع پر جہاں کثرت سے شخصیات جمع تھے مسلمانوں سے آپس کی گفتگو میں ایک دل آزار جملہ شانِ رسول کریم ﷺ میں استعمال کیا، مینی یوں کہ (خود باللہ) محمد ﷺ نے اپنی والدہ سے شادی کر لی تھی۔ جس پر مقامی مسلمانوں نے مقدمہ دیا اور اس کے خلاف سرے برہم میں جذبات غرت بھڑک اٹھے۔ بالآخر وکیل مذکور حسب ذیل تحریری معافی نامہ دینا چاہتا ہے جس کا عدالت میں باقاعدہ ریکارڈ ہے۔ اخباروں میں اس کو شائع کرانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اس کی قوم کے معزز و رہبر حضرات یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر اس معافی نامہ پر استغناء ہو تو ہم پبلک میں آپ کی اپنی تمام قوم کی طرف سے معافی مانگنے پر تیار ہیں۔ تو یہ شخص مذکور کا معافی نامہ جو مندرجہ ذیل ہے شرعی و مصلحتی قابل قبول و جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ عدالت میں خطر ہے کہ باوجود زور صرف ہونے کے کامیابی نہ بھی ہو۔ علاوہ ازیں یہ بھی خطر ہے کہ دو قوموں میں منافرت کی بنیاد قائم ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اس قسم کا معافی نامہ منظور نہ ہو تو جیسا منظور کیا جائے دے دو معافی نامہ حسب ذیل ہے۔

”میں اپنے ان دل آزار الفاظ کو جو پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ شانِ اقدس میں استعمال نے ہیں واپس لیتا ہوں اور ان پر ظہر افسوس و ندامت کرتے ہوئے معافی کا طالب ہوں۔ اور آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہوں کہ اس قسم کے غلط ہرزستہ استعمال نہیں کروں گا۔ نیز ان دل آزار الفاظ سے تمام مسلمانوں، بالخصوص مسلمانانِ شریہ کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کے متعلق بھی دل رنج و افسوس و ظاہر کرتے ہوئے مسلمانانِ شریہ

۱۔ ولا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اشامیہ ۳ - ۳۳ عیہ)

۲۔ ان لرحا بکفر العیرا بکون کفرا (مختار فی علی احرام ۵ - ۳۳ عیہ و ت)

۳۔ رد المحتار ۳، ۳۳۱

۴۔ ادا مکرا معصوما من لدین بالضرورة فلم یکر، ولم یکرہ ورضی بہ واستحسہ کما کفرا (مرقاۃ المفاتیح ۹ - ۲۲۸ اداویہ ملتان)

(۳) جو امور کہ خاص دنیاوی حیثیت رکھتے ہیں اور شریعت سے کسی طرح ٹکرائے نہیں ان میں موت کو اختیار ہے کہ جو چاہے اپنے لئے پسند کرے۔ (۱)

(۴) حضور ﷺ نے اپنی عمر پوری کر کے وفات پائی اور آپ کی وفات و موت سے تعبیر کرنا صحیح ہے۔ قرآن مجید میں ہے افان مات او قتل انک میت وانہم میتون۔ (۲)

موت کے نور سے پیدا ہونے کا یہ مطلب تو کن کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ آپ کی شریعت مع اپنے بوزم جسمانی و غیرہ کے نور سے پیدا ہوئی تھی۔ اور نہ آپ کی حیات کا یہ مطلب ہے کہ آپ پر موت طبعی و عادی نہیں ہوئی ہے اور جیسے آپ ﷺ زندہ تھے اسی طرح اب بھی زندہ ہیں۔ کہ یہ بات صریحاً بیان ہے۔ وائد علم (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

الجواب صحیح۔ حبیب امر سلین ناب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔ خدائش غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی سندریں۔ غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ عبد القادر غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔ انظار حسین غنی عنہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

حضور اکرم ﷺ کے سایہ کی تحقیق

(سوال) حضور اکرم ﷺ کا سایہ کن کی روشنی میں اور رات کی چاندنی میں ہوتا تھا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۶۱۔ مولانا کریم بخش ایم۔ اے۔ پروفیسر عربی اور نمٹ کان۔ ہور۔ ۲۱۔ ہمدانی

الاخری ۱۳۵۲ھ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۶۷) اگرچہ بہت سے ارباب یہ کہنے لگے ہیں کہ حضور ﷺ کے معجزات اور خصائص میں سے کافرا کا یہ کہ انحضرت ﷺ کا سایہ، جو پھر چاندنی میں زمین پر نہ پڑتا تھا۔ مگر ان سب اقوال کا مدار روایتوں پر ہے۔ ایک ذوالن کی روایت ہے جو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے نوادر الاصول کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق نور اللہ مرقدہ نے مدارق النہ وقیم اور جواس الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص بکری میں اور علامہ قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرنشفاء میں اس حدیث وحوالہ نوادر ذکر کیا ہے۔ مدارق کی عبارت یہ ہے۔ ونبوہ من ہفتہ تھرتھتہ سایہ نہ در آفتاب نہ در قمر (رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی بوا در الاصول) اور خصائص بکری کی عبارت یہ ہے۔ اخراج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس ولا قمر۔ شرنشفاء میں قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے۔ وهذا معنی

۱۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لسی صلی اللہ علیہ وسلم مرفوعہ بنحو قول فضل لولہ یفعلو یصبح، قل فخرج سبہ فمرہم فضل مال حکم قالو فکد وکد قال انتم اعلم بامر دینکم (مسلم ۲/۲۶۳)

وفی شرحہ قال العلماء قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای، ای فی امر الدنیا و معاشہا لا علی التشریع، فاما ما قلہ، حنفیہ صلی اللہ علیہ وسلم وراہ شرع فصح العمل بہ (مسلم مع شرحہ لبووی ۲/۲۶۴)

۲۔ (الترمذی ۳۰)

۳۔ آپ ﷺ کی موت کا واقعہ یقینی، قطعی ہے لیکن موت، موت میں فرق ہے، جیسا کہ آیت میں موت کے الفاظ کا تکرار خود اس دلالت کرتا ہے۔

۴۔ مدارق النہ ۱/۲۶۱ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ انصاف امینی ۱/۶۹ حیدر آباد

ما فی النور لقطبہا لم یکن لہ ظل فی شمس ولا قمر ۳۰، علی قدری رحمتہ اللہ علیہ نے اسی کتاب میں حدیث : وان کان سراج طرح : ان ہے ۔ ذکرہ الحکیم الترمذی فی ہوا در الاصول عن عبدالرحمن بن قیس وهو مطعون عن عبدالملک بن عبداللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان من انہ کان لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر اس سے معلوم ہوا کہ ذکوان کی روایت میں ایک روایت مطعون اور دوسرا مجهول ہے۔

دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے : ان وفیق رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں کتاب الوفا فی فضائل المصطفیٰ سے نقل کیا ہے ۔ وفیق کی عبارت یہ ہے ۔ وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ صونہا ولا مع سراج الا غلب ضوءہ صوءہ ۳۱

اور ، علی قدری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی شرح شفاء میں اس روایت کو نقل کیا ہے ۔ عبارت یہ ہے ۔

وفی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوءہ صوءہ الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ السراج ذکر ابن الحوری انتہی ۳۲ اس روایت کی سند معلوم نہ ہو سکی ۔ اور نہ کتاب الوفاء دستیاب ہوئی اور روایتوں کے علاوہ اور کسی روایت کا پتہ نہیں ۔ اثباتوں میں توسع اس کو ان فقہ سنی سے نقل کرنے پر اتنا یہ ہے ۔ جیسے کہ برہۃ الساطعین میں ہے ۔ ومن فضائلہ ما ذکرہ ابن سعہ اور انوار محمدیہ میں ہے ۔ قال ابن سعہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یورافکان ادامتی بالشمس او القمر لا یبصر لہ ظل انتہی ۳۳ اس بارے میں یہ بات غور طلب ہے کہ اگر سوپ اور چاندنی میں اور چراغ کی روشنی میں حضور ﷺ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا تو یہ بات عام طور پر اور مخالف کے مشابہت میں رتبان آتی رہتی اور اس کثرت وقوع کے ساتھ نقل ہوتی کہ حد تواتر و تواتر جاتی اور حدیث کی وہی کتاب اس روایت سے خالی نہ ہوتی اور دوسرے تمام مجتہدات سے ظہور و ثبوت میں ہوں نہیں پر ہوتی ۔ مخالف اس کے اس واسطے نہ ہو رہا اور روایتوں کے (جن میں سے ایک سند میں مطعون و مجهول راوی ہیں) اور دوسری کی سند بھی معلوم نہیں) کی روایت میں حدیث کی کتابوں میں ذرا ہی نہیں ۔ اور یہ بات اس کی قوت حجت میں شبہ ڈالنے کے لئے کافی ہے ۔ محمد غایت مدکان مدبر

آنحضرت ﷺ کا ہماری نشہ میں نہیں جس سے کرشن بنی و نبوت ثابت ہو سکتی ہو۔ یہ ممکن ہے کہ وہی بنی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہوں لیکن ان کے نام اور حالات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی طرف سے ان خاص شخص کو نبی نہیں بتا سکتے۔ ہاں ہر قوم میں ہادی کا آنا آیت سے ثابت ہے۔ (۱) لیکن اس کا بھی یہ مطلب نہیں کہ ہر قوم کے کسی خاص شخص کو ہم نبی سمجھنے لگیں۔ دیکھو نمبر ۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہر مٹنے والے کا ایمان سامت نہیں رہ سکتا، یہ نہ ان بنی و توہین موجب ضرر ہے

محمد کفایت اللہ کان اللہ

انبیاء اور اولیاء پر شیطان کا تسلط، واستیلاء ہو سکتا ہے یا نہیں؟ استمداد بغیر اللہ کا حکم۔
(السوال) نبی اور رسول پر ارواحِ نبیہ کا تسلط ہو سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر کسی غیر اللہ سے مدد طلب نہ جائے تو وہ امداد دے سکتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سے مدد مانگنے سے مل جاتی ہے۔

المستفتی نمبر ۳۸۹ سران الدین دہلی۔ ۱۸ اکتوبر ۱۳۵۳ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۴ء
(جواب ۷۹) انبیاء کرام اور اولیاء پر شیطان کا تسلط اور استیلاء نہیں ہو سکتا۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان، لیکن اس تسلط سے یہ مطلب ہے کہ شیطان ان کا راہِ حق سے منحرف کرنے پر قابو نہیں پاسکتے۔ ۲۔ ہاں سحر سے بعض قسم کا اثر وہ بھی جسمانی ذیت کے حد تک بنیادوں پر ہونا ممکن ہے جیسے۔
زہر یا دوسری موزیات جسمانی کا اثر ہونا ناممکن نہیں ہے۔ (۱)۔
غیر اللہ کو کسی کی امداد کرنے کی قدرت نہیں اس لئے غیر اللہ سے استمداد بھی ناجائز ہے۔ ادا سائلت فاستل
اللہ و ادا استعنت فاستعنی باللہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کا دل براز پاک تھا یا نہیں؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں اور اود کی روایت "تفلی راسہ" کا کیا مطلب ہے؟

(السوال) (۱) حضور ﷺ کا پیشاب پانچ دن پاک تھا یا نجس؟
(۲) حضور ﷺ کے سر مبارک میں جو میں پڑتی تھیں یا نہیں؟ اگر نہیں پڑتی تھیں تو اس حدیث کا یہ مطلب ہے جو اود اود میں اس طرح ہے تفلی راسہ اور اس کے حاشیے کا کیا مطلب ہے جو اس طرح ہے ای نفس القمل من راسہ و تخرج و تقتله، بینوا تو جروا۔

۱۔ وان من امۃ الا حلال فیہ بدیر اذ صر ۲۴، حدیثہم، شکف کان عفر (الرعد ۳۲)

۲۔ بی اسرائیل: ۶۵

۳۔ ان عبادی المحلصین لیس لک علیہم بسط بالا عو، لا یم فی حظی و مای، صفوہ لفسیر ۲ ص ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰

یروا

۴۔ عن عائشہ قالت سحر رسول لله صلی الله علیه وسلم حتی انه یجیل الیہ انه فعل الشی وما فعله (بخاری ۲)

۸۵۸ قدیمی کتب خانہ

۵۔ ترمذی: ۲۸۸۱، ایچ ایم سعید

المستفتی نمبر ۵۸۷ شیر محمد خان (دہلی) ۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ بمطابق ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۲) شوق میں بعض علماء محققین نے آنحضرت ﷺ کے عرس و رازی طہارت کا حکم کیا ہے اور
علمائے حنفیہ نے اس کو نقل کر کے اس کے ساتھ اپنی موافقت بیان کی ہے۔ اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
وصحابیات کے اس واقعہ سے کہ انہوں نے حضور ﷺ کا پیشاب ناسی میں پی لیا تھا مگر حضور ﷺ نے خبردار
ان کو روکا اور انکار نہیں فرمایا، طہارت پر استدلال کیا ہے۔ (۱)

اکثر علمائے یہ نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے سر مبارک میں جوں نہیں پڑتی تھی، اور اس میں
کوئی تعجب اور نکار کی وجہ بھی نہیں۔ حضرت ام جبرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث اس کے خلاف پر دست بھی
نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ حضور ﷺ کے سر میں جوں پیدا نہیں ہوتی تھی مگر وہ وہاں سے بدن یا
پائے میں جوں ریخت کر چڑھ جاتی ہو اور وہ حضرت ام جبرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ لگ جاتی تھی اور وہ پڑ
مردہ بنتی تھی۔ اس کے علاوہ حدیث کے الفاظ صرف طفلی رامہ ہیں جس کے معنی صرف جوں کو تلاش کرنے
کے ہیں اور محشی کا قوس و تخرج و تفتلہ بمان و مل ہے۔ (۲) فقط محمد کفایت اللہ کان مد لہ دہلی۔

(۱) کیا آنحضرت ﷺ خدا کے نور میں سے ہیں؟

(۲) اشعار منکودہ کا ترک ضروری ہے۔

(سوال) (۱) آیا یہ صحیح ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے نکلے۔ یعنی حضور ﷺ کا نور خدا تعالیٰ
کے نور سے نکلا ہے، یا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت ﷺ کا نور پیدا کیا ہے
(۲) مندرجہ ذیل شعر پڑھنا مسجد میں جائز است یا نہیں؟

خدا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں پانچوں تن محمد است وہی فاطمہ حسین و حسن
جس نون پنج تن مال پیار تائیں او اے کلمے وا اعتبار تائیں

المستفتی نمبر ۶۱۳ شیخ ظہور الدین (بہ شیر پور) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ بمطابق ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۷۳) آنحضرت ﷺ کے نور و اللہ تعالیٰ کے نور کا حصہ یا جزو سمجھنا درست نہیں کیونکہ حضور انور ﷺ
کے ت قرآنی اور حدیثی تعلیم یہ ہے بشہد ان محمد اعلمہ و رسولہ یعنی ہم اس کی راہی دیتے ہیں کہ محمد
ﷺ، اللہ کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ حضور ﷺ اور حضور کا نور مخلوق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا نور غیر مخلوق ہے۔ اور
مخلوق غیر مخلوق کا جزو یا حصہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) یہ شعر اور عبارت اسمائی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسجد میں گانے کے قابل نہیں ہے۔ کفایت اللہ

۱۔ صحیح بعض انہ الشافعیہ طہارہ بولہ ۴۔ و سایر فصلاہ، وہ قال ابو حنیفہ (لشامیہ ۱/ ۳۱۸ عید)
۲۔ شرب مالک بن سنان دمدہ یوم احد، و مصہ ناد و صوبہ ۴۴۰ ابابہ۔ ولم یامر واحد منهم غسل فہم، ولا نہاہ عن
عودہ، شرح الشفاء ۱/ ۱۶۱، ۱۶۳ مصرع عن ام یمن قال فاع لہی۔ من البیل الی فحارہ قال فیہا قمت من لیل
و قاعطاشافہ شربت ما فیہا خصائص الکبریٰ ۱/ ۷۱۰ دار الکتب
۳۔ مراد عدد و خود فیہا و نہ کہ در بعض حدیث، فی سیدہ۔ مراد دہا حضرت بنت۔ دار الفکر ۲۶

ندے تھے، سب غیر مسلم تھے، انہوں نے اجازت دیتا تو یقیناً آپ ﷺ کے شعرا علی و ربیع سے
قصیدے و بیعتیں لکھتے، ان کے دل میں کچھ دھڑکتا ہوگا۔ بہر حال شخص مذکور کا یہ جو بے غلط و نامناسب تو ہے مگر
اس کو توہین پر محمول نہ کرنا چاہیے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے؟

(السوال) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیارے نبی کہنا بے ادبی ہے یا بے ادبی؟

المستفتی نمبر ۶۳۱۔ عبد الستار (باری ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

(جواب ۷۵) بے ادبی نہیں کہا جاسکتا۔

گاڑی کا نام نبی رکھنا معاذ اللہ

(السوال) ایک شخص نے اپنی موٹر کا نام نبی ﷺ رکھ رکھا ہوا ہے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟

المستفتی نمبر ۶۶۶ کے، بی، موبوی محمد عبد السلام (ضلع جنوبی راولپنڈی) ۱۲ ستمبر ۱۳۵۲ھ ۱۸

فروری

(جواب ۷۶) موٹر کا نام نبی ﷺ رکھا ہے تو یہ لفظ نبی ﷺ توہین کے مرادف ہے۔ اور اس میں نہ صرف

مسلمانوں کی بلکہ تمام فرقوں کی جو نبی کے قائل و سلسلہ نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ آزار اور اس کو اس فعل

سے روکنا ضروری ہے۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

کیا آنحضرت ﷺ کو بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے؟

(السوال) کیا حضور علیہ السلام کو بتعین بشر ہونے کے بشر سمجھنا یا کہنا کفر ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۸۸ عبد الحمید صاحب (ضلع سیالکوٹ) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ ۱۶ ستمبر

(جواب ۷۷) آنحضرت ﷺ بشر تھے آپ ﷺ کو بشر ہی سمجھنا اور بشر کہنا اسلام کی حقیقت ہے (۲) ہاں بشر ہونے

کے ساتھ اللہ کے پیغمبر اور رسول اور نبی اور حبیب تھے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

۱۔ اذا كان في المسألة وجوه بوجوب الكفر ووجه يجمع على المعنى ان يميل الى ذلك وجوه (المندية ۲ ۲۸۳ ما جديہ كوند)

۲۔ واعلم انه اذا كان لمكر حراماً وحب الر حراماً (مرقاۃ مفاد ۹ ۳۲۹ متبداً لادوية مكان)

۳۔ قل: انما انا بشر مثلكم يوحى الى... (الحجرات: ۱)

۴۔ عن ابن عباس: انا حبیب الله ولا فخر. (ترمذی: ۳۰۲/۲ حجج الام سعید)

حضور ﷺ کا علم غیب ذاتی ہے یا عطائی؟

(سوال) (۱) کیا حضور علیہ السلام کو ذاتی علم غیب حاصل تھا یا کہ جتن علم ان کو دیا گیا تھا وہ خودوند تعاون کی طرف سے عطائی تھا۔

(۲) حضور علیہ السلام اپنی ذاتی رائے سے شریعت میں کئی کر سکتے تھے۔ یا آیت ان اتبع الا ما یوحی الی کے ماتحت وحی کی اتباع کرتے تھے۔^۱ عبدالعزیز مشین وا۔ (ضلع سیالکوٹ)

(جواب ۷۸) (۱) حضور ﷺ کا علم غیب نہیں تھے بلکہ ان کا تعاون کی طرف سے بہت سے غیوب کا علم آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا۔ (۲)

(۲) حضور ﷺ اپنی ذاتی رائے سے کچھ امور میں کئی تبدیلی کر سکتے تھے۔ بلکہ جتنی مسائل میں اجتہاد سے کوئی حکم بنا سکتے تھے۔ مگر جن امور میں کہ قرآن مجید و آیت نازل ہو اور کوئی حکم بتا دیا جو اس میں اجتہاد نہیں کیا جاتا۔ بعد وحی و امتاعت ضروری ہے۔ محمد غایت احمد کان امدلہ دہلی

کشتار رسول ﷺ کو قتل کرنے والے کا حکم

(سوال) (۱) ایک غیر مسلم شخص نے رسول اللہ ﷺ کی شان پاک میں بہت زیادہ ورنا پا کر الفاظ استعصاف لگائے ہیں۔ پولیس نے اس کو گرفتار کیا ہے۔ کیا ان کو رہا کر دیا جائے۔ اب وہ شخص اپنے اس گناہ سے شرمسار ہو کر معافی مانگتا ہے اور مسلمان نہیں ہونا چاہتا، حالت انہی میں رہنا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں اس کو روک کر شریعت معافی ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر معافی نہیں ہو سکتی تو کیا اس کی سزا ہے۔ زیادہ شخص واجب القتل ہے۔

(۲) اس سے پہلے یہ فتویٰ صادر ہوا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہر ایسا شخص کے لئے سزا موت ہے جو اور کوئی سزا نہیں، شرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، اگر اسلام کی حکومت نہیں ہے تو وہ شخص اگر معافی مانگتا ہے تو اس کو معافی دی جاسکتی ہے۔ لہذا آپ بھی اس مسئلہ پر رائے دے کر مطمئن فرمائیں۔

(۳) اس سے پہلے اس مسئلہ کے کئی ایک معامے رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجے میں آپ و معلوم ہوا ہے کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں بے حرمتی کی تھی، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے مثلاً علی الدین، عبدالرشید وغیرہ جنہوں نے ان کو قتل کر کے خود تخت دار پر چڑھ کر ہر وہ قانون سرکاری جاننے والی دوران و شہید کیا جاتا ہے۔ تو کیا ان کا یہ قتل کرنا شریعت کے لحاظ سے جائز تھا یا ناجائز۔ کیونکہ شریعت میں ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے، شرط یہ کہ حکومت اسلام کی ہو، یہاں پر حکومت ہے

۱۔ قل: لا اقول لکم عندی خزان اللہ ولا اعلم الغیب۔ (الانعام ۵۰)

۲۔ وما کان اللہ لیطلعلکم عی الغیب (تعرّفوا قلوب المحضین والمافقین) ولکن اللہ یختی من رسلہ من یشاء (جائز) المہمان علی ہامش جلالین ۱۶۰ (۱۶۱) (ایم سعید)

۳۔ قل: مایکون لکی ان ابدلہ من ینشاء، نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی۔ (یونس ۱۵)

۴۔ قل: العنقاء۔ (ما مائل) (حجۃ ۱۰۰) (شریح مسند، ج ۲ ۲۶۵ قدیمی تہذیب)

انگریزی۔ تو یہ اس صورت میں علم الدین، عبدالمشید، شہید ہوئے ہیں یا نہیں؟ کیا ایسا شخص جو رسول اللہ ﷺ کی عزت پر ان کی بے حرمتی کرے وہ قتل کرے اور حکومت اسلامی نہ ہو، اس شخص کو قتل کے عوض میں پھانسی دی جائے تو ایسے شخص کو شہید کہا جاسکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر وہ شہید نہیں ہے تو وہ کس شہر و قطر میں ہے۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۷ مولوی عزیز احمد صاحب (شہر راولپنڈی) ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۷۹) چونکہ ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں۔ اس لئے اگر غیر مسلم معافی مانگے تو اس کو معافی دے دینا جائز ہے۔ کسی مسلمان کو قتل کر دینے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی محبت رسول میں سرشار اور بخود ہو کر قتل کر دے تو وہ معذور قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس صورت میں اس کو شہید کہنا جائز نہیں۔ محمد نفیث اللہ کان مدظلہ

کیا آپ ﷺ کے مختار کل ہونے کا عقیدہ درست ہے؟

(سوال) بہار شریعت حصہ دس صفحہ ۲۲ میں مولوی حکیم ابوالحسن محمد امجد علی رضوی مدرس دارالعلوم دیوبند عثمانیہ اجیری نے درج کیا ہے۔

(عقیدہ) حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں، تمام جہان حضور ﷺ کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں۔ جنت جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں واپس لیں۔ تمام جہان میں ان کے حکم کا پھیلنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا ملک ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کا محکوم نہیں۔ تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ جو انہیں اپنا ملک نہ جانے حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جائز ہے۔ ملکوت السموات والارض حضور ﷺ کے زیر فرمان جنت و نار کی کنجیں دست اقدس میں دیدی گئیں رزق و خیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ احکام تشریعیہ حضور ﷺ کے قبضہ میں کر دیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس سے جسے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ مسلمانوں کو مسطور ہوا، تحریر پر عقیدہ رکھنا یہاں تک کہ فقط

المستفتی نمبر ۱۲۳۰ شیخ عبدالرزاق ولد عبدالعزیز صاحب (دہلی) ۲۶ رجب ۱۳۵۵ھ

(جواب ۸۰) یہ عقیدہ سرسری قرآن وحدیث اور شریعت مقدسہ کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اور ضد امت و مرامی کی تعلیم ہے۔ حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ (۱) سید المرسلین خاتم النبیین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے افضل اور اعلم ہیں۔ (۲) لیکن فرائض و معاف کر دینا، حلال و حرام کر دینا، حرام کو حلال کر دینا، جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ سے ہاتھ میں ہونا، یہ کوئی بات قرآن و سنت سے ثابت نہیں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ مدظلہ۔

(۱) ما کان محمد انا احد من رجالکم ولكن رسول الله وحاتم النبیین (الاحزاب ۴۰) سبحان الذی اسرى معده لیلایں المسجد الحرام..... (بنی اسرائیل: ۱)

(۲) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فصلت على الانبياء سمت اعطيت حوامع الكلمه. واحلت لي العاصم. وجعلت لي الارض مسجداً وطهوراً. وارسلت الى الخلق كافة. وحتم بي البيوت (مسند احمد ۴: ۴۱۲ بیروت) اناسيد ولد آدم يوم القيامة (شرح عقيدة الطحاوى: ۱۰۶ المكتب الاسلامی)

(۳) يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله..... (التحریم: ۱)

ہے، اسی طرح ہر نبی کا سلسلہ نبوت جاری ہے جتنی کتاب ہے کہ اس سے ختم نبوت کا رد ہو رہا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۶۸ محمد احمد صاحب، علی ۱۵ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ ۲۷ فروری ۱۴۲۷ھ

(جواب ۸۳) درود شریف میں صلوٰۃ و رحمت سے مراد حق تعالیٰ کے وہ اسمائے اور مہربانیاں ہیں جو ہر انیم علیہ السلام پر نازل ہوتی تھیں اور آنحضرت ﷺ پر جو رحمتیں نازل ہوئیں وہ ہر انیم علیہ السلام پر نازل شدہ رحمتوں سے کم نہیں ہیں۔ ماصیت سے یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ولی زیادہ رحمتیں نازل ہوئی تھیں بعد مقصد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی تو نے رحمتیں نازل فرمائی تھیں اور محمد ﷺ پر بھی نازل فرما، سلسلہ نبوت کا باقی رہنا اس سے مراد نہیں کہ حضور ﷺ نے خود لایسی بعدی انا خاتم النبیین (۲) فرما کر فیصلہ کر دیا کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ باقی نہیں رہا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا یذل

”کیا آپ ﷺ ہمارے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں؟“

”ہم اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں“ کہنے والے کا حکم۔

نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہے کیونکہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے کلمہ کفر ہے؟

(سوال ۱) ایک واعظ صاحب وعظ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں کیا تم اندھے نبی کی امت ہو۔ ایسے اندھے نبی سے پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔

(۲) نبی کریم ﷺ ہر شے کو دیکھ رہے ہیں، حتیٰ کہ لوگوں کے زنا و بھی دیکھ رہے ہیں۔

(۳) مدعی کتابت کہ نبی کریم ﷺ حاضر ناظر ہیں۔ مخالف کتابت کہ اس دلیل سے مدعی کتابت ہے کہ

یہ شیطان ہر جگہ حاضر ناظر ہے یا نہ۔ یا کلمات مذکورہ سے سرکار دوام ﷺ کی توحید ہے اگر ہے تو قائل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۵۹۲ مولانا محمد عبدالحق صاحب صدر مدرس

شہد ملتان مدرسہ (نہایت) ۳ جمادی الاول ۱۴۲۶ھ ۱۲ جولائی ۱۴۲۷ھ

(جواب ۸۴) اس شخص کا یہ مقولہ کہ نبی کریم ﷺ ہمارے حال کو دیکھ رہے ہیں ورنہ ہم یہ اندھے نبی سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو ہمارے حال کو نہیں دیکھتا۔ یہ تم اندھے نبی کی امت ہو۔ تنہی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ شریعت اور حقیقت کے خداف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ امت کے حالات دیکھ نہ رہے ہوں تو معاذ اللہ وہ اندھے ہیں۔ اور قائل ایسے نبی سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔ اور شریعت کے قائل قطعاً اس پر قائم ہیں کہ آنحضرت ﷺ امت کے حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ تو صرف خدا کی صفت ہے (۳) تو حضور ﷺ کے نبی ہونے کی اصلی حالت یہی ہے اور اس میں قائل حضور ﷺ و معاذ اللہ اندھا اور مستغافل قرار دیتا ہے اور یہ

۱۔ التشبه فی اصل الصلوٰۃ لا فی القلندر و قد وہ التشبه تاکید الطلب ای کما صلیت علی ابراہیم فصل علی محمد الذی
هو افضل منه (اشعریہ ۱/ ۵۱۳ سعید)
۲۔ ترمذی ۲/ ۱۳۵ (۱۴۱ سعید)

۳۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الا اللہ (الحمل : ۶۵)

قوس اور عقیدہ حضور ﷺ کی توہین اور تمذیب کو مستزیم ہے۔ (۱) اور یہ جملہ کہ زنا و بھی و میسر ہے میں سب شبہ توہین ہے۔

یہ سنا کہ شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جہات ہے۔ شیطان یعنی بلیس نہ ہر جگہ (ایک آن میں) حاضر ہوتا ہے نہ ناظر۔ پس اس قائل پر قہر و تجہید نکاح کرنی لازم ہے۔ (۲) واللہ اعلم محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم اغیب اور حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ

رخصنا قرآن و حدیث اور تمام امت کے اجتماعی عقیدے کے خلاف ہے۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ عالم اغیب ہیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ جو شخص حضور ﷺ کو عالم اغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ شخص کافر ہے، خارج ز اسلام ہے، ان سے اسلام ٹیکم درست نہیں، ان دن نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، غرض کہ اسے باطل قطع تعلق کر لیا جائے۔ زید کا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث درست ہے یا نہیں، نیز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلہ میں کیا عقیدہ ہے؟
المستفتی عبدالرحمن۔ نصیر آبادی۔

(جواب ۸۵) امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام ائمہ برام رحمۃ اللہ علیہ بلکہ جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماعی و متفق علیہ عقیدہ ہے کہ علم غیب حق تعالیٰ جل شانہ کی مخصوص صفت ہے اور قرآن پاک آیات صریحہ طور پر ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سوا اور کوئی عالم اغیب نہیں (۱)۔ آنحضرت ﷺ کا علم خدا کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیبی باتوں کو بھی حضور ﷺ کو بتلایا تھا، مگر اس کے باوجود حضور ﷺ عالم اغیب نہیں تھے۔ (۲) پس زید کا یہ عقیدہ قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام امت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

(۱) کیا حدیث قرآن کی طرح ہے؟

(۲) کیا حضور ﷺ کا ہر فعل مذہب ہے؟

(۳) مذہب بنانا کس کا حق ہے؟

(السوال) (۱) حدیث مثل قرآن ہے یا نہیں؟

(۲) پیغمبر ﷺ کا فعل مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) مذہب قائم کرنا زورِ عقیدہ پیغمبر کا حق یا حق دوسرے کا؟

المستفتی نمبر ۱۸۲۷ محمد میاں صاحب حویلی اعظم خاں دہلی۔ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

۱. ویکٹر - اوعیب بیاضی، (البحر الرائق: ۵ / ۱۳۰ بیروت)

۲. ما یكون كفرا انما فبطل العمل والكاح وما فيه خلاف يومر بالا ستغفار والتوبة و تحلید الکاح (اشامیہ ۲۳۰ء)

(۳) لا اله الا هو عالم الغیب و الباطن هو الرحمن الرحیم (الحشر ۲۲)

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا "قم با حلیفۃ فانا بحیر القوم" (مسلم ۲ / ۷۰۷ القدری)

(جواب ۸۶) (۱) آنحضرت ﷺ کے اقوال متعلقہ دین ان لوگوں کے لئے جو خود حضور ﷺ کی زبان سے سنتے تھے یا جن کو توڑ سے پانچویں قرآنی حکام کے موافق و جب تکمیل میں، لیکن جو احادیث کے نقل غیر متواتر سے منقول ہو کر آئیں ان کا درجہ بوجہ طریق نقل کے دوڑ ہونے کے آیات قرآنی سے کم ہے تاہم احادیث صحیحہ ثابتہ پر عمل لازم ہے۔ (۱)

(۲) حضور ﷺ کے افعال و بیہ مذہب ہیں۔ یعنی اعمال دینیہ و احب الاتباع ہیں کسی فعل کے متعلق تفصیص کی دلیل قائم ہو تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ مخصوص سمجھا جائے گا۔ (۲)

(۳) مذہب قائم برائے تشریح کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اصالہ اور پیغمبر کا رسالہ حق ہے اور کسی کو تشریح کا حق نہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و افعال و اجتہادات مجتہدین کے قیاسات و استنباطات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مستند ہوتے ہیں۔ (۳) واللہ اعلم محمد غایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

”حضور ﷺ کی روح مبارک ہر جگہ حاضر ناظر ہے“ کا عقیدہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(سوال) ایک فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح پاک ہم جگہ کائنات میں تشریف فرما ہے کیا یہ عقیدہ درست ہے، اگر درست نہیں ہے تو اس طور کا عقیدہ رکھنے والی اسحمت و جماعت میں کیا جگہ لگا کر نہیں، اس عقیدے میں شک کا گناہ، زم آتا ہے کہ نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۲۸ مفتی آرام خانپور (منبع بہار) ۲۴ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۸۷) یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ اور شرعی اصول کے خلاف ہے، اس عقیدے کا معتقد خاسی اور کفار ہے (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

کرشن جی کو نبی اور گتیانامی کتاب کو آسمانی کتاب کہنا غلط ہے۔

(سوال) ہمارے یہاں چند آدمی نئی روشنی اور انگریزی تہذیب کے کہتے ہیں کہ ہندو کے اوتار کرشن کیا تعجب ہے کہ نبی ہو اور اس کی تصنیف کردہ کتاب پیوستہ منزل من اللہ ہے اور استشہاد کرتے ہیں کہ قولہ تعالیٰ کے مضمون (میں کسی کو بھی مذہب نہیں بھیجا جب تک کہ ان پر کسی نبی و مبعوث کے حجت قائم نہ کر دوں) سو بگڑا اور ہندوستان میں بولی نبی تو آیا نہیں تو یقین ہے کہ کرشن ہی نبی تھا، نیز کہتے ہیں کہ ”اسودالہمد بی“

۱۔ کالتواتر کفیل القرآن وہ یوحی علم البقیں کالعبان علما ضرورتاً، اویکون اتصالہ شہدہ کالمشہور
وہ یوحی علم طمائیہ، اویکون اتصالہ شہدہ صوره و معا کحجر الواحد وہ یوحی العمل دون علم البقیں
بالکتاب (نور الانوار ۷: ۷۷-۷۸) (اسعد)

۲۔ و اجماع الصحابة علی التاسی بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ و افعالہ مالہم یفہم دلیل علی احتصاصہ بہ (مرقاۃ
شرح مشکوٰۃ
۱: ۲۲۰ مکتبہ امدادیہ)

۳۔ یا یہاں الدیر أموا طیعوا اللہ و طیعوا الرسول و ولی الامر منکم (انباء ۵۹)

۴۔ و یو تروح بشہادہ اللہ و رسوله لا یعقد، و یکفر لا اعتقادہ ان البی علیہ السلام (۱۰۰) فی ۳ ۹۳ (ت)

ایک حدیث ہے اس کے مصداق وہی کرشن کو بتاتے ہیں۔ جناب عالی جواب میں ان اولہ کو رد فرمائیں۔

المستفتی نمبر ۲۰۲۱ محمد مقبول الرحمن (سب) ۱۱ رمضان ۱۴۵۶ھ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۸۸) یہ کہنا کہ کرشن جی نبی تھے، سب دین اور بے ثبوت بات ہے، قرآن مجید کی جن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قریہ میں اور ہر قوم میں کوئی نبی یا نذیر آیا ہے (اور اس کو مستلزم نہیں کہ کرشن جی کو نبی مقرر دیا جائے اور کرشن جی کی سیرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت سے ملتی جلتی ہو اور ان کی تعلیم آسمانی تعلیم کے خلاف نہ ہو تو یہ مناجازہ نہ کہ ان کے نبی ہونے کا مکان ہے، لیکن یہ کہنا کہ وہ یقیناً نبی تھے۔ غیر ثبوت کے قابل قبول نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں۔

(۲) جو لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہیں۔

(سوال) زید کا یہ اعتقاد ہے کہ نبی ﷺ خدا کے نور میں سے پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے اپنے نور سے جبرائیلؑ کو دنیا میں بھیجا اور زندہ ہیں، ہم جہاد کا نہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والے کیسا ہے۔

ہمارے شہر کے تمام احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی عقیدہ ہے جو آئمہ مساجد میں قرآن و حدیث سے باطل ناواقف ہیں بلکہ قرآن صحیح نہیں پڑھ سکتے اور جو یہاں کے برائے نام چند اہل حدیث ہیں وہ ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ اگر آئمہ مساجد میں سے کسی نام و نشان کی تعلیم سے متنبہ کیا جائے تو ان کے دست و سر بیان ہوتے ہیں اور قرآن و آیات کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ سر بازار سنتے ہیں کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ آپ ہمیں ہر اہل حدیث اور آئیں پڑھ رہے ہیں، ہم اپنے عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے، ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسے عقیدہ والے آدمی کس درجہ کے گناہگار ہیں۔ اگر ان کا کسی پر خاتمہ ہو جائے تو وہ کس جماعت میں شمار ہوں گے۔؟

المستفتی نمبر ۲۳۵۲۔ حافظ عبد رب صاحب۔ پور احمدی، اول ۱۴۵۵ھ ۳ جولائی ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۸۹) آنحضرت ﷺ کے بعد تو ان کے بعد بھی حضور ﷺ کا نور بھی خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ خالق اور مخلوق میں جزییت کا عاقلہ ہو۔ (۲) اور جو لوگ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر ناظر جانتے ہیں وہ اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں، ان کو کتاب اللہ اور احادیث سے صحیح عقیدہ کی تعلیم دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔ (۳) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ ولکل قوم ہاد۔ (الرعد: ۷) کو ان من امہ ابلا حلالہا نذیر (فاطر: ۲۳)

۲۔ عن ابن عباس... ان محمد عبده ورسوله (مسلم: ۱۰ / ۳۲ قدیمی)

ہو اللہ تعالیٰ ولا متعص ولا منحرف، ای ذی انعام و احسان (شرح القرآن: ۱۹۸ ج ۱) (ابن سعید)

۳۔ وما کنت لہم ادبحتصمون وما کنت یا محمد عدا قوم مریم ادبحتصمون (عقیدہ ائمہ کی ۳۷ ۱۵۵ اور دست بنانی)

(۱) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بکارِ ثبات کیا ہے، کے قائل کا حکم کیا ہے؟

(۲) ہم جس کا کھائیں گے اس کا کائیں گے کہنا۔

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے۔

(۴) خدا چاہے تو ”جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولتا نہیں“ کہنے والے کا حکم۔

(۵) کیا آپ ﷺ قبرِ اطہر میں زندہ رہے؟

(سوال) (۱) زید ممتا ہے، میرا دعویٰ ہے کہ قرآن کے اندر کئی جگہ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول اللہ

ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بکارِ ثبات فرمایا ہے۔ کیا یہ سننے پر زید مسلمان ہی رہتا ہے شریعت کا اس کے بارہ میں

یہ حکم ہے؟

(۲) ایک عالم صاحب نے وعظ میں خدا کے رسول کی تعریف فرمائی اور ان کا مہر پر روشنی ڈالتا ہوا

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کلمہ کوکبے ادب ہیں، لیکن ہم جس کا کھائیں گے اس کا کائیں گے۔ شرع

شریف کا ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۳) رسول خدا ﷺ نبی مختار تھے یا نہیں؟

(۴) زید ممتا ہے، خدا ”چاہے تو جھوٹ بول سکتا ہے۔ مگر چاہے وہ نہ بولتا نہیں۔“

(۵) رسول اللہ ﷺ حیات میں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۰۳۸۸۔ فی۔ بی۔ م۔ زاسطون یک۔ ۶ جمادی الاول ۱۴۵۵ھ۔ ۴ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۹۰) (۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسول، نبی، شہید، بشیر، نذیر، ولی بنی اللہ،

نور، سر اج، منیر، رؤف، رحیم، بہاؤی اور بہت سے القاب جمیدہ اور بوصاف فخریہ کے ساتھ مقرب فرمایا ہے اور

ظاہر ہے کہ حضور انور ارواحِ قدوس ﷺ نے حق نبوت و رسالت ادا فرمایا اور با حسن، جوہر فرمایا۔ تمام دنیا و ایمان و

توحید کی دعوت دی اجماعت کڈاروں و رضاء لہی کی بشارت اور نافرمانوں و انذار و وعید عذاب پہنچایا۔ دنیا و نور

اس سے منور فرمایا۔ غرض کہ ایک بہاؤی اور رہبر کے فرض میں درجہ علیا پر دست کے ہوئی دوسرا حضور کا قلیل

نہ پیدا ہوا نہ ہو گا، جس زید کے اس قول کا کہ قرآن پاک میں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بکارِ ثبات فرمایا ہے یا

مطلب ہے۔؟ اگر حضور ﷺ کے نوصاف و کمالات و تہنیتی کارناموں کا انکار مقصود ہے تو یہ صریح کفر ہے

کہ اس سے قرآن تنذیب لازم آتی ہے۔ مزید یہ کہ یہ جملہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں ستائی اور توجہ

و بھی مستلزم ہے ورنہ بھی وہ کفر ہے اور زید کا جہاد مطلب اور ہے تو اسے ظاہر کرے۔ ۲۱

(۲) واعظ صاحب کے اس فقرہ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

(۳) مختار کے معنی پسندیدہ، چاہا ہوا اس معنی سے حضور ﷺ کو بھی مختار مناسبت ہے اور اگر مختار کے

معنی لئے جائیں ”با اختیار“ معنی کہ پیدا کرنے، موت دینے، اور وعظ کرنے، مصیبت لانے یا رفع کرنے کے

ختیارات رکھتے تھے تو اس معنی سے حضور ﷺ کو مختار منہ صحیح نہیں۔

(۴) اس مسئلہ میں یہ تعبیر نہایت موافق ہے۔ اصل اختلاف فی مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین اور کفار کو جنت میں داخل کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت محققین کا یہ قول ہے کہ داخل کر تو سکتا ہے، قدرت ہے، مگر کرے گا نہیں۔ پس یہ حقیقت ہے، دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ داخل کرنے کی قدرت ہی نہیں۔ (۲)

(۵) جمہور امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر اطہر میں حیات مخصوص کے ساتھ حیات ہیں۔ باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے، یہ حضرات حق کو ہی معلوم ہے وہ حیات حضور انور پر میت کے مطابق کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا اے میت و انہم میتوں ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴

علم الله تعالى رسوله صلى الله عليه واله وسلم التواضع لنسبنا يرهى على خلقه فامر به ان يقرء
فيقول انا ادمي مثلکم الا ابي حصصت بالوحي اكرسى الله به وهو قوله يوحى الى اور انما
يؤكد انه ہی سمجھتا ہے اور پھر بھی آپ وہی مثل فی خلق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ آیت مذکورہ کا معنی یہ بھی
بدلتا ہے کہ مذکورہ ہو سکتا ہے، تحقیق میں تمہاری طرح کا شر نہیں ہوں اور باں نہیں ہوں تمہارے جیسا شر
یعنی نفی شریعت کی نہیں کرتا، نفی مثبت کرتا ہے اور کہتا ہے انما مر سب ہے ان حرف مشبہ بفعل سے حرف
ایجاب سے اور کاف نافذ ہے۔ نحو میر میں ہے۔ حرف ایجاب شش است۔ نمر۔ اجل۔ ای۔ جہ۔ ان۔ اور
معنی میں ہے ورعہ جماعة من الاصول والیاس ان ما الکافة عن ان ما فیہ اور ما و مشتق قر
ایتا ہے۔ یونہی ان کا معنی تحقیق اور غمہ کا ہے اور ما فیہ مصدر یہ ور موصول وغیرہ آتا ہے یہ وہ کافر ہے یا
مومن ہے؟ اور جو اس کو اس معنی میں بنا کر کافر کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۴۲۸ چوہدری شہدین صاحب (سیٹوٹ) ۲۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۱۵ مئی ۱۹۳۸ء
(جواب ۹۱) اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا نام مورا متی اور فرمانبردار سمجھتا، حضور ﷺ سے محبت رکھتا، حضور
ﷺ کا لب اور احترام اور توقیر و تقنیم اور شریعت سے ندرت رکھتا اور سنن نبویہ کی متابعت کرنا یہاں و
صلوات کی عبادت میں، حضور ﷺ و باعتبار حقیقت انسان اور شر سمجھتا اور باعتبار صفات نور مانتا ہے۔ انما من
نور الله والحلائق من نوری کے معنی یہ ہیں انما من نور الله والحلق من نور من نوری۔ ۱۲ یعنی میں
نے روحانیت اور ممال انسانیت کا نور بر اور ست حق تعالیٰ سے (بذریعہ وحی و فیض ربانی) حاصل کیا اور تمام مخلوق
نے علم و ہدایت اور تزیینہ نفس کا نور مجھ سے حاصل کیا اور اول ما خلق الله نوری سے ہمیں حضور نور ﷺ سے
نور کی اویٹ ظاہر ہوتی ہے وہاں یہ بھی کہہ سکتے ہیں ثلاث ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا نور مخلوق ہے اور حضور ﷺ کا نور
ذات خداوندی سے جدا ہے اس کا جزو نہیں ہے۔ یونہی نہ ذات خداوندی اجزاء میں تقسیم ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی
جزو مخلوق ہو سکتا ہے۔ ۱۳ حضور ﷺ و صفات کے لحاظ سے سب مثل من بھی سمجھتا ہے۔ یونہی تقدیر بامعنی و
خاتم انبیاء و امیر عالمین ہونے میں اور بہت سی صفات میں آپ ﷺ کا کوئی ثقیل اور ثقیل نہیں ہے۔ مرآیت۔ انما
انما بشر مثلکم سے یہ معنی بیان کرنا کہ (تحقیق میں تمہاری طرح کا شر نہیں ہوں) یا (باں نہیں ہوں میں
تمہارے جیسا شر) صحیح نہیں۔ یہ معنی اس پر مبنی ہیں کہ نما میں کلمہ کے معنی نفی کے ہے باں میں حالانکہ یہ صحیح
نہیں انما و متضمن معنی ما کا قرار دیا گیا ہے نفی نفی اس میں باقی نہیں ٹوٹ چکی ہے اور اگر کلمہ نفی قرار دیا جائے تو
انہی سے پہلے مقدر مان پرے کا اور معنی یوں رہنے ہوں گے انما انما لا بشر مثلکم یعنی نہیں میں شر
میں تمہارے۔ یعنی حقیقت شریعت میں میں بھی نہ جیسا ہوں کہ انسان ہوں، مال باپ سے پیدا ہوا ہوں، کھاتا

۱۔ ل۔ دونوں مصرعے۔ من علامۃ حب لله تعالیٰ ماعۃ حب الله صلى الله عليه وسلم في اخلاقه وفعاله وامره وسنه
(الاعتصام: ۱۰۹ طبع دار الفکر)

۲۔ کشف الحقائق للعقوبی (۱۲۹۵) (۱۲۹۵) (۱۲۹۵) (۱۲۹۵)

۳۔ بعض ولا منحصر۔ ی دی بعض۔ ولا مرکب میں لفظی دلتل میں الاحباب لمافی بنو حوب (شرع اعتقاد
۱۹۹۸ء) (۱۹۹۸ء)

۴۔ الہدایہ ۱۰

ہوں، پیتا ہوں، سوتا ہوں، جانتا ہوں، چلتا ہوں، بچتا ہوں، بھول ور ذہول سے میرا نہیں ہوں، ابا ہاں بہت سے اوصاف میں لست کا حد کم ورا یکم مثلی فرمایا بھی صحیح اور درست ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا مخالفین کو جو بایں طرح نقل فرمایا ہے۔ ان میں الا بشر مثلکم یعنی نہیں ہم بشر مثل تمہارے۔ خود سائل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا جو قول نقل کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ایسا انا بشر مثلکم کا مطلب یہ بتایا ہے انا آدمی مثلکم (۲)۔ یعنی انہوں نے بھی کو نافیہ قرار نہیں دیا۔ انا انا بشر مثلکم جملہ مثبتہ ہے منیہ نہیں، اس میں خبر یعنی بشر کا مبتدا یعنی انا کے ساتھ ثابت مقصود سے نفی مقصود نہیں ہے۔ پس شخص مذکور کا یہ مانا کہ ما نافیہ ہے۔ یہ معنی کرنا کہ میں نہیں بشر تمہارے جیسا، صحیح نہیں۔ قرآن مجید میں کلمہ ایسا بہت سے مقامات میں آیا ہے جیسے ایسا اللہ اللہ واحد، اس میں کو نافیہ قرار دیا جائے۔ اور جیسے انا انا بشر مثلکم (۳)۔ کے معنی شخص مذکور نے سے ہیں اسی طرح پر اس آیت کے معنی سے ہا میں قویہ معنی ہوں کے کہ نہیں اللہ ایک معبود اور ظاہر ہے کہ یہ معنی فاسد و فانیہ طرف ثبوت ہیں ورنہ اسے ایسا البشر کون محسوس کے معنی ہوں کے بے شک نہیں بشر۔ محسوس ایسا حرم علیکم البشر کے معنی ہوں کے۔ بے شک نہیں حرام یا تم پر مہم و ورنہ یہ سب معنی غلط ہیں۔

جب کہ ایسا و متضمن معنی ماوا الا کہ جائے تو انا انا بشر مثلکم میں ما کو نافیہ قرار دے کر بشر پر الا مقدر مانا پڑے گا۔ اس سے ماوا کی صورت نہیں۔ اگر مثلکم کی طرف نفی جمع کر کے مثلیت کی نفی مرادو جائے تو الا کی تقدیر میں ہی ورنہ نفی ہاں کوئی بہت آیت کا درست و درست کے موافق معنی ہیں کہ میں تم جیسا انسان ہی ہوں، جن کی کیفیت یا ہر کی حقیقت کا فرق نہیں ہوں ہاں مجھے حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وقی نبوت و رسالت کے ساتھ نواز ہر قسم نبوت اور دیگر فضائل کے ساتھ تیز نکلا ہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ

کیا آپ ﷺ معراج میں جو توں سمیت عرش پر گئے؟

شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا غیر حجاب کے کلام فرمانا صراحتہ ثابت نہیں ہے۔

(السوال) ایک شخص متنازع کہ آنحضرت ﷺ شب معراج میں اللہ پاک سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ اپنے والد پاک سے فرمایا کہ اے میرے حبیب جو توں سمیت آئیے تاکہ میرا عرش مزین ہو جائے، چنانچہ آپ ﷺ معراج میں عرش پر گئے ورنہ یہ بھی متنازع کہ آپ ﷺ اور والد پاک سے ملاقات

۱۔ انا انا بشر مثلکم اذکر کما ذکرہ۔ و اسی کما نسو۔ (۲۱۳ قدیمی)

۲۔ بخاری شریف ۱۰ ۲۶۳ قدیمی شب فہد

۳۔ ابراہیم ۱۱

۴۔ النساء ۱۷۱

۵۔ التوبہ ۲۸

۶۔ البقرہ ۱۷۳

بغیر اس پر دہ وغیرہ کے باتیں ہوئیں، کیا یہ صحیح ہے یا نہیں۔ المستفتی نمبر ۲۵۴۲ کرم نواز خان (دہلی)
۲۵ رجب ۱۳۵۸ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۳۹ء

(سوال ۹۲) نعلین شریفین کے متعلق یہ بات کہ حضرت حق جل جلالہ نے حضور ﷺ کو خمین سمیت
شہر بلایا بعض یہ و قایہ میں مذکور ہے۔ واعظ اسے دیکھ کر بیان کر دیتے ہیں مگر سند اور صحت کے لحاظ سے
ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔

اور حضور ﷺ کا ایلاہ امراق میں اللہ تعالیٰ بذریعہ غیر حجاب سے مشرف ہونا ثابت ہے اگرچہ کام
حیر حجاب کا نہ اثبات ثبوت نہیں ہے۔ (۱) فقط محمد غایت اللہ کان بدہ دہلی

سورہ توبہ کی آیت "ماکان للنبی" کا شان نزول۔

(سوال) (۱) پارہ ۱۱ آخر سورہ توبہ ماکان للسی والدین امنوا ان يستغفرو للمشرکین ولو کانوا
اولی قری من بعد ماتیں لہم اہم اصلح العجیہ اس آیت شریفہ کا ترجمہ اور یہ کہ اس کے حق
میں نازل ہوئی ہے۔ آیا حضور ﷺ کے والدین کے حق میں ہے یا کفار مشرکین کے حق میں ہے اور یہ
آیت مانع ہے یا منسوخ۔

اور ہمارے سرکارِ قارئین نامدار فخر موجودات اتمہ مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے آباؤ اجداد پشت در پشت
حضرت آدم علیہ السلام و علیہ الصلوٰۃ والسلام تک مسلمان تھے یا نہیں، آیا درمیان میں بت پرستی ہوئی ہے یا
نہیں۔ صاف صاف قرآن وحدیث سے اس کا جواب دیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۰۱ سینچہ قاسم باؤ (جرات) ۶ ربیع الثانی سن ۱۳۵۹ھ ۱۵ مئی سن ۱۹۴۰ء
(جواب ۹۳) اس آیت کریمہ کے شان نزول میں تینوں روایتیں موجود ہیں۔ اول یہ کہ آیت ابو طالب کے
بارے میں اتری۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں گا جب تک مجھ کو خدا کی طرف
سے منع نہ فرمایا جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور حضور ﷺ کو منع کر دیا گیا۔

دوم۔ یہ کہ یہ آیت جب اتری کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ کے لئے استغفار کرنے کی اجازت حضرت
حق جل مجدہ، سے طلب کی تو اس آیت کے ذریعہ سے حضور ﷺ کو منع کیا گیا۔

سوم یہ کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لئے استغفار کیا
میں بھی اپنے والد کے لئے استغفار کروں گا، تو یہ آیت اتری اور حضور ﷺ کو اپنے والد کے لئے استغفار سے منع
کیا گیا۔ (۲)

۱۔ احلف لصحابة رضى الله عنهم في ان الى صلى الله عليه وسلم هل راي ربه ليلة المعراج ام لا (شأن العلماء
۱۳۳ھ)۔ ایم سعید

۲۔ قبل قال صلى الله عليه وسلم لعنه ابي طالب فقال حكمه نحب لك بها شفاعتي فابي (فرات)
(روح المعانی: ۳۳/۱۹ مکہ امنا دیہ ملتان تفسیر طبری: ۳۰/۱۹ بیروت)

یہ ثابت نہیں۔ حضور ﷺ کے تمام اجداد پر ہم مسلمان تھے، ان میں کوئی شرک نہ تھا۔ اثبات
ابراہیم علیہ السلام کے والد کا شرک ہونا تو یقینی ہے۔ پس یہ قاعدہ نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام کے جد میں
مشرک نہیں ہوتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔
(سوال) جس طرح اللہ پاک ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی طرح حضور بھی ہر جگہ موجود ہیں، شیطان ہر وقت
ہر جگہ موجود۔ ملک الموت ہر جگہ موجود۔ غوث پاک اویاء اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی شے ہم سے پوشیدہ
نہیں، پھر حضور ﷺ تو ان سے بڑے ارواں اکمل درجہ رفیع و اعلیٰ ہیں، ہر وقت ہر سمت پہنچے ہوئے ہیں، ان
موجود ہیں، کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ المستطی نمبر ۲۶۷۵ پر زاوہ عبد الرحیم ولی محمد صاحب دار ۱۲
جمادی الثانی ۱۳۶۰ھ ۸ جولائی ۱۹۴۱ء۔

(جواب ۹۴) یہ عقیدہ غلط ہے کہ آنحضرت ﷺ حق تعالیٰ کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، اور یہ خیال بھی
باطل ہے کہ شیطان (یعنی ابلیس) ہر جگہ موجود ہے یا ملک الموت ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔
شیاطین بہت سے ہیں اور ملک الموت کے ماتحت بھی بے شمار فرشتے کام کر رہے ہیں۔ شیاطین سے کام نہ لے
ابلیس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں یا فرشتوں کے فعل و خود عزرائیل کا فعل سمجھ بیٹے ہیں اور اس حالت میں
بتہ ہو جاتے ہیں کہ ایک وقت میں ہزاروں مردے داؤں ارواح و تنہ عزرائیل علیہ السلام نے قبضہ کیا۔
آنحضرت ﷺ نے خود ایک دن فرمایا جس نے یہ مصرعہ پڑھا تھا ع و فیما نسی یعلم ما فی عد حتی ہمارے اندر
ایک نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے۔ اس سے منع فرمایا اور روک دیا تھا۔ (۱۰) ہر جگہ (علم و قدرت کے حلقے سے)
موجود ہونا اور ہر بات کو غیر غیبی نہ ماننے کا جو خاص بندہ تعالیٰ کی عنایت۔ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہو
سواں میں نقل کیا ہے۔ سند صحیح ثابت نہیں۔ (۱۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

حضور ﷺ کو خدا کا چہرہ اسی کہا کیسا ہے؟

(سوال) زید نے ترجمہ کام پایا کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ بلاغ حکم خداوندی میں مثل چہرہ اسی عظمت
کے ہیں۔ جس طرح اس و عظمت کی طرف سے بلاغ حکم کا ارشاد ہوتا ہے اسی طرح (خود بامداد) حضور ﷺ
اپنے خدا کے حکم کے چہرہ اسی ہیں۔

۱۔ وما کنت لدیہم اذ یخصمون آل عمران: ۴۴

۲۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہ بیس بضع عرشہ عی المارثم بعث سراۃ یسوا ان
(مسلم ۳۷۶۲)

۳۔ والمراد من لملائکہ مدت لموت و اغواہ والا عوان ہم المراد لول لا حواج الروح (روح المعانی ۵ ۲۵۵۱)

۴۔ بحاری شریف ۴: ۷۷۳ قدیمی کتب خانہ

۵۔ لا الہ الا هو عالم الغیب والشہادۃ (اعتراف ۲۲)

(الف) کیا ایسی مثالیں شرعاً اور مست ہیں؟

(ب) غلط چیز اسی میں توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ عیاں ہے یا نہیں؟

(ج) اگر غلط چیز اسی فی المعنی تو بیسی غلط ہے تو زید کو کس طرح تائب ہونا چاہئے؟

(د) ایسے عقیدہ والا قابل امامت و فتویٰ ہے؟

(ه) ایسا قبیح غلط استعمال کرنے والے کے حق میں شرع مقدس کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۶۹۸ م ۸ محرم ۱۳۶۱ھ ۲۶ جنوری ۱۹۴۲ء

(جواب) (۱) مولوی سید گل حسن صاحب۔ چونکہ زید نے آنحضرت ﷺ کو بلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) مثل چیز اسی کے بتایا ہے، نہ شان نبوی ﷺ کو مثل شان چیز اسی کے، لہذا اس مثال سے کوئی قباحت یا ہانت سرور و دعا لم یکن فی عیاں نہیں ہوتی اور نہ مثال سے زید نے سرکار مدینہ ہوا و طباء غریباں محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی عزت و حرمت میں (خوابند) کوئی کمی یا تحقیر شان کی ہے، اس لئے زید مستحق ماتم شرعاً نہیں ہو سکتا۔

(الف) جس مثال سے ہانت عیاں نہ ہوتی ہو۔ ایسی مثال شرعاً درست ہے اور اب بھی شرع اسلام میں داخل ہے۔ شرع اسلام اب کا سبق دینے والی ہے، جتنا اب بغیر کی تکلف کے شرع اسلام میں پایا جاتا ہے، اس سے زیادہ ادب کی مذہب میں نہیں پایا جاتا، عوام کے نزدیک جو ادب و تہذیب ہے وہ شرع اسلام کے خلاف ہے۔

(ب) کلمہ چیز اسی بلاغ حکم خداوندی کا (موجب تحریر سوال) کوئی توہین یا تحقیر شان نبوی ﷺ نہیں کرتا۔ چیز اسی کا غلط از روئے لغت و لغت غلط نہیں۔ باقی رہا عرف عام، تو عرف عام میں چیز اسی منزلہ قصد کے ہوتا ہے، جو ہر وقت اپنے فس کے قریب ہی رہتا ہے اور جو حکم اسے ملتا ہے فوراً پہنچ دیتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ قرب خداوندی میں رہنے والے ہیں اور جو حکم آپ ﷺ کو بارگاہ ایزدی سے ارشاد ہوتا ہے وہ لفظ بلفظ بلا کی پیشی کے (ملع ما انزل الیک) اپنی امت و پہنچانے والے ہیں۔ اور یہی معنی عرف عام میں چیز اسی کا ہے۔

(ج) غلط چیز اسی فی المعنی تو بیسی غلط نہیں (ملاحظہ ہو غیث لغات فارسی) جب تو بیسی غلط نہیں تو پھر تائب ہونا کیسے؟

(د) چونکہ زید کا عقیدہ بلاغ حکم خداوندی میں (مطابق تحریر سوال) کوئی تحقیر شان نہیں کرتا اس لئے وہ قابل امامت و فتویٰ ہے۔

(ه) یہ غلط از روئے لغت و لغت غلط نہیں، اس کے استعمال کرنے والے کے حق میں شرعاً مصلحہ و کوئی حکم نہیں دیتی۔ نیز یہ مثال تو ایسی مثال نہیں جس سے ہانت یا حقارت عیاں ہوتی ہو، اس سے زیادہ توشیح سعدی عالیہ رحمۃ نے مثال دی ہے کہ رسول خدا ﷺ پشتیان میں تو عرف عام میں پشتیان روڈ کو کہتے ہیں، تو کیا آنحضرت ﷺ خود بہتہ من ذلک روڈ بن گئے، نہیں ہرگز نہیں، اسی طرح چیز اسی کی مثال کو سمجھیں۔

واللہ اعلم بالصواب دعاء گو سید گل حسن عفی عنہ۔

(جواب ۹۵) بے شک اس میں کوئی توہین و رب دینی نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے تو ہر نماز میں ہر

مسلمان یہ قرار کرتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور سول ہیں۔ بندے کا شق اور توہین نہیں تو چپہ اسی جس کا مفہوم پیغم پہنچانے والا قصد ہے ایسے توہین کا غلط ہو سکتا ہے۔ (مذکرات اللہ کان اللہ۔)

کیا ہندوؤں کے تمام پیشوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھے؟

(السوال) چہ می فرمائید حضور پر نور دریں مسئلہ کہ تمام اوتار ان ہر آنکہ در ہندوستان آمدند ہندوؤں و ہندوئیں ہمہ اوتار ان ز جانب خدائے عزوجل بودند یا خود نمائی کردہ ہندو؟ حضور مفصل تحریر کنند۔

(ترجمہ) کیا فرماتے ہیں حضور پر نور اس مسئلے میں کہ ہندوؤں کے تمام اوتار جو ہندوستان میں آئے، کیا یہ سب خدائے عزوجل کی طرف سے مبعوث تھے یا خود نمائی کرتے تھے؟ آپ مفصل تحریر کریں۔

المستفتی نمبر ۲۷۰۳ سید خورشید حسن صاحب (مکتبہ) ۲۹ محرم ۱۳۶۱ھ ۶ فروری ۱۹۴۲ء

(جواب ۹۶) اوتار ان ورشیاں کہ در ہندوستان آمدند حالات ایشان با سائید معتبرہ میان رانر سیدہ و حالات کہ در کتب ہنود یافتہ می شود قابل اعتماد نیست، ازیں جهت امکان است کہ در ایشان شخصے صحیح العقیدہ و صحیح العمل ہم باشد و از جانب حق تعالی مبعوث ہم باشد زیرا کہ قوس باری تعالیٰ و لکل قوم ہاد (۲) مقتضی ایں امر است کہ در ہندوستان ہم از جہت حق باری در ہند آمدہ باشد لہذا شخصے معین رانر اوتار ان نبی و مرسل و مبعوث نہ ہنمو نہ ہوئم و اعتقاد نہ کہ ہم تا وقتیکہ نبوت و ثبات نہ شود و حالات او نو عیت تعلیم ابدان مل۔ قیلید بہ ثبوت نہ رسد۔

پس سسے کہ سری کرشن رانر می دانند خاطی ہستند چہ بر نبوت سری کرشن دلیدہ در اولہ شریعہ موجود نیست و ہمچنین حال دیگر پیشوایان و اوتار ان ہنود ہست (۳)

(ترجمہ) جو اوتار اور رشی ہندوستان میں آئے ان کے حالات معتبر ذریعہ سے ہم تک نہیں پہنچے ہیں۔ اور جو حالات کہ ہندوؤں کی کتابوں میں ملتے ہیں قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس صورت میں اس امر کا امکان ہے کہ ان میں سے کوئی شخص صحیح العقیدہ اور صحیح العمل بھی ہو، اور حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث بھی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "ولکل قوم ہاد" کا مقتضایہ یہ ہے کہ ہندوستان میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی اور رہنما ضرور آیا ہوگا۔ لیکن ہم ان اوتاروں میں سے کسی خاص شخصے کو نہ مبعوث جانتے ہیں نہ یہ کہتے ہیں، نہ مقدور تھ سکتے ہیں جب تک کہ اس کی نبوت کا ثبوت ہمیں نہ مل جائے۔ اور اس کے حالات اور تعلیم کی نوعیت قطعی معلوم نہ ہو جائے۔

پس جو لوگ سری کرشن کو نبی مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ سری کرشن کی نبوت پر اولہ شریعہ میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور یہی حکم ہندوؤں کے دیگر پیشواؤں اور اوتاروں کے متعلق بھی ہے۔

۱۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد۔ محمد عبدہ ورسولہ (مسم ۳۲ قدیمی کتب خانہ)

۲۔ الرعد، ۷

۳۔ ولأولی ان لا یقتصر علی عدد و یحصل محالۃ لواقع ہو عند النبی من غیر الایاء و غیر الی من الایاء، ر ۱
الحاکم: ۱۲۱۳ ج ۱۔ ایم سعید)

کیا خواب میں شیطان آنحضرت ﷺ کے علاوہ
دوسرے نبی کی شکل میں آسکتا ہے؟

(سوال) حدیث شریف میں ہے کہ شیطان خواب میں رسول اللہ ﷺ کی شکل مبارک بن کر اپنے کو نہیں دکھلا سکتا۔ کیا اسی طرح دوسرے انبیاء کی شکل بنا کر خواب میں نہیں آسکتا؟

المستفتی نمبر ۳۹۷۲ برائیم اسماعیل ٹیل۔ علی پور وایلیورہ ضلع سورت ۸ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء
(جواب ۹۷) حضور ﷺ کی صورت پر متمثل نہ ہونا تو صراحۃً احادیث میں وارد ہے۔ (۱) مگر کسی روایت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی صورتیں نہیں ملی۔ ہاں مد منوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شامل میں یہ نقل کیا ہے کہ بعض شراح مصنف نے لکھا ہے ومثلہ فی ذلک جمیع الانبیاء ولما لکنہ فیہ اس بارے میں آنحضرت ﷺ کی طرح اور انبیاء اور مد نگہ کی رویت کا بھی یہی حکم ہے واللہ اعلم۔ محمد کفایت مدکان اللہ لدہ دہلی۔

خواجہ معین الدین اجمیری کے بارے میں ”رشد پیغمبر آں“ کا کہنا کیسا ہے؟

(سوال) زید تقریباً پندرہ سال سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادگی پر مامور ہے۔ اس تمام عرصے میں تمام مجالس میں خواہ وہ ہفتہ وار ہوں یا ماہانہ یا سالانہ درگاہ شریف کے مقررہ نعت خواں حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں نواب خادم حسین کی تصنیف کردہ ایک نظم پڑھا کرتے تھے جس سے صوفیائے کرام اور عوام طریقت کافی متاثر و محفوظ ہوتے رہے۔ سجادہ صاحب موصوف اکثر ان مجالس میں خود رونق افروز ہوتے تھے۔ ایک مجلس میں سجادہ صاحب موصوف کی طرف سے ان کے صاحبزادے جانشینی فرما رہے تھے اور قوال نظم مذکورہ پڑھ رہے تھے۔ جب تیسرا شعر پڑھا گیا تو صاحبزادہ صاحب نے اس کی تکرار سے منع فرمایا۔ نظم کے اشعار یہ ہیں:-

قبلہ عاشقان معین الدین	کعبہ عارفان معین الدین
حائے بے کس معین الدین	رہبر کاملان معین الدین
نائب مصطفیٰ و دین کشور	رشد پیغمبران معین الدین
بہر تسکین روح اے خادم	از دل و جاں خواں معین الدین

درخواست ہے کہ ”رشد پیغمبران علیہم السلام“ کی تشریح اور اس کے جواز و عدم جواز کے متعلق
شریعت کا حکم مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی نمبر ۳۹۷۹ سید امتیاز علی حال وار دہلی مورخہ ۱۹ جون
۱۹۴۳ء ۱۳۶۳ھ

(جواب ۹۸) ہاں ”رشتہ ختم اس معین لدین“ قابل ترک ہے۔ اس میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب سے اوپر کا پسوا واضح ہے۔ خواجہ اجیری رحمۃ اللہ علیہ بہر حال امتی تھے۔ اور امتی خواہ کتنا ہی اسی ہو جائے، پیغمبر کی ذات گرامی سے نیچے ہی رہتا ہے۔ اس لئے خواجہ تو خواجہ حضرت صدیق و فاروق، ذوالنورین و حیدر رضی اللہ عنہم و بھی رشتہ پیغمبر ال نہیں رہ سکتے۔ انبیاء علیہم السلام نے اگر حضور ﷺ کی امت میں ہونے کی تمنا کی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حضور ﷺ کی امت کے کسی ایسے فرد سے کم درجہ ہو جائیں جو نبوت کی فضیلت سے بہرہ ور نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول، حضور ﷺ کی امت کے ایک فرد بھی ہوں گے، اس سے باوجود دنی اسرائیل کے پیغمبر ہونے کی فضیلت کی وجہ سے جو انہیں زمانہ پیغمبری میں حاصل ہو چکی ہے صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل ہوں گے۔ (۱) کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

غلط قصیدہ پڑھنا گناہ ہے !

(السوال) شب معراج میں ایک شاعر صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا کہ نبی صاحب جب معراج کی شب خدا سے ملے تو آپ ﷺ نے خدا سے کہا کہ یا اللہ میری امت کے لئے بخشش و رحمت ہو، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔ ”ان کا ایسا قصیدہ پڑھنا۔

ہم سامعین کو ناروا رہا، اور ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب میں لکھا ہے تو شاعر صاحب خاموش رہے۔ المستفتی نذیر الدین، امیر الدین۔ مشرقی خاندان۔

(جواب ۹۹) یہ بات کہ ”اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ“ یہ آج ہی قیامت کھڑی ہے جو تم امت کے لئے بخشش چاہتے ہو۔“ ثابت نہیں۔ اس قسم کے غلط روایت بیان کرنا نہیں چاہئے۔ کناہ ہے۔ بیان کرنے والے کو توبہ کرنی چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

میں آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کے لئے گیا تھا اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا ہوا تھا ”کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک شخص باہر سے آیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کے لئے گیا تھا، اس کے سر میں درد تھا اور بخار چڑھا تھا۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۱۷۱ ۲۳۱ جمادی الثانی ۱۲۵۶ھ ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۰۰) یہ شخص مجنون، یا کاذب یا مسخروں کی صورت میں اس کے کلام سے اتنا بے نیت ہے جس میں کفر کا قوی خطرہ ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ الفصل الشر بعد ما عیہ لصمود السلام ابو بکر الصديق، والاحسن ان يقال بعد الانبياء لکما اراد البعدية المراد بالمراد وليس بعد ما عیہ، ومع ذلك لا بد من تحصيل عیہ الصلوة والسلام (شرح العقائد ۱۲۲۳ھ - المصنف)
۲۔ اتفقوا على تحريم رواية الموضوع لا مقرويا بیه (مجة الفكر ۵۹ فران محل کراچی)
۳۔ ان كلماته بغير حضرت عیہ السلام کان من فوائدها ان الله لا یحب قیامت اس سے نزول کے اہمائی اور مخصوص عقیدے کی تکذیب مسخروں کے لئے، لیکن حضرت عیسیٰ صاحب نے اقصیٰ کفر کا قوی نہیں کیا۔

(۱) کسی بزرگ کو شمس الکونین کہنے کا حکم؟

(۲) کیا اولیاء کرام کے تمام الہامات صحیح اور حجت ہیں؟

(السوال) (۱) زید ایک بزرگ کو "شمس الکونین" کے لقب سے اعتقاداً مخاطب یا ملقب کرتا ہے اور جو شخص اس اعتقاد میں بنوڑا ہو تو وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کو ملہم سمجھتا ہے عمر و کہتا ہے کہ آقائے دو جہاں سرور کائنات سرکار دو عالم تاجدار مدینہ سید الکونین وغیرہ الفاظ متکلمین سلام کی صطحت میں آقائے دو جہاں سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے لئے مختص ہیں اور پھر ایسے مختص ہو چکے ہیں کہ مدتہ مسلمین کا ذہن فوراً ایسے الفاظ پر حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف متبادر ہو جاتا ہے شمس الکونین بھی اسی قبیل سے معلوم ہوتا ہے ورنہ ملتہم ضرور ہے۔ حضور ﷺ کی ذات کے سوا کسی متی کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال خط مراتب کا باعث ہے اور دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور فرق مراتب کی اہمیت ظاہر ہے ان کے لئے ایسے الفاظ سے حق امتی و مخاطب نارادرست نہیں۔ دونوں میں سے اس کا خیال صحیح ہے۔"

(۲) سرکاران راہ شریعت کے کیا تمام الہامات صحیح اور حجت ہوتے ہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۵۵۲ اذی قعدہ ۱۳۵۸ھ م یکم جنوری ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۰۱) (۱) زید کا قول ب شک نامناسب اور حدیث لا توکوا علی اللہ احداً (او کما قال) کے خلاف ہے۔ عمر و کا قول صحیح ہے۔ کسی بزرگ قبیع شریعت شیدا کے سنت کی بزرگی کا اعتراف تو ناجائز نہیں، مدتہ سے بڑھ چکا اور آخرت کی نجات کا شخصی طور پر یقینی حکم کا دین درست نہیں آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی موقع پر وما یدریک ان اللہ اکرہ (۲) فرمایا تھا۔

(۲) اولیاء کے الہام قطعی نہیں، ان میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور دوسروں کے حق میں دلی کا کوئی الہام حجت نہیں۔ خود ملہم امر یقین رکھتا ہو کہ اس کا فہم الہام قطعی من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق عمل کر سکتا ہے مگر اس کے سوا کسی پر زہم نہیں۔ کسی دلی کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دلی۔

کیا رسول مقبول ﷺ کا سایہ نہ تھا؟

(السوال) رسول مقبول ﷺ کا سایہ تھا یا نہیں؟ اور بعض جگہ جو آتا ہے کہ سایہ تھا تو اس کا کیا جواب ہے؟

المستفتی نام احمد عصیر ساکن میانوالی معلّم دارالعلوم دیوبند مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۳ء

۱۔ بخاری شریف ۲/ ۸۹۵ قدیمی کتب خانہ

۲۔ بخاری شریف ۱/ ۱۶۶ قدیمی کتب خانہ

۳۔ الہام الاولیاء حجة فی حق انفسہم ان وافق الشریعة ولم یبعد الی غیرہم الا اذا احداً بقولہم بطریق الادب (نور انوار

۲۵ ج ۱۔ ایم سعید)

(جواب ۱۰۲) کتب سیرۃ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اور بہت سے علمائے یہ قے اس کو اپنی تصنیقات میں نقل کر دیا ہے۔ اور اس کی دلیل میں حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نوادر الاصول سے اور دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس ہوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الوفاء سے نقل کی جاتی ہے۔ ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو علامہ ماہلی قاری نے شرح شفاء میں مجروح و ضعیف بتایا ہے۔ (۱) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی سند معلوم نہیں۔ نہ کتب الوفاء موجود ہے کہ اس میں سند دیکھی جائے۔ مگر خفایہ رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں اس کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ وهذا رواہ صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوئہ صوئہا ولا مع سراج الا غلب ضوئہ ضوئہا (۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”آنحضرت ﷺ کا ظل نہ تھا اور جب حضور ﷺ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ ﷺ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی۔ اور جب چراغ کے سامنے ہوتے تو حضور ﷺ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔“

یہ روایت اس مسئلے پر بطور دلیل کے بیان کی گئی ہے۔ مگر صحت سند سے قطع نظر کر لینے کے بعد بھی اس روایت کے بطور دلیل و حجت کام میں لانے پر شبہات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً کہا جاسکتا ہے کہ ظل کے معنی سایہ کے حدیث میں مراد نہیں بلکہ ظل سے مراد نظیر ہے۔ یعنی لم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم نظیر فی کمال اللہ اس جملے کی تفسیر ہے جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اور سورج کی یا چراغ کی روشنی پر حضور ﷺ کی روشنی کا غالب ہونا روحانی اور وجدانی غالب ہے۔ اور اگر حسی غلبہ مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ جیسے مہند من سیوف اللہ مسلول۔ میں حضور ﷺ کا سیف ہونا روحانی یا معنوی طور پر مراد ہے نہ حسی طور پر اور حسی طور پر مراد ہو تو کلام مبالغہ پر محمول ہے۔ (اتمام)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے اس کا کیا حکم۔

(از اخبار الحرمینہ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

(السوال) جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زبان سے بندہ کہے اور دل سے نہ کہے وہ کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۳) رسول اللہ ﷺ خدا کے بندے اور رسول ﷺ تھے۔ حضور ﷺ کو زبان سے بندہ کہنا اور دل سے بھی خدا کا بندہ سمجھنا ضروری ہے۔ جو شخص حضور ﷺ کو بندہ نہیں سمجھتا تو آخر کیا سمجھتا ہے۔ اور جب زبان سے بندہ کہتا ہے تو دل سے نہ سمجھنے کے کیا معنی ہیں، کیا وہ کلمہ شہادت کے اس جملے کو دل سے نہیں مانتا۔ و اشہداں محمداً عبداً ورسولہ۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ وہ حضور ﷺ کو عبد کی جگہ معبود قرار دیتا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ (۲) حضور نبی کریم ﷺ شر بھی

۱۔ ما ذکرہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبد الرحمن بن قیس ہو مطعون عن عبد الملک بن عبد اللہ بن الولید وهو مجهول عن ذکوان (شرح شفاء ص ۵۳) خائفہ (۲) من بشرک باللہ ای یعد معہ غیرہ (تیسرے لفظ ۱۱۲) تحفہ الیومیۃ

تھے اور نہ سہید۔ اور محقق بھی۔ قرآن پاک میں آپ و بندہ و ورثہ کہا گیا ہے۔ تمام صحابہ کرام اللہ عنہم اور علماء مجتہدین کا یہی مذہب ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی۔

حضور اکر م صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا ثابت نہیں۔

(از اخبار جمعہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

(السوال) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر، انوں انگوٹھوں کے ناخن چومنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۰۴) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر انگوٹھوں چومنا اور آنکھوں سے لگانا ناپسندیدہ اور معتبر وکیل سے ثابت نہیں۔ محمد کفایت اللہ عنہ و ولی۔

سہ کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن مبارک اور اولیائے کرام

کے خرقہ کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(از اخبار جمعہ واپلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

(السوال) سہ کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن مبارک اور اولیائے کرام کے خرقہ مبارک کی زیارت کرنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۰۵) سہ کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مذکورہ درست ہے۔ ان کے خرقہ کا علم ہے مگر غلو کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی۔

کیا محفل میاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے جاتے ہیں؟

معراج میں شیخ عبدالقادر جیلانی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدھا دینا اصل ہے۔

(از اخبار جمعہ واپلی مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ مولانا شریف میں آقاے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ شاد نے بتایا ہے کہ میں نے

کہ حاضر نہیں ہوتے ہیں بلکہ ہمارے والدین نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے ہیں۔ زید نے علم و ادب کے پیش نظر سے یہ بیان کیا ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی سے درکار ہارنی تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھ کر پہنچے ہیں۔

۱۔ "قل اما ابشر مثلکم" (الکھت ۱۱۰)

شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله (مسلم: ۳۲)

۲۔ ثم يقول: انهم معي بالسمع والبصر بعد وضع عتري لا يباين علي نفسي

الشيء (روايت: ۱: ۳۹۸ سعيد)

۳۔ لا تعولاني ديككم (البراء ۱۲۱)

(جواب ۱۰۶) عمر و کا قول صحیح ہے۔ اور زید کا قول بے دلیل و رشتہ کی اصول کے خلاف ہے غلط ہے عمر و صحیح عقیدہ ہے اس کے پیچھے نماز چائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔ (۲)
(۲) یہ بات بھی بے دلیل و رشتہ کی اصول کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان مدعے۔

رسول مقبول ﷺ کے فضائل اور لہو مبارک کا حکم۔

(السوال) زید متا ہے کہ رسول مقبول ﷺ کے دس دراز اور لہو کو نوگوں استعمال نہیں کرتے تھے ورنہ رسول سے دس استعمال کرنا یہ تو بہوتا ہے کہ اس نے نفع پہنچایا ہو لیکن اس کے پاک اور حلال ہونے کا وہی حکم نہیں ہے۔

(جواب ۱۰۷) آنحضرت ﷺ کے فضائل طیبہ کی طہارت کے بہت سے مدعے شافعیہ و حنفیہ قائل ہیں۔ مگر یہ مسئلہ قیاس کی حدود سے باہر ہے اور اس میں کام کرنا مفید نہیں۔ جو لوگ کہ طہارت فضائل کے قائل نہیں وہ مومن و شریعت سے امتدال کرتے ہیں اور جو قائل ہیں وہ تنصیص کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ولکل وجهة هو موليها فاستبقوا الخیرات۔ (۳) محمد کفایت اللہ

۱۔ آن یئد مارکۃ سیاحی فی الارض مدعو می من امنی السلام (تانی ۱ ۸۹ الدیکی کتب خانہ)
۲۔ آپ ﷺ حاضر ناظر نہیں۔ کما مر۔

۳۔ ولا تعبدوا الا الله فی عہد السلام بالفقہ و احکام الشریعہ (انحراف اقوال ۱ ص ۳۶ میرات)

۴۔ فقد قرأ قوم من اهل العلم بصیرۃ ہدیین الحدیث مد صلی اللہ علیہ وسلم وهو قول بعض اصحاب السلفی مینہ لقاتل بہ علی الحاسۃ (شرح شفا ۱ ص ۱۶۰ مصر)

چوتھباب
معجزات و کرامات

(۱) نبی کریم ﷺ کا مردوں کو زندہ کرنا ثابت نہیں۔

(۲) کیا آپ ﷺ کا سایہ زمین پر پڑتا تھا؟

(۳) پسند کا دو ٹکڑے ہو جانا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے؟

(سوال) (۱) آنحضرت نے جن مردوں پر ندامت پڑی تھی؟

(۲) رسالہ مقبول ہوئی فدا کا یہ زمین پر پڑا قیام نہیں

(۳) چاند کا دوسرا رخہ : چاند کے تیسرے رخہ کا مجزوبہ ہے

(۳) رسول خدا ﷺ نے پند و شوق یا تپا نہیں،

(۴) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین کو خداوند تعالیٰ کے کام میں بچھڑائے، وہ

ہے، اگر منع فرمایا ہے تو یہاں کذب کہ آپ ﷺ کے غلاموں نے مردہ زندہ کیا تو آپ ﷺ کی سیساں یہ ہیں

(جواب ۱۱۰) ان کی روایت کے اس ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے مرہ کے کو زندہ کیا ہو۔ نہ اس سے متعلق

پتھر ہے کہ آپ سچے ہا یہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ اب اس عجیب شوق القمر ثابت ہے اس میں چھ ترہ نہیں۔

ولی کی کرامت کے مندرجہ ذیل

(سوال) جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نیک صحابہ کرام و اولیاء علیہم السلام کا مقتدو ہے، اسے

وہاں رست کا منظر ہے۔ یہی تنہا کا فائدہ ہے تاہم یہ نہیں

المستفيضة ١٢٩٠ أياماً شبيهة في ١٦ رمضان ١٣٥٢ هـ، ١٩٣٦ م

(جواب ۱۱۱) وہی بہت تاجر بہت سے تھے۔ ان کے پاس وہی وہی خاص بہت خاص

جہاں اور شہت پائی ہو، اس جہاں نگار مردے اور انکار جن جہت یہ ہو کہ اس مرا مت کا ثبوت منکر کے نزدیک قابل

اعتماد نہ ہو تو اس صورت میں اگر فی الحقیقت وہ کرامت ثابت اور مستحق نہ ہو تو منکر حق پر ہے، یمن کرامت نہ

تعمیق بھی بہ جب بھی مغرورہ کا دم دم پر جیتی ہے زیادہ سے زیادہ اس کو ملی رہ سکتے ہیں۔ اور پھر سونی پر مت ہ

کار سے بے پروا رہتا ہے ۔ یہ ہے کہ وہی مخرج معذرتِ خبر ہی نہیں ہو سکتا تو یہ ہمیں اس سنت و

جمہوریت بے مذہب ہے نہ کہ مذہب کے بغیر جمہوریت کے مفہوم کی ایک درست تصویر ملے گی۔

۔ جس میں جہنم میں ایسے روایت سے کہ جہنم میں اس کے شریک نہیں ہے۔

حرج الحکیم الترمذی عن ذکوان بن رسول بن حبیب

الكبرى: ١ / ٦٨ دار الكتب العلمية

٢. عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: رثي العمر علي عهد أبي عبد الله عليه وسلم سقطين ففان لي صدي

اللہ علیہ وسلم: اشهدوا (بحاری شریف ۱۰، ۵۱۳ قسماً)

در تحقق حق ہے مگر بات پر تحفہ نہیں دیا جاتی۔ (۱) فتاویٰ کفایت اللہ کان مددہ۔ ۱۰۱۔

آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک کا نقش بطور معجزہ و پتھر پر نقش ہو جانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

(سوال) آیا رسول اللہ ﷺ کا معجزہ دینی پاک مبارک دست خاتم النبوت ﷺ نے اپنے پتھر کا موم سے قدم پاک کا نقش پتھر پر جانا میں صحیح ہے یا دوسری حدیث کی تاویل یا دیر معبر یا غیر معتبر تاویل سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفی نمبر ۴۰۴ اشہاب الدین (مالدہ) ۷ صفر ۱۳۵۶ھ ۸ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب) (زنا ب مفتی، اراعلوم، یوند) آج کل جو نقش و کتاب نشان سے جڑتے ہیں وہ اس و نقش و نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا تاتے ہیں۔ یہ قول ان کا صحیح نہیں ہے۔ یہ نشان مصنوعی و روناوی ہے۔

فتاویٰ مددہ اعظم۔ موعود کتاب مفتی، اراعلوم، یوند ۲۹ شعبان ۱۳۵۷ھ

(جواب) (آنحضرت ﷺ) موم سے اپنے پتھر کا نقش موم سے جانا اور نقش قدم اس پر پر جانا کوئی اثبات نہیں رہتا۔ یہ قولی بات ہے۔ اس وقت تک میری نظر سے ان حدیث یا یہ کی تاویل میں سے کوئی کتاب میں یہ معجزہ نہیں گذر۔ (والدہ محمد حسین احمد خٹک ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ) (مہر، یوند)

(جواب ۱۹۱۲) (آنحضرت مفتی، اراعلوم، یوند) اگرچہ پتھر پر نشان قدم مبارک آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے، نقش ہو جانا مستبعد نہیں۔ مگر اس کے باوجود سنے کے لئے سند اور روایت کی ضرورت ہے اور ایسی کوئی سند اور روایت نظر میں نہیں آتی۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لا وہلی۔

عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن چار اکیا ہننے والے کا حکم۔

(سوال) تذکرہ حضرت مائیں قافل تہ قدس میں لکھا ہے کہ ایک روز ان کے عرش یا ہننے والے کے حضور میں سے تمام مایہ و مد و یب سب عنایت ہوتا ہے، آپ کا جی تو ولی سب اللہ تعالیٰ کے حضور میں ہو گا، فرمایا۔ میں مددہ۔ ان حضور میں تو ہمیں نبی۔ وائیت کہتے ہیں اور عرش کے اوپر ہمارا لقب حبیب الرحمن چار اکیا ہے۔ جو بیکہ معجزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ و عبد الرحمن چار اکیا ہے، مگر ز جان ہاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حبیب الرحمن چار اکیا، قس عارف، قس و فین۔ خوبہ قمار نقش رحمۃ اللہ علیہ و زید متا ہے۔ سنا۔ سب میں مقبول آتا ہے۔ المستفی نمبر ۲۵۵۹ نور احمد بازار پورہ دہلی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ ۴ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۱۳) یہ ہزاروں باتیں ہیں ان کے کشف میں جو شرعی طور پر دلیل نہیں ہیں اور اگر یہ بات صحیح بھی ہو تو القبول کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہ آنحضرت ﷺ کا لقب مبارک حبیب مد ہے۔

محمد کفایت اللہ کا ن اللہ دہلی۔

غوث الاعظم کی طرف منسوب بعض کرامات کی صحت کے بارے میں ایک استفتاء۔

(سوال) تب مناقب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں بعض کرامات ایسی ہیں کہ جن سے صفات رہا یہ کا اطلاق مثلاً مارنا، جلا نا وغیرہ بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لازم آتا ہے، کیا ان صفات مذکورہ میں سے خدا کی مخلوق کا کوئی فرد، آسمانی مذمہ شریک ہو سکتا ہے، کیا ان صفات کا اطلاق جزوی یا قطعی یا عمومی صورت میں مخلوق خدا پر ہو سکتا ہے؟

مثلاً (۱) بارہویں سے غرق شدہ جہاز کا نجات دہن و سہا ب آدمیوں کے صحیح سامع ہر آدم ہونا۔ (۲) یا حضرت عزرائیل علیہ السلام سے روحوں کے تھپے کا پھینکنا۔ (۳) مرعاناؤں فرما کر بعد زندہ رہنا۔ (۴) برکت غوث اعظم تبدیل شدن صورت، مذاقی، تان سنی س ۲۲۹ مطبع بریلی مبنی (۵) یا آپ کا خاص، آفتاب ہوئی پر وار ہونا مذاقی یضاس ۲۳۲ (۶) کوکرامت ایشال کہ پر ضعیفہ غرق شدہ و باز زندہ شد س ۲۳۳۔ (۷) کرامت زندہ شدن شام زان س ۲۴۰ (۸) کرامت کہ یازدہ دختران شمس مرند شمس س ۲۴۲ (۹) کوکام ایک کا کہ فرہ وایب ہی وقت تہال فرما۔ مذاقی گلدستہ کرامات لغام سرور۔ (۱۰) اسی میں ہے کہ یہ حبیب نمرانی آپ کا قدورہ، جو کریمان یا اور کہ ماہذا المرض الا مرض عشق الالہی یہ ممکن ہے کہ غار مذکور شب و روز متواتر جس نبوی ہوتے وہ یکجہیں اور ایمان نہ دیں اور حبیب نمرانی مذکور وہ طفیل پیشاب ایمان نصیب ہو (معاذ اللہ)

تاب تیسر الوحد فی احصار السجد میں عبد الوہاب نجدی و حنبلی مذہب لکھا ہے، آپ کی یہ تحقیق ہے؟ سنتا ہوں کہ بڑے پیر صاحب بھی حنبلی تھے بلکہ کتاب "غیۃ الطالبین" میں بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ اس طرح کرتے ہیں کہ قال اما منا رحمة الله عليه وامانا على مذهب اصلا و فرعا کیا مذہب حنبلی ہے کہ اصول و فروع کی میزان پر ان کی کرامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ عبد الوہاب نجدی اور بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ متحد المذہب یعنی حنبلی ہوں پھر مقدم الذکر کافر مطلق اور مؤخر الذکر مومن مطلق۔

المسنفی نمبر ۲۶۷۷، وی سلطان احمد بن محمد بن علی۔ (بال سور) ۸ جمادی الثانی ۶۳۱ھ ۲۳ جون ۱۹۴۲ء، (جواب ۱۱۴) یہ تمام باتیں جو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے نقل فرمائی ہیں سب اصل اور سند اور ناقبہ اعتبار ہیں، لو ان کے مناقب و فضائل بیان کرنے میں سند و سند و سند کا لحاظ نہیں رہا اور حد سے زیادہ غلو کیا ہے۔ مابین شریعت پر یہ مخفی نہیں کہ اس قسم کی کرامتیں بیان کرنے کا مملک شریعہ

ہوا ہے کہ عوام بڑے بڑے صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں خدائی قوتوں کے قائل ہوئے اور ان کو پیغمبروں اور انصاریوں کے انصاریوں سے افضل و اعلیٰ ہونے کے لئے اور خدائی منصب پر ان کو پہنچا دیا اور ان کو وجہ سے ان کا این برہا ہو گیا۔ والی اللہ المشتکی محمد غایت اللہ کان اللہ لدہ ولی۔

(۱) ضعیف روایات سے ثابت شدہ محض معجزات کا حکم۔

(۲) دانی حلیمہ کا آنحضرت ﷺ کو دودھ پانا ثابت ہے۔

(۳) ”کیا رو مجاہد“ نامی کتاب کا پڑھنا کیسا ہے؟

(سوال) مندرجہ ذیل معجزوں کو ہمارے پیش امامیان مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب محض ہے۔ منقولہ کتب و شان میں توہین کرتے ہیں۔ اس سے مسلمانوں پر بیزاری و بغاوت ہو رہا ہے۔

معجزہ ۱۔ حضور ﷺ کا جھاز اپیشاب زمین نکل جاتی تھی۔

معجزہ ۲۔ عمارت میں آپ ﷺ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زانو پر ترم فرما رہے تھے ان میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی۔ آپ ﷺ نے شرع کیا، ادا کیا اور پھر نکل آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر لیا کر لی۔

معجزہ ۳۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت ورنے کے لڑکوں کا مدوح ہونا اور آپ ﷺ کا خدا

سے دعاء کر کے زندہ کرنا۔

معجزہ ۴۔ حضور ﷺ کی پیدائش کے وقت ساری کے محل کے اندروں کا رہنا۔

معجزہ ۵۔ آپ ﷺ نورانی تھے اور آپ ﷺ کے نورانی روشنی سے سورج پشیمان رہا کرتا تھا۔

معجزہ ۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوتی رات کے وقت مکان میں برکتی۔ منقولہ

کتاب تشریف ہے، آپ ﷺ کے اندام مبارک کی روشنی سے سوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے منانے میں۔ ان معجزوں کو عام صاحب جہالت بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دانی حلیمہ نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا، یہ بھی غلط ہے۔

پیرہ مجاہد جو کتاب حضرت پیران پیر عبدالحق درویشی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے بیان میں

لکھی ہوئی ہے، اس کو پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۱۵) جو مہر سال میں مذکور ہیں ان میں سے دانی حلیمہ کا حضور ﷺ کو دودھ پانا تو ثابت ہے باقی

معجزوں کا پانچ ثبوت موجود نہیں ہے۔ یہ قوی کتابوں میں ان معجزات کا ذکر ہے مگر ان کی سندیں صحت سے

درجہ تک نہیں پہنچیں۔ پیرہ مجاہد جو کتاب ہے وہ بھی بہت سی غیر مستند باتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے

تمام بیانات قابل یقین نہیں ہیں۔ محمد غایت اللہ کان اللہ لدہ ولی۔

(جواب ۱۱۶) یہ منقول نہیں چاہئے۔ یہ معجزات جمعہ میں (۱۱) مرتبہ مناجات ہے۔ یہ معجزے من روتار سے ثابت ہوتے ہیں اور ایتیں ضعیف ہیں۔ اگر کوئی ان معجزات پر یقین نہ کرے مرنے کے ان روتار ایتیں ضعیف ہیں تو اس کے کوئی الزام نہیں بلکہ جو ان معجزات کو مانے وہ بھی الزام رکھنے کے قابل نہیں۔ محمد خدایت اللہ کا ان اہل و عیال۔

کیا نبی ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوتا ہے؟

(از اخبار اجمعیۃ سر روزہ دہلی مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء)

(سوال) محمد مد میں نے جناب نواب "تقیہ" یا "کاظم" کا تیسرا حصہ دیکھا۔ اس میں معجزہ اور برکتوں قریب ۱۵۰ اپنی ہی بن مرچہ معجزوں میں حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد کی عظیم سلام سے معجزے بیان فرمائے۔ رسول مرچہ آپ معجزے بیان کرتے ہیں۔ (۱) "کام اللہ کہ اس وقت میں نہیں ملتا۔" یہ معجزے پر ہر وقت قادر ہوتا اور جب چاہتا اس کو دھاتا تھا۔ زنی ہے یا نہیں "جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت مرچہ اپنے آپ کو دے کام لیتے تھے۔ یہ اصل پاک ہے جسے ہی تیات قرآنی سے ہر وقت اس پر قدرت ہے " (۲) "مرچہ کہہ رہا ہے کہ یہ معجزہ اس کو دھایا یا" یہ یہ بھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قدرت میں تھا " (۳) "ثقیل تھر" (۴) بات ہی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں نفی ہو جاتی تھیں۔ یہ یہ "معجزہ" مجرموں کو نہ لے گئے تھے میں ہے۔ سند و تعلیم احسن حق الزاہل۔

(جواب ۱۱۷) "تقیہ" یا "کاظم" میں حضور ﷺ کے معجزات میں سے پہلے نمبر پر قرآن مجید و نورانیہ۔ اس کے متعلق جناب کے استفسار کا خلاصہ جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ "تیسرا معجزہ دکھانے والے ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر جواب مثبت میں ہے تو کیا حضور ﷺ ہر وقت تیات قرآنی نازل ہونے پر قادر تھے۔"

آپ کا مطلب ظاہر ہے کہ یہ وہ نہ ہو سکتی تھی کہ جواب نفی میں ہے۔ یقیناً حضور ﷺ ہر وقت تنزیل قرآن پر قادر نہ تھے۔ اس کے قرآن پاک و معجزے میں ان کے لئے کی صورت یہ ہے کہ تاید میں نفی و شق و اختیار کیا جائے یعنی کہا جائے کہ معجزہ ان کے لئے والے کا ہر وقت معجزے پر قادر ہونا ضروری نہیں۔ اور اس میں آپ و قابل نے آپ کو نہایت سے معلوم ہوتا ہے کہ "جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت مرچہ اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔" یقیناً آپ کے خیال میں ضروری ہے کہ معجزہ دکھانے والے ہر وقت معجزہ دکھانے پر قادر ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو آپ اس لئے معجزہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ تعلیم اسلام میں معجزے کی جو تعریف کی گئی ہے اگر آپ

بھی قرآن پاک کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا، کیونکہ اس کی توہم چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی ہر وقت معجزہ ہے اور جہت اعجاز اس میں موجود ہے اور تحدی برہر قائم ہے۔

آپ نے یہ کیا کہا کہ ”کیا حضور ﷺ ہر وقت آیات قرآنی کے نزول پر قادر تھے۔“ معجزے کو ہر وقت ظاہر کرنے کے ضروری مان لینے کی صورت میں بھی یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک مرتبہ کا اتارا ہوا کام پاک وقت نزول سے قیامت تک معجزہ ہے۔ آپ اسی اترے ہوئے کام پاک کو ہر وقت ہر روز تحدی کے ساتھ پیش فرما سکتے تھے۔ اس لحاظ سے گویا صاحب معجزہ ہر وقت معجزہ دکھا سکتے تھے۔

یہ ممکن ہے کہ بعض معجزات ایسے طور پر عنایت فرمائے جائیں کہ صاحب معجزہ ہر وقت انہیں ظاہر نہ کرے اور ان سے کام لے لے۔ لیکن تمام معجزوں سے یہ ضروری نہیں۔ اور اگر ہر وقت ظاہر کرے گا یہ جانے تاہم وہ معجزے خدا تعالیٰ کے ظاہر فرمانے سے ہی ہر وقت ظاہر ہوں گے۔ صاحب معجزہ یقیناً معجزہ ظاہر کرنے والا پیغمبر مستقل طور پر براہ راست اس پر قادر نہیں۔

اور یہ کہ آپ نے معصوم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر وقت ہر روز اپنے معجزے سے کام لیتے تھے۔ مجھے تو کوئی ایسی دلیل نہیں معلوم ہے کہ ہر وقت ہر روز ان کا اپنے معجزے سے کام لینا ثابت ہو سکا ہو، نہ بانی اس کتاب کا اور نہ جبکہ جس آپ نے یہ مضمون دیا ہے۔

(۲) حرج۔ متعلق آپ نے یہ شبہ ظاہر فرمایا ہے کہ یہ معجزہ اس کو دیکھا گیا اور یہ بھی رسوں مقبول ﷺ کی قدرت میں تھا؟ اس شبہ کا زوال بھی اس طرح فرمایا جیسے کہ معراج کا معجزہ ہونا اس بناء پر ہے کہ ایک انسان کا ایک رات میں تمام عالم سے تعلق کرنا ایسی بات ہے جس سے تمام انسان عاجز ہیں۔ اگر وہ یہ نہ ہو کہ معراج کا ہونا بھی ثابت ہے یا نہیں؟ تو وہ اس کا ثبوت طلب کر سکتا ہے۔ لیکن جو شخص معراج سے ہونے والا صحیح تسلیم کرتا ہے وہ اس معجزہ ہونے میں کسی طرح شبہ نہیں کر سکتا۔ رہا حضور ﷺ کی قدرت میں ہونا ہونا اس کے متعلق مفصل بیان پر ملاحظہ فرمادیں۔

معجزہ ۳۔ شق التمر (۴) ایسی باتیں فرماتے تھے جو بعد میں ٹھیک ہو جاتی تھیں ”یہ یہ معجزہ ہے“ مجھ ملعون وان کے صحیح ہونے میں شبہ ہے۔“

دونوں نمبروں میں آپ کو معصوم نہیں کیا ہے۔ آیا آپ معجزہ شق التمر کا واقع ہونا تسلیم نہیں کرتے؟ ”شبہ اس میں ہے کہ شق التمر ہوا یا نہیں“ اگر یہ بات ہو تو میں اس کے متعلق آپ و قرآن پاک کی آیت اقتربت الساعة واشق القمر اور اس کی تفسیر کی درست احادیث و سیر کی طرف توجہ داتا ہوں۔ اگر جناب چاہیں کہ تو میں شق التمر کا کافی ثبوت پیش کر دوں گا۔ اور اگر آپ شق التمر کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کو معجزہ تسلیم کرنے میں تامل ہے تو یہ شبہ معجزہ کی تعریف اور بھاری یان کی ہونی تفصیل پر غور کرنے سے دور ہو جائے گا۔ حضور ﷺ کی انگلی کے شرے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا اور پھر آپس میں مل جانا ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کے لوگ ایسا کرنے سے عاجز ہیں۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح حضور ﷺ کا بہت سی آئندہ ہونے والی باتوں کا ان کے وقوع سے پہلے خبر دینا اور پھر ان باتوں کا اسی کے مطابق خاتمہ ہونا بھی کھلا ہوا منجز ہے۔ اگر آپ کو اس کے وجود میں شبہ ہو تو میں ان باتوں کی تفصیل بیان کر سکتا ہوں جن کے واقع ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خبر دی تھی۔ اور ان کے وقوع کا علم ہی تجربہ و تخمین اور آثار و سبب سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ مثل سلیم یقین کر لیتی ہے کہ ان کے منظر نے، فوق احاد و طریقے سے ان کی خبر دی، اور وہ صحیح نکلی۔

لیکن اگر آپ ایسی باتوں کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو منجز ہونے میں تامل ہے تو بیان سابق سے یہ شبہ دور ہو جائے گا۔ مہربانی فرما کر آپ اپنے شہادت کی نوعیت و ذرا واضح کر کے بیان فرمادیں تو اس کے زائل و مزید کوششیں جائیں گی۔ محمد انایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ مہینیہ، بلی

پانچواں باب قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ

مسجد اقصیٰ آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف میں کون افضل ہے؟

(سوال) "مہربانیت مقدس، آنحضرت ﷺ اور قرآن شریف۔ ان تینوں چیزوں میں سے زور و تقدس میں
وہ زور و ترخیل کرنا چاہئے؟"

(جواب ۱۱۸) قرآن کے مراد ہر شخص ہے جو خداوند غنی و صلت ہے قرآن کا افضل ہونا خاص ہے،
اس لیے ہر مذہب میں وہ پہنچتا ہے قرآن مجید ہے قرآن مجید و مہربانیت مقدس و اہل بیت و مہربانیت
مہربانیت سے آنحضرت ﷺ کا افضل ہیں۔ یہ غلط فہمی ہے کہ جو حضور انور ﷺ کے ہر مہربان
مہربان ہے وہ ہر شے میں تفوق ہے ان تمام شے میں تفوق ہے تو پھر آپ ذات مقدس کا افضل ہونا خاص ہے۔
ومکہ الفصل منها ای المدینہ علی الراحہ الا ماصہ اعصاء و علیہ الصلوٰۃ و السلام فانہ الفصل
مطلقا حتی من الکعبۃ و لعرس و الكرسي (درمختار ص ۲۷۸ ج ۲) و فی رد السحر فی فی
لباب و الحلاف فما عد اموضع القرۃ المقدس فما صہ اعصاء السریعة فہو الفصل فناء
الارض بالاحماء فان سارحد و کذا ای الحلاف فی غیر البیت فان الکعبۃ الفصل من المدینۃ ما عد
لصریح الا قدس و کذا الصریح الفصل من المسجد الحرام و قد نقل القاصی عاص و غیرہ
الاحماء علی تفصلہ حتی الکعبۃ و الحلاف فما عدہ الح ایہی (ص ۱۷۷ ج ۲)۔

موجودہ دور میں پہلی آسمانی کتاب پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

پہلی کتابوں کی منسوخ نہ جانے والی غلطی پر ہے۔

(سوال ۱) یہاں وقت میں نابھوں میں سے وہی شے زور و قریت، نہیں یہ عمل کتاب
نہیں! ہر عمل کتابہ قرآن و میں یہاں۔

(۲) متدرجہ باتیں منسوخ ہیں یا نہیں؟ ہر وہی مسلمان منسوخ نہ جانتا ہو تو وہ آج راوی ہے۔

نہیں "المستفتی نمبر ۶۵۹۵ ہجری ۱۴۱۶ھ کا پیر ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء

(جواب ۱۱۹) تورات و زبور، انجیل و انجیل پوری منسوخ نہیں ہو میں ان میں سے بعض کام منسوخ ہو گئے ہیں

میں یہاں نہ موجودہ تورات و انجیل تک شے ہیں ان میں ان پر عمل نہیں ہوتا۔ حدیث میں یہاں

لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم (۱۲)

(۲) جو مسلمان یہ کہتا ہو کہ توراؤ وانجیل ہونی ضم منسوخ نہیں ہو، اور جو موجودہ وقت وائیل و حجج اور قابل عمل سمجھتا ہو وہ غلط راستے پر ہے۔ (۱)

محمد غایت اللہ کان مد۔ ۱۰۱۔

قرآن مجید افضل ہے یا آپ ﷺ؟

(سوال) قرآن شریف افضل ہے یا دستور نور رسول خدا ﷺ؟ المصطفیٰ نمبر ۱۵۸ سید چودھری محمد شاہ صاحب سجادہ نشین، رکارڈ سید قاندر محل شہباز رمتہ مد علیہ سیوان شیعہ ۲۵۱۱ شعبان ۱۳۵۲ھ م ۱۱۲ نمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۲۰) قرآن مجید سے مراد کام آمد نہ ہو، حضرت حق جل شانہ کی صفات ہے تو اس نے افضل ہونے میں شہ نہیں اور اگر قرآن مجید سے مراد منصف یعنی قرآن مجید مطہر یا مکتوب ہو تو آنحضرت ﷺ نے افضل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ محمد غایت اللہ کان مد۔ ۱۰۱۔

(۱) قرآن مجید سے اونچا ہو کر بیٹھنا یا بیٹھنا بے ادبی ہے۔

(۲) جس چارپائی کے نیچے قرآن شریف رکھا ہو انہو اس پر بیٹھنا سخت بے ادبی ہے۔

(۳) ادب کا کیا معنی؟

(۴) جس صورت کو عرف عام میں بے ادبی قرار دیا جاتا ہو وہ بے ادبی ہوگی۔

(سوال) (۱) اگر ایک آدمی زمین پر بیٹھا ہو، قرآن پاک سامنے رکھ کر تلاوت کر رہا ہو اور دوسرا آدمی چارپائی پر سامنے بیٹھا ہو یا بیٹھا ہو تو قرآن پاک بے ادبی ہے یا نہیں؟ اور وہ چارپائی پر بیٹھا ہو یا لیٹا ہو، آدمی کتا، گارہ، کایا نہیں؟

(۲) ایک آدمی چارپائی پر بیٹھا ہو اور قرآن پاک چارپائی کے نیچے رکھا ہو یہ بے ادبی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث سے حوالہ عنایت فرمائیں۔

(۳) ادب کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

(۴) ایک آدمی مولوی ہے اور امام مسجد بھی ہے اس کا قول ہے کہ تمہرا ایک اور نمبر دو میں قرآن پاک کی کوئی بے ادبی نہیں ہے۔ یہ بے ادبی نہ دو تان کا ہے نہ ہے۔ قرآن پاک کا بے ادبی یہ ہے کہ اس میں بے ادبی احکام خداوندی ہیں ان پر عمل کیا جاوے۔ ہاں اگر کوئی عالم کی حدیث یا فقہ سے ثابت کرے کہ بے ادبی چارپائی پر آدمی بیٹھا ہو اور نیچے قرآن پاک ہو یہ بے ادبی ہے تو میں مانوں گا۔ اور یہ بھی قول ہے کہ جو شخص

ارعن حابر عن انسی صلی اللہ علیہ وسلم جس ماہ عشر فضل اس سماع حدیث میں یہود معجب افتخروا بکعب معصیہ
فضل امینو کون انہ کما یہو کب لیبود لو کان موسیٰ حامدا وسعد الا تاعی مشکوٰۃ ۳۰ ایح ہم سعید
۲ بکعب معصیہ، فضل امینو کب۔ ہم کما یہو کب لیبود لو کان موسیٰ حامدا وسعد الا تاعی مشکوٰۃ ۳۰ ایح ہم سعید

(جواب) قرآن مجید سے افضل ہیں۔ وفي السراجیۃ بیانا صلی اللہ علیہ وسلم اکرم الخلق و فصیحہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰)

قرآن پاک سامنے رکھ کر پڑھ رہا ہو وہ خواہ قرآن پاک کا وہ کون سا وقت مکلف ہے کہ کوئی حرکت نہ کرے اور جو آدمی چارپائی پر بیٹھا یا لینے بیٹھا پڑھ رہا ہے وہ قرآن پاک کے اوب کا مکلف نہیں ہے۔ جس طرح قرآن پاک میں آتا ہے کہ غیر وضو قرآن و باتھ نہ گاؤ، کسی طرح قرآن یا حدیث سے محبت کرو کہ مذکورہ صورت میں داخل ہے ورنہ یہ بیٹا ابو ادب میں نہیں مانتا۔ بیوا تو جرو۔

المستفتی نمبر ۵۵۶ مجموعہ حسن (سارنپور) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ ۲۸ جولائی ۱۳۵۳ء۔

(جواب ۱۲۱) اگر ایک ہی مکان میں اور ایک ہی جگہ کی صورت ہو تو عرف عام میں اس کو بابتی قرآن دیا جاتا ہے۔ ہذا اس سے احتیاط کرنا چاہئے۔ کتب فقہ میں تلاش کرنے پر اس صورت کی تصریح تو نہیں لی مگر عرفی بابتی کا مد ا عرف عام پر ہے۔ اور اسی پر حکم امر ہو جاتا ہے۔

(۲) یہ صورت پہلی صورت سے زیادہ قبیح ہے کہ بالکل قریب ہی بیٹھے قرآن مجید ہو اور اوپر کوئی شخص

بیٹھا بیٹھا ہو۔ (۱)

(۳) ادب سے مراد تدریس ہے یعنی قرآن مجید کیسے پڑھا جائے یا معامد کیا جائے جس سے اس کی بزرگی و

عظمت ظاہر ہو ورنہ ایسی کارروائی سے احتیاط کرنا چاہئے جس سے اس کی بزرگی یا ہانت ہوتی ہو۔

نمبر (۴) سے آخر تک جو باتیں ہیں یہ اس شخص کا خیال ہے اور عرف اس کے خلاف ہے۔ اگر کسی

صورت کو عرف عام میں بابتی قرآن دیا جاتا ہو تو بابتی ہو کی خواہش نہ ہو کہ قرآن کی کتاب میں نہ لے۔ مثلاً سیدہ اور اوراق قرآن مجید وہ دفن کرنے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کو دفن قبر میں رکھا جائے۔ سیدھے کڑھے میں رکھ کر اس پر مٹی نہ ڈالی جائے کہ اس میں بابتی ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان ملہ، دہلی۔

قرآن مجید کے پوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم۔

(سوال) اگر پوسیدہ اوراق قرآن مجید و اس خیاں سے جدا کیا جائے کہ ان کی توہین نہ ہو تو یہ فعل جائز ہے یا

ناجائز؟ المستفتی نمبر ۶۳۶ مولوی نور اللہ (شیخ مل پور) ۲ رجب ۱۳۵۳ھ ۱۴ ستمبر ۱۳۵۳ء۔

(جواب ۱۲۲) توہین سے مخوف و رشتہ کی غرض سے جدا کرنا جائز ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مصاحف کو جب کہ ان کو باقی رکھنا مناسب نہ تھا، جلادیا تھا۔ فقہ (۳) محمد کفایت اللہ کان ملہ، دہلی۔

ط قوں میں رکھے ہوئے قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جانے میں گناہ نہیں۔

(سوال) (۱) مسجد کے ط قوں میں درپچوں میں چاروں طرف قرآن شریف رکھے رہتے ہیں۔ فرش سے

۱۔ ولا تعدوا علی مکہ ارفع من صلیبہ یثرب (حیوہ المسلمین لحبیبہ الامۃ ۵۴ درہ اسلامیات لاہور)

۲۔ المصحف اذا صار حنفاً یحذره لانه لو شق ودفن یحاج الی اہمالہ الرب عبہ وفی ذلک یوح بحضرت لا د حو

قوہ سفیح بحیث لا یصل المیزاب بہ فہو حبیب (خندہ ۵ ۳۲۳ جلد ۱ و ۲)

۳۔ بہتر یہ ہے جہاں نہ جابجائی ہو۔ ایسا کہ بیٹوں میں یہاں جابجائی ہو حال اثر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوازیں دیکھیں۔

وہو بہ سواد من القرآن فی کل صحیفہ و مصحف ان یحرق (بخاری ۲۶۲۲۔ قدیمی)

ایک اور دوڑ کی بندی۔ درمیان میں۔ ریتچے تو بالکل ہاتھ ہی بھر اوٹے ہیں۔ ایک مووی صاحب دھند فرما رہے تھے کہ موہند تھے بت اوٹے رکھنے چائیں پھر پیٹھ ہو جائے تو پتھ منہ کتے نہیں۔ اسی تک ہم صاحب بوندہ نے آپ سے فرمان ملوئی رحمت۔ اب زٹی ہے یا یا جا۔ آئے اوس و سبجیو جائے یا ایک تختے کف خاص بندی پر لگوائے جائیں؟

(۲) نمازی فرما کر، اقبل بہا عتیدہ عت نماز پڑھتے رہتے ہیں، قرآن خواں بھی تاوت کرنے لگتے ہیں، اکثر زور زور سے بھی اور بعض بازاری دکان میں اس قدر زور زور سے پڑھتے ہیں کہ مسجد کے نمازیوں کا دھیان ہٹ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر کیا کیا جائے؟

المسنفنی نمبر ۱۶۱ نور محمد صاحب یدہ، بوندہ نے شیخ کریم سے اذیت عدد ۱۵۳۲ فرما دی

۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۳) ہاں موہند سوسے اوٹے ہوں تو جہ ہے۔ ورنہ طاقوں میں رہتے ہوں۔ قرآن مجید کی طرف پیٹھ ہو جائے میں گناہ نہیں۔

(۳) جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو علوت کربت والے کو تہہ تہہ پر سوال لازم ہے۔ زور زور سے پڑھنا ضرور ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

قرآن مجید کے یو سیدہ اور اراق کا حکم۔

(سوال) پرائے ورق مصنف سے کہ قبل اتقان نہ رہیں تو گک (۱) میں جواب ہے جائیں بیانی (۲) میں، سوے جائیں پھر پانی و پاک جہ میں، ابابہ یازمین میں مکتوبہ جہ پر فتن سے جائیں جیسا کہ فقہاء نے صاحب المصحف ادا صار محل لا یقرء فیہ ید فی کالمسلم رد المحتار جلد اول ص ۱۳۰ قولہ ید فی ای یجعل فی حرقۃ طاہرۃ و ید فی محل غیر ممتنع لا یوطأ فی الدحیرۃ ویسعی ان یلحد لہ ولا یشق لہ لا ید یحتاج الی اھدۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا ادا جعل فوقہ سقفا بحيث لا یصل التراب الیہ فهو حسن ایضا الحج در مختار جلد اول ۱۳۰ قولہ ک لمسلم فاند مکرم و ادا مات و عدم بفسد ید فی و كذلك المصحف فلیس فی اھالۃ اھالۃ لہ بل ذلک اکرام حوقام الامتھان در مختار جلد اول ص ۱۳۱ سیواتو حروا

المسنفنی نمبر ۱۵۱ مووی سرین لدین (ضلع مٹان) ۸ اذی قعدہ ۱۵۳۲ ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۴) محفوظ مقام میں، فن کریم بھی جائز ہے لیکن جدید آج کل زیادہ بہتر ہے یہ نامہ ایسا محفوظ مقام و ستیاب بہ نامہ شعل ہے۔ ہاں آئی یا بنور نے تفتیح میں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسدق و جہانان کے جوازی میں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

۲۔ وفی المحيط بکرمہ رفع الصوت لقرء القرآن عند المشتعلین بالاعمال، مجموعۃ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی، (۳) ۱۳۳۰ ہجری (۱۹۱۲ء)

۲۔ و امر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفہ او مصحف ان یحرق (بخاری ۲۔ ۷۳۶)

(جواب ۱۲۵) یہودیہ و قرقن مجید جب انسان کے قابل نہ رہیں تو ان کو دفن کر دینا چاہئے۔ اگر یہ مقام پر کہ وہاں آدمیوں یا جانوروں کے قدم نہ پئیں اور اگر ایسا مقام دستیاب نہ ہو تو پھر احتیاط سے جلا کر رکھ دیا میں نہ ماننا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصاحب کو اسی غرض سے جو دیا تھا۔ جو مانع نہ تھا۔ ناجائز نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

قرآنی آیات اور قابل احتتام مضامین والے اوراق کو ردی میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے (سوال) خبروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں لکھی جاتی ہیں اور ان خبروں کو پڑھنے سے بعد ردی میں استعمال کرتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۱۹ ہجری ۱۴۰۱ (۲۴ رجب) اول ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۶) خبروں کے اندر قرآن پاک کی آیتیں یا قابل احتتام مضامین ہوں تو ان ردی میں استعمال کرنا جائز ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

جلسہ میں قرآن مجید کی تلاوت کو بقیہ امور پر مقدم رکھنا چاہئے۔ (سوال) یہاں کو سکھانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اس میں قرآن شریف کی تلاوت اور کہانی یا مثنوی۔ نظم تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اس میں ایک ترتیب یہ ہے کہ اول قرآن شریف کی تلاوت ہوگی اس کے بعد کہانی اور نظم کا مرتبہ۔ دوسری ترتیب یہ ہے کہ اول کہانی پھر قرآن شریف پھر نظم۔ دونوں صورتوں میں سے بہتر صورت وہی ہے۔ قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے یا نظم اور کہانیوں کا مقدم کرنا جو صورت شریف افضل ہو بیان نہ میں۔

المستفتی نمبر ۱۵۱۳ ہجری ۱۴۰۱ (۱۰ اپریل) اول ۱۳۵۵ھ ۳۰ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۷) قرآن شریف کی تقدیم افضل ہے۔ تاکہ وہ پکے ہو جانے کی وجہ سے کہانی اور نظم کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ فتاویٰ محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی۔

الجواب صحیح۔ حبیب امر سلیم نائب مفتی مدرسہ اہلبیت دہلی۔ جواب صحیح۔ ریاض الدین مفتی مدرسہ دارالعلوم دہلی۔ جواب صحیح محمد علی علیہ السلام صاحب قیام دہلی۔

قرآن مجید کا غیر عربی متن کے مختص ترجمہ شائع کرنا ایسا ہے؟
یہ قرآن شریف کا ایسا ترجمہ جس میں عربی عبارت بالکل نہ ہو
وہ عربی و عربی عبارت نہ شائع کرنا درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۱۸ ہجری ۱۴۰۱ (۷ رجب) اول ۱۳۵۵ھ ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۲۸) قرآن مجید کی اصل نظم عربی اور اس کی خصوصیات کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبارت ترجمہ کے ساتھ ضروری ہے۔ خاص ترجمہ کی شاعت میں تغیر و تبدل کے امکانات زیادہ ہیں اس لئے اس پر اقدار برنامہ مسلمانوں کے لئے قریب صواب نہیں۔ امدادیت اندکان مدہ ۱۰۰۔

”میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں مانتا نہ سننا چاہتا ہوں“ کہنا کیسا ہے؟
(سوال) یہ شخص کہتا ہے کہ میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ میں مولوی کے مقابلے میں وہی بات قرآن وحدیث کی سننا چاہتا ہوں، خواہ ہمارے مولوی غلط ہی ہیں۔ ایسے آدمی کے واسطے کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۸۶ امدادیت صاحب (مرتبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۵ھ) ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۲۹) یہ قول۔ میں مولوی کے مقابلے میں قرآن وحدیث کو نہیں جانتا نہ سننا چاہتا ہوں۔ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور موجب فتنہ ہے۔ امدادیت اندکان مدہ ۱۰۰۔

قرآن مجید کی طبع و نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔
قرآن کریم کو غرض غنیمت پارہ پارہ کر کے چھاپنا درست ہے۔
(سوال) (۱) قرآن کریم کی طبع و نشر غیر مسلم قوم کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہئے۔ اگر وہی مسلمان ہوں تو نہ مسلم ایسا کام اپنے ہاتھ میں لے تو وہی دینی کا مشورہ ہونا چاہئے۔ لیکن اس نکتہ کی قرآن کریم و ایک ہر تجارت تصور نہ ہونا چاہئے۔ ہاں اس سے متعلق جس قدر مصرف (خوشیاں یا قبیل) ہوں تو وہی وصول کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس سے زیادہ وصول کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہو گا وہ ناجائز ہے۔ میرے خیال سے صحیح ہے تو پھر اس سے منافع کے حصول میں جہاں روپیہ حاصل نہیں کرتے اور احتیاطی میں ہے کہ اس منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام و عموں اور مرء و خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم و حصہ حصہ لڑکے (مثلاً پنج سورہ۔ یازدہ سورہ۔ نیز وہ سورہ) چھپوانا درست ہے کیا اس طرح قرآن کریم پارہ پارہ ہو جائے گا اندیشہ نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا کام خود اللہ کریم ہے۔

(۳) قرآن کا پشت رنگ وغیرہ کرنا کہ اس کی صورت مزین معلوم ہو، نیز موجودہ زمانہ کے مطابق جیسا کہ قریب ہر کتاب درست ہے۔

المستفتی نمبر ۱۳۵۹ امدادیت صاحب سب بنی پشتر (چاندھ ۱۳۵۹ھ) ۱۹۳۶ء
فروری ۱۹۳۶ء

۱۔ ان اعتاد القراءۃ بالفارسیۃ او اداد الیکتب مصحفاً بہایمہ (اشیاء ۱/۳۸۶)
۲۔ حضرت مفتی صاحب نے احتیاطاً کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ وگرنہ ایسے کلمات کہنے کی کافی وجہ ہے۔ وبکفر نہ مکربہ من شر۔
او سحر بامدہ (اعجاز الراق ۵/۳۱۱) بت

(جواب ۱۳۰) (۱) مساحت مطلوبہ یا قلمی مالک کی ملک میں اور وہ ان کو بیع کر سکتے ہیں، ورنہ تجارت ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں اور قرآن کریم کی طبع و رشتہ اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔

(۲) حصہ دہندہ کے شائع کرنا مباح ہے اور غرض تعلیمیتوں کے لئے پارہ پارہ کر کے چھپنا بھی مفید ہے اور سلفا اور خلفا معمول بہ ہے۔

(۳) یہ صورت خلاف و ہے، لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت و احترام ہو تو مباح ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی

بلا قصد سپارہ ہاتھ سے گر جانے پر پکڑ نہیں۔

(سوال) تین سال کا عرصہ ہے کہ مسجد میں شب کو زید و بحر کا چھ بسم ہوا۔ دونوں بیٹھے ہوئے تھے ورنہ میں فتنہ باہمی کر رہے تھے۔ زید نے سپارہ ہاتھ میں سے کرخت کر لیا۔ میں نے پہلے بھی قسم دینی تھی اس پر تم نے اعتبار نہیں کیا۔ پس زید کے ہاتھ سے سپارہ فرش پر گر پڑا۔ بعد اس کے دونوں چھ عرصہ تک ہم کام نہیں ہونے۔ جب لوگوں نے باہمی سسٹ پر دونوں کو مجبور کیا تو زید نے خود چھوٹے ہونے کے سبب بحر سے معافی مانگ لی ورنہ دونوں رضی ہوئے، لیکن بحر چھ بھی مسجد میں نہیں آیا اور مسجد اور جماعت کو اس نے ترک کر دیا۔ اس نے جب دریافت کیا تو اس نے یہ کہا کہ زید سے ہاتھ سے جو سپارہ گر پڑا ہے اس پر شرعی کی ممانعت صاحب کا حکم ہونا چاہیے، جب میں مسجد میں آؤں گا۔ اور زید مسجد میں تمام نمازیوں کے روبرو یہ اعلان کر چکا ہے کہ میں نے حیثیت چھوٹے ہونے سے بحر سے راضی نامہ کر لیا اور معافی کا خواستہ کر لیا اور جو سپارہ کہ غصے میں میرے ہاتھ سے بحر سے پر اللہ تعالیٰ اور کائنات میں تو بہ ہے۔ اب اس امر پر مہربانی فرما۔ دونوں کے بارے میں جو حکم شرعی ہو، جواب دیجیے گا۔ تاکہ حضور کے جواب پر سب متفق ہو۔ المسنفتی نمبر ۱۴۰۰ مووی بہار خان صاحب۔

اے۔ لی۔ مبینی نمبر ۱۳ اپنی وئی (چین) ۲۷ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۳۱) زید کے ہاتھ سے بلا قصد سپارہ کر لیا تو زید پر کوئی مواخذہ نہیں۔ صرف اس بے احتیاطی اور فتنہ کی وجہ سے اس کو بدنامی و عزت جس شانہ میں تو بہ و استغفار کر لینا کافی ہے بحر کو اس میں مداخلت کا حق نہیں۔ زید اور بحر کے درمیان شدید سے ہوا سبب تھے ورنہ یہ کئے اور معافی ہوئی تو بحر و زید کے ساتھ کام و سلام کرنے اور مسجد و جماعت میں شریک ہونے سے باز نہیں رہنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت لدہ

ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں۔

ہندوؤں میں قرآنی تعلیمات و نش و نشانیت اور ان کی ہدایت کے لئے ہندی ترجمہ کے ساتھ

۱۔ ہندوؤں میں ہندی رسم الخط میں قرآن کریم شائع کرنا جائز نہیں۔

۲۔ وحار حبیہ المصحف لہامیہ من عظمہ (آئینہ معابد ۶/۱۶۶ سعید)

۳۔ عن ابی ایوب الانصاری اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لرجل ینحر احاہ فوق ثلث لیل (نہن

شریف ۲/۸۹۷ قدیمی کتب خانہ)

ہندی رسم الخط میں متن بھی درج کیا جائے تو کیسا ہے؟

المسنفنی نمبر ۲۵۶ محمد عبد الی (کانپور) ۲۰ محرم ۱۳۵۹ھ ۲۹ مئی ۱۹۴۰ء

(جواب ۱۳۲) چونکہ ہندی رسم الخط میں عربی کے کئی حرف نہیں ہیں اور نہ ان کو ظاہر کرنے کے لیے وہی قصبہ حاکمات ہیں اس لیے متن قرآن اور نظم قرآن و ہندی رسم الخط میں شائع کرنا جائز نہیں ہندی ترجمہ ہندی رسم الخط میں شائع کیا جاسکتا ہے، مگر نظم قرآن و عربی رسم الخط میں ہی لکھا جائے۔

محمد کفایت اللہ کانپور دہلی۔

غیر مسلم سے قرآن پاک کی جلد بنوانا۔

(سوال) جہاں جلد ساز مسلمان نہ ہو وہاں ہندو جلد ساز سے کام مجید مترجم کی جلد بنانا جائز یا نہیں؟

المسنفنی نمبر ۲۲۵۱ شہادت حسین (ضلع آگرہ) ۵ مارچ ۱۹۳۷ء ۱۶ مئی ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۱۳۳) ہندو جلد ساز سے کئی مسلمان قرآن مجید کی جلد بنوانا جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کانپور دہلی۔

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا حکم۔

(سوال) قرآن مجید کے اوراق منہ و سب طرح ضائع کیا جائے؟

(از اخبار جمعہ روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(جواب ۱۳۴) اہل اسلام نے قرآن پاک کے اوراق منہ کے لیے یہ ترتیب بتائی ہے کہ ان کو رتن میں رکھ کر غلی قبر کے مشابہ کرنا ہو، اگر ایسے مقام میں دفن کر دیا جائے جہاں آدمی اور جانور نہ پہنچتے ہوں، اگر کسی جگہ کا آج کل مانا مشغل ہے، اس سے آگے کر ان کی رکھ دیر میں ڈال دی جائے تو اس میں زیادہ اہمیت ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

قرآن پاک کے علاوہ جو دس پارے بتائے جاتے ہیں

ان کو ناپاک چیز کے ساتھ تشبیہ دینا۔

(از اخبار جمعہ روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۵ء)

(سوال) مقام اودیر مجلس شب قدر میں ایک واعظ صاحب نے اثبات وعظ میں یوں فرمایا کہ کام مجید میں تیس پاروں کے علاوہ دس پارے اور ہیں جو صوفی بیان کرتے ہیں، انہوں نے ان پاروں کو سیاہ شیدہ رکھا ہے جیسا کہ عورت اپنی حیض کی چند یوں و پوشیدہ رکھتی ہے۔ پس یہی مجلس متبرک میں وعظ صاحب کا کام پاک و ایک کی نجس چیز سے تمثیل دینا جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ اعتدال الفراء و الفارسیہ و راد۔ بکف مصحف بدیع و کتب القرآن و تفسیر کی حرف و بر حصہ حار و سرد۔ (۳۸۶ سعید)

۲۔ المصحف دا صراحی ملحدہ (ہندیہ ۵۳۴ جلدیہ)

۳۔ مزید بتایا جائے کہ غیر ایمانیوں میں یہ دیا جائے۔ المصحف اور صراح حلقا و تعلوت الفراء و صلا بحر و مالک و سید۔ (۳۲۳ جلدیہ و لاس بان تلقی فی ماء جار۔ (رد المحتار: ۱/۷۷۷ سعید)

(جواب ۱۳۵) انرجہ واعظ صاحب نے فرمایا ہے: غلط فہم رہنے والے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں تیس پاروں میں ہر پار میں دس پارے ہیں۔ اس کے علاوہ اور دس پارے نہیں ہیں۔ جو لوگ دس پارے بیان کرتے ہیں تو یہ سب غلط فہم پر نہیں۔ بلکہ ان افتراء لردہ پاروں کو پیش کرتے ہیں کہ یہ سب چھپتے ہیں۔ خاص ہے جو دس پارے اور کتابت کرتے ہیں اور ان کو قرآن کا جزو قرار دیا جاتا ہے وہ ثابت مذہب و افتاء کے ناپاک ہیں۔ اس لئے مضمون مذکور کی نوعیت اگر یہی ہو تو مضمون فی حق۔ قابلِ رد نہیں ہے۔ تاہم اس طرح سے قبیح برہان کی طرح قیے پر مبنی نہیں ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو سکتی ہے ورنہ قرآن میں دس پارے ہوتے۔ محمد غایت اللہ کا بیان ہے۔ دہلی۔

مسئلہ خلق قرآن

(از اخبار جمعہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

(سوال) مولوی محمد محمد صاحب دہلی پریس نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ کاغذ، سیاہی، مخلوق ہے۔ کاغذ کا کام خالق ہے۔ سیاہی بات درست ہے۔

(جواب ۱۳۶) قرآن مجید، حوام جس کو قرآن مجید، کام مجیدت میں وہ مصنف ہے۔ جتنی کاغذ یاں درختوں سے بنے ہوئے ہیں وہ قرآن۔ یہ یقین مخلوق ہے، حادث ہے۔ اور کامیاب جو ہم اپنی زبان سے کہتے ہیں وہ ہمارے الفاظ سے ان عبارتیں ہیں۔ یہ جتنی مخلوق حادث ہے۔ اس لئے اوپر اس کام میں جتنی وہ کام ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں۔ خدا ہمارے تو وہ کام نفسی مخلوق نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ فی حد ذاتہ ناقص مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ ناقص ذاتی صفت ہے۔ (۲) محمد غایت اللہ کا بیان ہے۔ دہلی۔

(۱) قرآنی آیت والے اخبارات کو روئی میں استعمال کرنا مناسب نہیں۔

(۲) قرآن کریم پاس موجود ہو کسی کی تعظیم کیلئے لٹا ہونا۔

(از اخبار جمعہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) اخبارات وغیرہ میں اللہ عزوجل کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ روئی میں پڑھتے ہیں، پھر وہ روئی کاغذ پر یوں میں غافلوں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) جب کہ ہمارے ہاں سے قرآن کریم کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ روئی میں پڑھتے ہیں، پھر وہ روئی کاغذ پر یوں میں غافلوں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور تعظیم کے قرآن کریم کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ روئی میں پڑھتے ہیں، پھر وہ روئی کاغذ پر یوں میں غافلوں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

۱۔ مقدمہ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ قرآن کریم کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ روئی میں پڑھتے ہیں، پھر وہ روئی کاغذ پر یوں میں غافلوں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

۲۔ قرآن کریم کے نام یا آیت قرآنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یا احادیث وغیرہ لکھی رہتی ہیں، ایسے اخبار لوگ روئی میں پڑھتے ہیں، پھر وہ روئی کاغذ پر یوں میں غافلوں میں گایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۳۷) (۱) یہ خبروں و جواہر پابانہ میں فروخت کرنا منہ سے نہیں۔

(۲) قرآن مجید کے تعظیم کے لئے ہونا شرط نہیں۔ محمد کا بیت المقدان مدد دہلی۔

استدراک (اتحادیہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء)

سوال نمبر ۲۰ کا صحیح جواب یہ ہے کہ اثبات قیامت قرآن مجید میں کسی شخص کی تعظیم کے لئے ہونا

نہیں چاہئے۔ اور آیت قیامت میں برہان نہ ہو کہ قرآن مجید پاس رکھا ہے تو کسی آیت والے کی تعظیم کے لئے
ہے۔ ہونے میں مضائقہ نہیں ہے۔ محمد کا بیت المقدان مدد دہلی۔

(۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا ناجائز ہے۔

(۲) قرآن مجید کا غیر عربی میں ترجمہ جائز ہے۔

(۳) قرآن شریف کے ترجمے کو بغیر وضو کے ہاتھ لگانا۔

(۴) قرآن مجید کا ترجمہ غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا۔

(۵) قرآن مجید کا متن غیر عربی رسم الخط میں لکھنا۔

(۶) کاغذ پر لکھی ہوئی آیت کو بغیر وضو کے چھونا۔

(۷) قرآن شریف کے سید و جلدوں کا حکم۔

(۸) (۹) تباہی و تخریب پر اجرت لینا ناجائز نہیں اور اجرت لینے والے کی امامت درست نہیں۔

(۱۰) امامت کی اجرت کا حکم۔

(۱۱) ”لا یمسہ الا المطہرون“ سے کیا مراد ہے؟

(الانخبار سہ روزہ اتحادیہ دہلی مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۳۶ء)

سوال (۱) قرآن شریف کو بغیر وضو کے چھونا کیسا ہے؟

(۲) قرآن شریف کا ترجمہ برائے انگریزی، اردو، ہندی، عربی، فارسی، سنسکرت، چھونا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) قرآن شریف پر ترجمہ یا ہندی یا تہذیبی وضو کے ہر فاسق و فاجر مسلمان کے ہاتھوں سے

نہیں ہے؟

(۴) قرآن شریف کا ترجمہ ہندی، عربی، فارسی، سنسکرت، چھونا کیسا ہے؟

(۵) قرآن شریف کی عربی عبارت کی غیر عربی رسم الخط میں لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) قرآن شریف کی عربی عبارت کی ہندی، عربی، فارسی، سنسکرت، چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

(۷) قرآن شریف کی عربی عبارت کی ہندی، عربی، فارسی، سنسکرت، چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

پاس ہے؟

پاس ہے؟

(۹) قرآن شریف نہ تو تورات پر ناجائز ہے یا نہیں؟

(۹) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جو بامعوضہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۰) بامعوضہ مسجد میں نماز پڑھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

(جواب ۱۳۸) (۱) قرآن شریف وہ غیر وضو کے چھوٹا مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔ (۲) قرآن کریم ہر زبان میں ترجمہ کرنا غرض تبلیغ جائز ہے۔ (۳) قرآن کریم کا ترجمہ مسلمان کے حق میں قرآن مجید کا سمرا ہے۔ نہ اور غیر مسلموں و تبلیغ کے لئے ناجائز ہے۔ (۴) غرض تبلیغ جائز ہے۔ (۵) غرض تبلیغ و تفسیر بہ ضرورت جائز ہے۔ (۶) مسلمان کے لئے ناجائز ہے۔ (۷) بہتر ہے کہ ان کو محفوظ طریقے پر دفن کریں۔ ایک جگہ دفن کریں جو پامان نہ ہو تو یہ یا جگہ دریا میں ڈال دیں (۸) تلاوت کی اجرت دینا لینا ناجائز ہے۔ (۹) جائز ہے مگر خدیف وں (۱۰) امت کی اجرت مٹی جائز ہے۔ (۱۱) آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہیں۔ قرآن شریف و پاک ووں کے ساتھ اور نہ چھوٹیں۔ اور دوسرے معنی بھی ہیں۔ (۱۲)

محمد کفایت اللہ کا لہ و ملی۔

موجودہ انجیل اور توریت محرف ہے۔

از اخبار المجمعۃ و ملی مؤرخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء

(السوال) موجودہ انجیل و توریت کے مندرجین میں کسے مطابق ہیں یا نہیں؟

(الجواب ۱۳۹) موجودہ انجیل و توریت محرف ہیں۔ ان کے اندر تحریف و تبدیل کا وقوع قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس لئے ان کے مندرجین پر بھی وہ نہیں رہا کہ کوئی سی مہارت منزل من اللہ ہے اور کون سی تحریف شدہ (۱۱) محمد کفایت اللہ کا لہ و ملی۔

۱۔ لا یمسہ الا المطہرون (الواقف ۷۹)

۲۔ کتب القرآن و تفسیر کمال حروف و ترجمہ حار (الدر المختار ۱۷۷)

۳۔ یہ متنی صاحب کی رائے ہے فقہاء کرام کے قائل ہیں۔ وقد حوز اصحابنا من کتب التفسیر للمحدث (الدر المختار ۱۷۷)

۴۔ تہجور کتابہ آیۃ او آیاتہ بالفارسیہ لا اکثر (الدر المختار ۱۷۸)

لا یمسہ الا المطہرون (الواقف ۷۹)

۶۔ المصحف اذا صار خلفا یحد الح (حدید ۵ ۳۲۳ ماجدیہ)

۷۔ القول المنفی بہ حوار لا حد سیحار علی نعمہ انما لا علی القبر، و المحررہ (اشیہ ۵ ۵۶ مید)

۸۔ انما یتعدیہ انما یتعدیہ انما یتعدیہ انما یتعدیہ انما یتعدیہ (اشیہ ۱ ۵۵۶)

۹۔ استحسنوا لاستیحار و راد فی من المصحح لامامہ (الدر المختار ۶ ۵۵۵ مید)

۱۰۔ قول العوفی عن ابن عباس لا یمسہ الا المطہرون، یعنی لملائکہ، وعن قتادہ (لا یمسہ الا المطہرون) قال لا یمسہ

عد اللہ لا المطہرون اح و قال من رید رعمت کفار قبرش ان هذا القرآن نزلت بہ السیاطیر و حجر اللہ تعالیٰ بہ

لا یمسہ الا المطہرون و قال لا حروب۔ لا یمسہ الا لمصغرون، ای من الحدیث و الحدیث، (تفسیر ابن شہیرہ ۲۹۶ میل

یہ نئی دور)

۱۔ بحر فہم الکلم عن مواضعہ (اشیہ ۳۶)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسجدوا لکتاب ولا لکدوہم (بخاری ۲ ۵۹۳ قدیمی تہذیب)

چھٹا باب خلیفہ، امام، امیر

حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہے؟

(سوال) موجب حدیث مندرجہ ذیل جن کے نام کرمی کی تصدیق نہیں کون سے خلفاء مقصود ہیں۔
 ۱۔ مہربانی ان خلفاء کے نام مبارک سے اطلاع بخشیں۔ حدیث یہ ہے۔ عن حابر بن سمرۃ قال
 سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یرال الا سلام عربی الی اثنی عشر حلیفۃ
 کلہم من قریش وفی روایۃ لا یرال امرالس ماصیا ماولہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش
 وفی روایۃ لا یرال الدین قاسما حتی تقوم الساعة اویکون علیہم اثنا عشر حلیفۃ کلہم من
 قریش۔ مشکوٰۃ المصابیح جلد چہارم۔ مناقب قریش

(جواب ۱۴۰) اس حدیث کے معنی میں تین قول ہیں۔ قول اول کا خدشہ یہ ہے کہ اثنا عشر خلیفہ سے وہ
 م کے کسی امیہ مراد ہیں جو زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد مراد ہے۔ اس سلطنت سے۔ اور یہ قول دوسرا
 مدح نہیں بلکہ صرف تنقید سلطنت کا نام مقصود ہے۔ اور اس صورت میں ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) یزید بن
 معاویہ (۲) معاویہ بن یزید (۳) عبدالملک (۴) یزید (۵) سلیمان (۶) عمر بن عبدالعزیز (۷) یزید بن
 عبدالملک (۸) ہشام (۹) یزید بن یزید (۱۰) یزید بن الولید بن عبدالملک (۱۱) ابی نعیم بن الولید (۱۲)
 مروان بن محمد۔ چنانچہ بنی امیہ میں یہ بارہ خلفاء ہوئے ان کے بعد سلطنت بنی امیہ سے نکل کر بنی عباس میں
 چلی گئی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد بارہ خلیفہ ہیں جو امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہوں گے
 جن میں سے پانچ حضرات حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سے ہوں گے اور پانچ حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی والدہ سے۔ ان سب کے بعد پھر ایک بزرگ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سے ہوں گے اور ان
 کے بعد ان کے صاحبزادے۔ اس طرح بارہ خلیفہ ہوں گے اور سب امام ہر حق ہوں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ خلیفہ ہر حق قیامت تک پورے ہو جائیں گے۔ متصل ہونا ضروری نہیں۔ یہ
 تینوں قول مجمع الخبار میں موجود ہیں۔ ۱۔ محمد شایع مدکان اللہ۔ دہلی۔

حضرت علی سے افضل ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے
 میں ”آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا“ کہنے والے کی امامت کا حکم۔

(سوال) زید ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، خلفاء میں افضل ہیں اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی خلافت انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفق ہو کر کر لی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بابت کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

[illegible]

پس مذہب حق یوں ہے۔ حضرت با بحر صدیق ہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ورتما مت مدیہ۔ فیصل تھے۔ یہ دنا۔ حضرت لقیہ نے حضرت صدیق بہ رضی اللہ عنہ خاں مدین و خدمت سے متعلق پتہ نہیں فرمایا صحیح نہیں۔ جیسا کہ آپ۔ ارشادات جو مثل تہ تیغ کے ہیں بھڑت خدمت صدیق پر ہوتے ہیں۔ نیز حضرت لقیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و خدمت سے متعلق بھی قہتہ تہ تیغ میں فرمایا چہر ان کو جس وجہ سے مستحق خلافت قرار دے لیا گیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ و فضیلت کا یہ قاطع مقدمہ ہے ورنہ امت مبروہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔

فصل سوم در بیان احوال و سیرت و کرامات و معجزات و غیره از حضرت امام علی (علیه السلام)

[illegible]

۳۔ ان کے بعد قید جمعیہ پر دو سو بیس برس کی سزا سنائی گئی۔ (شرعی القاعدہ ۱۴۲۶ھ) (۱۴۲۶ھ) (۱۴۲۶ھ)

(Faint, illegible handwritten notes)

...and the

۱۶۔ کہ بفضل عافیا کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر و علی اللہ تعالیٰ عنہ لا یكون کثیرا الا انه مبتدع (ختمیہ)

[illegible]

امام اور ولی میں فرق ۔

(سوال) امام اور ولی میں کیا فرق ہے ؟

المستفتی نمبر ۳۵۴۲ نور اسلام (رنگون) ۳۱ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۵ فروری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۲) ولی امام بھی ہو سکتا ہے اور امام وی ہو سکتا ہے۔ امام تو اس کو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اپنا پیشوا اور مقتدا قرار دے۔ اور ولی اس کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور معصیت سے بچے اور خدا کا دوست بن جائے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا لہذا اللہ دہلی۔

اشتراک علمائے اہل حدیث اور احناف کا متفقہ فتویٰ میں درج فتویٰ کی وضاحت ۔

(سوال) عرض ہے کہ ایک مطبوعہ پوسٹر قبل از عید الفصحی شائع ہوا جس کی سرش یہ ہے کہ ”علماء اہل حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ“ جو منسلک عینہ بذرا ہے۔ اس میں مجھ کا جزا اور والد محترم جناب مولانا عبدالوہاب صاحب مرحوم و نیز جماعت غرباء اہل حدیث کے خواہ مخواہ عقائد و مسائل بشکل سوالات ۳ تا ۴ ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان کے جوابات میں جناب کی طرف سے جواب نمبر ۲۶ درج ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ سوالات نمبر ۳ تا ۴ عینہ آپ کے پاس مسائل سے کر آیا اور جواب جو آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ فی الواقع نہیں سوالات سے جواب میں اس جناب ہی نے تحریر فرمایا ہے، امید کہ اخلاق کریمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اصل حقیقت سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

میر۔ مسائل کے سوالات میں جو عقائد ہماری طرف منسوب کئے ہیں، وہ بالکل غلط اور تعصب پر مبنی ہیں۔ ہمارے جو عقائد ہیں وہ شہر مشہور ”مدائن عامہ“ کے رفع اہتمام میں درج ہیں۔ جس کی ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔ بیان عقائد کے سبب سے میں اور میرے والد اور میری جماعت خارج از اسلام ہو سکتے ہیں اور جمیع حقوق اسلامی سے محروم۔ نیز جو شخص کسی کے متعلق خدشہ واقعہ سوالات کرے مسلمانوں میں تشویش و تفریق کا باعث ہو اس کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ ان جناب بلا کسی رو رعایت کے آزدانہ جواب تحریر فرما کر ممنون فرمادیں۔ فقط

المستفتی نمبر ۱۳۷۲ ابو محمد عبدالستار بنی م جماعت غرباء اہل حدیث صدر بازار دہلی ۲۲ ذی الحجہ

۱۳۵۵ھ ۶ مارچ ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۱۴۳) پوسٹر ”مدائن عامہ“ میں حدیث و احناف کا متفقہ فتویٰ ”میں سنایا، مجھے فہم ہوا ہے کہ اس بارے میں جو تفتاء میرے پاس آیا تھا اور جو جواب میں نے لکھا تھا، اس کی نقل نہیں رہی تھی۔ جواب نمبر ۲۶ ان عبارت پر جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ عبارت میری ہے لیکن مجھے یہ یاد نہیں آتا کہ سولہ

۱۔ و بصیرا ما بالباعۃ و فی الشامیۃ و اما ببعۃ جماعۃ من العلماء او من اهل الراۃ و التدبیر (الشامیہ: ۴/ ۲۶۳ معید)
۲۔ والوبی هو العارف باللہ تعالیٰ و سمعته حسب ما یسکون المواظب علی الطاعات المحتجب عن المعاصی المعروض عن اہمک فی اللغات و التہویات (ش. العقائد ۱۳۲۰ ج ۱۔ ایم معید)

عبارت بھی یہی تھی یا نہیں۔ میرا جواب ان کا وہی اور خیریت کے متعلق ہے جو سوال میں مذکور تھے۔
اشخاص کے متعلق نہیں۔ جن لوگوں کے وہ عقائد، اعمال اور خیریت ہوں ان کے ساتھ فتویٰ کا تعلق ہے اور
جن نے وہ عقائد و خیریت نہ ہوں ان کے ساتھ میرا جواب متعلق نہیں مثلاً ان کا یہ خیال نہ ہو کہ مولوی
عبد الوہاب صاحب یا آپ ایسے واجب طاعت امام ہیں کہ جو شخص ان کی بیعت میں داخل نہیں تو یا آپ کی
بیعت میں داخل نہیں، وہ باغی، کافر، جاہلیت و ممت مرنے والا ہے۔ اگر آپ باوجود وعائے ہمت کے بھی
دوسرے اہل حدیث و احناف و جو آپ کی یا آپ کے محترم والد صاحب کی بیعت میں داخل نہیں، مسلمان سمجھتے
ہوں۔ باغی، کافر، جاہلیت و ممت مرنے والا نہ قرار دیتے ہوں۔ اور مسلمانوں کی زور و جو آپ کو نہیں دیتی جاتی
بلکہ مصارف زور و میں وک خود ادا کرتے ہیں، باطل نہ قرار دیتے ہوں۔ دوسرے مسلمانوں یعنی آپ کے
مباہعین کے سوا دیگر اہل حدیث اور احناف کی بیہویوں و ان کی صحیح منکوحات اور بغیر طلاق دوسرے لوگوں کے
لے حرام سمجھتے ہوں اور الفاظ کفر یہ شاید سے رقیہ کو ناجائز قرار دیتے ہوں تو میرا یہ جواب آپ کے متعلق
نہیں ہے۔ آپ نے اپنے پورے "اعلان عامہ پر ارفع اتمام" میں اپنے جو عقائد بیان فرمائے ہیں ان میں سے
پہلے عقیدہ کے متعلق گزارش ہے کہ یہ قبیح ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کا ایک امام ہونا چاہئے اور یہاں
چاہئے نہ صرف وہاں کی ترجیح رہنمائی ہے بلکہ مفہم کا نصف بھی ظالم سے دوا ہے۔ کفر و شر کی بیخ کنی بھی
ہے۔ حدود و قصاص بھی جاری ہے۔ وقت ضرورت جہاد بھی جاری ہے۔ اور فتنہ و فساد کا سدھار ہے۔

میلن یہ سوال تو باقی رہا کہ اگر بد قسمتی سے ایسا نام میسر نہ ہو تو آیا مسلمان ایسے نام کے نہ ہونے کی حالت میں مسلمان رہیں گے یا نہیں۔ بعد ان کی موت موت جاہلیت ہو جائے گی۔ اور انگریزی حکومت میں ایسے نام کا جو عنفات مذکور ہوگا، اسے متصف بہ وجود معدوم ہے، تو انگریزی حکومت کے رہنے والے مسلمان یا مرید اور ظاہر ہے کہ ایسا شخص جو اپنے محمد بلکہ اپنے محمد کے اندر بھی فتنہ و فساد و قوت و طاقت سے نہ روکتا وہ حقیقتہً امامت شریعہ کا محض و مصدق نہیں۔ اور دوسرے عقیدے میں جس حدیث کا ذکر ہے۔ وہ صحیح اور شرعی امامت کے وجود ہوتے ہوئے مختلف عن الہدیت پر تو پسپائی جاسکتی ہے۔ لیکن ایسے معذورین کے لئے جن کو بد قسمتی سے صحیح شرعی امام میسر نہیں اور نہ وہ قائم کر سکتے ہیں۔ یہ سزا جو حدیث میں مذکور ہے، نافذ نہیں ہو سکتی، اس کے علاوہ حدیث سے حد اور سزا بھی مراد ہو سکتی ہے خواہ نام ہو یا نہ ہو۔

نمبر ۳ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا مفاد بھی یہ نہیں کہ اگر مرنے والے کی زکوٰۃ خود ادا کر دے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور خصوصاً حالت میں کہ ہمارے شیخ علی صحیح موجود نہیں بطلان زکوٰۃ کا حکم اور بھی قدی ہے۔

و لمسمود لا بد لهم من امداء شوم تشد احكامهم و امامه حدودهم و سد ثغورهم . نخبه حوشه و حد صدقينه
(شرح الفتاوى ۱۲۹۰ هـ / ۱۳۱۱ م)

٢- من جلع هذا من طاعة لقي الله يوم القيامة لا حرج له ومن مات وليس في عنقه بيعة مات شهيداً (مسلم ٢١٢).

نمبر ۴ میں آپ نے جو فرمایا ہے کہ آپ کا عقیدہ وہی ہے جو مولوی محمد صاحب جو ناگدھی و مولوی احمد صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب و مولوی عبید اللہ صاحب کا ہے۔ تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کی تفصیل معلوم نہیں کہ وہ عقیدہ کیا ہے؟ میں اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ اس کے وقت کلمہ کفر زبان سے نہ دینے کی جو اجازت ہے اس پر رقیہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اجازت کی صورت وہ ہے جس میں جہاں کلمہ کفر کا یقینی نتیجہ جان کا محفوظ ہو جانا اور رقیہ کا یہ اثر کہ مرض مہلک اس میں نہ ہو رقیہ سے ضرور شفا ہو جائے گی، یقینی ہو کہ غرضی نہیں محض موبہوم ہے اس لیے رقبہ کو اجراء کلمہ کفر پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

خلاف شرع حکم کرنے والے حکمران طغوت ہیں ان کو

”اولی الامر“ میں داخل کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔

(سوال) جو شخص آیت شریفہ واؤل الامر منکم واکموا میں موبہوم و موبہود پر محمول کرتا ہو اور کام آئین موبہودہ کے حکم کو اس آیت شریفہ سے استدلال کر کے واجب العمل کہتا ہو تو ایسے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۳۶۲ مولوی محمد شفیع صاحب مدرس لول مدرسہ اسلامیہ شہر ملتان ۲۳ ربیع الاول

۱۳۵۶ھ ۳ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۱۴۴) (اولی الامر منکم سے علماء یا حکام مسلمین مراد ہیں۔ یعنی ایسے حکام جو مسلمان ہوں اور خدا و رسول ﷺ کے حکم کے مطابق احکام جاری کریں۔) ایسے مسلمان حکام جو خدا و رسول کے احکام کے خلاف حکم جاری کریں۔ من لم یحکم بما اولی اللہ فالولت ہم الکھرون میں داخل ہیں اور خدا و رسول کے خلاف حکم جاری کرنے والوں کو قرآن پاک میں طغوت فرمایا گیا ہے۔ اور طغوت کی اطاعت حرام ہے۔ (۲) پس جو شخص ایسے حکام کو جو یہی شریعت اور آسمانی قانون کے خلاف حکم کرتے ہیں ”اولی الامر منکم“ میں داخل قرار دے وہ قرآن پاک کی نصوص صریحہ کی مخالفت کرتا ہے۔ انگریزی قانون کے تحت خلاف شرع حکم کرنے والے خود غیر مسلم ہوں، خواہ نام کے مسلمان طغوت ہیں۔ اولی الامر میں کسی طرح داخل نہیں ہو سکتے۔ ان کو اولی الامر میں داخل کرنے والا یا مجنون ہے یا جاہل یا فاسق۔ اور ایسی حالت میں اس کو مقتدا بنانا اولام مقرر کرنا ناجائز ہے۔ (۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ عن ابن عباس (اولی الامر منکم) یعنی اہل الفقه والدين و کذا قل محاهد و عطاء والحس البصری و ابو العالیہ و ولی لا امر منکم) یعنی العماء و اظہر والہ اعلم ابہ عمة فی کل اولی الامر من الامراء والعماء (غیر لکثیر) ۵۱۸

(صہبیں آئیدی راہور)

۲۔ یرویدون ان یتحاکموا الی الطاعوت وقد امروا ان یکھروا بہ (النساء ۶۰)

۳۔ وان قدموا غیر الاولی فقد اسانوا وکروہ امامۃ۔ جاہل و فاسق (تورالایضاح ۳۱ مصر)

(۱) جس کے افعال خلاف شرع ہو اس کی بیعت جائز نہیں۔

(۲) بیعت امارت پر طعن کرنا اور ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے امیر کی بیعت کا حکم۔

(سوال) (۱) زید حنفی المذہب ہے اور حرم و مواعظ احاس سمجھ کر لوگوں میں پھیلے اور وہ وہ

قبرستان میں بکھوے اور اس نے بعض فعل مخالف شرع محمدی ہوں، یا اس کی بیعت حدل ہے؟

(۲) بیعت امارت حق ہے یا فضاہل ہے؟ اور اس کے معتقد پر طعن کرنا درست ہے؟ ایک امیر کی بیعت میں دوسرے امیر بیعت کرا سکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۶ مشتاق احمد قریشی (۱۰ برہ غازی خاں) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ ۲۰ مبر ۱۳۵۳ھ

(جواب ۱۴۵) (۱) حرام ہے، وہ حدل قرار دیتا ہے وہ یہ ہے۔ وہ وہ وہ قبرستان میں احمد مذہب مذہب۔

جس کے افعال خلاف شرع ہوں اس کی بیعت ناجائز ہے۔ (۱)

(۲) بیعت امارت جائز ہے مگر جب کہ امارت صحیح اصول کے موافق ممکن ہو ایک امیر قبیع شریعت کی

بیعت میں کسی حدت میں اس سے امیر کی بیعت ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے
یزید کو ملعون یا کافر کہنے کا حکم۔

(سوال) یہ حدیث صحیح ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں

گئے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ان کے نام تحریر فرمائیے۔ دوسرے یہ کہ یزید بن معاویہ کافر یا ملعون ہے،

وہ کافر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۰۷ عبد الغفار خاں (ماہ وٹلہ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۰ مبر ۱۳۵۸ھ

(جواب ۱۴۶) بارہ خلیفوں والی روایت صحیح ہے۔ (۱) ان کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے بارہ خلیفوں تک

سے مکتوبات و شواہد قائم رہنے کی ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ بارہ خلیفہ خلفائے راشدین ہوں گے۔

خلفائے راشدین حضرت نبوت و مدت قریب ۳۰ سال تک بیان فرمائی ہے۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ کافر ملعون ہے وہ خاکی ہیں، ان کو کافر ماننا بھی نہیں چاہیے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔

.....

۱۔ استماع صوت الملاہی حرام (اشہد ۶: ۳۵۹ عید)

۲۔ لا یجوز لبس لاماس فی عصر و حد (شرح فقہ المبر ۹: ۷۹۱ نظامہ راجیہ)

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرال الذین دما حتی تقوم الساعة اویکون علیکم اثنا عشر حصة کبیر من قریش (مسند ۲: ۱۲۶)

۴۔ لحالہ بعدی فی امنی بالحبس سے کبر نعمانی (۱: ۱۲۶) ۱۲۶۰ھ

۵۔ حنفیہ نعمانی لیسبوریہ ہی نظر دے کر رحمہم ہی لا یکون لا لکافر و لدالم بحر علی معنی ہم نعمانہ ہی نکھر

میں وہ کافر و مسہر کبر علی المعتمد (اشہد ۳۰: ۳۱۶ عید)

ایک صوبے کے دو امیر نہیں ہو سکتے۔

(۲) صوبے میں ایک امیر کی موجودگی میں دوسرے شخص کا دعویٰ امارت باطل ہے۔

(۳) امیر کی اجازت کے بغیر ضلعی امیر کا انتخاب درست نہیں۔

(۴) امیر صوبہ کے عطاء کردہ لقب کے علاوہ کوئی اور لقب اختیار کرتا۔

(سوال) (۱) ایسے صوبے میں جہاں صوبہ کے مسلمانوں کے اجتماع عام میں بافاق ارباب صل و عقد کے بت

میر شریعت کا انتخاب کیا گیا ہو، اس صوبہ میں دوسرے امیر شریعت کا انتخاب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی دوسرا شخص اس صوبہ میں امیر شریعت ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کی متعلق شریعت

اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے صوبے میں جہاں صوبہ کے ارباب صل و عقد کے اتفاق سے پورے صوبہ کے بت

میر شریعت منتخب ہو، اس ضلع میں بغیر مستصواب و اجازت میر شریعت صوبہ کے اس شخص کا

نشیئت سے امیر ہو گیا میر شریعت منتخب کیا جانا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ مستصواب اجازت کے حصول کے

بغیر شریعتی نہ ہو ورنہ کوئی دعیہ شریعتی انتخاب و مقتضی ہو۔

(۴) ایسی صورت میں کہ امیر شریعت صوبہ کی جانب سے نظام امارت شریعہ کے تحت اس میں

اس طرح مسلمانوں کی تشہیم ہو کہ یہ جموں و حقہ کے ایک سردار اس حقہ کے مسلمانوں کے اتفاق سے

مقرر ہوا جس کا نام "نقیب" ہو اور چند جموں و حقوں کے مجموعہ کے سردار "ریش النقباء" اور "صدر

النقیب" کے نام سے مقرر ہو، ایسی حالت میں اس ضلع کے اندر بھی "نقیب" یا "ریش النقباء" یا "صدر النقیب"

یا میر شریعت صوبہ کی مقرر کردہ اصطلاح کے خلاف امیر شریعت کے نام سے سردار مقرر کرنا اور اس پر سردار

کرنا اس امر پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جانا تقبیح جماعت و مستنزم ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کی تقرری

شرعاً درست ہے یا نہیں۔

المسنفنی نمبر ۲۷۱۱ عبد اللہ صاحب بہاری۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ ۲۶ مارچ ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۱۹۷) (۱) صوبہ میں جب ایک امیر پہلے سے منتخب شدہ موجود ہے تو دوسرا امیر صوبہ بنانا ناجائز ہے۔

یونہی ایک صوبہ میں دو امیر نہیں ہو سکتے۔ یہ منس حدیث صحیح صریح و لا سازع الامر اھلہ کے خلاف

ہے۔ (۱)

(۲) امیر شریعت صوبہ ہونے کا مدعی باطل پر ہے۔ اس کا دعویٰ نامقبول، اس کی مساعی مردود، اس کی

اطاعت حرام ہوگی۔

(۳) اگر کسی ضلع یا حاطہ کے لئے کوئی امیر متعین کیا جائے تو اس کے سے امیر صوبہ کی طرف سے

انہما نمب و تعین ہی امیر صوبہ کی طرف سے ہونی چاہئے، امیر صوبہ کی اجازت کے بغیر یہ شخص جماعت

امیر شریعت سے خارج اور عاصی ہوگا۔

(۴) امیر صوبہ اگر نقیب یا صدر انقباء یا رئیس انقباء کے نام سے کسی کو نامزد کرے تو یہی نام اور لقب اختیار کرنا ہوگا اور اگر امیر صوبہ کسی کو "امیر ناحیہ قلاں" کا لقب استعمال کرنے کی اجازت دے دے تو یہ لقب استعمال کرنا جائز ہوگا اور اجازت نہ دے تو یہ لقب اختیار کرنا جائز نہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ خان امجدہ۔ اہل۔

قوم کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے امیر شریعت کے تقرر کے لئے سعی کرنا۔
اگر امیر شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

(سوال) در عاقبتہ ما کہ معروف بہ سرائیکی ایجنسی مہاراجہ است از طرف حاکم وقت اختیارات فیصلہ باہر ہے۔ قوم سپہ و ست۔ اور جرگہ اتفاق و میر نیست بلکہ یہ فریق اندوہریک فریق ہی ظاہر و اق خودیا موجب رشوت وہی قصہ انصاری کے مندرجہ دست خود را غالب می کنند را کہین جمعیۃ العلماء عاقبتہ ما کہ ایس جہیز پاس کر دے۔ کہ مایاں حق و و شش سردوبہ ماکان و خانان قوم منت وزاری کرد و با شیم کہ اوشاں با اتفاق خود یک مرکز معین کرد و امیر منتخب نمایند تا کہ فیصلہ ما کہ قوم حسب شریعت نبوی فیصلہ خواہد شد۔ لہذا تصدیق فرمائے اوقات ہمایوں شد یہ کہ برے مفتی حسب سولہائے مسطورہ ذیل از کتب معتبرہ خارج ساختہ ارسال فرمائند۔

(۱) سعی و کوشش کروں اور امر مذکور الصدر بہتر است یا نہ؟

(۲) اگر خوب و بہتر ہو۔ فیصلہ کامیاب شد ہم پس کیسے با اتفاق جرگہ معین شد امیر شریعتی باشد یا نہ؟

(۳) اگر امیر شریعتی شواہد پس اطاعت اوتانہ امحد و در کد ام امور ہر مالہ ز مہاشد؟

(۴) اگر بعد از اتفاق بہ فیصلہ ما حسب شریعت نہ کند پس و امیر شریعتی متصور و ایانہ و فیصلہ ہا میں

صورت (ب) یک مرکز و یک میر (فیصلہ کران بہتر باشد یا مثل ما مفسر شخصی متعہ دو پر آمد و اق باشد۔

(۵) معہ منشور فتویٰ چند ادا کام زجر یہ و عقوبہ و حق سیدیہ فیصلہ با موجب عقل خود فیصلہ کنند

واجب و ثواب کیساں یک فیصلہ ہا بہ شریعت نبوی بانجام رسانند تحریر فرمودہ ارسال فرمائند۔

(ترجمہ) ہمارے عاقبتہ ما کہ ان زئی ایجنسی مہاراجہ میں حکومت کی طرف سے مداخلت کے فیصلہ کرنے

کا اختیار قوم کے جرگہ کے ہے۔ بلکہ جرگہ کے اندر اتفاق و اتفاق نہیں ہے اور امیر شریعت بھی نہیں ہے۔

بلکہ تین پارٹیاں ہیں اور پارٹی وقت و تحقیقات یا صاحب معتمد سے رشوت لینے کی بناء پر انصاری کے کرتی ہے

اور اسی ایک فریق کے حق میں فیصلہ کر دیتی ہے بس اس عاقبتہ ما کہ جمعیۃ علماء کے راہین نے مندرجہ ذیل تجویز

پاس کی ہے :-

کہ ماکان و خانان قوم سے منت سمجھتے ساتھ یہ درخواست کی جائے کہ وہ سب آپس میں متعہ

متفق ہو کر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور پنا ایک امیر منتخب کریں تاکہ قوم کے تمام فیصلے شریعت کے مطابق

انجام پذیر ہوں۔ لہذا جناب کو زحمت دی جاتی ہے کہ مندرجہ ذیل امور کے جوہات معتبرہ کتابوں سے عنایت

فرمائیں۔

(۱) مذکور بالا تجویز و عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) اگر اس وقت میں ہم کامیاب ہو جائیں ایک امیر منتخب کریں تو وہ میر شری ہو گا یا نہیں۔
 (۳) اگر وہ امیر شری ہو گا تو ہم پر اس کی طاعت کس حد تک اور کن امور میں لازم ہوگی؟
 (۴) اگر وہ منتخب شدہ امیر بھی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے تو اس کو امیر شری سمجھا جائے یا نہیں اور اس صورت میں ایک مرتزک ایک میر فیصلے کرانا ہو گا یا سابق کی طرح مختلف افراد پر کئی شخص سے فیصلے کرانا بہتر ہو گا؟

(۵) جو لوگ اسل اپنی رائے سے فیصلے کریں آخرت میں نجات پائیں گے یا نہیں اور جو لوگ اس شریعت کے مطابق فیصلے کریں، ان سے کیا جزو ہے؟

المستفتی نمبر ۲۷۱۵ پیر گل بادشاہ شاہ صاحب (پشاور) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء
 (جواب ۱۴۸) ان الحکم الا للہ امر ال لا تعدوا الا اباء۔ حضرت حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ خد
 (یعنی فیصلہ) صرف اللہ کا ہے۔ اس سے بندوں و خیم یا ہے کہ فی کی جز خد سے عبادت نہ کریں۔ تمام
 منازعات کا فیصلہ خد اور سون شریعت کے موافق کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

خد اور رسول کے خلاف فیصلہ کرنا طغوتی اور شیطان کا کام ہے جس سے ہر مسلمان و پنا مالزم ہے۔
 پس آپ ضرور میر شریعت کے تقرری کریں اور یہاں امیر مقرر کریں جو شریعت کے کام سے واقف اور
 متورع و متدین ہو۔ اس کی طاعت فی المعروف لازم ہوگی، اگر وہ شریعت کے کام سے تباہ ہو جائے تو
 اس کو تاندہ معزول کر دیں اور دوسرا امیر جو قبیح شریعت ہو مقرر کریں۔ ہر حال ایک مرتزک میر بہتر
 ہے، اگر مجبوری ہو اور یہاں امیر میسر نہ ہو یا کسی پر اتفاق نہ ہو سکے تو بدرجہ مجبوری ایک مختصر سی جماعت تین
 آدمیوں مقرر کریں جو شریعت کے موافق فیصلے کریں۔ (۱)

نقد غایت مد کان مد۔

بادشاہ اسلام کے خلاف خروج کب جائز ہے؟

(از اخبار الجمعية سر روزہ دہلی مورخہ یکم مارچ ۱۹۲۹ء)

(سوال) جو فرماں رواے اسلام مسلمانوں کی ترقی کی خاطر اصول سائنس یا دیگر اصلاحات یورپ کے
 موجب کام کاغذ کرے ورنہ کافر و مرتد کا پور طبقہ ان اصلاحات کو قبول کرے تو اس حکم پر شری حکم کیا ہے؟ یادہ
 اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟ اگر خارج ہے تو اس پر شری حکم کون سی عائد ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جو
 مرتد کروہ یا عائد محترم کا کوئی فرد ایسا بادشاہ کے افعال و مروت و عنت اور اسلام کے خلاف قمر ردے اور

۔ (یوف ۲۰)

۱۔ من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون۔ (المائدہ ۳۴)

۲۔ ویسرح ان یکون من اهل ابولانہ لیسئلہ الکامنة ای مسلما، حرا، عاقلا، بالغاً ایج (شرح المائدہ ۲۳۴)

۳۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع لقطاعہ علی المرء المسلم فیما احب
 وکرہ ما لم یومر بمعصہ، فاد مر بالمعصہ فلا سمع وطاقہ (شرح المائدہ ۲۳۴) (یوف ۲۰)

۴۔ اما الشوری فالکل بمنزلہ امام واحد، (شرح المائدہ ۱۲۳۳) (یوف ۲۰)

پنے گروہ کے اثر سے مقدس مقامات اور سلامی مراکز میں بغاوتیں رونما کرے۔ مثلاً ترقی، تباہی، بربت، مصر، چین وغیرہ تو اس کو شرعاً یا سزا دینا چاہئے۔ یہ ایسی بغاوت میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا قتل کرنا یا وٹنا جائز ہے یا ناجائز؟ تو ایسے باقی اور ایسے عالم کے لئے شرعاً یا حکم ہے؟

(جواب ۱۰۴۹) اسلام نے مادی ترقی کو منع نہیں کیا۔ سائنس اور کیمسٹری اور علوم عقلیہ کے دوسرے شعبوں سے فائدہ اٹھانے کو نہیں روکا۔ اسلامی ممالک میں جو نئی نئی چیزیں اصلاحات کے نام سے جاری ہو رہی ہیں وہ مختلف مدارج کی ہیں۔ بعض عقائد و خیالات سے تعلق رکھتی ہیں، بعض اعمال و افعال سے۔ پہلی قسم میں یہ چیزیں بھی ہیں جو احادیث سے نکلتی ہیں اور اس سے مندرجہ بھی ہیں پس امتیازی طور پر تمام امور جدیدہ و شامل کر کے نہ سوال کرنا درست ہے اور نہ جواب دینا ہی مناسب ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں کہ ان کا اجر، مسلمانوں کے لئے نہ صرف مفید بلکہ مقدمات زمانہ کی بناء پر واجب و درست ہے۔ اس سب کے جواب میں اسی قدر کہا جاسکتا ہے کہ جس بادشاہ کی نافذ کردہ اصلاحات حدود اللہ سے متجاوز نہ ہوں اس کی اطاعت لازم ہے۔ اور بادشاہ کے خلاف خروج و بغاوت اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ امام کا عقد بخوشی رہے۔ اور کفر اختیار نہ کرے، ایسی بغاوتوں میں مسلمانوں کو قتل کرنا، بونا سخت حرام اور موجب وبال و ناکام خروبی ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ وہابی۔

ساتواں باب تقدیر و تدبیر

تقدیر کے منکر کا حکم۔

(سوال) ایک شخص عام جسوس میں تقدیر و وسیلہ پڑنے سے عوام و منع کرتا ہے ورتا ہے کہ جہاں تقدیر وئی چیز نہیں، تدبیر کرو۔ اور وسیلہ کیا چیز ہے اپنی جانوں پر کھیلو۔ (جواب ۱۵۰) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ تقدیر کچھ نہیں جو کچھ ہے تدبیر ہے وہ سخت غلطی پر ہے اور نہ ہی نصوص کا انکار کرنے والا ہے۔ بشرط حدیث اس کی شہادتیں ہیں۔ ہاں تدبیر بھی ممکن ہے ہر نہیں ہے۔ مگر تقدیر کا انکار کرنا اور صرف تدبیر پر اعتقاد لینا بھی غلطی ہے۔ اسی طرح صرف تقدیر پر یا تقدیر پاؤں باندھ کر جاننا بھی غلط ہے۔ شریعت نے خلاف ہے۔ انسان کو ذمہ ہے کہ وہ اسباب کے موافق ہاتھ پاؤں مارے اور نہ کامے اور پھر یہ عقیدہ رکھنے کہ میری تدبیر بھی اسی وقت کارآمد و مفید ہوگی کہ تقدیر موافق ہو۔ اس کامہ عقیدہ رکھنے والوں سے جتناب چاہئے اور ان کو اپنے مدرسے میں نہ رکھنا چاہئے تاکہ ان کا یہ عقیدہ دوسروں تک متعدی نہ ہو۔ (۲) محمد کفایت اللہ کا لکھنا کہ وہی۔

تقدیر و تدبیر کا صحیح مفہوم۔

(سوال) زید کہتا ہے کہ زید معاش اختیار کرتا۔ اچھے خراب کام کرتا۔ دوزخ یا بہشت منا۔ میری غریب ہونا، منجانب اللہ میری تقدیر میں پہلے ہی سے لکھے ہوئے ہیں۔
مردمان کہتے ہیں کہ یہ سب میرے کام میں منجانب اللہ نہیں ہیں۔ تقدیر اندر زویا فعل کے نتیجے کا نام ہے جو منجانب اللہ اٹل ہے۔ صحیح ہے کہ زید ہے یا عم و

المسنفتی نمبر ۵۸۷۲ مظهر علی ولد نجف علی۔ محمد قاضی کلی۔ مروہہ ضلع مراد آباد ۸ صفر

۱۳۶۲ھ ۴ فروری ۱۹۴۳ء

(جواب ۱۵۱) زید کا یہ قول اس حد تک تو صحیح ہے کہ تمام کام جو انسانوں سے رہتا ہے تقدیر ہی سے ہوتے ہیں۔ یعنی ازل سے بہشت کے تمام حوادث و واقعات کا اللہ تعالیٰ و علم اور اندازہ تھا اسی علم خداوندی و قدر ایزدی کے موافق تمام حوادث و واقعات اپنے اپنے وقت پر بہتے رہتے ہیں، ہونی یہ خود اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حق تعالیٰ بندوں کو اچھے برے کام پر مجبور کر چکا ہے یا کرتا ہے۔ بندے جو اچھے یا برے کام کرتے ہیں یا ذرا عیشت اختیار کرتے ہیں وہ خود ہی اپنی صفت و اپنے اختیار سے اس کے علم و قدرت کے ماتحت ستم کرتے ہیں۔ وراہی وجہ سے جزایا ان کے مستحق ہوتے ہیں کہ نیک پید کیے

و کتاب میں ان سے قصد مراد ہے وہ نہیں ہے۔

مردوں کے اس قول کا اندازہ ان فعل سے خوب مد نہیں (اور مطلب یہ ہے کہ یہ ہے۔ علم و اندازہ
میں یہ باتیں نہ تھیں جو بندے نے اس قویہ غلط ہے اس سے خود باللہ جمل باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ اور اگر
مطلب یہ ہے کہ خدا کے بندے وہ باتوں پر مجبور نہیں کیا۔ اگرچہ اس کے علم و قدر کے مطابق سب باتیں
ہوتی ہیں قویہ بات صحیح ہے۔

بہر حال دونوں کی عبارتیں صاف نہیں ہیں۔ صاف عبارت یوں ہونی چاہئے کہ ہم جو ذریعہ معاش
اختیار کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ ہمارے ہیں یا میرے، غریب ہوتے ہیں یہ سب چھ اللہ کے علم و اندازہ ہے۔
مطابق ہوتا ہے، باوجود اس کے ہم پتھروں کے مثل مجبور اور بے بس نہیں ہیں اور اپنے اچھے برے کاموں کے
اچھے برے نتائج کے مستحق اور مدد اپنے اختیار کی امداد پر ہوتے ہیں۔ (۱) محمد کا خلیفہ اللہ کان مدد ہے۔

آٹھواں باب
اختلافی مسائل
فصل اول مسئلہ عید میلاد

یوم ولادت کی صحیح تاریخ اور میلاد منانے کا حکم۔

[illegible]

المستفتی: نمبر احمد عبدالجلیل عثمانی۔ باب آباد۔ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ م ۲ جولائی ۱۹۳۲ء

(حواص ۱۵۲) حضورِ دربار میں تاریخ و اوقات میں پہلے سے مورخین و اہل سیر کا اختلاف ہے۔ وہ تنہا
کادن اور ربیع الاول کا مہینہ تو متفق علیہ ہے، مگر تاریخ و عین میں متعدد اقول ہیں۔ ان سے دور کی، ان سے
تیسری کی نے اٹھویں، ان سے نویں، ان سے بارہویں تاریخ بتائی ہے۔ دروے حساب جو باپا یا تو ۹ تاریخ
واقول زیادہ قوی ثبات ہوا۔ اسی وجہ سے علامہ شبلی نعمانی مرحوم اور مولانا قاسمی محمد سلیمان مرحوم نے اسی
قوی و درجہ اول و اختیار فرمایا ہے۔ عین عہد میں بارہویں تاریخ والے قول کی شدت زیادہ تھی۔ اس بناء
پر عوام بارہویں ہی کو یوم و اوقات سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں۔ (۱)

رباعید میاں منشا تو یہ کوئی شاعری چیز نہیں ہے۔ نہ عطف صائین اور صحیحہ و تائیدین و ضوابط مدد تو ان
میسلم بمعین نے عید میاں منشا نے نہ ہدایت کی۔ حدیث شریف کی کتابیں ان عید میاں کے ہاں
سے خالی ہیں۔ ہمارا منظور انور علیہ السلام کی یہ کتاب ہے۔ بیان ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ یہ وہ کتابیں ہی ہوں۔
ان کے لئے سال کے تمام دن شاعری کی کتابیں اور بہتر ہے کہ ان کے مختلف میناں
مختلف تاریخوں میں مستند پایا ہے۔ محمد عاتق احمد فخریہ دہلی۔

عید میلاد النبی منانا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے

اسوال ۲) اربع الاول جو کہ آج سے چھ سال پہلے بارہ وفات کے نام سے مشہور تھا، دن، نوں، یوم نبی، عید میا، نبی۔ یوم تبلیغ کے نام سے موسوم ہے۔ اس دن جیسے ہوتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی یہ بات یہ

۱۔ یہ کتابیں ۱۹۷۱ء میں شائع ہوئیں۔

٢- يجب بساطة الطريقة الشرعية من غير أن يكون في الحشمة ومنها التزام الكيفيات والهيئات المعينة واتحاد يوم

تقریریں ہوتی ہیں۔ نیز جاری جموں کے تڑپے، کشمیر سے لے کر ہندوستان میں رہاں جموں، کشمیر،
بالت، کشمیر، کاتے ہیں اور پھر عامہ استہواں جموں، کشمیر، کاتے ہیں اور پھر عامہ استہواں
ہیں۔ ان جموں میں باجہ، انجموں اور نقد کے بھی جاکے جاتے ہیں۔ غرض کہ بڑی رونق اور شان ہوتی ہے۔
اس میں یہ بیان دیا جاتا ہے۔ جب غیر قومیں اپنے اپنے پیشواؤں کے ان مناتی ہیں تو مسلمان اپنے پیشوا
بہدائیہ کے پیشوا کے منہ کا ان سے نہ منائیں۔ لہذا مندرجہ ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں۔

(۱) کیا قرآن مجید میں صمدیہ یا صمدیہ کے آئینے کے تحت یا ان کی پیدائش یا وفات کا ذکر ہے؟
منہا جاکے۔ یا آنحضرت ﷺ کے ساتھ صمدیہ یا صمدیہ کے میرے بعد میری پیدائش یا وفات کا ذکر ہے؟
جاکے۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد میری پیدائش یا وفات کا ذکر ہے؟
کا ذکر منہا جاکے۔ ان چیز کا صمدیہ کے منہ کا ذکر ہے۔ اور صمدیہ کے ایک ایک صمدیہ کے منہ کا ذکر ہے۔
یعنی منہ کا ذکر ہے۔ ان چیز کا صمدیہ کے منہ کا ذکر ہے۔ اور صمدیہ کے ایک ایک صمدیہ کے منہ کا ذکر ہے۔

جب کہ حسب روایات معتبرہ و مشہوریں منہ پیدائش ہے۔ ان کی وفات کا تو ذکر مسلمانوں میں نہ
منہ میں۔ یا آنحضرت ﷺ کی پیدائش اور ان کی وفات کا ذکر ہے۔ یا جموں اور جموں میں جہاں باجہ اور
وہول وغیرہ چلایا جائے گا۔ ان کے بعد عت کی تعریف کیا ہے؟

المستفتی نمبر ۳۳۰ کمیشن۔ یہ ایک تہنی ہو شیئر پورہ ۸ رجب الاول ۱۳۵۳ھ ۲۱ جون ۱۹۳۳ء۔
(جواب ۱۵۴) آنحضرت ﷺ کی پیدائش کے دن منہ یا وفات کے دن، تم اور تم منہ کا نامی عظیم نہیں
ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ کے دن صمدیہ کے منہ کی مدد تھی۔ منہ کے دن منہ کا منہ ہے۔ اور جموں کا منہ ہے۔
اسی قسم کے اور منہ میں منہ کا منہ ہے۔ فرط کے ساتھ روشنی کرنا چاہنا، اٹھارے نکالنا یہ سب
بائیں درست نہیں ہیں۔ ہاں منہ کے منہ کی یہ قومہ کے بیان و تبلیغ اور حضور ﷺ کی تعظیم کی اشاعت کے
لے اجتماع منعقد کرنا اور اس میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو دعوت دینا اور حضور ﷺ کے فضائل و مناقب کی
رنا جائز ہے۔ ابتداء میں یہ جگہ اسی غرض سے تجویز ہو گئی تھی۔ اور یہ بات کے بیان کے لئے یہ متر استہ
تھے اور ان کی صورت سے منہ کے منہ کا منہ کے منہ کا منہ کے منہ کا منہ کے منہ کا منہ کے منہ کا منہ
کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے معین نہ دیا جائے۔ ہاں منہ کے منہ کے منہ کے منہ کے منہ کے منہ کے منہ کے منہ
ہے۔ یا منہ کا منہ کا منہ (میر محمد) مقرر ہوئی جائے گا۔ منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ
تمام نہ ہو جائے۔ اور منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ
کے فضائل و مناقب کے منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ کا منہ
ہو جائے اور اسلامی تعظیم کی فضیلت بھی آفتاب نصف انوار کی طرح واضح ہو جائے۔ مگر افسوس کہ لوگوں نے
ان جلسہ ہائے سیرت و مبارک میں دنیاویاں اور دوجاتی تہاں میں جو نہ صرف اصل مقصد سے دور ہیں بلکہ ان
کا ارادہ اور یاد نمود اور شہادت نامہ دینی حاصل کرنے کے نامناسب و ناممکن جذبات پر ہے۔ کثرت میں ان

۱۵۶۔ میں میں مجاہد و غزوہ تبلیغ منعقد کرنا۔

۱۵۷۔ قریب ۱۵۶ میں مجاہد و غزوہ تبلیغ منعقد کرنا جن میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ تشریف لائے اور آپ کے فضل و مناقب بیان کرنا یعنی دینی حیثیت سے باعث خیر و برکت ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۵۷۱۲ انچارج سکریٹری عینہ تعمیرات و مرمت (بھوپال اسٹیٹ) ۶ جمادی الثانی

۱۳۶۱ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۴۲ء۔

جواب ۱۵۶۔ کائنات میں یہ تہ مبارکہ ۱۵۶۱ھ یعنی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور

دینی حیثیت سے حضور ﷺ کے فضل و مناقب و برکت کی تبلیغ و شاعت بحد مفید ہے اور نہایت

مفید و نفع مند ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس میں بھی کسی تاریخی و تخصیص نہیں ہے بلکہ اس میں

کے تمام مہینے و تمام یام میں یہ نہایت اچھا و نیک اور اس میں خیر و نفع میں نایاں موجب ثواب ہے۔

اس میں دینی حیثیت کی نایاں و نفع دہن کی حیثیت ہے۔ نہ میرا دین میں دینی اور یہ اس میں

وہدعات مروجہ سے مختلف و نایاں ہے۔ عام طور پر مجاہد کی یہ تہ نامت و نایاں اور اس

جسے برکت اور ان میں وہ تمام دعوت جو قدیم ہندو میں یا برکت تھے اس میں سے ہیں، یہ باتیں مذکور ہیں،

میں اس سے مقصد کی طرف ہیں اور اس سے فائدہ و نفع دہن کی ہیں۔ محمد کاویت مددگار مددگار۔

جواب ۱۵۷۔ نمبر ۱۵۷۔ کائنات میں یہ تہ مبارکہ ۱۵۷۱ھ یعنی دینی حیثیت سے موجب صد خیر و برکت ہے اور

یہ تہ منعقد کرنا جو نایاں اور نفع دہن کی ہے کہ ان مجاہد کو وہدعات مروجہ سے نایاں ہے

اور نہ میرا دین میں دینی اور اس میں خیر و نفع دہن کی ہے۔ اور نہ میرا دین میں دینی اور اس میں

نایاں ہے۔ محمد کاویت مددگار مددگار۔

مروجہ مہینہ کی فصل حقیقت اور اس کے انعقاد کی ابتداء۔

(۲) میاں قیام پر حدیث "فوجوا السیدکم" سے استدلال درست نہیں۔

(۳) "ما اهل به لغير الله" میں صحیح مسلک کیا ہے؟

سوال (۱) مروجہ مہینہ شریف کی حقیقت میں ہے یا نہیں اور اس کی جیا و کب سے پڑی اور اس شخص

نے ترویج کی۔ نیز اگر مہینہ شریف یا کب سے تو قرآن مجید و احادیث سے اس طرح ثابت ہے۔ اور اس کا یہ

مہینہ ہے۔ ایک مہینہ صاحب قرآن انجیل سے میاں شریف ثابت کرتے ہیں اور ثبوت میں یہ آیت

شریفہ پیش کرتے ہیں۔ "واذا احذ الله مساق النبیین لما اتبعکم الایۃ"۔ یہ آیت شریفہ تیس

بارے، مہینہ شریف میں موجود ہے۔ اس کی تشریح کی جائے اور شان نزول سے بھی آگاہ کیا جائے۔

(۲) میاں شریف میں جو قیام کیا جاتا ہے، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں۔ تو اس کا جواب

اللہ علیہ وسلم کی رو سے آگاہ کیا جائے۔ بعض حضرات قیام کے ثبوت میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ "فوجوا

(۳) وما اهل بد لعمر اللہ میں حنفیہ کا یہ مسئلہ ہے آیا عند الذی مر لہ بیان اس کے برعکس حنفیہ کا
تعداد اس کے ساتھ بیان کیا جائے۔ اور شیخ مددگار کے اور سید سار کے مرثیہ وغیرہ کا یہ بیان ہے۔
حرام ہے یا حلال۔

المستفتی نمبر ۲۵۹۹ حوت وید (حدادہ) درجہ ثانی ۱۳۵۹ھ ۱۴ مئی ۱۹۴۰ء
احواب ۱۵۸، آنحضرت ﷺ سے حداد طیبہ و رخصتوں و مہر آپ کی رسالت و تبلیغ و خدمات کا بیان
ہو وقت جا بعد آنحضرت ﷺ میں حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
سہ ماہ میں نہیں پایا گیا۔ یہ مجلس حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
یہ وقت سے متعلق چھٹا ہے۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
یہ باتیں شیخ روایت بیان کی ہیں۔ اسراف اور دیگر بدعات سے مجلس خالی ہو تو جائز ہے۔ (۱۲)
قیام مروج ہو، حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔

شیخ مددگار اور سید سارہم غاوری کی جان فی اللہ ہے، اپنی مقصد پر پہنچے۔
پہلے وقت سے حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
محمد کاغیت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

واعظانے اپنے پر حشرین کا با واز بندہ و روڈ شریف پر حشرین
(۲) اور سے آنحضرت ﷺ کا خود روڈ شریف سننا ثابت نہیں
(۳) میاں کے موقع پر چاہے جانے والے حانوں کا حکم۔
(سوال) (۱) جب حداد صاحب و عطا یا مہر و شریف فرماتے ہوں، ان کے ارشاد پر حشرین با واز بندہ و روڈ
شریف پر حشرین تو یہ چاہئے یا نہیں؟
(۲) ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب روڈ شریف پر چاہے حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
پڑھنے والے کو پہچانتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟
(۳) چند مسلمان چند دن کے بعد پھوٹ پھوٹ کر حشرین و روڈ شریف سننا ثابت نہیں
فوت پات صاحب الرحمتہ دینا چاہیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ بعد صاحب صاحب اس شہوت و رخصتوں اور خود
صاحب چند و کس و صاحبان بنے؟

۱۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
۲۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
۳۔ حداد طیبہ و رخصتوں کے ساتھ ہی ہمارے مجلس میں منعقد ہوا۔
سید

میلاد کے نام سے جلسہ کرنا صحیح نہیں۔

(از اخبار الجمعية دہلی مورخہ ۹ مئی ۱۹۳۲ء)

(السوال) عید میلاد النبیؐ موجودہ وقت میں مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۶۱) عید میلاد النبیؐ کے نام سے ہونی جہد کرنا صحیح نہیں۔ ہاں یہ تہذیب و تمدن کے ترویج و ترقی کے لئے جسے کرنے میں مضرت نہیں۔ اور اس کے لئے خاص تاریخ کی تخصیص نہیں اور فضیلت و بہدات سے احتراز رکھنا لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

فصل دوم

جلسہ سیرۃ

(۱) عید میلاد النبیؐ کے نام سے جلسہ کرنا بدعت ہے۔

(۲) یہ کہن کہ سارے عہد و وقت امام مہدیؑ کے خلاف ہو گئے غلط ہے۔

بارہ ذیل اول ۶ جون ۱۹۳۲ء کو عید میلاد النبیؐ نہایت شان و شوکت سے منایا گیا۔ صوبہ سرحد کے مشہور علماء و محدث عوتہ جوں میں شامل تھے۔ اور یہ تہذیب و تمدن پر تقریریں تھیں۔ لیکن بیوہ کا نام مسجد کا نام نہ ہاں ہے اور دوسرے خزانہ دارانہ نام اندھا خان نے یہ تہذیب و تمدن مخالفت کرنے سے اور مسجدوں میں خدو تقریریں کرنے سے۔ تقریر میں وہ کہتے تھے کہ بارہ وفات کا نام عید میلاد نہ رکھنا بدعت ہے۔ اور اس دن جلسہ کرنا شرک و بدعت ہے۔ کیونکہ یہ جلسہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا ہے۔ نہ قرآن و حدیث میں کسی جگہ درج ہے۔ میں نے تمام اندھا خان پر سوال کیا کہ تمام دنیا کے علماء کرام نے اس دن جلسہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا تمام دنیا کے علماء کرام غلط ہیں؟ ان کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ جب امام مہدیؑ آخر زمان ظہور کریں گے تو تمام دنیا کے علماء کرام ایک طرف ہوں گے اور امام مہدیؑ دوسری طرف ہوں گے۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ مجھ کو چونکہ علم نہ تھا اس لئے میں نے اس کو کہ میں دہلی کو لکھوں گا۔

المستفتی نمبر ۵۱۳ عبدالمنان (نیو) ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ ۷ جون ۱۹۳۲ء

(جواب ۱۶۲) یہ صحیح ہے۔ عید میلاد النبیؐ کے نام سے عید منانے کے خیال سے بارہ ذیل اول و جلسہ کرنا بے اصل ہے اور اسے بدعت کہہ دینے میں مضرت نہیں اور تمام علماء نے اس نام اور اس خیال سے جلسہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ علماء نے جلسہ یہ کہ نام سے جلسہ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا مطلب ولی عید منانا نہیں اور نہ اس کو میلاد کہہ کر عید منانا صحیح ہے۔ اس کی غرض تو یہ تھی کہ مسلمانوں کے اندر جو بیگانہ حسد اور مبتدع رجحانیں موجود منعقد کرنے کی روک تھام پائی جاتی ہے اور اس میں اسے اف، تمہد و بدعت و خرافات پھیل جاتی ہیں اور مہودوں کو جھوٹی درمیانوں میں رویتیں بیان کرتے ہیں ان کی اس طرحی صورتیں ہو جائے کہ سیرۃ النبیؐ کے بیان اور حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ کی اشاعت و تبلیغ کی غرض سے جلسہ

منعقد یا جائے جو تمام فضولیت و مداخلت و تداخلات سے پاک ہو اور اس میں یہ قہر کہ و مقتدر کے صحیح احکامات بیان نہ جائیں۔ مسلمانوں و اتباع سنت و قریب ہی جائے۔ و شش برس کے بچے مسلمانوں و بچے میں شریک یا جائے تاہم وہ حق بنیہ امام ارواح فداء کے حقیقی اور صحیح اور سچے احکامات و احکامات سے وقف ہوں اور تبلیغ و ترویج و صورت پر عمل ہو سکے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جائے جلسہ سیرۃ کے اس و مجلس و وہی ترقی کے عید میاں دنیا یا اور اس کے ساتھ جہوں اور نمائش کے بہت سے کاموں کا اضافہ کیا و فقہہم اللہ تعالیٰ لہم اہدء یہدہ صلی اللہ علیہ وسلم

اصل اشاعت یہ مقتدر و غرض سے اعتقاد ہے۔ اور عید میاں کے نام یا حقیقت سے جلسہ منعقد کرنا۔ اصل ہے۔ باقی یہ قول کہ امام ممدی علیہ السلام کے زمانے میں ہمارے عید صرف اور امام ممدی علیہ صرف ہوا۔ صحیح نہیں ہے۔ اور مجلس میاں کو شرک بتانا بھی زیادتی ہے۔ فقہانہ مذہبیت مدکان مد۔

کیا عید میاں النبی قرآن و سنت سے ثابت ہے؟

(۱) عید میاں النبی کے متعلق مختلف سوالات

(السوال) گذشتہ کئی سال سے مسلمانوں کے اندر ایک نئی تقریب موسومہ عید میاں النبی شروع ہوئی ہے۔ اس میں تقریب و روقیہ منانے کے لیے تبلیغ و تبلیغ میں لائی جا رہی ہیں ورنہ اس میں جمہوری حیثیت سے لے کر روپیہ صرف ہوتا ہے۔ مجھے اس کے متعلق چند شکوک ہیں۔

یہ اس تقریب منانے کے لیے قرآنی یا حدیث نبوی ہے؟ اگر ہے تو نقل فرمائیے یا اس کا حوالہ دے کر فرمائیے۔

(۲) یہ قرآن و حدیث میں یہ تقریب کبھی نہ منانے میں منائی گئی "امرنی علی تو اس میں"

(۳) اس تقریب سے مسلمانوں کے اندر تنظیم کا جذبہ پیدا کرنا مقصود ہو تو یہ شریعت علیہ السلام

نے ہمیں کوئی طریقہ تنظیم کا اپنی زبان مہربان سے دیا ہے؟ فعل مہربان سے بتایا ہے یا نہیں؟

(۴) یہ ہنگامہ نمازیں و نماز عیدین و حج مسلمانوں و تنظیم کے سے کافی نہیں ہیں؟

(۵) کیا ان کی پابندی و صرف سے قہر ماسر اسلام کے اندر نئی نئی باتوں کا رائج کرنا بدعت میں

داخل نہیں ہے اور جو روپیہ اس تقریب کے منانے پر خرچ کیا جاتا ہے وہ ارف میں داخل نہیں ہے؟

(۶) اگر ان شرعیات سے بے نیاز ہو کر تنظیم کی خاطر نئی نئی ایجادات کرنا جائز ہے تو مز قادیانی

و اس کا واضح یہی بات میں بہت اچھا کام کرتا ہے ورنہ اس نے اپنی بدعت کی حدیمہ الظہیر تنظیم کی ہوئی ہے۔

یہوں نے بتا دیا جائے؟

المستطبی نمبر ۱۶۸ حبیب المدخل ۴ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۶ یو ۱۹۳۶ھ

(جواب ۱۶۴) جس وقت یہ تقریب شروع کی گئی تو اس بدعت سے یہ تہذیب کے نام سے شروع کیا

(۴) بلاشبہ نماز و ہجرت اور جمعہ و سنت اور جماعت اور عیدین و ہجرتیں و رجب کا اجتماع عظیم مسلمانوں کی صحیح تنظیم کے لئے مقرر تھے، مگر افسوس کہ مسلمان ان جماعت مسلمہ کی اصل روح و انگیزش سے۔ اور ان تمام چیزوں کو بھی انہوں نے ایک عادی اور رسمی امور کی حیثیت دے دی مگر چونکہ یہ ثابت شدہ اور مامور یہاں شریعہ میں اس لئے نہیں لانا ضروری ہے اور یہ بھی لازمی ہے کہ ان کی اصل روح سے ہاتھ ان کو کیا جائے۔ اور ان سے ہی تنظیم ملت اجتماع امت کا فائدہ حاصل کیا جائے۔ واللہ الموفق۔

(۵) اگر کوئی چیز نامہ شریعہ کی اہمیت کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے کی موجب ہو تو اس سے حرم ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ ان فرائض اور شعائر سے عیناً مستفید ہونے کی موجب نہیں ہے۔ یہ بایں صورت تنظیم کے قواعد کی لاجت کا اس شرط سے علم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہے۔ اور اشاعت سیرۃ مقدسہ کے لئے سادہ طریق پر جس سے یہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ہجرت کیا جائے تو وہ توحید و تذکیر کی شرعی علامت شدہ اصل کے ماتحت آسکتا ہے۔ لیکن میدان میں یہ دشمن میاں کے نام سے اور اس مقصد سے کیا جائے تو اس شریعت مقدسہ میں اصل نہیں ہے اور اس پر زائد حاجت مصارف کرنا یقیناً حد کفر میں داخل ہوگا۔ (۱)

(۶) آریہ سماں سے زیادہ پیچیدہ اور تفصیل طلب ہے۔ میں نہ دست اس سے جو ب میں صرف یہ شعر پر اتنا رکتا ہوں کہ یہ ہے پھر بعد کی روئے خدا تو ان رفت جزیرے مسطقی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیلاً

محمد کفایت اللہ کان اقلہ دلی۔

یہ ت انبی کے جلسہ کی صدارت کافر و مشرک کے حوالے کرنا۔

(سوال) نسیم آباد میں چند فرما نے یہ ت انبی کے جلسہ کی صدارت کا متواتر تین روز کافر و مشرک کے حوالے کی۔ کیا اس جماعت کا یہ فعل شریعت اسلام کے موافق ہے یا مخالف۔ تقریر کرنے والے علماء اہل سنت و جماعت تھے۔

المستفتی نمبر ۱۰۲۳ بدین من صاحب نسیم آبادی صاحب تنظیم یہ ٹھہ ۹ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ ۳۰ م

جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶۴) صدر و اس وقت مترین و تقریروں پر محاکمہ یا محض مقررین۔ بیانات پر تنقید کرنی ہوتی ہے اس لئے کسی خاص جلسہ کی صدارت سے مقصد جاسہ اور متعلقات مقصد کا ماہر شخص ہی موزوں ہوتا ہے۔ نیز مذہبی جماعت میں مذہبی حیثیت سے ممتاز حیثیت و صدر بنانا مناسب ہے۔ بنا پر اس ان لوگوں کا انتخاب ناموزوں اور نامناسب واقع ہوا۔ محمد کفایت اللہ کان اقلہ دلی۔

فصل سوم

مسند قیام

مجلس میلاد کا قیام بے اصل ہے۔

(سوال) ما قولکم رحمکم اللہ۔ اس زمانے میں وہ اس طرح مملوود شریف پڑتے ہیں وہ حضرت رسول خدا ﷺ کی پیدائش کے بیان میں قیام کرتے ہیں وہ حضرت ﷺ کے زمانے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم و تبع تابعین کے زمانے میں تھا یا نہیں۔ نہ روایات کے زمانے میں کی نے یہ قیام سے ہیں یا نہیں اور نہ یہ تہذیب و دین ہے یا نہیں اور یہ قیام شریف اور کس نے پہلا قیام کیا اور کس نے طے کیا کہ قیام کا قیام کرنا کیسا ہے اور نہ کرنے سے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں یہ قیام ہر مجلس میں کرنا چاہیے یا نہیں کرنا اچھا ہے (جواب ۱۶۵) مجس میاں مردود کا قیام معمولاً شریعت میں ثابت نہیں۔ قرون مشرق و مغرب میں اس کا ولی وجود نہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و تبع تابعین اور۔۔۔ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں نہیں تھا۔ (۱) نہ حضرت اس کے بارے میں ولی روایت جو زنی منقول نہ سوال شریعت غرائب اس کا ولی ثبوت قیام کرنے والے نہ تقسیم روایات کی اہلیت سے قیام کرتے ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ ذہن تقسیم قیام سے نہ تہذیب و دین میں معمول نہیں، نیز اگر وہ وقت کی تخصیص بے معنی ہے۔ نیز اگر اللہ و قرآن زیادہ متقی تقسیم ہے۔ نہ اگر مد اور قرآن کے وقت کوئی شخص تقسیم قیام نہیں کرتا، پھر اگر وہ وقت تقسیم قیام سے کرنا بھی مجلس مملوود کے ساتھ خاص کیوں ہے اگر وہ حفظ میں کوئی وعظ و نصیحت کا ذکر کرے یا غیر انعقد مجلس میں ولی روایت کرے تو کوئی شخص تقسیم قیام نہیں کرتا۔ یہ سب تفصیلات بے نیل ہیں۔ اور اگر خیال سے قیام کرتے ہیں کہ روح مبارک آنحضرت ﷺ کی مجلس میں آتی ہے تو یہ خیال پہلے خیال سے بھی زیادہ جہالت آمیز ہے یہ وہ روح مبارک کے آنے کی دلیل شرعی ولی نہیں۔ نیز ان واحد میں ہزاروں مجلسیں دنیا میں ہوتی ہیں، اگر مجلس میں آپ ﷺ کی روح مبارک و حاضر مانا جائے تو اس میں شہادہ شریک بھی ہے کہ ان احادیث میں جس متعدد میں حاضر و ناظر ہونا آپ ﷺ کے تہذیب و دین سے۔ حالانکہ ہر جگہ حاضر و ناظر خواہ اس حدیث سے ہے۔ اس کی امر مستحب و ضروری سمجھیں اس وحدہ نہایت تک پہنچا دیتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے، (۲) اور علی

بن عبد المولود مدعاً لم یقل مد ولم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحمد والثناء (مدانی اشعار ج ۱ ص ۱۶۳)

۲۔ (۱) واقع ہم پر اس اعتبار سے کہ انبیاء و اولیاء ہر وقت حاضر و ناظر اند۔ شریک است چہ اس صفت از شخصات حق جل جلالہ است کے راز میں شریعت نیست۔ نیز اگر یہ است و علی حدیث علی علیہ السلام من قل ان ارواح المسبح حاصروہ بعلم بکثر نبوی (تمتہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹) فقہان میدان زمانہ علیہ ارواح ان اس ۱۶۳۱ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰) (۱۰۰۱) (۱۰۰۲) (۱۰۰۳) (۱۰۰۴) (۱۰۰۵) (۱۰۰۶) (۱۰۰۷) (۱۰۰۸) (۱۰۰۹) (۱۰۱۰) (۱۰۱۱) (۱۰۱۲) (۱۰۱۳) (۱۰۱۴) (۱۰۱۵) (۱۰۱۶) (۱۰۱۷) (۱۰۱۸) (۱۰۱۹) (۱۰۲۰) (۱۰۲۱) (۱۰۲۲) (۱۰۲۳) (۱۰۲۴) (۱۰۲۵) (۱۰۲۶) (۱۰۲۷) (۱۰۲۸) (۱۰۲۹) (۱۰۳۰) (۱۰۳۱) (۱۰۳۲) (۱۰۳۳) (۱۰۳۴) (۱۰۳۵) (۱۰۳۶) (۱۰۳۷) (۱۰۳۸) (۱۰۳۹) (۱۰۴۰) (۱۰۴۱) (۱۰۴۲) (۱۰۴۳) (۱۰۴۴) (۱۰۴۵) (۱۰۴۶) (۱۰۴۷) (۱۰۴۸) (۱۰۴۹) (۱۰۵۰) (۱۰۵۱) (۱۰۵۲) (۱۰۵۳) (۱۰۵۴) (۱۰۵۵) (۱۰۵۶) (۱۰۵۷) (۱۰۵۸) (۱۰۵۹) (۱۰۶۰) (۱۰۶۱) (۱۰۶۲) (۱۰۶۳) (۱۰۶۴) (۱۰۶۵) (۱۰۶۶) (۱۰۶۷) (۱۰۶۸) (۱۰۶۹) (۱۰۷۰) (۱۰۷۱) (۱۰۷۲) (۱۰۷۳) (۱۰۷۴) (۱۰۷۵) (۱۰۷۶) (۱۰۷۷) (۱۰۷۸) (۱۰۷۹) (۱۰۸۰) (۱۰۸۱) (۱۰۸۲) (۱۰۸۳) (۱۰۸۴) (۱۰۸۵) (۱۰۸۶) (۱۰۸۷) (۱۰۸۸) (۱۰۸۹) (۱۰۹۰) (۱۰۹۱) (۱۰۹۲) (۱۰۹۳) (۱۰۹۴) (۱۰۹۵) (۱۰۹۶) (۱۰۹۷) (۱۰۹۸) (۱۰۹۹) (۱۱۰۰) (۱۱۰۱) (۱۱۰۲) (۱۱۰۳) (۱۱۰۴) (۱۱۰۵) (۱۱۰۶) (۱۱۰۷) (۱۱۰۸) (۱۱۰۹) (۱۱۱۰) (۱۱۱۱) (۱۱۱۲) (۱۱۱۳) (۱۱۱۴) (۱۱۱۵) (۱۱۱۶) (۱۱۱۷) (۱۱۱۸) (۱۱۱۹) (۱۱۲۰) (۱۱۲۱) (۱۱۲۲) (۱۱۲۳) (۱۱۲۴) (۱۱۲۵) (۱۱۲۶) (۱۱۲۷) (۱۱۲۸) (۱۱۲۹) (۱۱۳۰) (۱۱۳۱) (۱۱۳۲) (۱۱۳۳) (۱۱۳۴) (۱۱۳۵) (۱۱۳۶) (۱۱۳۷) (۱۱۳۸) (۱۱۳۹) (۱۱۴۰) (۱۱۴۱) (۱۱۴۲) (۱۱۴۳) (۱۱۴۴) (۱۱۴۵) (۱۱۴۶) (۱۱۴۷) (۱۱۴۸) (۱۱۴۹) (۱۱۵۰) (۱۱۵۱) (۱۱۵۲) (۱۱۵۳) (۱۱۵۴) (۱۱۵۵) (۱۱۵۶) (۱۱۵۷) (۱۱۵۸) (۱۱۵۹) (۱۱۶۰) (۱۱۶۱) (۱۱۶۲) (۱۱۶۳) (۱۱۶۴) (۱۱۶۵) (۱۱۶۶) (۱۱۶۷) (۱۱۶۸) (۱۱۶۹) (۱۱۷۰) (۱۱۷۱) (۱۱۷۲) (۱۱۷۳) (۱۱۷۴) (۱۱۷۵) (۱۱۷۶) (۱۱۷۷) (۱۱۷۸) (۱۱۷۹) (۱۱۸۰) (۱۱۸۱) (۱۱۸۲) (۱۱۸۳) (۱۱۸۴) (۱۱۸۵) (۱۱۸۶) (۱۱۸۷) (۱۱۸۸) (۱۱۸۹) (۱۱۹۰) (۱۱۹۱) (۱۱۹۲) (۱۱۹۳) (۱۱۹۴) (۱۱۹۵) (۱۱۹۶) (۱۱۹۷) (۱۱۹۸) (۱۱۹۹) (۱۲۰۰) (۱۲۰۱) (۱۲۰۲) (۱۲۰۳) (۱۲۰۴) (۱۲۰۵) (۱۲۰۶) (۱۲۰۷) (۱۲۰۸) (۱۲۰۹) (۱۲۱۰) (۱۲۱۱) (۱۲۱۲) (۱۲۱۳) (۱۲۱۴) (۱۲۱۵) (۱۲۱۶) (۱۲۱۷) (۱۲۱۸) (۱۲۱۹) (۱۲۲۰) (۱۲۲۱) (۱۲۲۲) (۱۲۲۳) (۱۲۲۴) (۱۲۲۵) (۱۲۲۶) (۱۲۲۷) (۱۲۲۸) (۱۲۲۹) (۱۲۳۰) (۱۲۳۱) (۱۲۳۲) (۱۲۳۳) (۱۲۳۴) (۱۲۳۵) (۱۲۳۶) (۱۲۳۷) (۱۲۳۸) (۱۲۳۹) (۱۲۴۰) (۱۲۴۱) (۱۲۴۲) (۱۲۴۳) (۱۲۴۴) (۱۲۴۵) (۱۲۴۶) (۱۲۴۷) (۱۲۴۸) (۱۲۴۹) (۱۲۵۰) (۱۲۵۱) (۱۲۵۲) (۱۲۵۳) (۱۲۵۴) (۱۲۵۵) (۱۲۵۶) (۱۲۵۷) (۱۲۵۸) (۱۲۵۹) (۱۲۶۰) (۱۲۶۱) (۱۲۶۲) (۱۲۶۳) (۱۲۶۴) (۱۲۶۵) (۱۲۶۶) (۱۲۶۷) (۱۲۶۸) (۱۲۶۹) (۱۲۷۰) (۱۲۷۱) (۱۲۷۲) (۱۲۷۳) (۱۲۷۴) (۱۲۷۵) (۱۲۷۶) (۱۲۷۷) (۱۲۷۸) (۱۲۷۹) (۱۲۸۰) (۱۲۸۱) (۱۲۸۲) (۱۲۸۳) (۱۲۸۴) (۱۲۸۵) (۱۲۸۶) (۱۲۸۷) (۱۲۸۸) (۱۲۸۹) (۱۲۹۰) (۱۲۹۱) (۱۲۹۲) (۱۲۹۳) (۱۲۹۴) (۱۲۹۵) (۱۲۹۶) (۱۲۹۷) (۱۲۹۸) (۱۲۹۹) (۱۳۰۰) (۱۳۰۱) (۱۳۰۲) (۱۳۰۳) (۱۳۰۴) (۱۳۰۵) (۱۳۰۶) (۱۳۰۷) (۱۳۰۸) (۱۳۰۹) (۱۳۱۰) (۱۳۱۱) (۱۳۱۲) (۱۳۱۳) (۱۳۱۴) (۱۳۱۵) (۱۳۱۶) (۱۳۱۷) (۱۳۱۸) (۱۳۱۹) (۱۳۲۰) (۱۳۲۱) (۱۳۲۲) (۱۳۲۳) (۱۳۲۴) (۱۳۲۵) (۱۳۲۶) (۱۳۲۷) (۱۳۲۸) (۱۳۲۹) (۱۳۳۰) (۱۳۳۱) (۱۳۳۲) (۱۳۳۳) (۱۳۳۴) (۱۳۳۵) (۱۳۳۶) (۱۳۳۷) (۱۳

حضرت رسالت مآب سے محبت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ پس باوجود اس محبت اور عشق کے جو ان حضرات علیہ السلام کو حضور رسول کریم ﷺ سے تعلق رکھنے والے زمانے میں مجاہد کا منہ پر ہونا اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہ مجاہد کوئی مستحسن فعل نہیں۔ ورنہ عاشقین رسول ﷺ ضرور اس کو عمل میں لاتے۔ (۱) پھر موضوع روایات بیان کرنا اور اسراف و تفاخر کے ارادہ سے مبولود رہنا خود حرام ہے۔ اور ذکر و اذیت باسعادت کے وقت قیام کرنا باطل ہے۔ اصل در بدعت ہے۔ مگر یہ نوعی از عین تقسیم قیام کے ساتھ شریعت میں محمود و ثواب نہیں۔ اور یہ خیال کہ حضور رسول کریم ﷺ مجلس میاں میں تشریف لاتے ہیں ایک جاہلہ خیال اور متعصبی الی السورک ہے۔ اس آیت یا حدیث یا قول اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجلس میں وقت از روایت قیام کرنا پابہ۔ یہ کہ حضور انور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ اخص علماء اہل سنت و الجماعت کا مجمع مذہب کی ہے اور حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مبولود یا قیام پتہ بھی ثابت نہیں۔ جو وقت مسائل و وہابیوں کے مسکتات ہیں و مایا قہوہ جہاں میں یا قصد اعوام و دھواں دیتے ہیں۔ و بند علم بالاسباب۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ و علی۔

مولود شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(سوال) موبوہ شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستشفى رقم ١٥٣١ في خان (١٠٠) في ارض اثني عشر الف م. ١٨٠٠ في ١٩٠٠

(حوالہ ۱۶۷) میں ان میں سے ہر ایک کی اصل چیز ہے جس کا ثبوت شریعت میں نہیں ہے۔
۱۔ اگر کوئی شخص قیام کا شریعی چیز سمجھ کر ورثہ میں سے ایک غائب کی شہادت دے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

میل و شریف میں قیام پر اصرار کرتا۔

(سوال) مہاراجہ یف میں تعلیم کے لئے آجے تا اور سب سے مجبور مرنے والے تھے۔

المستفنى نبه ۱۵۱ عبد الرزق صاحب (عین) تاریخ اول در ۳۱ ام ۲۶ من ۱۳۶۱

(جواب ۹۶۸) میاں شریف میں قیام کرنے کا ثبوت شریعت مقدسہ سے ثابت نہیں۔ یہ ایک رسم ہوتی

ایہا مردان! یہ رہنما رہا ہے۔ مائیں۔ وہ ماہل اسلہ و لجماعۃ فتولولہ فی کل فعل و قول لم یست عن الصحۃ رسی
ایہ تعالیٰ علیہم ہو مدحہ لایہ لو کہ خبر نسو قول اللہ لایہم لم یتر کوا حصۃ من حصان لجر الا وقد بادروا بہا
(تعالیٰ ان فیہ فی ۵۶ ص ۵۶) (تعالیٰ ایہی و لا یور)

۲۔ اس وجہ سے ۔۔۔ پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے اور بدعت اس وجہ سے کہ حیر القرون کے بعد بلا تحت شریعہ دین میں ایسا پاپا پت۔

عبدالمعز بن قاسم (مستلم) نے اپنے والد کے بعد حکومت سنبھالی۔

جے جو بے اصل اور بے ثبوت ہے۔ اور اس پر وہ مجبور رہا قیامت کے دن وہ جہنم کا نکتہ ثابت ہے۔

مذہبیت ہندوؤں پر۔۔۔

محفل میاں دین احمد - نور محمد میرٹھ

(سوال) مغل میو میں درختوں پر مچھلیاں کتنی توڑنے کا رونا بہتا ہے یا ترے بہت ہے۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۳ مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرسہ نعمانیہ مکتبہ ازیق ثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء

(احواب) (از ناب مفتی صاحب) بخش میاں میں ہے۔ ہر صوبہ و ممالک پر مشتمل ہے۔ ربیعہ میں سے وادیوں کے حالات نہیں۔ تو اس قیام و نظم شرعی و نہرونی نظم آبادت و کمر اتی ہے۔ اس وقت ربیعہ نہرونی ہے۔ یہ نام قوم الزامیہ میں و نظم شرعی و نہرونی نظم سے ہیں اس فعل کو ترک کرنے پر اس طرح کے طعن و اعتراضات ہیں۔ بجا و تہ، عجیب و غریب، ناب مفتی مدرسہ میاں دہلی۔ جو کہ اس بندہ محمد یوسف عفا عنہ مدرسہ امینہ دہلی۔

(جواب ۱۶۹) اے حضرت مفتی اعظمؒ ہر الموفق۔ محفل میلاد میں قیام مروج بے اصل اور بدعت ہے

سہو و سلام پر غنہ قیام میں نہایت کثرت سے پڑھتا اور تہذیب و مطہر اور مہربان
 یہ سب ناجائز اور بدعت ہے۔ (۲۰۲) قیام میں نہایت کثرت سے پڑھتا اور تہذیب و مطہر اور مہربان
 قرار دیتا خدا اور سولہ کے خلاف شرع ہے جو کہ یہ ہے۔ محمد کا غایت اہل کائنات ہے۔

الجواب حق۔ محمد شفیع عفی عنہ مدرسہ عبد البر دہلی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔

(سوال) قیم برنا خاص : اوقات شریف کے اوقات سے تفہیم حضرت ائمہ - مستحسن و مستحسن

١ من صور علي امر مدبّر وجمع مدبر ولم يعمل بالرحمة فقد اصاب منه لبيط من الابل فاحس من صور علي بدعة الزمكر * (مرقاة : ج ٣ ص ٣١ ط المكتبة الحية كونه)

۲۔ اوت لعاديات من حب مي عاده لا بدعه شي ومن حب بعد بها او يوضع وضع للعهد بل حديث لدعه اما ما في
فتاوى ج ۲ ص ۱۹۸، ۱۹۹ في - ابن - ابن بانة ان مات قبيح - وراه بنة افتد عوفه ما ك هـ عسجه
(الندية - ۲) وفي ابن مسعود رضى الله تعالى عنه لا يحفل احدكم بالسفطان سببا من محاربه نرى ان حلف عليه ان لا
يقصر الا عن يمينه فقد ثبت من بنى على الله عهدا وسما كثر يقصرون عن سداده حتى ان كتاب الانام
باب الانتال والانصراف عن اليمين والسفال : ۱ / ۱۱۸ ط فديهي

٣ منها وضع الحدود والبرء والكيف واليهاب ليعبد ، والبراء العذاب المعصية في اوقات معية له بوحدها لذت
لعبه في الشريعة (الامر بالحق) فليس في قلوبنا اننا ناس في الشريعة (الامر)

۳۔ "ام لیہم شرکاء شریعہ الہیہ من الدین عالم مدون بہ اللہ" (۱۴۰۱ ج ۲) "قولہ 'ولا تقولوا لما تصف السنتکم حد حدی وھد حرام لتفتروا علی بہ لکذب'" (۱۱۶) "وفاقی من کبر رحمۃ اللہ علیہ" "ویدخل حل فی حدی کل من مدح مدحہ لیس لہ فہمہ مستند سیر علی وحد من سب ما حرم اللہ وحرم سب ما حرم اللہ صحرور ربہ وسبہ" (۱۴۰۱ ج ۲) ۲۰۹۰ و ۲۰۹۱ (۱۴۰۱)

حرام ہے اور مولود شریف کے قیام کو حرام کہنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۵۲۵۔ مولانا عبدالحق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ ملتان ۱۳ ربيع الثانی ۱۳۵۶ھ

(جواب) (از مولوی حبیب الرحمن نائب مفتی) مولود مروج بنفسہ ناجائز ہے اور اس میں قیام کرنا اور اس کو حکم شرعی ٹھہرانا بہت ہی بڑی گمراہی ہے۔ کیونکہ مولود مروج میں بجائے تعظیم کے آنحضرت ﷺ کی توہین ہوتی ہے کہ فساق فجار گانے کے لہجے میں گاتے ہیں اور حقہ سگریٹ بھی پیتے جاتے ہیں اور آپ کا ذکر و نام مبارک نہایت بے ادبی و بے حرمتی کی ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی محبت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور آپ کی سنن کی متابعت و نماز روزہ کے بھی پابند نہیں ہوتے۔ صورتیں شکلیں اہل ہنود کی رکھتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی عالم وعظ کے لہجہ میں میاں د کے واقعات کو بیان کرے گا تو یہ مستحسن ہوگا۔ (۱) اور قیام کا ثبوت کسی سند شرعی سے نہیں۔ لہذا یہ بھی بدعات مخترعات سے ہے۔ فقط حبیب الرحمن غنی عن نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(جواب ۱۷۰) (از حضرت مفتی اعظم) ہوالموفق۔ آنحضرت ﷺ کے مقدس حالات اور سیرت مبارکہ کا ذکر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے۔ لیکن محافل میاں د جس نوعیت سے منعقد کی جاتی ہیں، یہ سرتاسر امور غیر مشروعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ (۲) روایات موضوعہ منکرہ بیان کی جاتی ہیں۔ (۳) بیان کرنے والے اکثر غیر متشرع فساق و فجار ہوتے ہیں، (۴) اسراف و بربادی کا وسیع و نمود مقصد ہوتا ہے۔ (۵) التزام مالا یلزم کی حد سے گزر کر اس کو فرائض و واجبات سے بھی آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ (۶) قیام بوقت ذکر و ولادت کو ایک فریضہ شرعیہ قرار دے لیا ہے اس کے تارک کو لعن و طعن کیا جاتا ہے۔ (۷) الغرض مروجہ مجالس میاں د بدعات و خرافات کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس لئے اس ہیئت کذابی کا ترک کرنا واجب ہے۔ (۸) حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کے بیان کرنے کے لئے مثل مجالس وعظ کے ایک بے تکلف مجلس میں وعظ کی طرح بیان کر دینے کو اختیار کیا جائے تو بہتر اور موجب ثواب ہوگا۔ (۹) صحیح واقعات، مستند روایات بیان کی جائیں اور شیرینی

۱۔ "لا یاس بالحلوس للوعظ اذا ارادہ وحہ اللہ تعالیٰ کدافی الوحیر لکوردی۔ (الفتاویٰ العالیہ ص ۳۱۹ ج ۲ کوئٹہ)

۲۔ "ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد قد احتوی علی بدع و محرمات حمق" (ابن عساکر، اسد غلج ص ۳ ط ۳ مصطفیٰ البابی الحلبي مصر)

۳۔ ان کا بیان کرنا اور سننا اس وعید میں داخل ہے "من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار" (بخاری ص ۲۱ ط قدیمی)

۴۔ ان کے ساتھ ناحق مسابقت و مدافعت کرنی پڑتی ہے، اور بلکہ ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "فلا تقعد بعد الدکری مع القوم الظالمین" (الانعام: ۶۸)

۵۔ "ان المصلین کاتوا اخوان الشیطن" (سورۃ اعراف ص ۴۷)

۶۔ اور غیر ضروری کو ضروری جاننا بدعات فبیحہ سے ہے "ورہبانہ اندعوها ما کسباھا علیہم" (الحدید ص ۴۷) وقال ابن مسعود رضى الله تعالى عنه "لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاته یری ان حقاً علیہ ان لا یصرف الا عن یمینہ" ولقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیراً یصرف عن شمالہ" (بخاری ص ۱۱۸ ط قدیمی)

۷۔ قیام کو فریضہ شرعیہ قرار دینا بدعت و معصیت ہے اور معصیت پر اصرار رنخت معصیت ہے۔ طبر شاطبی فرماتے ہیں "ان العادات من حیث ہی عادیۃ لا بدعۃ فیہا، و من حیث یبعد بها او توضع وضع التعدد دخلها البدعۃ الاعتصام ج ۲ ص ۹۸ ط دار الفکر)

۸۔ کیونکہ بدعات و مکروہات کے ملنے سے عبادت بھی معصیت ہو جاتی ہے جیسے کوئی حالت جنایت میں بوقت دوپہر کے نماز پڑھنے لگے سخت گنہگار ہوگا حالانکہ نماز افضل العبادات سے۔ اسی طرح نفس ذر سیرت مبارکہ نہ صرف جائز بلکہ مستحسن اور افضل الاذکار ہے مگر بدعات و خرافات کے ملنے سے مروجہ مجالس مبارک دکان ترک ضروری ہو جائے گا واللہ اعلم۔

۹۔ "لند کبر علی المنابر للوعظ والا تعاطیۃ الانبیاء او المرسلین" (الدر المختار ج ۶ ص ۲۶۱ ط سعید)

وغیرہ تقسیم کرنے کا رواج ترک کر دیا جائے۔ مسلم، غیر مسلم سب کو بلایا جائے اور ایسی طرح بیان کیا جائے کہ غیر مسلموں کے لئے خاصی تبلیغ ہو جائے اور اسلام کی صداقت اور پیغمبر اسلام کی محبت ان کے دلوں میں بکھری جائے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ وہی۔

(جواب ۱۷۱) نمبر ۵۲۸ اور دیگر مولود شریف کا مروجہ اہتمام بے اصل ہے اور ذکر و دعا کے وقت قیام کرنا بھی بے اصل ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ وہی۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء۔

نبی علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بے اصل ہے۔

(سوال) کیا میلاد شریف میں وقت ذکر و دعا کے وقت قیام کرنا اور آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھ کر انگوٹھوں کو چوم لینا شرک ہے؟

المستفتی نمبر ۵۶۴ اجنباب سید عبدالعبود صاحب بدایوں۔ ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۱۷۲) میلاد شریف میں ذکر و دعا کے وقت قیام کرنا بے اصل ہے۔ یونہی ذکر و قیام قیام کے ساتھ شریعت میں معصود نہیں اور نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا صحیح اور مستحب ہے۔ انگوٹھوں کو چومنا اور آنکھوں سے ان کا نام بے اصل ہے، تاہم اس کو شرک نہیں کہہ جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ وہی۔

مجلس میلاد میں حضور علیہ السلام کا تشریف لانا۔

(سوال) (۱) ایک مسلمان کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کی پیدائش کے ذکر کے وقت حضور ﷺ مجسم یرون حضور علیہ السلام کی آتی ہے۔ مجلس میلاد میں اس وجہ سے ہم قہراً کھڑے ہو جاتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن مجید یا حدیث صحیح سے ثبوت ہے کہ مجلس میلاد میں تشریف لے جاتے ہیں؟

۱۔ "ونص العلماء علی استحبابھا فی مواضع : وعد ذکر اوسماع اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (رد المحتار: ج ۱ ص ۵۱۸ طبع سعید)

۲۔ یہ نام اکثر دو آنحضرت ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے پوسنے کو واجب سمجھتے ہیں، اور دو موقوف ہے روایت پر، اور روایت اس باب میں بونی ثبوت نہیں۔ ہذا اصل ۱۰، ثانی میں ہے "وذكر ذلك الحواشي وطال ثم قال : ولم يصح في المرفوع من كل هذا شيئا" (ج ۱ ص ۳۹۸ طبع سعید) اور فضل العمل میں مذکور روایت پر عمل کرنے کی تین شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ روایت بہت زیادہ کمزور نہ ہو دوسرے یہ کہ وہ چیز شریعت سے کسی عام اصول کے تحت العمل ہو تیسرے یہ کہ اس کو سنت نہ سمجھا جائے (در مختار: ج ۱ ص ۲۸ طبع سعید) جب کہ انگوٹھے پوسنے سے بارے میں جو روایت بیان کی جاتی ہے بہت قسمی سے اس میں مذکور دو باتیں شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر آج کل وہ وہاں سمجھنے سے "وہاں پر عادت ہے کہ اس سے اس فعل سے روکا جائے گا۔ یہاں پر شہادت یا جواز۔ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں انگوٹھے پوسنے کو مستحب لکھا ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالحی کہنہ کی فرمائش ہے "انہی نہیں راہ میں اس فقہ مستحب نوشتہ است۔ منہ واجب و نہ سنت مثل نماز، عبادہ، خیرات، روایات و جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ وغیرہ و مراد الشریعہ معتبرہ و متداولہ نشان آں نیست آں سب کہ در انہا این مسئلہ مذکور است غیر معتبرہ اند چنانکہ جامع الرموز و فتاویٰ صوفیہ، نہ العباد و غیرہ و این وجہ کہ درین سبب رطب و یابس است۔" (مجموع الفتاویٰ: ج ۱ ص ۲۲۵) "انہی تکتبیر لمن ینال جامع الخیر" موجود سنت و حدیث و این باب فقہاء نقل میکنند کہ تحقیق محدثین صحیح نیست آں (مجموع الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۲۵ طبع سعید) ۱۰۔

نہیں، اگر حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں تو مجسم آتے ہیں یا روح پاک آتی ہے۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۹ انوار احمد صاحب حویلی اعظم خاں دہلی، جمادی الاول ۱۳۵۷ھ م

۶ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب) (از مواءنا منظر اللہ صاحب) نہ یہ ثابت ہے کہ ذکر پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ کی روح اطہر مجلس میں ہمیشہ تشریف آتی ہے نہ اس غرض سے قیام کیا جاتا ہے لیکن کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے ایسا ملاحظہ کیا ہو تو کچھ بعید بھی نہیں لیکن اس کی وجہ سے ایک عام حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

نقطہ اللہ اعلم۔ محمد منظر اللہ غفرلہ امام مسجد جامع قیوڑی دہلی۔

(جواب ۱۷۳) (از حضرت مفتی اعظم) ہو اموفق۔ حضور انور ﷺ کا تشریف الہا توبہ کل ہے اصل اور ب حقیقت ہے اور کسی مجلس میں کسی صاحب باطن نے کشفی طور پر مشاہدہ بھی کیا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور ﷺ خود مجلس میں تشریف لائے۔ کیونکہ کشف میں ایسی چیزوں کا ایسے مقام پر مشاہدہ ہو جاتا ہے جہاں وہ چیزیں خود نہیں ہوتیں۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کسوف میں جنت و دوزخ کو قبہ کی دیوار میں مشاہدہ فرمایا۔ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس کی تصریح ہے ما من شیء کنت لم ارہ الا قد رأیتہ فی مقامی هذا حتی الجہۃ والنار۔ (۲) اور ایک روایت میں فی عرض هذا الحائط او مثله بھی آیا ہے۔ (۳) اور ظاہر ہے کہ تمام مرئیات اور جنت و نار خود وہاں موجود نہ تھیں بلکہ یہ کشفی مشاہدہ تھا۔ اور قیام تعظیمی کا کوئی صحیح معنی نہیں ہے ذکر کی تعظیم قیام کے ساتھ معبود نہیں اور بغرض ہو بھی تو حضور ﷺ کی سیرت مبارکہ کا تمام ذکر مستحق تعظیم ہے، نہ صرف ذکر و ادب و سلام۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ کیونکہ اگر بغرض محال سمجھی ایسا اتفاق ہو انہی دو تو خرق عادت ہے اور خرق عادت دائم اور مستمر نہیں ہوتا، علاوہ اس یہ امر متعلق کشف کے ہے اور کشف جست نامہ نہیں کہ اس کی وجہ سے عام حکم لگایا جائے۔ ماحلی قادری شریعہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "المکشفۃ والالہام والامام النبی ہی طیات لا تسمی علوماً یقیبیا" (مرقاۃ ۱/ ۶۶ طالع ادبیہ)

۲۔ بخاری، ابواب الکسوف، باب صلوة النساء مع الرجال فی الکسوف ج ۱ ص ۱۳۳ ط سعید۔

۳۔ بخاری، کتاب موافقت الصلوة، باب وقت الظہر عند الروال، ولفظہ "ثم قال عرضت علی الحجة والدرافعی عرض هذا الحائط فلم ار کالحریر او الشر۔" وکذا فی کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من کثرة السؤال الحج ج ۲ ص ۸۳ ط قدیمی۔

فصل چہارم مسئلہ علم غیب

(۱) محفل میلاد کا شرعی حکم۔

(۲) حضور علیہ السلام کا محفل میلاد میں تشریف لانا۔

(۳) رسول اکرم ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟

(۴) ایصالِ ثواب کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

(۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟

(السوال) (۱) محفل میلاد، تشریف کرنا شرعاً ناجائز ہے یا بدعت ہے؟

(۲) رسول کریم ﷺ محفل میلاد میں تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ایک ہی وقت میں روئے

زمین ہزار جگہ محفل میلاد ہو تو یہ رسول کریم ﷺ پر جگہ تشریف لائے ہیں یا نہیں یا مجبور ہیں؟

(۳) آنحضرت ﷺ کو علم غیب تھا یا نہیں؟

(۴) بزرگان دین و دین کو ثواب پہنچانے کیلئے فاتحہ نیاز نذر کا دن مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) شرک و بدعت کسے کہتے ہیں؟

المستفتی ماسٹر عابد یار خاں مدرّسہ ماہو کارہ جدید بریلی۔

(جواب ۱۷۴) آنحضرت ﷺ کے حالات مبارک اور فضائل و کمالات طیبہ کا بیان سرتابہت اچھا اور موجب خیر و برکت ہے مگر مجلس میلاد میں صورت ہے کہ مروج یہ غیر شرعی ہے کیونکہ اول تو اس نام سے انعقاد مجلس کرنا ملتِ صالحین کا معمول نہیں تھا۔ بلکہ حفظ و تکرارِ محاسن میں حضور انور ﷺ کے حالات طیبہ بھی بیان کر دیئے جاتے تھے (۲)

دوسرے اثری طور پر ان محاسن میں روایات غیر معتبرہ و درموضوہ مان لی جاتی ہیں جن کا بیان کرنا بالکل سنا بھی گناہ ہے۔ (۳)

تیسرے کثرتِ بدعت میں مجلس منعقد کرنے والے نیت ریادہ شہادت و نامور کی لی ہوتی ہے جو عملِ حسنہ کے ثواب کو بھی ضائع کر دیتی ہے۔ (۴)

۱۔ ان عمل لمولود بدعة لم یضربہا ولم یقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلفاء والانمة (کذا فی الشرعة الا للہ بحوالہ راہ سنت : ص ۱۶۴ ط مکتبہ صفیریہ)

۲۔ "التذکر علی المار للوعظ والا تعاطیة الامیاء والمرسین" (ادب و تذکرہ : ص ۳۴۱ ط سعید)

۳۔ قال فی النامة (تہذیب الامم) ای المکدوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وهو محرم اجتماعہ من قال بعصمہ انہ کفر، قال عبد اللہ بن مسعود و لیس لہم "من قال علی ماہ قل فیستوا بمعصمہ من لیس" (ن ۱ ص ۲۹ ط سعید)

۴۔ وقد حرج مسلم حدیث العربی و العالم و الحواد و عقابہم عنی فعلہم ذلك لیس اللہ عن ابی ہریرۃ فی کتاب الامارہ، و من قبل للبراء و السمعة استحق البار و قد قال الامام ابووی رحمۃ اللہ علیہ فی شرحہ مانصہ "وفہ الالعمومات الواردة فی فصل الجہاد

ہی لیس اللہ تعالیٰ بذلك محلصا و كذلك انشاء علی العلماء و علی المعصین فی وجوہ الحیرات کلمہ محمول علی من فعل ذلك لیس اللہ تعالیٰ محلصا" (انظر الصحیح لمسلم مع شرحہ الکامل لمووی رحمۃ اللہ علیہ : ج ۲ ص ۱۴۰ ط قدیمی)

چوتھے ان مچاس میں بعض غیر شرعی امور عمل میں آئے جاتے ہیں اور ان کو نہ صرف شرعی سمجھا جاتا ہے بلکہ فرض و واجب کام تبہ دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً: کروڑوں کے وقت قیام کرنا کہ یہ ایسا بے اصل اور بے ثبوت چیز ہے (۱) مگر عمل اس کو کیا لازم کر لیا گیا ہے کہ اگر کوئی قیام کرے تو اس کو حق طعن سب و شتم کرتے اور بسا اوقات مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ (۲) مذکور ہوا وجوہ بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ مچاس مروجہ میاں و کاغذ شرعی نہیں ہے۔ (۳)

(۲) یہ خیال اور عقیدہ کہ حضور انور ﷺ میس میں تشریف لاتے ہیں ایک عامیانہ اور بے اصل خیال ہے اور نہ یہ اصول شرعیہ کے لحاظ سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ ایک وقت میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا حضرت حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہے۔ (۳)

(۳) علم غیب حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ کو حق تعالیٰ نے اس قدر مغیبات کا علم عطا فرمادیا تھا کہ ہم اس کا احصاء نہیں کر سکتے۔ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم حضرت حق تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے، مگر باوجود اس کے حضور ﷺ عام غیب نہ تھے۔ کیونکہ علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ وہ غیر واسطہ جواب اور بغیر کسی کے بتائے ہوئے حاصل ہوئے اور حضور ﷺ کا تمام علم حضرت حق تعالیٰ کے بتائے ہوئے حاصل ہوا ہے۔ وہ ہیئت علم غیب ہے اور نہ حضور ﷺ کو عام غیب مندرست۔ (۶)

(۴) ایصالِ ثواب کی شرعی حقیقت یہ ہے کہ انسان کوئی ثواب کا کام (یعنی عبادتِ مالئہ یا بدئیہ اور کریمہ) اور خودِ ثواب پانے کا مستحق نہ ہے۔ پھر حضرت حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ یا اللہ یہ ثواب جس کا تیرے فضل و کرم کے وعدہ سے میں مستحق ہوں میں سے فداں بزرگ یا عزیز یا دوست و ہمنما کے۔ (ثواب کا کام ثواب کی نیت سے کیا جائے اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو شریعت نے ملامت سے ہیں دیا ہو جب وہ مفید ہو گا۔ ورنہ برادری کی رسم کی پابندی یا زیاد نمود کی غرض سے جو کام کیا جائے یا اوصافِ شریعہ کے خلاف ہو تو اس میں خود کرنے والا ہی ثواب کا مستحق نہیں ہوتا دوسرے کو یا بخشے گا اور یا پھینکے گا۔) پس عبادتِ مالئہ یعنی

از کیونکہ اس پر کوئی شرعی دلیل قائم نہیں ہے۔

۲۔ اور اللہ مالا یلم بدعت ہے۔ "ورہابیۃ یتدعوها ما کأھا علیہم" (احدیہ ۲۷)

۴۔ ہذا حقیر نے نصیر علی سے۔

۳۔ "وَلِیُّ الْوَالِدِ بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (پدر اور والدہ کی نسبت سے والد کا حق زیادہ ہے)۔
 ۴۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۵۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۶۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۷۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۸۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۹۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔
 ۱۰۔ "وَلِیُّ الْمَوْلَى بِالْحَقِّ أَكْثَرُ حَقًّا" (میراثی کی نسبت سے مالک کا حق زیادہ ہے)۔

٥- والتحقيق ان العيب ما عاب عن الحواس والعلم الضروري والعلم الاستدلالي. ("طائفة محمد عبد الرحمن الخضراني النجف الاشرف ص ٢٩٣ ط ١ دار المصنوع)

٦. وقال العلامة المهرجاني رحمه الله عنه "وقد نطق الفران بسعي علمه عن سواه تعالى فمن ادعى انه يعلمه كفر ومن صدق لم يدعي كفر واما ما علمه بحاسه او ضرورة او دليل فليس بعيب ولا كفر في دعواه ولا في تصديقه على الحريم في اليقين والظن في الظن عند المحققين". (المراس: ص ٣٣٣ ط ١ دار)

وقال في الرد (قوله بعبادة ما) أي سواء كانت صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة أو ذكرا أو طوافا أو حجاً أو عمرة وجميع أنواع البر كما في التهذيب (الكتاب ٢ ٥٩٥ طبع)

۹- ایستند البیّن، اطعوا الله واطعوا الرسول ولا تنظروا اعدائکم - محمد ۳۳، ای استندوا وامر الله و امر رسوله ولا تنظروا اعدائکم
عنا بظن به هؤلاء اعدائهم من کفر و النفاق و محب و ربه، (کلمه فی الصلوات عند التصدیه ۳/ ۱۳۰، ج ۲، ص ۲۰۸)

صدقہ کے ذریعہ سے جو ثواب پہنچانا ہے اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جو چھ میسر ہو اور جس وقت میسر ہو اس کو خالصاً وجہ اللہ کی مستحق پر صدقہ کر دو اور اس کا ثواب نہ پہنچانا ہو پہنچاؤ۔ اس میں کسی خاص چیز اور خاص وقت کا التزام غیر شرعی ہے۔ اور عبادات بدنیہ کے ذریعے سے ثواب پہنچانے کی صورت یہ ہے کہ غسل نماز پڑھو غسل روزہ رکھو یا قرآن مجید کی تلاوت کرو وغیرہ۔ ان عبادات کا ثواب جسے پہنچانا ہو پہنچاؤ اس میں بھی کی خاص صورت اور ہیئت اور نوعیت کی اپنی طرف سے تفصیص کرنا غیر شرعی ہے۔ (۲)

(۵) خدا تعالیٰ کے لوصاف مخصوصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا شرک ہے۔ پھر اس کی بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیص کے لیے بہت وقت درکار ہے اس سے بہتر ہے کہ ان مقامی مامم سے مشافہہ دریافت فرمائیں۔ بدعت و کام ہے جو قرآن و حدیث مشہورہ و لہذاً اخیر میں نہ ہوا ہو اور نہ اس کی اصل پائی جائے۔ (۳) اور اس کو دین کا کام سمجھ کر یا جائے یا چھوڑا جائے تو یہ کرنا یا اس کے چھوڑنے کو دین کا کام سمجھ کر چھوڑنا بدعت ہے۔ (۴) اس کی تفصیص بھی ان مقامی مامم سے دریافت فرمائی جائے۔ واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ کا امداد۔

”یا رسول اللہ“ کہنے کا حکم

(السوال) اگر رسول اللہ ﷺ و غائبانہ ان الفاظ سے آواز دی جائے یا محمد۔ یا رسول اللہ۔ یا محبوب رب العالمین وغیرہ بلا درود شریف ہے۔ ان الفاظ کو کبھی یا ہر وقت اس ندا سے کوئی محبت رکھتا ہے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور دین جو از اسلام عیب بھائی جو تیات میں ہے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۵) (یا محمد۔ یا رسول اللہ ﷺ) منہ سے نکل کر آتا ہے کہ حضور ﷺ میری آواز دہر وقت اور ہر جگہ سے سنتے ہیں تو یہ ندا ناجائز اور یہ خیال غلط ہے۔ (۱) اور اگر اس خیال سے کہ میرے یہ الفاظ حضور ﷺ کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں تو درود و سلام کے ساتھ یہ خیال درست ہے۔ (۲) لیکن بغیر درود و سلام کے اس عقیدہ اور خیال و محبت کے کہ وہی میں شرعی نہیں۔ (۳) اور اگر محض فرط محبت میں بغیر اس عقیدے کے کہتا ہے

۱۔ ہذا لعلہ الناطی رحمہ اللہ عنہ فی الاعتصام فی وضع الحدود والیرام الکبیرات والہیات المعیة

والیرام العادات المعیة فی وہ معیہ نہ یوحد لہا دلت التعلیل فی الشریعة۔ (الرب الاول فی تعریف الدعاء الحج ۱ ط دار الفکر)

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ اوکل حدث فی لدین بعد من الصحابة بلا حجة شرعية (السراس ص ۱۵ ط امدادیہ مکتب)

۴۔ ان البدعة من حیث قبل فیہا ایضا طریقہ فی الدین محتارہ الی اخرہ یدخل فی عموم لفظها البدعة التریکہ، کما یدخل فی البدعة عبر التریکہ فقد دفع الاسد عن التریکہ تحریماً للمترک او غیر تحریم، فان الفعل مثلاً قد یترک حلالاً بالشرع و یحرّمہ الامان عنی نصہ او یفصد ترکہ قصداً الی ان قال وکما یشمل الحد التریکہ یشمل ایضا صدقہ ذلك۔ (الاعتصام: ج ۱ ص ۴۶، ۴۷ ط دار الفکر)

۵۔ مطلب یہ کہ اگر فقط یہ کہ ”یا رسول اللہ“ کہتے ہیں تو یہ عقیدہ و متبادر استغاثہ و درود نزدیک سے سنتے یا حاضر و ناظر ہونے کے اعتقاد سے نہ تو وجہ تریکہ ناجائز ہے۔ بل فقط یہ کہ ساتھ ندا کے مقصود اس عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی بھی حاضر و ناظر ہے اور آپ ﷺ جنت سے ہیں۔ یہ عقیدہ محض غلط اور باطل ہے ہذا لفظ ”یا“ کے ساتھ ندا بھی ناجائز ہے۔

۶۔ لقولہ علیہ السلام ”ان لله ملائكة سياحين في الارض يسبحون من امنی السلام۔“ (السنن . کتاب الصلاة، باب التسليم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

۷۔ کہ آپ ﷺ ”یا رسول اللہ“ کہنے والے کی تواضع میں یا یہ ندا آپ تک پہنچائی جاتی ہے۔

کہ حضور ﷺ سنتے ہیں یا حضور ﷺ کو یہ غلط فرشتے پہنچاتے ہیں تو فی نفسہ مباح ہے۔ مگر چونکہ اکثر عوام اس بد عقیدہ کی میں مبتلا ہیں کہ حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور ہر جگہ سے یا محمد یا، یا رسول اللہ بننے والے کی آواز سن سیتے ہیں، اس لیے ایسے موسم الغد کا نہ منا اور لوگوں کو ان کے استعمال سے منع کرنا ہی احوط ہے۔ (قرآن پاک کے الفاظ ایہا المرمل۔ (۲) یا ایہا النبی حاہد الکفار۔ (۳) الایۃ یا ایہا البی جو تشہد میں ہے ان سے حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ یا ایہا المرمل اور قرآن پاک کے تمام خطبات حالت حیات میں نازل ہوئے اور بعد وفات حکایت پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک نقطہ واجب حفاظت ہے۔ اور تشہد کا خطاب سلام کے ساتھ ہے۔ جو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ وہی۔

(۱) مجلس میلاد کا انعقاد اور اس میں قیام کرنا کیسا ہے؟

(۲) یا رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟

(۳) گیارہویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کے کھانے کا حکم۔

(۴) نماز میں حضور مدیہ السلام کا تصور آنے کا حکم۔

(السوال) مجلس میلاد شریف و قیام کرنا کیسا ہے؟ یا رسول اللہ، یا غوث پکارنا کیسا ہے؟ ان سے مدد ماننا کیسا ہے؟

گیارہویں شریف کی نیاز کرنا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ نماز میں حضرت محمد ﷺ کا تصور کرنا کیسا ہے؟

(جواب ۱۷۶) آنحضرت ﷺ کے حالات و فضائل و اوصاف کا ذکر احسن، اذکار اور افضل اور اذکار ہے۔ یمن

مروجہ مجس میں بہت سی باتیں شریعت مقدسہ کے خلاف ہوتی ہیں مثلاً روایات ضعیفہ بلکہ موضوعہ کا

بیان کرنا۔ موضوع روایات کا بیان کرنا حرام ہے۔ اور غیر منتشر لوگوں اور امروں کا مولود پر حق، گانا، مکان

کی زینت میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔ مولود کی مجلس و ضروری و لازم سمجھنا۔ ذر و دنت کے وقت قیام کرنا

شریک نہ ہونے والے یا قیام نہ کرنے والے کو حق طعن کرنا۔ یہ تمام امور ناجائز ہیں۔ شریعت مقدسہ میں ان کا

کوئی ثبوت نہیں۔

یا رسول اللہ منکر صلوة و سلام۔ مگر یہ تو جائز ہے اور اس میں بھی یہ عقیدہ رہنا چاہیے کہ

درود و سلام کو فرشتے حضور ﷺ تک پہنچا دیتے ہیں۔ دایہ عقیدہ نہ ہو کہ ہر جگہ سے غلط یا رسول اللہ یا اور ان

۱۔ یہ نکتہ جیسے شریعت پہنچانے والی ہے شریعت سے پہنچانے والی ہے۔ لقولہ علیہ السلام "فمن اتق الشہات فقد استرا لدیہ و عرصہ۔ ومن وقع فی الشہات وقع فی الحرام" (بخاری، کتاب بیان باب من اتق الشہات عین ۳ ط قدس)

۲۔ المزل ۱

۳۔ اتیہ ۳۰

۴۔ فی الشامیہ "لقولہ (وما لم یصوغ) ای المکدوب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وهو محروم اجماعاً من قول بعضهم نہ کفر قال علیہ الصلاۃ و السلام من قال علی مالہ اقل فینوا مقعد من الدار" (رج ۱ ص ۱۲۸ ط سعید)

۵۔ لقولہ علیہ السلام "ان لہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یلعون من امتی السلام" (السنائی، کتاب الصلوۃ، باب السلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۱/ ۱۴۳ ط سعید)

بات کو حضور خود سن لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جس اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور یہ غوث امن بہر حال ناجائز ہے۔ کیونکہ غوث نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ ان تک ان الفاظ کو پہنچانے کے لیے کسی ذریعہ کا شکار ہوتا ہے۔

گیارہویں کی نیاز سے آخر مقصد ایصالِ ثواب ہے تو اس کے لئے گیارہویں تہذیب کی تعین شریعی نہیں۔ (۲) نیز حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص نہیں۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے مستحق ہیں۔ (۳) سال کے جن دنوں میں میسر ہو اور جو چھ میسر ہو صدقہ کر دیا جائے اور اس کا ثواب بزرگانِ دین اور اموات مسلمین کو بخش دیا جائے۔ فقراء اس حصے کو لے سکتے ہیں۔ امراء اور صاحبِ نصاب نہیں لے سکتے۔ کیونکہ یہ ایصالِ ثواب کے لئے بطور صدقہ کے ہوتا ہے۔ (۴)

آنحضرت ﷺ کا نماز میں قصدِ تصور کرنا اس خیال سے ہو کہ حضور ﷺ خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے تو مضائقہ نہیں، لیکن اگر تعظیم کے طور پر ہو تو درست نہیں۔ جو لوگ منع کرتے ہیں ان کا یہی مطلب ہے کہ خدا کی تعظیم کے موقع پر اس مخلوق کی تعظیم کا خیال نہ کرنا چاہئے ورنہ مطلقاً تصور سے کون بی سکتا ہے۔ جب کہ التَّحِيَّاتُ مِنَ السَّلَامِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ موجود ہے تو اس کو پڑھتے وقت حضور ﷺ کا ذہن میں آنا لازمی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مجلس مولود میں صلوة و سلام کے ساتھ ”یا رسول“ کے الفاظ سے پکارنا۔

(سوال) مولود میں غلط یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب السلام پکار کر مناس غرض سے کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک محض میاں میں آتی ہے۔ لہذا برائے تعظیم کھڑے ہو کر غلط انداز کو پکار کر کہتے ہیں۔ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۷۷) صلوة و سلام کے ساتھ ”یا رسول“ و ”یا حبیب“ ندا کے الفاظ سے پکارنا اس خیال سے کہ صلوة و سلام آنحضرت ﷺ و فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ تک پہنچنے تک پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ و تقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے اور اس کی قوت سامعہ عطا فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوة و سلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔ قال المواب صدیق

۱۔ ”وہی الواقع ہم جنوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء و ائمہ وقت حاضر و ناظر اند۔ شریک است چہ اس صفت از محضات حق جل جلالہ۔ است کہ را در اس نہ است نیست۔ نیز در بارہ است و عن ہذا قال علماؤنا من قال ان ارواح المشايخ حاصره نعم بکفر انہی۔“ (مجموع الفتاویٰ فارسی ج ۱ ص ۲۸، مجموع الفتاویٰ اردو ج ۱ ص ۳۶ طبع سعید)

۲۔ قال فی الاعتصام ”ومہ الترام لعمادات المعیة فی اوقات معیة لم یوحدا لہا دلتک التعیین۔“ (ج ۱ ص ۳۹ طبع دار الفکر) وقال الامام اللکھنوی رحمہ اللہ علیہ فی مجموعۃ الفتاویٰ۔ ”مقرر کردن روح و جہان و انیس و اورا نہ در کائنات و شریکیت محمدیہ ثابت نیست۔“ (مجموع الفتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ ۱ ص ۵۵ طبع جدید)

۳۔ ”الا فصل لمن یصدق بفلا ان یروی لجميع المؤمنین و المؤمنات لا یھا تصل الیہم ولا ینقص من اجرہ شی“ (رد المحتار ۲ ص ۲۳۳ طبع سعید)

۴۔ اور صدقہ کا مصرف فقراء و مساکین میں اتقلہ تعالیٰ ”انما الصدقات للفقراء و المساکین الخ“ (اتبہ ۶۰)

حسن خاں الو فالی القوجی فی نزل الابرار فی بیان فوائد الصلوة علیہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومنها قیام ملک علی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطاه اسماع الخلائق یبلغہ ایاہا کما فی حدیث
بواثق ابن حبان رواثہ ووردت احادیث بمعانہ ثانیۃ وللہ الحمد و منها انہا سبب لرد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی المصلی والمسلم علیہ کما ورد بسند حسن بل صححہ النووی فی الاذکار
وغیرہ . انتہی ملقطاً۔

ہاں اس خیال اور اعتقاد سے مذاکرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس موبود میں آتی ہے۔ اس کا
شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر
مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ اہل سنت واجماعت کا مذہب ہے۔ (۱) تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجلس
میداد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ
کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے۔ یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثلث ہوتا ہے۔ تو یہ صوت علاوہ اس
کے کہ بے ثبوت ہے، باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ اور اگر مفارقت نہیں ہوتی تو پھر ہر مجلس موبود میں
آپ ﷺ کی موجودگی بدن و روح کے ساتھ ہوتی ہے یا محض بطور کشف و علم کے پہلی صورت بدلتا باطل ہے۔
اور دوسری صورت بے ثبوت اور بعض اعتبار سے موجب شرک ہے کہ آن واحد میں مجالس کثیرہ کا علم ہونا اس
طرح کہ گویا آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں یہ خاصہ ذات احدیت ہے۔ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر
سمجھنا شرک ہے۔ (۲)

رہی مجلس میداد تو اس کا حکم یہ ہے کہ نفس ذکر و اذات و معجزات و اقوال و افعال و واقعات آنحضرت
ﷺ جائز بحکم محبوب و متعین ہے۔ لیکن قیود مروجہ اور ہیئات مخصوصہ جو آج کل اکثر مجالس مروجہ میں پائی
جاتی ہیں بدعت اور بے اصل ہیں۔ (۳) ذکر و اذات کے وقت قیام کرنا بالکل بے اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں
اس کی کوئی اصل نہیں، نہ قرونِ محدثہ میں اس کا وجود تھا، نہ کوئی دلیل اس کے جواز پر دال ہے۔ (۴) محمد کفایت
اللہ غفرلہ وہی۔

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حیات انبیاء متفق علیہ است یقیناً کس را دروی طلبہ نیست حیات جسمانی و نبوی نہ
حیات معنوی روحانی چنانکہ شداء راست۔ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الصلوة، باب الجمعة فصل ۲ ج ۱ ص ۶۱۳
مطبع نائی نیشی)

۲۔ "وئی اواقع ہم ہوں اعتقاد کہ حضرات انبیاء و اولیاء بہ وقت حاضر و ناظر اند۔ شرک است چہ ایں مفت از قصات حق جل جلالہ است
کے را در آن شرکت نیست۔ و نیز در دازیہ است و عی ہذا قال علماء نام قال ان ارواح المشائخ حاصرة تعلم بکفر انتہی۔"
(مجموع الفتاوی ج ۱ ص ۲۸، مجموع فتاویٰ عبدالحق اردو ج ۱ ص ۴۶ طبع سعید)

۳۔ قال العلامة الشاطبی فی الاعتصام: "مہا وضع الحدود و التزام الکفیات والہیات المعینۃ و التزام العبادات المعینۃ
فی اوقات معینۃ لم یوجد لہا ذلك التعین فی الشریعہ" (الباب الاول، فصل فی تعریف البدع الح ج ۱ ص ۳۹ طبع دار الفکر)

۴۔ ہذا یہ عمل بھی خالص بدعت ہے۔ کیونکہ بدعت کی تعریف ہے "کل حدث فی الدین بعد زمن الصحابة بلا حجة شرعیة"
(البر اس۔ ص ۵ طبع ادبیہ)

الوداع میں یہ فرمانا۔ لعلی لا اراکم بعد عامی هذا۔ (۱) اس کی دلیل ہے کہ آپ کو علم غیب نہیں۔ ورنہ آپ کا ان الفاظ کو شک و شبہ کے ساتھ استعمال کرنے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ قصہ افک (۲) میں آپ کا ایک عرصہ تک مترود و متفکر رہنا اور غایت درجہ محزون و مغموم ہونا بھی اس کی دلیل ہے، ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ آپ ﷺ عالم غیب بھی ہوں اور ایسی مستمبہا بشان قصہ میں اتنی مدت تک پریشان بھی رہیں اور جب تک کہ قرآن نازل نہ ہو آپ ﷺ کو کچھ علم نہ ہو۔ مگر علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔۔۔

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات من الاشیاء الا ما اعلمهم الله تعالى احبانا و ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم العيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض العيب الا الله۔ انتہی۔ (۳)

یعنی انبیاء علیہم السلام تمام مغیبات کو نہیں جانتے مگر اس قدر جتنی کہ خداوند تعالیٰ نے انہیں بتادی ہیں اور حنفیہ نے تو اس کی تصریح کر دی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ عالم الغیب تھے وہ کافر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ صریح نص قرآنی قل لا يعلم من في السموات والارض العيب الا الله الآية کے مخالف ہے اور اس کا انکار ہے۔ اور نص قرآنی کا انکار کفر ہے۔ قاضی عیاض اپنی کتاب شفا میں تحریر فرماتے ہیں۔

واما ما يعتقد في امور احكام البشر الحاربه على يديه وقضاياهم ومعرفة المحقق من المظلم وعلم المفسد من المصلح فهذه السبيل لقوله عليه السلام انما انا بشر وانكم تختصمون لي ولعل بعضكم ان يكون الحن بحنه الخ الى ان قال فانه تعالى لو شاء لا طلع على سر الرعباده ومحبات صمان رامت الى ان قال وطى ذلك من علم العيب الذي يستأثر به عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى به رسول فيعلم به ما شاء ويستأثر بما شاء ولا يقدح هذا في ثبوته ولا يعصم عروة من عصمته انتہی۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ حضور پر نور ﷺ علم ذات و صفات و معرفت الہی کامل و اکمل اور تمام باتوں کے عالم تھے اور یہی مطلب فرمان فعلمت علم الاولین و الاخرین کا ہے۔ اور اسی کے متعلق حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

”وہے ﷺ وناست بر ہمہ چیز از شیوہات ذات الہی و احکام و صفات حق و اسمائے و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ۔“ (۴)

یعنی وہ علوم و صفات باری جو احاطہ بشری میں آسکتے ہیں اور دوسرے انبیاء اس سے واقف تھے، آپ ﷺ

۱۔ رواہ الترمذی فی ابواب الحج، باب ما جاء فی الافاضة من عرفات: ۸/۷۸ المسید۔

۲۔ بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک ۲ ۵۹۳ طوقہ کی۔

۳۔ شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالۃ فی ان تصلیق الکاهن بما یحیرہ من الغیب ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۴۔ دیکھئے مقدمہ اربع الجہۃ (فارسی)

واقف تھے نہ کہ عالم الغیب تھے۔ ارشاد علمت ما فی السموات والارض کا (۱) مطلب بھی یہی ہے۔ وابتدا علم۔

حدیث ”اتقوا فراسة المؤمن“ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

(السوال) حدیث اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله (۲) کا ترجمہ زید یہ کرتا ہے کہ ”مؤمن کو مانی سے ڈرتے ہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت سے لوگوں کے حالات معلوم کر لیتا ہے“ فرمائیے کیا اس کا ترجمہ یہی ہے؟

(جواب ۱۷۹) حدیث میں صرف یہ غرض ہے کہ مؤمن اللہ کے دیئے ہوئے نور اور عطا کی ہوئی بصیرت سے محض وہ باتیں معلوم کر لیتا ہے جن کا معلوم ہونا فرست سے متعلق ہے نہ کہ علم غیب سے (۱)۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

آنحضرت ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا حکم؟

(السوال) بریوی عقائد وال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر سمجھنے والے اور ایسے عقیدے رکھ کر آپ سے استمداد کرنے والے کا فریب یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۸۲۲ محمد نذر شاہ (ضلع گجرات) ۶ محرم ۱۳۵۵ھ ۳۰ مارچ ۱۹۳۶ء
(جواب ۱۸۰) جو شخص کہ آنحضرت ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھے اور حضور ﷺ سے اس عقیدے کو بنا پر استمداد کرے وہ ایک طرح شرک میں مبتلا ہے۔ (۲) لیکن تکفیر میں احتیاط کی جائے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے؟

(السوال) اکثر علمائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کا علم سکھادیا تھا اور اس واسطے سرور عالم ﷺ ہر وقت بدو وقت یہ بتا سکتے تھے کہ ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ اتنا علم تو حضور پر نور ﷺ کے عام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی تھا۔ اور فتح خیبر کے موقع پر آنحضرت ﷺ کو علم تھا کہ خیبر فتح ہو جائے گا۔ اور یہ بھی علم تھا کہ یہ نمایاں کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک سے سرانجام پائے گا، لیکن علمائے کرام کا دوسرا گروہ بتاتا ہے کہ

۱۔ الحدیث أخرجه الترمذی عن اس عاص فی کتاب التفسیر، سورۃ الصافات و لفظہ ”فعلمت ما فی السموات وما فی الارض“ وہی رواۃ عہ ”فعلمت ما فی المشرق و المغرب“ و کذا رواہ ابی صاع عن معاذ بن جبل و لفظہ ”فتحلی بی کل شیء و عرفت۔“ (راجع جامع الترمذی ۳: ۱۵۹ سعید)

۲۔ رواہ الترمذی عن ابی سعید الحدادی فی کتاب التفسیر، سورۃ الحجر ۲: ۱۳۵ سعید)

۳۔ ”اعتقاد اللہ کے حیرت منجھانہ حاضر و ناظر و عام کفایتی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است“ (مجموعہ فتاویٰ علی حاشیہ خدمۃ الفتویٰ ۳/ ۳۳۱ طبع المجدیدی)

۴۔ ”اذا کان فی المسئۃ و حوہ نوح الکفر و حوہ واحد بمع فعلی المفتی ان یصل الی ہذا الوحۃ“ (الاعلام طاہر بن عبدالرشید البحاری، خلاصۃ الفتاوی، الفصل الثانی فی الناط الکفر الخ ۲: ۸۲ طبع المجدیدی)

اللہ تعالیٰ سے دوسرے درجہ پر نبی صلیہ السلام کا علم تھا جو جملہ انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر تھا۔ مگر علم غیب کے متعلق خود اللہ تعالیٰ وحی سے ذریعہ اظہار فرماتے تھے۔ مثلاً اگر کوئی پوچھتا کہ فلاں حامد لڑکا جنے گی یا لڑکی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی و وحی کے ذریعے خبر دیتے اور اسی طرح فتح خیبر کے موقع پر وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کل قلعہ خیبر فتح ہو جائے گا، اس لئے کل آپ کے ہاتھ میں علم دیا جائے ان دونوں عقائد میں سے کون سے عقائد درست ہیں؟

المستفتی نمبر ۸۷۱ عام محمد (ضلع انک) ۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۸۹) دوسرے گروہ کا عقیدہ اور بیان صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی صریح آیات اور صحیح احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب صرف باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام مخلوق سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا لیکن پھر بھی وہ عالم الغیب نہ تھے۔ قرآن مجید میں ہے۔

لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (۱)۔ یعنی آسمان و زمین والوں میں سے کوئی بھی عام الغیب نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اسی طرح بہت سی آیات ہیں۔ یہ خیال کہ حضور ﷺ بغیر وحی ہر وقت یہ بتا سکتے تھے کہ ”پیٹ کا پیچہ تر ہے یا دہہ۔“ غلط ہے۔ اور قرآن مجید کی آیت و يعلم ما فی الارحام (۲) کے مطلب کے خلاف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

یار رسول اللہ کہنے اور کھانے پر فاقہ پڑھنے کے متعلق ایک طویل عربی استفتاء۔

بسم الله الرحمن الرحيم

(السؤال) حضرة الاستاذ الشيخ الجليل المفتي مولانا محمد كفايت الله طالت حياته ولا زالت طلاله مرفوفة على رؤوس المسلمين السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. اتى هـا (مسكطور) رجل يدعى المولوى شير احمد اللكهوى وطلب من بعض اهل البلدة ان يتقرر له وعط فى المسجد فاحا زوه بالقاء المحاضرة عشريال (من الليلة الا ولى من المحرم الى الليلة العاشرة) ونشروا اعلان الوعظ (ارسلنا نسخة منه الى فضيلتك) فوعظ واطهر فى الوعظ عقائده الفاسده وشتتم كل من يقوم بقمع البدعة وسبهم بكل ما حطرله مما لا يحصى اكثره حتى نشاء بسبه بين المسلمين تفرق وتباغض واخذ العوام يشتمون الموحدين مع الواعظ فاصطربا الى ان ارسلنا ه هذين السنوالين فكتب اليها الجواب وقد ارسلنا ه اليكم ولا يحفى عليكم انه غير مطابق لسنوالنا وان فيه اغلاطا حطية ونحوية ونحو فاحشة. وقد وعدنا الناس باننا نرسل سنوالنا وجواب الوعظ عنه الى فضيلتك والعلماء الكرام الثلاثة المذكورين فى السؤال ونطبع سنوالنا وجوابه واركم فيهما معا ونشرها بين المسلمين اعلان الوعظ والسؤال والجواب هاهى قد بعثنا ولكم منا حريل

الشکر اذا تفضلتم علينا بمصافحة التماسنا هذا براحت القول وبعثتم باجوبتكم على جناح الشريعة وقد ارسلنا مع هذا تذاکرا لاجوبة والسلام.

بسم الله الرحمن الرحيم.

والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثمنا مينا (القرآن الحكيم الاحزاب، ركوع) (۱) الى حضرة الفاضل المولوى بشير احمد الواعظ فى مسجد كجى ميمى منگلور لما شهدنا محاضرتك سمعناك تقول مسائل تبين كتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم فترجو امنك قصارى الرحاء بان تجيب السنوالين الاتيين جوابا بان يطابق الكتاب والسنة ويودنا ان نرسل السوال وجوابك الى امام الهند ابى الكلام اُزادو العلامة المفتى محمد كفاية الله صدر جمعية علماء هندو مولانا ثناء الله شير پنجاب محرر جريدة اهل حديث والعلامة السيد سليمان الندوى مؤرخ الاسلام. هاهما السنوالان

(۱) انك قلت ان بعض المسلمين ينكرون ان ينادى بيارسول الله ونحن لاندرى ان فى المسلمين من يقول بعدم جوار نداء يارسول الله مطلقا غير ان نداء رسول الله وجعله كالورد والوظيفة والذكر كما تعود العوام او نداء بقصد انه صلى الله عليه وسلم حاضر فى كل مكان وزمان او نداء لاعانته وامداده ليس بجائر فى دين الله الذى جاء بالحق لمحق الشرك لان ذلك ليس فى القرآن والحديث ولم يفعله الصحابة ولا التابعون ولا تبع التابعين ولا قال به الائمة الاربعة وغيرهم من العلماء الثقات ولا يجوز للمسلمين ان يعتقدوا بان الى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب. قال الله تعالى: قل لا اقول لكم عدى حرائن الله ولا اعلم الغيب (۲)

وعن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجد تجاهك واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله. رواه احمد والترمذى كذا فى المشكوة (باب التوكل) (۳)

وننقل هنا اقوال بعض علماء الدين تثق بهم. فقد كتب العلامة ملا على القارى فى شرح الحديث المذكور قوله اذا سألت فاسئل الله اى فاسئله وحده لان حرائن العطايا عنده ومفاتيح المواهب والمزايا بيده وكل نعمة او نعمة دنيوية او اخروية فانها تصل الى العبد وتندفع عنه برحمته من غير شائبة غرض و علة لانه الحواد المطلق والغنى الذى لا يفتقر فىبغى ان لا يرحى الا رحمته ولا يخشى الانقمة ويلتجى عظام المهام اليه ويعتمد فى جمهور الامور عليه ولا يسئل غيره لان غيره غير قادر على العطايا والصع والفع والضرر وجلب النفع فانهم لا يملكون لانفسهم نفعا ولا

ضرا ولا يملكون موتا ولا حياة ولا نشورا (مراقبة) (۱)

۱۔ وفي فتاوى قاضى حان (المجلد الرابع) رجل تروح بعير شهود فقال الرجل للمرأة (حدا وبعمر صلى الله عليه وسلم راگواه كر ديم) قالوا يكون كتمرا لا نه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الا حياء فكيف بعد الموت. (۲)

وفي الفتاوى الزازية رعلى هامش العالمگیریه ج ۳ ص ۳۲۱) قال علماء ما من قال ارواح المشايخ حاصره يكفرو كذلك (۳) ايضا في مجموعة الفتاوى ۱۰، اللكوى ج ۲ ص ۳۴ وفيه ايضا ج ۲ ص ۱۰۴ وفي التفسير الكبير. او العلم المحيط ليس الا لله تعالى وقال ملا حسين الحجاز في مفتاح القلوب "واذ كلمات كفر استند اكردن اموات عاينات بگمان انه حاضر اند مشايخ رسول الله وياش عبد الله ورواه نه ان."

وفي مجمع البحار - كره الامام مالك ان يقول درنا قره صلى الله عليه وسلم وعلوه بان لفظ الريارة صار مشترك بين ما شرع وماله بشرع فان مهم من قصد بريارة قبور الا نياء والصلحاء ان يصلى عند قبورهم ويدعو عندها ويسئلهم الحوائج وهذا لا يجوز عند احد من علماء المسلمين فان العادة وطلب الحوائج والا ستعانة حق الله وحده

وفي الدرالمختار المجلد الاول ص ۱۷۰ ومقدمة الهداية المجلد الاول ص ۵۹ ان علم الغيب ليس لمخلوق سوى الله وفي شرح الفقه الاكبر ص ۱۸۵ واعلم ان الانياء لم يعلموا المعينات من الاشياء الا ما اعلمهم الله تعالى احيانا وذكر الحنفية تصريحها بالتكفير باعتقاد ان النبي عليه السلام يعلم الغيب لعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله. (۶)

(ترجمہ) حضرت انا شیخ جلیل موبنا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب اللہ آپ کی عمر در نزد کر و آپ کا سایہ مسلمانوں کے سروں پر قائم رکھے۔ جد سلاطین مسنون مذرش ہے کہ یہاں مظلور میں ایک شخص مسمی موبوی بشیر احمد مکھنوی آیا ہوا ہے۔ اس نے شہر کے بعض آدمیوں سے مسجد میں وعظ کرنے کا معاملہ طے کیا۔ انہوں نے اس کو محرم احرام کی ایذائی دس راتوں میں مجسمیں منعقد کرنے کی اجازت دی۔ پورا شہر چھو کر تقسیم کیا۔ اس

۱۔ مراقبة، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر، الفصل الثانی ج ۱۰ ص ۵۳ ط ۱۱۱

۲۔ فتاوی قاضی حان علی هامش الهدية، کتاب السير، باب ما یكون کفرا من المسلم وما لا یكون، ج ۳ ص ۵۷ ط ۵۷

۳۔ الفتاوی الزازية، کتاب الفاظ مکنون اسلاماً او کفراً او حطاً، الثانی فيما يتعلق بالله تعالى ج ۶ ص ۳۲۶ ط ۵۷۱

۴۔ دیکھئے نمونہ فتویٰ حیدرآبی (اردو)، کتاب اعتقاد ج ۱ ص ۱۰۶ ط ۸۵۵ ج ۱ ص ۱۰۶ ط ۸۵۵، مجموعہ الفتاوی علی هامش خلاصۃ الفتاوی ج ۳ ص ۳۳۱ ط ۸۳۱

۵۔ علامہ محمد طاهر بنی حنفی، مجمع بحار الانوار، مادہ "زور" ج ۲ ص ۳۳۳ ط ۸۳۳ مجلس دائرة المعارف العثمانية، حیدرآباد دکن ہند۔

۶۔ ملا علی قاری، شرح کتاب الفقه الاکبر، مسالہ ان تصدیق الکاهن بسایحہ نہ من الغیب ص ۲۲۵ ط ۲۲۵ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

میں سے ایک اشتہار آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ اس نے وعظ شروع کیا اور اپنے عقائد فاسدہ کا اظہار کیا۔ اور سب دشتم کیا۔ غرض کہ جو چھ دل میں آیا ہے دھڑک کہا۔ جس کا قلم بند کرنا مشکل ہے۔ اس کی اس حرکت سے مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا، بغض و عناد پیدا ہو گیا۔ اور بعض لوگ موحدا و عظیم کو گالیاں دینے لگے۔ مجبوراً ہم نے اس کو مندرجہ ذیل دو سوال مکھ کر بھیجے۔ اس نے ہم کو جواب دیا۔ یہ سوال و جواب ہم آپ کو بھیج رہے ہیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس کا جواب ہمارے سوال کے مطابق نہیں ہے اور اس میں نحوی لغوی اور رسم الخط کی اغلاط بھی ہیں۔ ہم نے عوام الناس سے وعدہ کیا ہے کہ یہ سوال و جواب ہم جناب کی خدمت میں اور ان تین علماء کی خدمت میں بھیجیں گے جن کا ذکر سوال میں ہے۔ اور پھر آپ حضرات کے جوابات کو شائع کیا جائے گا۔

اعلان وعظ اور سوال و جواب ارسال خدمت کر کے ہم سب لوگ بے صبری سے آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے، ہم آں جناب کے بہت ہی ممنون ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ مؤمنین اور مومنات کو ایسے کام کی تہمت لگا کر رنج پہنچاتے ہیں جو انہوں نے نہیں کیا تو وہ لوگ بہت بڑبڑال اور کھل ہو آگناہ انحر ہے ہیں۔ قرآن حکیم (الحزاب)

خدمت موبوی بشیر احمد صاحب واعظ مسجد حقی میمنہ گلور۔ گزارش ہے کہ ہم جب آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ کو ایسے مسائل بیان کرتے ہوئے سنا، جو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ پس ہم آپ سے امید کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کا ایسا تسلی بخش جواب دیں گے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔ اور ہم اپنے سوال اور آپ کے جواب کو امام المند مولانا ابو الکلام آزاد اور علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صدر جمعیتہ علمائے ہند اور مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب ایڈیٹر رسالہ ”اہل حدیث“ اور علامہ سید سلیمان ندوی مؤرخ اسلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ وہ دو سوال یہ ہیں۔

(۱) آپ نے وعظ میں فرمایا کہ بعض مسلمان لفظ یا رسول اللہ کے ساتھ ندا کرنے کو ناجائز کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے خیال میں ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے جو مطلقاً ندائے یا رسول اللہ کے عدم جواز کا قائل ہو۔ البتہ ندائے رسول اللہ اس طریقے سے جیسے کہ عوام کی عادت ہے اور اس کو درود و وظیفہ اور ذکر بتالیہ ہے یا رسول اللہ ﷺ کو اس نیت اور عقیدہ کے ساتھ ندا کرنا آپ ﷺ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر ہیں یا آپ ﷺ کو ندا کرنا اپنی اعانت و دستگیری کے لئے، یہ اللہ کے برحق دین میں جائز نہیں ہے۔ نہ اس کی اجازت قرآن و حدیث میں ہے، نہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے ایسا عمل کیا، نہ ائمہ اربعہ اور فقہائے اسلام نے اس کی اجازت دی۔ ورنہ نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے پیغمبر و کاتب کہ میں تم لوگوں سے ایسی بات کبھی نہیں کہوں گا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں اور نہ یہ کہ میں عالم الغیب ہوں۔

اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (سورن پر) تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابڑ کے اندر ویارہ رہو تجھ کو (مسیبت سے) چاہے وہ مد ویارہ رہ تو اس واسطے سامنے پائے گا۔ اور چھ ماہن ہو تو امد سے مانگ ورمہ دیا ہے تو مد سے مد چاہے (مشکوٰۃ باب انوکل)

اور ان دن تائید میں ہم بعض دیگر حکام دین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ "مد مد علی قاری حدیث مذکور کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قول فاسئل اللہ سے مراد یہ ہے کہ صرف امد سے طلب نہ کر۔ یہ نہ عطا و بخشش کے خزانے کی پاس ہیں اور نعمتوں کی غیباں اسی کے قبضے میں ہیں اور ہر قسم کی نعمت انبوی ہو یا خروئی جو مند و تپیشی ہے یا مصیبت جو اس سے دور ہوتی ہے اسی کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اس میں کسی غرض یا حسرت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یہ نہ وہ خود مختار تخی اور غیر محتاج تخی ہے۔ پس وہی اس کی ہے کہ صرف اسی کی رحمت سے میدان جائے و صرف اسی کے تقاضے سے خوف کیا جائے اور ہم مہر میں اس سے اتقواں جائے۔ در تمام معاملات میں اس پر بھروسہ کیا جائے۔ در اس کے غیر سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ یہ نہ غیر امد دینے اور روکنے در نفع نقصان پہنچانے اور خود نفع حاصل کرنے پر قادر نہیں ہے پس یہ پئی ذات سے بھی نفع و ضرر پر قادر نہیں ہیں اور خود اپنی موت و حیات در نشان کے قبضے میں نہیں ہے۔ (مرقۃ)

فتاویٰ قاضی خان جلد چہرہ میں ہے کہ ایک شخص بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور عورت سے کہ خدا اور پیغمبر ﷺ کو دوا دیا ہم نے تو فتنہ کرتے ہیں کہ اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ یہ نہ اس نے اس امر کا اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ ﷺ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی میں بھی عام غیب نہیں تھے تو وفات کے بعد یہ کیونکہ ہو سکتا ہے؟

فتاویٰ بزاز یہ میں ہے "ہمارے علماء کا قول ہے کہ جو شخص مشائخ کی ارواح کو حاضر سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔" فتاویٰ موبنا عہدتی مثنوی جلد ۲ ص ۳۳ و جلد ۳ ص ۱۰۴ میں بھی اسی کے مطابق لکھا ہے۔ در تفسیر نبیر میں ہے کہ علم محیط ہوا۔ مد تقاضے کے سے ثابت نہیں ہے۔ اور ہر حسین خباز منتہی اقلوب میں فرماتے ہیں کہ اموات غائبات کو حاضر سمجھ کر پکارنا غیر ہے جیسے یار رسول اللہ و یا شیخ عہد شاد و غیرہ۔ مجمع اخبار میں ہے کہ رسولی شخص سے کہ ہم نے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کی تو لہام مانگ اس و مروہ کت میں اور وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ غنڈ ریارت مشرور و غیر مشرور دونوں معنی کے سے عام ہو گیا ہے۔ یونہی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو انبیاء و اوصیاء کی قبور کی زیارت کا ارادہ کرتے ہیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتے اور دعا میں سامنے اور اہل قبور سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ در علماء میں سے ان کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے عبادات اور طلب حاجات اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

در مختار جلد ۱ و ۲ مقدمہ بدیہ میں ہے کہ علم غیب اللہ کے سوائے مخلوق کے سے ثابت نہیں ہے۔ اور مشائخ فتنہ کبر میں ہے کہ باند چاہتے کہ کی غائب چیز کا علم انبیاء علیہم السلام نہیں رکھتے سوائے ان چیزوں کے جن کا علم اللہ تعالیٰ کی دیا ہو اور احناف نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے کو سزا دینا کفر نامہ یہ یونہی عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے زمین و آسمان کے

رہنے والوں میں سے کوئی عالمِ اغیب نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

فيا ايها الفاضل ! هل تقول ان هؤلاء العلماء الكرام مخطئون حيث قالوا ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يعلم الغيب ولا يحور داءه على نحو ما ذكرنا استعانة والا فماذا تقول فيهم وما تقول في الآية والحديث المتقدم ذكرهما هلا رأيت ما قال الشبح عبد القادر الجيلاني قدس روحه اجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيهما تامل وتدبروا عمل بهما ولا تعثر بالقال والقليل والهوس قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا (فتح الغيب) (المقالة السادسة والثلاثون).

(۲) انك قلت ان غيرا لمقلدين يقولون لا يحور قراءة الفاتحة سبحانه الله ما هذا الا بهتان مبین نحن نسألك هل في المسلمين فرقة تكرر قراءة الفاتحة مطلقا واما اذا اردت بقولك مارج من قراءة الفاتحة على الطعام في ليلة الجمعة وليلة الاثنين واليوم الثالث للموت وغيره فلا ريب انها بدعة لم تكن في حيز القرون ولم يامر به الكتاب ولا الحديث لله در القائل

تو مولانا محترم ایہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذکورہ علمائے کرام غلطی پر تھے جنہوں نے نبی ﷺ کے نام الغیب ہونے سے انکار کیا اور بطریق مذکورہ نہ اور استعانت کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر یہ بات نہیں تو ان کے مذکورہ الصدر اقوال اور آیت اور حدیث کی آپ یہ توجیہ فرما میں کہ کیا آپ نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس روحہ کا قول نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھو اور اس میں غور و فکر کے ساتھ نظر کرو اور ان ہی دونوں چیزوں پر عمل کرو اور قیاس و قال اور شک و وجہ سے دھوکہ اور غفلت میں نہ پڑو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رسول ﷺ تم کو جو چھوڑے اس کو نہ لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ (فتح الغیب)۔

(۲) آپ نے کہا کہ غیہ مقلدین فاتحہ پڑھتے ناجائز ثابت ہیں۔ سبحان اللہ یہ منہش بہتان ہے۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جو مطلق فاتحہ پڑھنے کو ناجائز سمجھتا ہے۔ اور اگر اس سے آپ کی مرد و مرد فاتحہ ہے جو صائے پر جمعرات کو پڑھتے ہیں یا موت کے تیسرے دن پڑھتے ہیں وغیرہ تو یہ شک یہ بدعت ہے اور نہ حق و دن میں اس کا رواج نہیں تھا۔ اور قرآن و حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ اس نے کیا خوب کہا ہے۔

ولم يات الكتاب ولا الحديث بما انتم عليه عاكفون ولم يقل به امام ولا عالم معتبر من السلف والحلف قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا (۲) فيجب على الامة المحمدية ان يتركوا كل بدعة لهذه الآية وقال النبي صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهورد رواه البخاري ومسلم (اربعين حديثا النووية والمشكوة) (۳)

۱۔ فتوح الغیب، المقالة السادسة والثلاثون: ص ۵۶ ط مصر۔

۲۔ الحشر: ۷

۳۔ مشکوة کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الاول، ۱۔ ۳ ط قرآن محل و بحاری، کتاب الصبح، باب اذا اصطلحوا علی صلح حور فهور، دود، ج ۱ ص ۳۷ ط قدی۔ و مسلم، کتاب الاقصی، باب نقص الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

۳۔ مسلم، کتاب الاقصی، باب عص الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، ج ۲ ص ۷۷ ط قدی۔

وفی روایۃ لمسلم من عمل عملاً یس علیہ امرنا فہورد (اربعون حدیثاً الووۃ)
وقال صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعة وکل بدعة ضلالة رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی وابن ماجة (مشکوۃ ۱۱) باب الاعتصام) و ایضاً قال صلی اللہ علیہ وسلم شر الا مور محدثاتہا و کل بدعة ضلالة رواہ ۲، مسلم کذا فی الباب المذكور واذالم نشرک الایۃ والحديث فنحن نلتم بطرک الی قول العلماء فقد قال العلامة شاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی فی

شعر۔۔ وہ چیز جس کو تم چڑے بیٹھے ہو۔ اس پر نہ کتاب بتا رہی ہے نہ کوئی حدیث آئی ہے۔
اور کسی امام نے اور اگلے پچھلے علماء میں سے کسی نے اس کی اجازت نہیں دی۔ بتدعون فرماتا ہے کہ رسول تم کو جو چھ دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔ پس امت محمدیہ پر اس آیت کی رو سے واجب ہے کہ ہر قسم کی بدعت کو چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس نے ہمارے احکام میں کوئی نئی بات ایجاد کی جس کا ثبوت ہمارے احکام سے نہ ملتا ہو وہ مردود ہے بخاری و مسلم۔
مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کے متعلق ہمارا کوئی حکم موجود نہ ہو، پس وہ نامقبول ہے۔

اور فرمایا کہ دین میں نئی باتیں نکالنے سے نہ کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا کہ امور دینیہ میں سب سے برا امر وہ ہے جو ایجاد کر لیا جائے اور ہر ایجاد کردہ امر گمراہی ہے (روایت مسلم)
اب جب کہ آیات و احادیث سے ہم نے ثبوت پیش کر دیا تو ہم علماء کے اقوال کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وصیت نامۃ النبی فی اللغة الفارسیۃ

”از عادات شیعیہ ما مردم اسراف است درہا تم بہو سیوم وچہلم و ششہی و فاتیہ سالیہ وایں ہمہ را در حرب اول وجود نہ بود مصلحت آن کہ غیر تعزیرہ دار ثمان میت تاسہ روز و طعامیش یک شبن روز رے نہ باشد۔“ (۳۱)
ما تقول فی شاہ ولی اللہ هل هو شقی او قلیل الحظ والعیاذ باللہ کما تقول عن بعض المسلمین الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا والعلامة المذكور قد منع قراءة الفاتحة الرائجة حاشا للہ.

۱۔ مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام ج ۱ ص ۳۰، قرآن محل و مسند احمد ج ۵ ص ۱۰، مؤسسة لترویج العربی دار احیاء التراث العربی و ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ ج ۲ ص ۲۸، ترمذی، ابواب العلم، باب ماحاء فی من دعا الی ہدی الخ، ولفظہ ”وایاکم ومحدثات الامور فانہا ضلالہ“ ج ۲ ص ۹۶، مسعود و ابن ماجة، باب من حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو یری انہ کذب، ولفظہ ”وایاکم والامور المحدثات فان کل بدعة ضلالة“ ج ۵ ص ۵، میر محمد۔

۲۔ مسلم، کتاب الجمعة، فصل فی الخطبۃ والصلوۃ فصلاً ج ۱ ص ۲۸۵، قدیمی۔

۳۔ المقالة الوصیہ فی الصبیحہ والوصیہ (فارسی)، ط ۱، ج ۱، باب مجموعہ وصایا اربعہ، مرتب، ثم محمد ایوب القاری ص ۵۳، شاہ ولی اللہ اکبر، صدر، حیدر آباد پاکستان۔

وما ذا تقول في سائر العلماء الحنفين الذين تعتبرهم وغيرهم من الاعلام فمن مع تلك
الدعة فانه قد نهى رسم الفاتحة وماشاكلة مولانا عبدالحی الحنفی اللکھوی فی مجموعۃ
الفتاوی (۱) والشیخ علی متقی فی رسالۃ رد بدعات و مولانا شاہ اسحق الحنفی فی مائۃ مسائل
وفی فتاوی العالمگیریۃ (۲) قراءۃ الکافرون الی الاحرمع الجمع مکروہۃ لایہا بدعۃ لہ

یفل دلت عن الصحاحہ وفی شرح مراقی الفلاح المطبوع بمصر ص ۳۶۳ (۳)

”ہم لو کہ جو بدعات اختیار کر رہی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ غمی کی تقبیہات سیوم
اور چیتاویں اور ششہائی اور فاتیہ ساری میں ہے انتہا اس قدر ہے کہ تمام رسوم کا قرونوں میں
وجو نہ تھا۔ بہتر یہ ہے کہ نہ فاتیہ نہ تین دن تک وارثان میت سے تعزیت مسنونہ اور ان کا اور یہ دن رات
ان کو کھانا دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی رسم اور نہ کی جائے۔“

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ لیاہتے ہیں؟ کیا نعوذ باللہ وہ بدعت یا مہم نخت تھے؟
جیس کہ آپ بعض صوحد مسلمانوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔

”اور ان تمام حنفی علماء کے متعلق آپ یہ نہیں کہ جو آپ کے نزدیک بھی معتبر ہیں اور ان کے علماء
دیر مذہب کے علماء بھی جو فاتحہ مروجہ اور اسی قسم کی رسوں کو منع کرتے تھے۔ مثلاً امام عبدالحی مہنوی
اپنے مجموعۃ فتاوی میں ورنش علی فتی رسالۃ رد بدعات میں اور مولانا شاہ محمد اسحق مائۃ مسائل میں لکھتے ہیں۔
بہر فتویٰ مہم میں ہے کہ سورۃ فون سے آخر تک مجلس میں پڑھنا مکروہ ہے؛ جب بدعت
ہونے کے یہ فعل صحابہ رضی اللہ عنہم کے ثابت نہیں۔ اور شرح مراقی الغدق مطبوعہ مصر ص ۳۶۳
میں ہے کہ امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ضرور کھانا ہے اور اس بارے میں
رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ اور فتاویٰ سمرقندہ میں ہے کہ کھانے پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے
سی طرح شامی اور بیہی اور مجموعۃ الفتاوی اور طحطاوی شرح مراقی الغدق میں بھی مذکور ہے۔

قال الامام (الاعظم) نکرہ لان اکلہا حیۃ ولہ یصح فیہا شیء عدہ عہ صلی اللہ علیہ
وسلم وفی الفتاوی السیر فمدۃ منقولا من اربعہ ص ۴۹ قراءۃ الفاتحۃ علی الطعام بدعۃ
وکدلت فی الشامی (۴) ص ۵۷ ح ۵ و ص ۴۸ ح ۵ وفی الکیری (۵) شرح مبیۃ ص ۵۶۵

۱۔ مجموعۃ الفتاوی علی ہدایہ خلاصہ الفتاوی، ابواب الحبارج ص ۹۵ طبع ایدی دہلی۔

۲۔ کتاب التکراہد، الباب الرابع فی البطلان والنسخ وقراءۃ القرآن، ص ۳۱ طبع جدید۔

(۳) عبارت فاتحہ مروجہ وقت نماز کے ساتھ پڑھنا صحابہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اصل عبارت میں ہے کہ اس میں نہیں ہے۔

۳۔ مراقی الغدق ص ۳۶۳ میں مذکور بدعات میں سے یہ نہیں ہے۔

۴۔ ما میں نے لکھا ہے کہ یہی شرط مذکور تین ٹکڑوں میں ہے کہ ایک فاتحہ پڑھنے کا وقت نہ ہو اور تیس میں
اور ان میں عبارت ہے کہ متقی اس بات پر ناچہ شامیہ اور شامی بدعت ہے۔ وفی البراہد وکرہ اتحاد الطعام فی الیوم لاوں
کتاب بعد لا موع وقت الطعام فی التبر فی العوامہ و اتحاد الدعویۃ لقراءۃ القرآن و جمع الصلحاء والقراءۃ الحمد او لقراءۃ سورۃ
لا بعد او لا حد ص ۳۰ (ارد المحتار ص ۳۰) فصل فی کرمہ تصادم من ہذا البیت ص ۳۰ (۵) سعید

۵۔ غیۃ المستملی شرح منہ لمصلی المعروف بحلی کبر، فصل بی الحبار و فیہ ابصار وفی فتاوی البراری وکرہ
اتحاد الطعام فی الیوم لاوں و سلب حج کہ مر فی الحدیث الاولی۔ و فی ایدی دہلی۔

و مجموعة الفتاوى ۱ ص ۶۸ ح ۳ وفي الطحطاوى ۲۰ شرح مراقى الفلاح ص ۳۹۹ وعلى هذا يقتصر فان اذا كتب عن كل ما غنت في الوعد من الحرافات والاغلاط كان محمدا كبيرا فليصبق بطف الكلام مكفى بهذا القدر وانما عمدنا على كتابة هذا السؤال بالعربية لاننا سمعناك تقول غير مرة انك لا تعتبر بالاردوية وروحوا ان تسرع بالاحانة غاية السرعة لكي تسلى قلوبنا وقلوب الناس ولا بد من ان يكون الجواب بالعربية تحريرا والسلام.

المستفتى نمبر ۹۱۰ قائد عبد القادر مغلہ ۱۱۵۵ھ ۱۳۵۵م ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء
ہم اسی پر کتابت کرتے ہیں یہ نمبر ۹۱۰ پر وہ تمام خرافات و غلط باتیں جو آپ و خط میں شریعت میں تھیں
و جائیں تو ایک دفعہ درکار ہو گا۔ اور ہم نے سال و عربی زبان میں اس سے لکھا ہے کہ آپ نے نئی مرتبہ یہ فرمایا
ہے کہ ہم اردو زبان کا مقبرہ نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ جواب جلد دیں گے تاکہ ہمارے پورے مسلمانوں
سے اس مطمئن ہوں۔ اور جواب عربی زبان میں نہ ناپا ہے۔ والسلام

(جواب) از مولوی بشیر احمد

بحمدہ و یصلی علی رسولہ الکریم الحمد لله رب العالمین الذی قال فی کتابہ الحکمہ
واصر علی ما یقولون و اھجرھم ھجرا حمیلا والصلوة والسلام علی سیدنا محمد ارسلہ الی
الحق كافة نبیا ورسولا۔

امام احمد۔ من سیر احمد الی من سننی سننالات مخالقات لا حرورہ لہ بوحوہ الاول
برک الحمد والصلوة والثانی لسننک لا ذکر اسمک فی اول کتابة والثالث امانة لمسننک
بالکذب والرابع علطک فی العارة بقیاس الحو ولہدہ الیاب ما اردت العلم لک الجواب ولكن
ارحوک ان تحرر الی مجلس بصیحتی فاقول لک حوانا شافیا لمرضات قبک واعلم ان القلب هو
معبة الروح الاعظم والحلیقة الاکرا لمرول الی ہدہ المبرلة وهو المذیر للحسم الاساسی
المتعلق به تعلق العاشق بالسعوف و ذلك بواسطة الروح الحيوانی لان الروح المذكورة فی عابة
اللطافة والحسم فی عابة الكثافة والروح الحيوانی بین اللطافة والكثافة فلذلك صلح ان یكون
واسطة بین الروح الاعظم بعد تدرله و سن الحسم ولتعاقد الروح اللطيفة مع النفس الشہوانیہ
فما کان داحیئین حبة لعالم الحس والشهادة و حبة لعالم القدس والطیب و متى کان قلبک
منوحیا الی الحسد بالسعات واللذات الدنویہ والشیوات القسائیة کان قلبک مححونا
بصیحتی حتی فاقیم ولا نکس من الحاسرس کتبه حاجی بشیر احمد وعفی عنه۔

مجموعہ الفتاوی علی ہدس خلاصہ الفتاوی من ۱۵۵۵ھ ایڈیٹور مہارت پریس لاہور نمبر ۱۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء
۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء
۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء ۱۰۰۰ (۱۰۰۰) مئی ۱۹۳۶ء
۲۔ لطحطاوی علی المرقی نطعہ لا زلی باب حکمہ بخبر فضل فی حسم و دھن ۳۔ ۳۔ مصطفی النبی
الحلی۔ اس میں بھی حاشیہ دوم کی عبارت ہے۔

حمد و نعت و ۱۰ رود و سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ نے چند مخالفانہ سوالات بھیجے ہیں جو چند وجوہ کی بناء پر بے نتیجہ اور ناقص ہیں۔

اول یہ کہ آپ نے شروع میں حمد و صلوٰۃ نہیں لکھی۔ دوسرے یہ کہ تحریر کے شروع میں آپ نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ تیسرے یہ کہ اپنے مخاطب کے خلاف غلط بیان کر کے اس کی توہین کی ہے۔ چوتھے یہ کہ آپ نے عبارت میں نحوی غلطیاں کی ہیں۔ اور اس سے آپ کی طبیعت معلوم ہو گئی ہے۔ اس ظہر کے بعد میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ میرے وعظ کی مجلس میں تشریف لائیں تاکہ میں آپ کو تسلی بخش جواب دوں۔

جاننا چاہئے کہ قلب ہی روح اعظم اور خلیفہ اکبر کا مستقر ہے اور وہ روح حیوانی کے واسطے سے اس جسم انسانی کا مدبر ہے جو اس کے ساتھ ماضقانہ تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ روح اعظم بے انتہا لطیف ہے اور جسم بے انتہا ثقیف اور روح حیوانی صفت و شافت میں معتدل ہے اس لئے وہی روح اعظم اور جسم کے درمیان واسطہ بننے کے لائق تھی۔ اور اس میں روح لطیفہ کا نفس شہوانیہ کے ساتھ یہ گہرا تعلق دور رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف اس تعلق عالم شہود سے ہے اور دوسری طرف عالم قدس کے ساتھ۔ اور جب کہ تمہارا دل آسائش و لذات دنیوی اور شہوات نفسانی کی وجہ سے جسم کی طرف متوجہ ہے تو میری نصیحت تمہارے دل تک نہیں پہنچ سکتی۔ پس سمجھو اور گھانا اٹھائے والوں میں سے نہ ہو۔ (حاجی بشیر احمد)

(جواب ۱۸۲) (از حصرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ) الحمد للہ علیہ والصلوة والسلام علی نبیہ اما بعد فانا رأینا السؤال و الحواب و وجدنا الحواب لا یکشف عن الحقيقة ولا یغنی عن شیء والحق ان بدء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول قائل یا رسول اللہ و یا نبی اللہ و یا محمد و غیر ہا من الا لفاظ قد یکون بمجرد الشوق لا یقصد قائلہ اسماع المنادی ولا یقصد سماعہ و حصورہ فہذا مما لا مضائقہ فیہ وقد یکون مع الصلوۃ والسلام کقولہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ او الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و یعتقد قائلہ ان ہذا الکلام یصل الیہ صلی اللہ علیہ وسلم بواسطة الملائکۃ الذین یلعونہ عن امۃ الصلوۃ والسلام و ہذا ایضاً جائز لحديث ورد فیہ۔ (۱)

وقد یکون باعتقاد ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم یسمع خطاب کل واحد و یحضر کل مکان فہذا مماردۃ النصوص القرآنیۃ والحديثیۃ واجمعت الامة علی ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یعلم العیب الا ما أعلمہ اللہ تعالیٰ ومن اعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلم العیب فهو کافر۔ (۲) واما الماتحة المرسومة المروجة بھینۃ معلومة فی ایام معیۃ بحصرۃ الوان

۱۔ "ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یلعون من امنی السلام" (نسائی، کتاب الصلوۃ، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۳ طبع عید)

۲۔ "واعلم ان الابیاء علیہم الصلوۃ والسلام لم یعلموا المعیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احياناً و ذکرنا لخصیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام یعلم العیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ "قل لا یعلم من فی السموات والارض العیب الا اللہ کذلک فی المسایرۃ۔" (ما علی قاری، شرح کتاب التذکرۃ، مسأله فی ان تصدیق الکافر بما یجبر بہ من العیب ص ۲۲۵ طدارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

الطعام بين يدي القاري فلا شك في كونها مبتدعة مخترعة لم يكن في القرون المشهود لها بالحير
ولم ترد لها آية ولا حدث ولم يقل بها أحد من العلماء الأئمة ممن يعتمد على علمه ودينه وتقبله. (١)
عصمنا الله وإياكم وجميع المسلمين من كل ما يحالف الشرع ويصاد الحق الذي جاء
به سيدنا ومولانا محمد صلى الله عليه وسلم وجعلنا من المقتفين آثاره والمهتدين بهديه صلى الله
عليه وسلم آمين محمد كفاية الله كان الله له، دهلي.

جواب از حضرت مفتی اعظم۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ۔

المقدم۔ ہم نے سوال اور جواب دہ دیکھا اور محسوس کیا کہ جواب مذکور دے کوئی حقیقت واضح نہ ہوئی اور فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ صحیح بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کو یارِ رسول اللہ اور یابی اللہ اور یا محمد اور اسی قسم کے دیگر الفاظ سے ساتھ پکارنے میں چند صورتیں ہیں۔ (۱) کبھی تو یہ محض جذبہ اشتیاق کی بنا پر ہوتا ہے کہ پکارنے والے کا مقصد اپنی آواز کو سنانا نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کے خیال میں یہ بات ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں اور اس میں آواز کو سن رہے ہیں تو یہ صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲) دوسری صورت مذکور دو سلام کے ساتھ جیسے کہا جائے صلی اللہ علیہ یارِ رسول اللہ، یا الصلوٰۃ والسلام علیہ یارِ رسول اللہ۔ اور منے والے یہ عقیدہ رکھتے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ تک یا ان کے ذریعے سے پہنچتا ہے جو امت کے درود و سلام و آپ تک پہنچانے کی خدمت میں مقرر ہیں تو یہ صورت بھی حدیث کی رو سے جائز ہے۔ (۳) تیسری صورت ندان یہ ہے کہ ندا کے وقت

یہ اعتقاد ہو کہ رسول اللہ ﷺ ہر ایک شخص کے خطاب کو سنتے ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو اس قسم کی مذاقرا آن شریف کی صورتی بات اور احادیث صحیحہ کی رو سے ناجائز ہے اور تمام علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم حاصل نہیں تھا۔ آپ کو صرف اتنا علم حاصل تھا جتنا اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ اور اس شخص کا یہ عقیدہ کہ رسول اللہ ﷺ کا غیب اتنے بڑا کافر ہے۔

اور یہ رکھی فاتحہ مروجہ جو خاص شکل میں در خاص مقررہ روایم میں پڑھی جاتی ہے اور پڑھنے والے کے سامنے قسم قسم کے کھانے رکھے جاتے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بھڑی بیوقوفیت ہے۔ یہ قرون اولیٰ میں ہرگز نہ تھی اور اس کے جوڑ میں کوئی آیت یا حدیث وارد نہیں ہے اور معتدو ثقہ علماء امت میں سے کسی نے اس کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اس چیز سے محفوظ رکھے جو شریعت کے خلاف اور اس دین حق کے منافی ہو جس کو ہمارے سید و آقا حضرت محمد ﷺ کے راستے۔ اللہ بھگوان کے قدم بقدم چلنے اور ان کے اسوہ حسنہ سے ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ دہلی۔

از این طور مخصوص (یعنی فایده مردود حال) نه در میان مسلمانی است. علی الله علیه وسلم بودند در زمان خلفاء بعد از وجود آن در قرون شک مشهور. اما تاثیر اند منقول لغوی. و اگر کسی این طور مخصوص بگویند بدون آن طعنه حرام میشود خوردش مضائقه نیست و این را ضرورتی و استثنای مذکور است آن را مجموعه الفتاوی علی حاشیای خلاصه الفتاوی ج ۱ ص ۹۵ از انجمن اکتی می (لاهور)

(۱) مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کی کتاب ”نثر الطیب“ پڑھنے والے کو کافر کہنے والے کا حکم

(۲) ”پارِ سواں اللہ“ اس نیت سے کہنا کہ حضور سنتے ہیں جہالت اور شرک ہے

(۳) حضور علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے

(۴) حضور کا نام سن کر انگوٹھے چومنا ثابت نہیں

(۵) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت نہیں

(۶) قبر پر اذان دینا۔

(۷) مدد صرف خدا سے مانگنی چاہئے

(سوال) زید نے حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو دیکھا تو ان سے کہا کہ تم نے کہا تھا کہ میں تم کو دیکھوں گا (یعنی تم کو دیکھنا میری بات تھی)۔

ہے۔ حضرت موصوفین موعودہ نشر "طیب فی" راہیں اجیب کا پڑھتے و اور سننے والا کافر ہے۔ اور جیسے خدا

مستتر ہے، یہ حضور ﷺ تھے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو ہم غیبِ بدواً وارطہ ہے۔ اور ذکرِ مہدی و شریف میں قیام کے

بے اچھنڈ ہے۔ اور شہیدانِ محمدیٰ رسول اللہ، مومن کے اس پر انگلی ٹھہراؤ من مستحب ہے۔ اور جو

نہ چوے وہ کافر وہابی ہے۔ میت سے جنازہ نہ نماز پڑھتے۔ بعد باتھ انھا کمرہ مانتا درست ورجحان ہے۔ میت

ن قبر پر بعد دفنانے کے لڑان دینا احیاء سنت اور جائز ہے۔ لولیا اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

المستشفى نمبر ۳۷۲، قذافی عبدالرزاق صاحب (چوک بازار اوچیمن) ۴۰ کی اجی کورس ۱۵ مارنی

- 4193 -

(جواب ۱۸۳) مولانا شرف علی صاحب ایک باخدا عالم اور حقیقی مذہب کے بزرگ ہیں۔ ان کو کا فر بتانے والے

نشان امام ہے کہ ایسے بزرگ عالم و فاضل مرتبہ جس کے فیض سے تمام ہندوستان کے مسلمان یہ اب

ہو رہے ہیں۔ شریکِ بیتِ نبویؐ تاب ہے وہ قابلِ پڑھنے کے ہے۔ یادِ مومن اللہ یہ سمجھ کر سنا کہ خدا کی

طرح حضور میں بھی سنتے ہیں، جہاں تک ہے۔ حضور ﷺ وہ جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا وہ

ساری مخلوق سے زیادہ "سفر" ماغیب نہیں تھے۔ "ماغیب" ہونا خاص اللہ تعالیٰ و صفات ہے۔

حضورِ نبی کریم ﷺ سے چہ منہ ہر آنکھوں سے اگاتے کی کوئی تصحیح و پختہ دلیل نہیں۔ (۲) جنازے کی نماز

۱۔ عتباتِ اہلبیت سے فیہ حق احاطہ حاضر و مانور و عالم کفّی و جلی و برہ و وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است و قال عثماننا من قبل ان

روح السباح حاصره دهنه بکتر سیمی - (مجموعه تصاویر علی دهنش حاصره فتاوی ح ۴ ص ۳۳۱ ط محد کبدمی

٢- وبالحمد فأنهم ينبغي أن يمدحوا ولا يسبوا لبعاد الله لا بأعلامه والله بطريق لمعجزة . و الكرامة أو

الإرشاد إلى الأسد لئلا يمارس سياسته في ذلك وذكر الحق سبحانه وتعالى في سورة القصص أن نبي عبد الصلوة و

السلم باسم العيب لمعارضة كونه عابثاً في ذمتهم من قبيح السموات والارض العيب والكله
 في ٢٠٠٢ - كتاب الشك لا كبر مسأله في ن قصيدة الكثر بناجيه بدم العيب ٢٢٢ (الكتاب المجلد ٢٠٠٢)

۳۔ دکنر ڈسٹ لجر اسی وجہ سے قائم رہا کہ اس طرح کے کاموں میں کل ہڈائی (کلیک پیپ) ان کی ضرورت ہے۔

(پید)۔ یہ پید ہی رحمتِ مہدیؑ ہے، یہاں تک کہ جسے بے شک ہے، وہ اپنا سوت

تاریخ و جغرافیہ کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تہذیب کی بھی ایک جامع تصویر پیش کرتا ہے۔

(۱) بیوگرافی و سوانح حیات (۲) تاریخ ادبیات (۳) فلسفه و اندیشه (۴) علم و فنون (۵) اقتصاد و معیشت (۶) سیاست و حکومت (۷) جغرافیا و سفر (۸) ورزش و تفریح (۹) طب و بهداشت (۱۰) هنر و معماری (۱۱) نجوم و کیهان (۱۲) باستانشناسی و میراث فرهنگی (۱۳) زبان و ادبیات خارجی (۱۴) علوم اجتماعی (۱۵) حقوق و قانون (۱۶) مذهب و دین (۱۷) روانشناسی و تربیت (۱۸) تاریخ طبیعی (۱۹) صنایع دستی و فرهنگ محلی (۲۰) سایر موضوعات.

(جواب ۱۸۵) آنحضرت ﷺ کے متعلق عالم غیب ہونے کے اعتقاد کو کفر قرار دیا ہے اور یہ بات حنفی مذہب کے فتویٰ میں تبصریح موجود ہے۔ بحر الرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ میں ہے (۱) وہی الحایة والخلصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا يعقد ويكفر لا اعتقاد ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب انتهي۔ اور در مختار ص ۲۹۹ (۲) میں ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر۔ اور شری کے اسی صفحہ ۲۹۹ میں ہے قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب۔ اور اسی طرح یہ مسند فتاویٰ قاضی خاں (۳) اور فتویٰ بزازیہ میں بھی موجود ہے۔ (۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ ولی۔

حضور علیہ السلام کو عالم الغیب نہ ماننے والے عالم کے وعظ پر پابندی لگانا۔
(سوال) مسجد کے اندر یہ قید لگانا کہ اس مولوی سے جو حضور رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب نہ جانتے ہرگز وعظ نہ کھلایا جائے۔ ایسی قید لگانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۱۸۶) یہ قید لگانا بالکل ناجائز ہے۔ اور حضور ﷺ کو عالم الغیب جانتا غلط ہے۔ (۵)
محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی۔

- (۱) ایک من گھڑت قصے سے صحابی کی جوتی کو مشکل کشا ثابت کرنا
- (۲) واقعہ معراج سے حضور ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کرنا؟
- (۳) علمائے دہلی کو برا بھلا کہنا؟

(سوال) (۱) ہمارے محلے میں ایک شخص دوران وعظ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کافر بادشاہ کے سر میں درد ہوتا ہے اس کا وزیر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہتا ہے کہ ہمارے بادشاہ کے سر میں درد ہے کوئی تعویذ دے دو۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعویذ دینے سے انکار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ میری جوتی سے جاؤ اس کے سر پر رکھ دو۔ وزیر جوتی سے کربادشاہ کے سر پر رکھ دیتا ہے، درد کو آرام ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد واعظ صاحب سامعین سے کہتے ہیں، کیوں، صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلین مبارک مشکل کشا ہوئیں یا نہیں؟ اور ہم صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوتی کو مشکل کشا نہیں تو سلام سے خدق تو نہ ہوں گے؟

۱۔ البحر الرائق (الطبعة الثانية) کتاب الکاح، ط دار المعرفة للطباعة والشریروت لسان۔

۲۔ کتاب الکاح، قبل فصل فی الحرمات ج ۳ ص ۷۷ ط سعید۔

۳۔ فتاویٰ قاضی خاں علی هامش الہدیۃ، کتاب السیر، باب ما یكون کھراً من المسلم وما لا یكون ج ۳ ص ۶۵۔ ۵۵ ماجد یہ کوئٹہ۔

۴۔ الفتاویٰ البزازیۃ علی هامش الہدیۃ، کتاب الفاظ بکون اسلاماً او کھراً او خطاء، الثانی فیما یبتغی باللہ تعالیٰ ج ۶ ص ۳۲۶ ط ماجد یہ کوئٹہ۔

۵۔ ”ثم اعلم ان الایاء علیہم الصاۃ والسلام لم یعموا المعیات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیاءاً و ذکر الحقیقہ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان الی علیہ الصلوۃ والسلام یعلم العیب لمعارضۃ قوله تعالیٰ ”قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔“ (ملا علی قاری)، شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسأله فی ان تصدیق الکاهن مما یجری بہ من العیب ص ۲۲۵ ط دار الکتب العلمیۃ بیروت (ابان)۔

(۲) واعظ صاحب نے معراج کا تمام واقعہ بیان کرنے کے بعد سامعین سے فرمایا کیوں حضور ﷺ غیب وال ہوئے یا نہیں؟ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب وال تسلیم کر لیں تو کوئی حرج تو نہیں؟

(۳) ایسے واعظ کا وعظ سن کر ہمارے نور ایمان میں ترقی ہوگی یا کمزوری؟ اور ثواب دارین میں شریک ہوئے یا نہیں؟

(۴) علمائے دہلی کو پٹہ غنڈہ اور بہت کچھ برا بھلا کہہ کر فرمایا کہ علمائے دہلی کو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ایسے واعظوں کا وعظ سنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۸۷) اس قصے کا لول تو ثبوت درکار ہے، دوسرے اس سے جوتی کو مشکل کشا کہنے کا نتیجہ نکالنا اسی واعظ جیسے خوش فہم کا کام ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہئے کہ مشکل اور مصیبت کو دور کرنا خدا تعالیٰ کی صفت ہے (۱) اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ نعوذ باللہ ایک جوتی کو شریک کر رہا ہے۔ اگر واعظ صاحب نے جوتی کے مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں یہ روایت ذکر کی ہو تو بہت سخت گستاخی اور بے لوطی ہے۔ اور اگر اس بات کے انکار میں بطور الزامی جواب کے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو یہ ایک الزامی جواب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح معراج کے واقعہ کو بیان کر کے یہ کہنا کہ اگر ہم حضور ﷺ کو غیب وال تسلیم کر لیں تو کچھ حرج تو نہیں اگر غیب والی کے اثبات کے لئے ہے تو غلط ہے کیونکہ اس میں غیب والی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر بطور الزام ذکر کیا ہے تو پوری تقریر معلوم ہونے پر بتایا جاسکتا ہے کہ الزام قائم ہوا یا نہیں؟ البتہ علمائے دہلی کو پٹہ، غنڈہ اور برا بھلا کہنا ہر شخص جانتا ہے کہ بری بات ہے۔ اس کے متعلق فتویٰ دریافت کرنا فضول ہے۔ اگر اس سوال سے بھی یہ کام لینا مقصود ہے جو پہلے ایک فتوے سے لیا گیا ہے کہ ”مفتی صاحب کا فلاں واعظ کے بارے میں فتویٰ“ تو سائل صاحب یہ جان رکھیں کہ وہ اشتہار بھی میرے اوپر تہمت اور افتراء تھا۔ اور اس فتوے کو بھی کسی خاص شخص کے متعلق میرا فتویٰ ظاہر کر کے شائع کیا گیا تو یہ بھی تہمت اور افتراء ہوگا۔ میں نے کسی خاص واعظ کے متعلق نہ پہلے فتویٰ دیا تھا۔ نہ یہ دے رہا ہوں۔ کیونکہ فتویٰ سوال پر دیا جاتا ہے نہ کسی خاص شخص پر اور نہ مفتی کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کس شخص کے متعلق ہے۔ اور جس کے متعلق کیا گیا ہے اس کی طرف ان واقعات کی جو سوال میں مذکور ہیں نسبت صحیح ہے یا نہیں؟ فقط محمد کفایت اللہ کا نا اللہ لدہ دہلی۔

(سوال) فریقین کا ”علم غیب“ میں جیاد کی اختلاف کیا ہے؟

حامد او مصلیٰ مسلماً

(جواب ۱۸۸) آج کل آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے نہ ہونے میں سخت اختلاف ہو رہا ہے۔ علمائے کرام کا بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ عالم الغیب ہونا خدا کے تبارک و تعالیٰ کی خاص صفت ہے۔ اس میں کوئی اس کا سا جھی اور شریک نہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا علم خدا تعالیٰ کے علم سے وہی نسبت رکھتا ہے جو مٹا ہی کو غیر مٹا ہی سے نسبت ہے۔

(۱) رواں بملک اللہ بضر فلا کاشف لہ بلا ہو (الانعام: ۱۷) وقال تعالیٰ فلا یملکون کشف العز عنکم ولا تحویل (الاسراء: ۴۵)

ان کے خلاف یہ دوسری جماعت یہ کہتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام بلکہ اویہ بھی غائب ہیں۔ اور خصوصاً خمسہ تہذیبیہ تمام غیبت و مخیبات کے ایسے ہی عالم ہیں جیسے خدائے تعالیٰ۔ سرف تافوق ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور خمسہ تہذیبیہ کا ماحول۔ یعنی خدا تعالیٰ کے اعلام و اطلاع سے حاصل ہوا، مگر یہی قدر اس قدر خدا تعالیٰ وہ دور، دور، دور پتہ پتہ آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ چیونٹی کی چال اور پتہ گرنے کی کھڑ کھڑا ہٹ آپ کو ایسی معلوم ہے جیسی ہم، ایتھے دیر سنتے ہیں۔ (۱۱)

یہ جماعت علمائے کرام کے اس گروہ کو جو آنحضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے قائل نہیں ہیں کافر کہتی ہے اور ان کے ذمہ آنحضرت ﷺ کی جہل اور نہ شان کا الزام لگاتی ہے۔

ہم خداے برتر و وحدہ شریک و گواہ کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ و علم اخلاق یعنی خدا تعالیٰ و تبارک کے حد تمام محقق سے زیادہ عالم جانتے ہیں اور اسی علمی کمال کے باعث آپ تمام انبیاء مرسلین و مرسل عظیم و مد مقربین سے فاضل ہیں۔ تمام انبیاء و مرسل سلوات مد عیسم و بس قدر علم و حق بہ حق وہ تمام آپ کو خدا تعالیٰ نے عنایت فرمایا اور ہزاروں انہوں مغیبات امور پر آپ کو مطلع فرمایا۔ غرض کہ حد خداے واحد کے آپ ﷺ سے زیادہ اعلم نہیں۔

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ "نخستین" کا بے شمار مغیبات پر مطلع ہونا اور بکثرت غیبی باتیں جانتا اور خبر دینا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں ہم دور ہمارے مخالف و دونوں متفق ہیں۔ اسی طرح یہ بھی متفق علیہ ہے کہ "نخستین" علیہ سلوۃ و سلام اور جملہ مخلوق کے تمام علوم خدا تعالیٰ کے عطیات ہوتے ہیں۔ سو خدا کے واحد کے کسی کا علم ذاتی نہیں۔ سب کا علم خدا کا یا ہوا ہے۔ اور اس مدعا پر نصوص شہد عدل ہیں۔

تو اب بہرہ راں کا اختلاف فقہاء میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کو تمام مغیبات کا علم (باعتبارِ نبی) تھا نہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کا علم خدا تعالیٰ کے علم کے برابر تھا؟ سمجھتے ہیں کہ تمام مغیبات و روزِ رزق کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔ ہر بہرہ مخالف سمجھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا علم خدا کے علم سے (۱) فرق بالذات و باعتبار ضلع (۲) نہیں۔ اور جیسے خدا تعالیٰ روزِ رزق کا عالم و رہبر جہد حاضر و ناظر ہے۔ ایسے ہی آنحضرت ﷺ بھی ہیں۔ ہر بہرہ مخالف آنحضرت ﷺ کے لئے ایجابِ کلی کے مدعی ہیں۔ (۱) اور ہم رفعِ ایجابِ کلی یا اس کے مساوی مبہم جزئی کے قائل ہیں یعنی آپ کو تمام غیب کی باتیں معلوم نہ تھیں یا بالفاظِ دیگر آپ بہت سی غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے۔

۱۔ مورانا محمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں: "مراۓ سے ماہانہ مایمون" انھیں بتایا، اشیاء مذکورہ کوئی مرد تصور کر محمد بہادر نے۔
 ۲۔ عظمیٰ حبیب علیہ الفضل الصلوٰۃ والسلام نے سب و معبودانہ سے فائدہ اٹھا کر محمد بن عبد الوہاب، جو پتہ برساتے روشن و
 اندھیریوں میں، جو دانہ کہیں نہ رہے وہ جدا جدا تفصیلاً بیان کیا۔ ("انوار المصطفیٰ" ص ۵۲)۔ مقدمہ کتاب التوحید از مولانا عبد القی
 جاوہری رحمۃ اللہ علیہ۔ ج ۱ ص ۴۶۔ کتاب خانہ شاہی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم ممبائی، ریحتم پور خٹا، پاکستان)

ابن مشہور ریوی نامہ مورخانہ میں صاحب فقہت میں : "محدثان حدیث ہائے اربعہ میں ایک سے ایک مسلمان و عیبائی
تسلیم نہ کریں ایسا ہے" (حقائق) حضرت عثمان غنی عریب اراؤ دیتے اس سے ۶۱ و ۶۲ میں پشاور و سرحد بدھتیں ناش و س
(۱۴۱۳ھ)

ہم دعا دے رہے ہیں کہ تمام سلف صالحین کا یہی مذہب ہے۔ اور قرآن وحدیث واقوال علمائے محققین سے
یہی ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کہ آنحضرت ﷺ یا کسی اور سے علم محیط اور علم مساوی علم باری تعالیٰ ثابت کرنا اور
اعتقاد کرنا ٹھیک فی الصفات ہے۔ اب پہلے ہم وہ دلیل بیان کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم محیط
خاص خدا کی صفت ہے، اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ ورنہ یہ کہ آنحضرت ﷺ بہت سی باتوں سے واقف نہ
تھے۔

دلیل اول۔ قوله تعالى فلا تعلم نفس ما احصى لهم من قرة اعين ۱۲
(حاصل ترجمہ) جنت میں مسلمانوں کے لئے جو آنکھوں کی گنت نہ کر سکتی ہے اس کو کوئی نفس
نہیں جانتا۔

اس آیت میں لفظ نفس نمرہ ہے جو سیاق نسبی میں واقع ہوا ہے۔ اور کتب اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ
نمرہ سیاق نسبی میں عام ہوتا ہے۔ پس اس میں انبیاء و اہل بیت اور جملہ مخلوق کے نفوس آئے۔ کہ جنت کی نعمتوں
سے کوئی بھی واقف نہیں۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ بھی جنت کی نعمتوں سے واقف نہ تھے۔

دلیل دوم۔ قوله تعالى وعده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو۔ ۲۱
(حاصل ترجمہ) تمام غیب کی چیزیں خدا کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اس آیت میں علم غیب باری تعالیٰ پر منحصر فرمادیا ہے۔ آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ مقصود بیان سے
یہاں پر یہی ہے کہ غیب کا علم محیط خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں (نا تمام) ۱۰۱

مسئلہ استعانت بالغیر

(زاخیرہ روزنامہ دہلی مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

زید عوام الناس کو حق سے استمداد از غیر اللہ کی تعلیم بالفاظ ذیل دے رہا ہے۔ (۱) غیر اللہ سے مدد
مانگنا بلاشبہ درست ہے۔ (۲) ایسا کہ نستعین میں جو مفعول مقدم ہے جس سے بقاعدہ نحوی حصر کے معنی پیدا
ہوتے ہیں اس کے معنی یہ ہے کہ کارساز حقیقی تو ہی ہے اور حقیقی مدد بخشی سے طلب کرتے ہیں کیونکہ مدد حقیقی
تیرے ساتھ مختص ہے۔ باقی دوسروں سے استعانت مجزی ہے جو مفسد ظاہر عوام سے ہیں۔ پس استعانت
غیر اللہ سے اس طرح پر کہ اعتقاد مستقل اس غیر پر ہو اور اس کو مظہر عون الہی نہ جانے جب شبہ حرم ہدایت
ہے۔ اور اگر سفت محض بجانب حق ہے اور اس کو ایک مظہر مظاہر عون سے جان کر استمداد و استعانت کرے تو

۱۔ ومن اعتقد نسوية علم الله ورسوله بكفر احماضا كما لا يحصى (۱) علی قاری، اصول و مسائل التبیان ص ۶۲ طبع دار الفکر
المطبع وکارخانہ تجارت تب رامپور (راچی)

۲۔ (الم السحرة ۱۳)

۳۔ الانعام ۵۹

۴۔ قال العلامة لا لوسی رحمہ اللہ علیہ ونقدیم البحر لا فادہ الحصر (رد المحتار ج ۳ ص ۵۰) وقال العلامة بنسب رحمہ اللہ علیہ
رحمة الله عليه والاحاطة بوحده من لاه الاستغراق (حاشیہ الشیخ ج ۴ ص ۷۳) وقال العلامة بنسب رحمہ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ
علی حاشیہ لیسواوی "ولما كان عدده تلك المفاتيح كان المتوصل اليها مافي الحوائج من المعينات هو لا غير" (رد المحتار ج ۴ ص ۷۳)
راجع مقدمة كتاب التوحيد للحاج حروي رحمہ اللہ علیہ ج ۱ ص ۳۲ کتاب تہذیب و تہذیب

ایسی استعانت مشروع و جائز ہے۔ تمام انبیاء و اولیاء اس قسم کی استعانت طلب کرتے رہے ہیں۔ یہ استمداد و استعانت حقیقہً غیر سے نہیں بلکہ اسی سے ہے۔ ہکذا فی تفسیر فتح العزیز (۱) اب تو معنی حصری بھی درست ہو گئے۔ اور سب اعتراض بھی اٹھ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مستقل حاجب ہوا کسی کو سمجھ کر مدد طلب کی جائے تو ناجائز اور حرام ہے۔ مگر مسلمان کے ساتھ ایسا گمان کسی طرح درست نہیں ورنہ جائز اور درست ہونے میں کسی طرح کا کلام نہیں۔ اتنی بلفظ۔ زید نے اپنے عقیدہ مذکور الصدر کے لئے حسب ذیل ثبوت پیش کیا ہے :-

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعیوا بالصبر والصلوة۔ (۲) اور یہ ظاہر ہے کہ صبر و صلوة غیر اللہ ہیں (۲) اس کی تائید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو نوا من انصاری الی اللہ (۳) سے ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے۔

(۳) حکیم و ڈاکٹر سے دفع مرض کے لیے مدد مانگنا اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی کرنا وغیرہ کے جائز و مسنون ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔

(۴) خود رسول اللہ ﷺ نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تعظیم فرمائی۔ چنانچہ طبرانی میں عقبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اذا ضل احدکم شیئاً و اراد عوناً و هو بارض لیس لها انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عباداً لا یراہم۔ (۴)

(۵) تفسیر فتح العزیز میں جیسا کہ مذکور ہوا یہی تعظیم ہے۔

اس کے متعلق عمر و کتا ہے کہ لفظ غیر اللہ عام ہے اور مدد کی بھی علماء نے دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک یہ کہ نظر بر کار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ بعض امور میں ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد لینے کی مجاز ہے۔ مثلاً کسی بیمار کا حکیم یا ڈاکٹر سے مشورہ علاج میں اور مظلوم کا بروقت حق طلبی و ایذا دہی ظالم، حکام سے چارہ جوئی میں مدد لینا۔ نوکروں اور فقیروں کا اپنے معاملات میں امیروں اور بادشاہوں سے مدد طلب کرنا یا زعمہ اولیائے کرام سے دعا کے لئے اس طرح عرض معروض کرنا کہ ہمارے فداں مطلب کے لئے بارگاہ خداوندی میں دعا فرمائیے وغیرہ۔ ایسی استمداد و شراً جائز ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ مگر جو اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم وفات پا چکے ہیں ان سے دعا کے لئے عرض معروض کرنے میں اختلاف ہے۔ اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کے قائل نہیں ہیں اس کو ناجائز و مستہانتہ ہیں۔ صاحب تفسیر فتح العزیز بھی انہیں علمائے جامع شریعت و

۱۔ تفسیر فتح العزیز، المعروف تفسیر عربی ص ۸ ط محمدی لاہور

۲۔ البقرہ ۳۵

۳۔ مذکورہ آیت اس طرح نہیں ہے غالباً یہ آیت مراد ہوگی ”کو نوا من انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للحواریین من انصاری الی اللہ“ (القف: ۱۴)

۴۔ الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر، ما بعد عنہ بن غروان، رقم الحدیث (۲۹۰) ج ۷ ص ۱۷۱، الطوارق احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

طریقہ میں سے ہیں جو سماج موتی کے قابل اور دنیائے کاسمین سے خواہ وہ مردہ ہوں خواہ زندہ دماغ کے لئے عرض معروض کرنے کے مجوز ہیں۔ مگر ایسی استمداد کو لول تو اقسام استمداد ہی میں شمار نہیں فرماتے بلکہ طلب مشورہ کے نام سے موسوم فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ استمداد اگر ہے بھی تو خداوند تعالیٰ سے ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک بھی استمداد اسی مسبب الاسباب اور حسیم مطلق سے ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے بعض مخلوق کو بعض امور کے لئے سبب بنادیا ہے۔ لہذا اس مخلوق کو مظہر عون الہی سمجھ کر اس سے مدد لینا اسی تعالیٰ شانہ سے مدد لینا ہے۔

دوسری قسم مدد ماننے کی یہ ہے کہ جو امور بالاعتقاد جناب باری تعالیٰ سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے بولد کا دینا، بارش کا برسنا، مرض کا دور کرنا، غم کو بڑھانا وغیرہ ان میں سے کسی کے متعلق مخلوق سے مدد مانگی جائے اور جناب باری عزوجل سے دعا کرنا نہ نظر نہ ہو تو یہ استمداد حرام مطلق بلکہ کفر ہے۔ ایسی استمداد اگر کوئی مسلمان اپنے مذہب کے لوہائے کرام سے بھی کرے گا تو دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ محتاط علمائے دین نے قسم اول کو نظر انداز کر کے قسم دوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے استمداد از غیر اللہ کو مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

”عبادت غیر خدا راجحاً نہیں نہ مدد خواستن از غیر حق۔“ (ارشاد الطالبین ص ۱۸)

لہذا زید کا علیٰ عموم غیر اللہ سے مدد ماننے کی اجازت و تحیم دینا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کو تفصیل و تشریح کے ساتھ مسئلہ بتانا چاہئے تھا۔ تاکہ عاقلہ راجحوتانہ کے جاہل مسلمانوں میں برا اثر نہ پھیلے جن میں پہلے ہی سے استعانت غیر مشروع کی گرمہ بازی ہو رہی ہے۔ اگر بقول زید ہر چیز سے خواہ وہ چھ ہو صرف اپنے ذہن میں مظہر عون الہی سمجھ کر ہر امر میں مدد ماننے کی اجازت مانے دی جائے اور کارخانہ اسباب و حکمت باری پر نظر نہ رکھی جائے تو پھر جاہلوں کی اصباح کا ہونا اور اندھان کی مزید گمراہی کا ایک ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔

عمر و زید کی پیش کردہ دہائیوں کا مندرجہ ذیل جواب دیا ہے۔

(۱) آیہ واستعینوا بالصبر والصلوة میں کسی مخلوق سے مدد ماننے کی تحیم نہیں ہے۔ بلکہ مدد تو جناب باری تعالیٰ سے ماننے کا حکم ہے اور صبر و صلوٰۃ جو فعل عبد ہے ایک ذریعہ مانگنے کا قرار دیا ہے۔ چنی صبر کرنے اور صلوٰۃ کی بنیاد پر توجہ بتایا ہے حصول امداد الہی کا اس سے استمداد از غیر اللہ پر استدلال کرنا محض مغالطہ ہے۔

(۲) کونوا من انصاری الی اللہ۔ قرآن شریف کی آیت یوں نہیں ہے۔ زید جو محض اردو خواں ہے اور عربی و فارسی سے مطلقاً مس نہیں رکھتا ہے اس نے کسی اردو رسالے میں یہ الفاظ دیکھ کر یاد کر لئے ہیں۔ غالباً مندرجہ ذیل آیت مراد ہوگی۔ یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ بن مریم للمحواریں

من انصارى الى الله قال الحواريون نحن انصار الله (سورة صافات ۲۸)۔
آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل حق و عدل نے اپنے حواریوں سے اسی امر میں مدد مانگی تھی جو انھیں
بیکار خانہ اسباب و حکمت باری تعالیٰ ایک مخلوق و دوسری مخلوق سے مدد ماننا جائز ہے۔ اس سے اس نے بھی غیر
مکہ سے کل امور میں عام طور سے مدد ماننے کی اجازت برقرار نہیں نکلتی ہے۔ اس سے کہ مسبب الاسباب خدا کی
بعض مخلوق و سبب عون، نایاب ہے۔ یہ دراصل کسی سے مدد ماننا ہے۔

(۳) حکیم ذہن و دماغ پر بھی اسی قدر مطلق نے باب غایب۔ مرسوں بھی وہیں یقینیت ہے۔
نمبر ۲ کے جواب میں مذکور ہوئی۔

(۴) حضور سرور عالم ﷺ نے بھی اسی قسم کی استغاثت کی تعلیم فرمائی جو مردوں و قسم بول میں داخل ہے۔

(۵) تفسیر فتح عزیز میں۔ مزار عام جہازت نہیں کی اور فقہ کی عزیزی میں جو صاحب تفسیر فتح
العزیز اولاں طرف منسوب ہے مدائن قسم دوم و حرم کفر و راء اسلام سے خارج ہونے کا سبب قرار دیا گیا
ہے۔ ملاحظہ ہو۔

”اوریں جہاں کہ استغاثت از فیہ وجب کہ اعتبار اس فیہ باشد و در انظر عون لہی نہ اند حرام است و
برائفت مثل جانب حق است و در اس از نظام عون، شتہ و نظم بارخانہ اسباب و صحت اوقاف و اس نماء
غیر استغاثت ظاہر نماید و در از عرفان نخواہد و در شریع نیز با زور و است و انبیاء و ولیاء اس نوع استغاثت از فیہ
برہ اند و در حقیقت اس نوع استغاثت غیر ثابت بدو استغاثت حق است از فیہ۔“ (تفسیر فتح العزیز سورہ
فاتحہ ص ۸)

صاحب تفسیر حلیہ ارحمۃ نے اس موقع پر نظم بکارخانہ اسباب و حکمت مرقعہ درستی قید فرمائی ہے۔ وہ خاص فرمایا ہے ان چیزوں کے ساتھ اور ان کے متعلق جو اس عالم سبب میں سبب و مظهر ہوں۔ یہ ہے ہیں۔ در بعض امور ان سے متعلق ردیہ ہے ہیں۔ پس جو چیز کہ نظم بکارخانہ سبب و حکمت باری تعالیٰ سبب و مظهر ہوں تھی۔ ان امور میں جو اس چیز سے متعلق نہیں ہے ہے ہیں۔ مدد ماننے کی اجازت صاحب تفسیر حلیہ ارحمۃ کے ساتھ سے مستطاب نہیں ہو سکتی۔ مگر جس رسالہ سے زید نے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے اس میں ”نظم بکارخانہ اسباب و حکمت اوتعالیٰ کا ترجمہ غالباً مسوایا کسی اور وجہ سے نقل کرنا رہ گیا ہو گا۔ اور اسی وجہ سے زید کو غلط فہمی ہوئی ورنہ اصل عبارت کے دیکھنے سے ایسا نہیں ہو سکتا۔

(۲) باقی ماندہ تفصیل عبادت و استقامت زنیہ (جدیدین تنہیں عبادت)

استقامت یا پختگی است کہ تمام کتابیں اس چیز پر مبنی ہوں و مضمون پر مبنی ہوں و مضمون پر مبنی ہوں۔

درخت و مانند آن در دفع مرض بدویہ و متقیہ و در تعین وجہ معاش با میر و بادشہ کہ در حقیقت معاند خدمت
ہمال است و موجب تذلل است یا باطباء و معالجین کہ بہ نسبت تجربہ علم زائد از آنها طلب مشورہ است و
استقلال متوہم نمی شد۔ پس این قسم استعانت بہ اجازت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست و
اگر متعانت است استعانت مذکور است۔ (تفسیر فتح عزیز سورہ فاتحہ ص ۱۳۷)۔

یہ عبارت پہلی عبارت کی تفصیل ہے۔ اور دونوں عبارتوں کے ماننے سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے
کہ جو چیزیں اس عالم اسباب میں اس سبب اسباب سے اپنی صحت کاملہ سے سبب و مظهر ہوں۔ ان ہی میں
صرف ان سے مدد لینے کی اجازت ہے۔ ورنہ غیر مظهر بکار خانہ سبب صحت باری تعالیٰ ان سے مدد لینا میں اس
قدر مطلق سے مدد لینا ہے اس سے نبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام نے بھی اس قسم کی مدد مخلوق سے نہ
لی کہ یہ چیز سے ہر قسم کی مدد عیناً باہدلی ہو۔ جیسا کہ زید نے مقالہ کا مفہوم ہے۔

(۳) ”مدد خواستن دو طور کی باشد۔ مدد خواستن مخلوق کے از مخلوق کے مثل آنکہ زامیر و بادشہ نور و مدد
در مہمات مر جوعہ مددی جویند۔ و عوام الناس از ولیاء۔ و حامی خواہند کہ از جناب الہی قدر طلب مدد و
نواہت نمایند یں نوح مدد خواستن در شرح زندہ و مردہ جائز است۔ و ہم آنکہ۔ و شتال چیز سے کہ
نسبتیت جناب الہی و ارادہ مشائی و فرزند باری باری یا دفع امرش یا طوں نم و مانند آن چیز باب آنکہ و عا
مول از جناب الہی و نسبت منظور باشد از مخلوق کے در خواست نمایند۔ این نوح حرام مطلق ہے کہ کفر است۔ و ہر از
مسلماناں کے ز ولیاء مذہب خواہند باشد یا مراد یں نوح مدد خواہد زد و مسلمانان خارق فی شود۔“
(فتاویٰ (۲) عزیز جلد اول ص ۳۴)۔

اس سے ثابت ہے کہ صرف انہیں صورتیں مخلوق سے مدد ماننے کی اجازت ہے جو جنتیں بذات
باری تعالیٰ نہیں ہیں۔ وروقت یافتہ ولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بھی صرف دعا سے مدد ماننے کی
مثلاً زندوں کے اجازت دی گئی ہے۔

(۴) اما استمداد بابل قبور از غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر از انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند کہ
رہنما کے ز فتنہ عی ویند کہ نیست زیارت مراد سے رسانیدن نفع باموات بدعا و ستغفار و قائل شدہ
اند بآں جتنے از ایشان۔ و ظاہر است کہ از فتنہ آمانہ قائل ہوا و اوراک میت نہ قائل ہو از زند و آمانہ منکر
اند آں رہنما کاری مند و یں مریت ثابت و متبرر نہ و مشخ صوفیہ از بطل ثبوت و حال (فتاویٰ عزیز جلد
۱۰ ص ۱۰۷)۔ اس سے مسند استمداد ز ولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلافی ہونا ظاہر ہے۔ ورنہ حضرت شاہ
عبد عزیز نہیں حضرت دعا میں شامل ہیں جنہوں نے جو زکاتوں دیا ہے مگر صورت استمداد حسب ذیل بتلی
ہے۔

تفسیر فتح عزیز سورہ فاتحہ ص ۱۳۷ عددی ۱۰۰

فتاویٰ حنفی بہانہ و شہادت بت پائے ص ۳۵۳ تب نہ را میہ ویند یں۔

فتاویٰ حنفی و مسائل متعلقہ ص ۱۰۸ تا ۱۰۹ تب نہ را میہ ویند یں۔

(الف) ونیست صورت استمداد غیر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب لہی۔ تمہارا
روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرّم اور قادر است و وید کہ خداوند الہ بر ت ایں بندہ کہ تو رست و مرم بر وہ و ر
ورودہ کردال حاجت مرال۔

(ب) یا ند کند آن بندہ مقرب و مکرّم را کہ الہ بندہ خدا اولی وے شفاعت کن مر و منوہ از خدا تعالی
مطلوب مراتا قضا کند حاجت مرال فتاویٰ جلد دوم ص ۱۰۸ (۱)

اس سے ظاہر ہے کہ نعمت اولیاء اللہ سے جس قسم کی استعانت نسوں نے جائز بتائی ہے اس
میں سے قسم اول تو سرے سے استعانت ہی نہیں ہے، بعدہ تو اسل ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ قسم دوم
اگرچہ مسئلہ عام موتی و وجہ سے مختلف ٹیپا ہے لیکن اس میں بھی کسی ایک چیز کا سوں حضرت اولیاء اللہ سے
نہیں ہوا کہ جو مختص بذات باری تعالیٰ ہے۔ ہذا اس میں بھی جز اس کے اور چھ خرابی نہیں کہ جو عوام کا لہجہ
دوسرے شخص کے افعال سے اپنے افعال ناجائز پر تبدیل کیا کرتے ہیں ان کے عقائد پر ہر شے پڑے۔ تاہم
اگر زید صرف اتنے کی اجازت دیتا تو منہ لقمہ نہ تھا مرو، توہ چیز سے ہر قسم کی مدد ماننے کی عام اجازت دیتا ہے۔
ور صرف منظر عوام ائیں حاجت روا۔ مجازی اپنے ذہن میں قرار دے لینے کو کافی سمجھتا ہے۔

لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید ٹھیک کتا ہے یا عمرو؟

(جواب ۱۸۹) عمر و کا بیان صحیح اور آیات و احادیث و احوال فقہاء حنفیہ کے موافق ہے۔ اور زید کے قول میں
تخلی و تمسک ہے حق یہی ہے کہ جن چیزوں میں سلسلہ سبب پر نظر ڈالتے ہوئے ظاہر کی مدد اتنی غیر اللہ سے
حاصل ہوئی متصور ہے اس میں قسم اول اسی قید یعنی رعایت سلسلہ سبب کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً کسی شخص
سے جو پانی دینے پر قادر ہے یا اس کے وقت پانی مانگنا۔ کسی شخص سے جو کھانا دینے پر قادر ہے بھوک کے وقت
کھانا مانگنا۔ بادشاہ یا امیر سے وئی مدد یا خدمت یا عطیہ یا نصف کا سوال کرنا۔ کہ یہ لوگ ان چیزوں پر ظاہر اسباب
کے لحاظ سے قادر ہیں۔

وضیح طور پر یہی سمجھئے کہ خدا تعالیٰ نے اس عالم میں سبب و معلول کا ایک سلسلہ قائم کر دیا ہے اگرچہ
وہ سبب صرف ظاہر کے اعتبار سے اسباب ہیں ورنہ موثر حقیقی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس ظاہری نظام
کے لحاظ سے ایک شے دوسرے کا سبب ہو سکتی ہیں۔ مثلاً آگ کو جلانے اور پکانے کا سبب بنا دیا ہے۔ پانی کو بھنڈا
کرنے اور پیاس بھانے کا سبب مقرر فرمایا۔ اسی طرح اور بے شمار اسباب ہیں جو اس عالم میں موجود و مشہد
ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ فی مدو حاصل کرنا اور اپنے کاموں میں مدد لینا جائز نہیں۔ آگ سے کھانا پکانے
کا مدد پانی سے پیاس بھانا بھی استعانت ہے لیکن اس استعانت کا معنی وہی ظاہری سبب ہونا اور نظام عالم میں اسی
سببیت و داخل ہونا ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کی استعانت کو کوئی اعانت و استعانت سے تعبیر نہیں کرتا۔ ورنہ
آگ سے کھانا پکاتے وقت پکانے والے کو یہ خیال ہوتا ہے کہ میں آگ سے استعانت کر رہا ہوں۔ سبب

ظہر یہ میں تو یہ بات نہایت واضح ہے۔ رہے سبب اختیار یہ جیسے بادشاہ سے دفع ظلم میں عانت طلب کرتا۔ اس پر اگرچہ استعانت کا طریق معروف ہے۔ اور ان سے مال کرتے وقت، استعانت کا خیال بھی ہوتا ہے مین اس کا بن بھی وہی سبب ہے۔ بادشاہ کو جو اپنی قوت و ثروت کے اپنے حشم و خدمت اعوان و انصار کی وجہ سے انتقام لینے پر اور ظلم، دفع کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے اسباب اسے میسر ہوتے ہیں اس لئے اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اگرچہ اس کی یہ قدرت ظاہری ہے ورنہ ان تمام امور کی حقیقی باگ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۱۔ پس علت نہ کیا کہ جو امور مختص بالہدایہ فیہ ہیں اور اس عالم سبب میں ان کا کوئی سبب نہیں۔ یا وہ مہر کہ اگرچہ وہ ہدایہ فیہ کے ساتھ مختص نہیں مگر ان کے اسباب خاصہ کے سوا کسی دوسرے سے ان کے وجود میں استعانت کرنا یقیناً حرام اور کفر ہے۔ مثلاً کسی مردہ بزرگ پر یا دوسرے اور دہلیا نوکری ماننا حرام ہے۔ اس سے کہ وہ دینا ان امور میں سے ہے جو استعانت کے ساتھ خاص ہیں، اور نوکری دینا اگرچہ نظر بظاہر خدا کے ساتھ خاص نہیں۔ مین وہ وفات یافتہ پر یا زمرے کے دانے ظہری سبب بھی نہیں کہ اس کا سبب ظاہرہ کے خلاف سے ان سے نوکری مانگی جا۔ یہی طرح کسی زندہ بزرگ سے کوئی ایسی چیز ماننا جو خدا کے ساتھ مختص ہو۔ یا جو نظر بر اسباب ان کے قبضے میں نہ ہونا جائز ہے۔

۲۔ عوام کے عقائد کی اصابت عامہ کے ذمہ واجب ہے۔ انہیں کوئی ایسا فتویٰ دینا جس سے عوام کے عقائد فاسد ہوں ناجائز ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تو چھ ماٹے تو خدا سے مانگ اور جب استعانت کرے تو خدا سے کر (ترمذی ج ۲ ص ۷۴) اور فرمایا۔ لیسأل احدکم ربه حاجته کلها حتی یسأل سبع بعلہ اذا انقطع (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰) یعنی ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی تمام حاجتیں خدا سے مانگے یہاں تک کہ جوئی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا سے مانگے۔ یہ تمام اصابت عقائد عوام کے سے حضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ پس زید کو زمر ہے کہ وہ اپنے اس طرز سے جس سے عقائد عوام بگڑیں، حذر کرے اور انہیں صاف اور مفصل مسئلہ بتائے۔ و مداحم۔ محمد غایت اللہ غفرلہ مدرسہ مہینہ ۱۹۱۱ء۔

حاجت روائی صرف حق تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے

(العدد الثمانون، جلد اولی مورخہ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) باوجود نیک نیت و قدرت کے قاتل ہونے کے بزرگوں کی ارواح طیبہ سے ہمہ راست مشکل کشائی و حاجت روائی کی التجاء کرنا فعل مستحسن ہے یا نہیں؟

(جواب ۱۹۰) کسی بزرگ یا پیروں سے اور دیرزق یا کوئی حاجت طلب کرنا جائز نہیں ہے حاجت
رونی سے فلق تعالیٰ۔ قنصل قدرت میں ہے۔ اور بزرگوں کے وسیع سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنے میں ق
منہ تہ نہیں (۲) مگر خود بزرگوں سے مانگنا درست نہیں۔ محمد غایت اللہ فخریہ دہلوی۔

(۱) ”اغثنی یا رسول اللہ“ سے کاظم۔

(۲) ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا للہ“ من کیا ہے؟

(۳) کیا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے؟

(رہنما، پتہ: ۱۰، محلہ: ۲۶، نمبر: ۱۹۲۵ء)

(سوال) (۱) اغثنی یا رسول اللہ! نہ رست نہ بے نیس

(۲) یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا لله منا کیسے؟

(۳) وفات شدہ مرزگان دین سے مدد مانگنا کیسا ہے ؟

(۴) کیا استغاثت غیر اللہ سے درست ہے؟

(جواب ۱۹۱) اےسی ماریول اللہ دنیا کر سکیاں سے ہو کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ سے اس کلمے کو سنتے ہیں اور فریادیں کرتے ہیں قاتل ہے۔ ۱۲۱ اور انہیں سے ہو کہ آپ فریادیں کرنے پر اور یہ قسمیں حاجت روائی کرنے پر قدرت رکھتے ہیں جب بھی شریک ہے۔ ۱۰۱

١. وندیسمن، صفحه ٢؛ دینی اُحدب، راند سائب فاسیل بدو اند استعنت فاستعنا لاند برمدی، حریر بر
لقیامة، ج ٢ ص ٧٨ طبع

۲۔ چاروں مذہبوں میں سے ہر مذہب کا اس حق میں مدد دینا ہے۔
 احادیث میں ہے کہ "مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ" (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ)
 (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ)
 (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ)
 (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ)
 (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ) (مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَهُوَ كَافِرٌ)

[illegible]

۳۰ فی دعویٰ ابدی و عرصہ میں دوزخ نہ لا سکتا۔ متفقہ طور پر اس مسئلہ میں اس کی وجہ سے اس میں شک ہے۔
۳۱ یہ بھی ہے کہ اگرچہ اس میں دوزخ نہ لا سکتا۔ متفقہ طور پر اس مسئلہ میں اس کی وجہ سے اس میں شک ہے۔
۳۲ دوزخ میں سے اس کی وجہ سے اس میں شک ہے۔ متفقہ طور پر اس مسئلہ میں اس کی وجہ سے اس میں شک ہے۔

ہاں اگر نریا رسی سے مراد خدا تعالیٰ کی جناب میں شامت ہو اور یہ جہد سے حضور ﷺ کے سننے کا اعتقاد نہ ہو تو شرک نہیں مگر ہر اور بحث میں وجہ سے ناجائز ہے۔ یہ نہ حضور ﷺ تک کے لئے ہے پہنچنے کا کوئی ثبوت شرعی نہیں۔ (۱)

یاسیح عبدالقادر جیلانی تیسرا لہ۔ یہ بھی شرک نہ کلمہ اور بحث و ناجائز ہے۔ ۲۔ جو چیزیں حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں مثلاً وہ دین، رزق دینا، مصیبتوں کا دور کرنا وغیرہ ان و حضرت حق کے سوا کسی اور سے زندگی و وفات یافتہوں سے ناجائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

اذا استعنت فاستعن بالله و اذا سالت فاسأل الله۔ ”یعنی جب تو مدد مانگے تو خدا سے مانگ۔“ جب کوئی چیز مانگے تو خدا سے مانگ۔“

اور مسلمان نماز میں پانچوں وقت خدا سے معاہدہ کرتے ہیں۔

انك بعدوا انك تسعس۔ ”یعنی“ تم لوگوں! تم اپنی ہی عبادت کرتے ہو۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ تم سے مدد چاہتے ہیں۔“

پس خدا کے سوا کسی اور سے مدد مانگنے وقت اس معاہدہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ تو ناممکن ہے۔ نہ ان خدا کے سوا کسی اور سے استعانت کرے۔ واللہ اعلم۔ محمد خافیت اللہ عنہ۔

ہر وقت ”یا رسول اللہ“ کا ورد کرنا اور اس سے منع کرنے والے کو کافر بن

(زخیرہ روزہ تہذیب، ج ۱، ص ۱۹۳)

(سوال) زید اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ یا رسول اللہ کہتا ہے۔ مگر بتا ہے کہ یہ فہم کا نام اس قابل ہے کہ ہر وقت ورد زبان ہو۔ اللہ سے مانگنے کا ورد کرنا ناشائستہ ہے۔ خواہ ان کا نام نہ یا شہید یا یوں کا زید کہتا ہے کہ جو شخص یا رسول اللہ کہنے سے منع کرے وہ کافر ہے۔

شرعی ثبوت صرف یہ ہے کہ یہ بات درست ہے۔ اس سے کہیں کہیں، کتاب اسلمہ علیہ السلام علی من اتبعہ

۱۳۳ طبع معید

۲۔ جس طرح احقر لازم و واجب اولاً اس وجہ کہ اس وطبعہ متضمن نسب اللہ سبحانہ و بعض فقہاء و رحمہم لفظ حکم کفر کردہ نہ جبکہ در درمختار میں بوسلہ کہ قبول شہی، لہذا فی کفر انتہی ۱۰۔ راجح فی قولہ و لعل وجہ نہ طلب نسب اللہ و لہ علی من کی سی و کل معتبر و محاج اللہ و سعی الی روح عدم تکفیر اللہ سے کہیں۔ رد طلب شہی اکراما للہ شرح الوہابیہ، قلت فیسی اوجہ التاعد عن هذه العبارة وقد مر الی ما فیہ خلاف یومر بالکوبہ والاستغفار و تجدید النکاح انتہی و کان یارین دست۔ این و یہ شہن ست ندای اموات ۱۱۔ یہ وہاں شہادت ہے۔ ۱۲۔ رقم فی اصل مست۔ ارامہ یہ وہاں شہادت۔ ”محبوۃ القاری علی ہامش حاشیہ لفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۱ ط

محمد کدیمی لاہور

۳۔ مذی و آخر ایوان اشملت ج ۲ ص ۸ طبع معید

۴۔ مانع

(جواب ۱۹۲) مگر کیا یہ قول صحیح ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کا نام اس کا مستحق ہے کہ ہر وقت در زبان ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، شہید، کامیاب، اہل بیت و روزبان برتا اور وہ بھی غلط کیا ہے۔ ہاتھ جو علم نہ دے یہ ہے کہ اس سے کہتے والے کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ اس کا نام لے کر ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتا ہے۔ یقیناً درست نہیں۔ سورۃ امانی تو حیدر روح کے خوف ہے۔ اور اس میں شرک کا شائبہ ہے۔ اس کتاب سے قائل ہو کافر بتانا غلط ہے۔ اور اس سے نوازید کے کافر ہو جانے کا خطرہ ہے۔ دوسرا مسئلہ۔ توحید غایت مدد کا لفظ ہے۔

مختلف مشرکانہ عقائد کی تردید

(از انجمن اہل حق و باطل، مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(سوال) ایک ملحق و پیش ماہر مذہب، چنانچہ اہل عقیدے رہتا ہے اور دوسروں کو ترغیب دے کر فرقہ بندی کرتا ہے۔

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ (۲) فریادری کے پیاروں اللہ پارتے ہیں۔ (۳) حضرت محبوب سبحانی کو اتنی قدرت ہے کہ خدا کے قضا و بلا کو دور کر دیتے ہیں۔ (۴) اور دور سے مشاہدات میں یا محبوب سبحانی پکارنے والوں کو آواز دے کر خود مشاہدات آسمان دے دیتے ہیں۔ (۵) ایسا کہ اللہ سے مدد مانگنا، اللہ جل شانہ سے مدد مانگنا، ایک ہے۔ (۶) اہل عقیدہ سنت و حدیث کا ہے۔ (۷) اس کے خوف عقیدہ رکھنے والے سب غیر متعلقہ، وہابی، مجددی، اسلام سے خارج، غیر مستحق ہیں۔ ان سے میل واپس رہنا، ان سے پیچھے نماز پر مسابقت حرام ہے۔

(جواب ۱۹۳) نمبروں سے نمبر انشعاب تک جو باتیں مذکور ہیں۔ یہ سب صحیح طور پر اسلامی عقیدہ اور اصول کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔ قرآن پاک میں صاف اور سہ صحیح طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم غیب

۱۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدکر اللہ عزوجل علی کل احیاء۔ (ابو داؤد، کتاب الاطعمہ، باب فی الجہاد، کتاب الايمان، باب ۱۰)

۲۔ جس پر اللہ عزوجل اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے۔ اور اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۱، ص ۳۳۳ و ۳۳۴)

۳۔ اللہ عزوجل نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اللہ عزوجل اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (مجموع الفتاویٰ، ج ۱، ص ۳۳۳ و ۳۳۴)

۴۔ ولا تکفر بقولہ با حشر یا حشر ولا بقولہ دروس درویشان، القول بانکفر بکل مہم ساطل، الحیر الزم، مصنف لکھنؤ، کتاب السیر، باب حکمہ نمرود، ج ۵، ص ۱۳۵، مدد لکھنؤ، بیروت و کدھی الدر لمحرر کتاب الجہاد باب المرتد، ج ۴، ص ۲۵۹ طبع سعید

۵۔ سما امری قال لاحیہ کافر فقد بآب احدهما ان کان کما قال ولا رجعت علیہ (مسند، کتاب الايمان، باب ۱۰، حال الايمان من قال لاحیہ المسلم یا کافر : ۵۷ / ۱ طبع قدیمی کراچی)

جائی ہے کہ وہ آرمیا تکینف و محسوس رہے۔ فی الشیء۔ (س ۳۴ ج ۳) ولا یرد تعدیب المیت فی قبره لانه توضع فیہ الحیوة عد العامة بقدر ما یحس بالالہ والیة لیست بشرط عد اهل السنة بل تجعل الحیاة فی تلك الاحراء المتفرقة التي لا یدرکہ البصر وقال بعد اربعة اسطر ولا یردمافی الصحیح من قوله صلی اللہ علیہ وسلم لاهل قلم یدرہل وحدثہ ما وعدکم ریکم حقا فقال عمر اتکم المیت یا رسول اللہ فقال علیہ السلام والدی نفسی یدہ ما سمع من هؤلاء اومہم فقد احاب عہ المشایخ بآہ غیر نانت یعنی من حیة المعنی وذلك لان عائنة ردتہ بقوله تعالی وما انت بسمع من فی القور انت لانسمع الموتی وانه اما قالہ علی وحہ الموعظة للاحياء وبآہ محصوص باولئك تصعنا للحسرة علیہم وبآہ حصوصیہ لہ علیہ السلام معجزة لکن بشل علیہم مافی مسلم ان الست لیسمع فرع بعالیہم دا انصرفوا الا ان یحصو ادلت باول الوصع فی القمر مقدمة للسؤال جمعیہ وبس الابتن فآہ شبہ فیہما الکفار بالموتی لافادة بعد سماعہم وهو فرع عدم سماع الموتی الح۔ تاہم کسی فریق ویہ حق نہیں کہ وہ دوسرے فریق کی تضحیل یا تفسیق یا تجہیل کرتے۔ یونہ اس صورت میں کہ مسد قرون وہی میں بھی مختلف فیہ تھا اس تضحیل یا تفسیق یا تجہیل کا اثر حجاب کرام تک پہنچے گا۔ ولا شک فی فسادہ

فصل ہفتم وہابی کی تحقیق

- ۱۔ وہابی فرقے کا تعارف اور ہندوستان میں ”وہابی“ کی اصطلاح
- ۲۔ علمائے دیوبند کو وہابی کہنے کی وجہ۔
- ۳۔ میاں دشریف سے منع کرنے والوں کو کافر کہنا۔
- ۴۔ مروجہ عرسوں میں شرکت کرنا حرام ہے۔
- ۵۔ وہابیوں کو مسجد میں آنے سے روکنا
- ۶۔ علمائے دیوبند کے اکابر کو کافر کہنے والے کا حکم۔
- ۷۔ ایسی مساجد میں جانا جہاں علمائے حق کو برا بھلا کہا جائے۔

(سوال) (۱) وہابی کس فرقے اور کس مذہب کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا موجود کون تھا۔ اس کی ابتدا کب سے ہوئی اور یہ لوگ کس خیال و عقیدے کے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ کب پایا گیا؟ (۲) یہ وہابی علماء دیوبند کو بھی کہتے ہیں۔ یہ وہابی ہیں تو ان عقائد و اعمال کی وجہ سے؟ (۳) جس شخص کا یہ خیال ہو

کہ اس شور و شغب نے زمانے میں جب کہ عوام کے عقائد میں عام طور پر فقر آگیا ہو قیام میاں
 ٹریف ضروری نہیں جانتا۔ اس کا ترک وہ سمجھتا ہے اور خود قیام نہیں کرتا اور نہ دوسروں کے سے پسند
 کرتا ہے۔ اس صورت میں ایک گروہ جس میں چند مادی بھی شامل ہیں، انھیں و تارکین کو کافر کہتے ہیں۔ یہ
 ان کا یہ دین و تکیف برہادرست ہے۔ اور انھیں قیام حق پر ہیں جو تارکے قیام کے شر کے قائل ہیں مند
 شرح وہ دن ہیں (۴) یہاں تک جو اعراس بزرگاں کو جہاں بیڑوں خد ف شرع امور ہوتے ہیں مثلاً
 عورتوں کا جہن، چراغاں ہونا، قوال باغ، میر اور زندگی بھروسے کا نائنگا اور صاحب قبر سے منت مریں
 مانگنا وغیرہ اسے درست نہ کہتا ہے تو یہ اس کا رستہ وہ شخص کافر ہو جاتا ہے اور اعراس بزرگان جائز ہے
 (۵) وہابی مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز اور سنتا ہے یا نہیں اور یہ مسلمانوں کو حق ہے کہ وہابیوں و اپنی
 مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور اس طرح رہنے سے ان مساجد میں جہاں مسلمانوں و نماز پڑھنے سے
 بندش و کار ہو حکم مسجد کا بن یا غیر مسجد کا (۶) حضرت مولانا شید احمد کشمیری اور مولانا محمد قاسم صاحب
 نانوتوی اور مولانا محمد اسماعیل شید و ہوی اور مولانا محمد فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی اور مولانا عبدتی
 صاحب فرائی محلی کشمیری اور مولانا خلیل احمد صاحب کشمیری اور مولانا یحییٰ صاحب خیفہ ارشد مولانا
 فضل الرحمن صاحب رجمہ مدقود جمعین کی بہت کچھ کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ کامل مسلمان تھے یا
 کافر؟ وریزید کا یہ قول صحیح ہے کہ جو ان کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے۔ وریزید صحیح ہے کہ بعض خاص عقیدہ یا
 مضمون یا تصانیف کی وجہ سے ان پر کفر مقرر ہو گیا ہے۔ اور وہ ایسا اہل ہو کر جم گیا ہے کہ کسی طرح کفر اثبت
 نہیں ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے التصدیقات لدفع التلیسات، ایک کتاب ان علامات کے جواب میں
 لکھ رکھا ہے بند و عرب و شام و غیرہ سے دستخط و تصدیق کر کے اشرار شیعہ کی ہے لیکن اس پر بھی کفر ان پر مقرر
 کیا جاتا ہے۔ یہ یہ تکیف زیادتی و قدی ہے یا نہیں (۷) مسلمانوں و ایسی مساجد میں جانا اور وہاں نمازیں پڑھنا
 درست ہے؟ جہاں عوام کے دین اہل حق و بزرگان دین کو علی اہموم ہر اہلکارتا ہوا اور ان کی تکفیر و تضلیل
 کی جاتی ہو اور پکے مسلمانوں و کان پڑ کر کا جاتا ہو وروگوں و فساد پر آمادہ کیا جاتا ہو "ایہ اتوجروا۔
 (جواب ۱۹۶) (۱) فرقہ وہابیہ کی ابتدا محمد بن عبد و باب بندی سے ہوئی۔ یہ شخص ضعیف مذہب رکھتے تھے مزاج
 میں سختی زیادہ تھی۔ ان کے خیالات اور اعتقادات کے متعلق مختلف روایات سن جاتی ہیں۔ حقیقت حال خد تعالیٰ
 و معلوم ہے۔ مر بندوستان کے بعض مبتدعین نے تو آج کل قبیح سنت کا نام وہابی رکھ دیا ہے۔ یہ ان مبتدعین
 کی اصطلاح جدید ہے۔

(۲) عوام کے دیوبندیوں کے ہم خیال علماء و جو شخص وہابی یعنی قبیح بندی سے وہ خود وہابی یعنی سخت یہ کی میں قبیح
 بندی ہے۔ علماء دیوبند نہایت عمدہ و پائیدار عقیدے و کے حضرات ہیں، ان کا مذہب اور عقیدہ وہی ہے جو
 سلف صالحین و تابعین و تابعین کا تھا۔ ان وہابیوں کو صحابہ و تابعین کو وہابی کہنا ہے۔ حالانکہ صحابہ

و شان آنحضرت ﷺ رشتہ فرشتہ ہیں اصحابی کالحوارہ بایہم اقلدیتہم اہتدیتمہ ، یعنی میرے ساتھ
ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی اقتداء کرو گے راویاؤ گے۔ پھر صحابہ و راہبوں نے باندہ من مذہب حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی تہذیب کی ہے۔ اور جو شیخس آنحضرت ﷺ کی تہذیب سے سنا تو انہوں نے
نہایت نہیں ہے۔ ۲

(۳) آنحضرت ﷺ کا زمانہ و اوقات افضل الہیات ہے۔ لیکن اس کی مروجہ صورتیں اور اس کے نفع و محبت سے بدعت ہے اور زمانہ و اوقات قیام کرنا مانے فساد علی الفساد ہے۔ ہر ایسا کام جس کی اس وقت کی مجلس، کسی حال کے ساتھ خصوصیت شریعت سے غفلت نہیں، اس کو کسی وقت کی مجلس کی حال کے ساتھ خاص کر بینا مردین کا جزو مجھینا ہی قبیحہ مت ہے۔ ۲۔ مرد جب کہ یہ بدعت ہے تو جو علماء اس کو ناجائز مانتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ ان کو کافر مانتے والے یہ مان لیں۔ ہر شخص محال قیام کر بھی نہ تاہم زیادہ سے زیادہ مستحب نہ سکتا ہے۔ اور تدارک مستحب حقیقی، مت بھی نہیں پہنچا جاسکے کہ اس تکلیف و آفتلیں، عود باللہ میں دلالت۔

(۴) عرس و حقیقت شرعی نقطہ نظر سے یہ فہم ہو سکتی ہے کہ مقرر اولیاء اللہ کی زیارت کی جائے تو اریحہ نہ طویل۔ زیارت جانا جائز ہے (۵) میلن ایام عرس میں وہاں جانے میں عداوہ اس کے کہ کسی

و مشهور است که در این کتاب، احکامات و مسائل فقهیه در ۱۲۰۰ باب آمده است.

[illegible]

ادار رب الرحى يتقص حد من محاسب رسول الله صلى الله عليه وسلم شاعبه انه يدق وذلك ما ارسول حتى
الفرح حق، وما جاء به حق وما دى اليه ذلك كنه تصحبه، وهو لا يريدون ان يترحو سيطون كتاب
واسه، ولخرج بهم ولي وهم رادفة الامامة في سبب الصحابة، حظه لكتاب ومقدمه، الفصل لثاب في باب
حال الصحابة من العدالة ١٠١ حد در تكميل بيروت

٣- ما تخرجت به من اوقات في وقتين من وضع الحدود والبرك لكتاب ومعه وشره
بعداد لمعة في اوقات معه يروحون ذلك لبعض في السبع عدد (الجمادى الاولى ٣٩) والاربع مائة

٤ : وحكمه عند اليهود على سبب ذلك سحر كذب نصرة ، مصاب لافق من الصدوق والشيخ ، نقل
الطبري ج ١ ص ١٢٣ طبع

[illegible]

مسجد بہت اچھی جگہ ہے لیکن جبکہ وہاں قساو عقیدہ اور فساد بین المسلمین ہوتا ہو تو نہ مسجد ہونے کی
جست سے بلکہ ان مفسد لوگوں کے اثر بد سے بچنے کے لئے وہاں نہ جانا لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

اکابر علمائے دیوبند مسلمان ہیں یا کافر؟

(سوال) ہمارے موضع میں ترمیدوں نماز مولوی عبدالحکیم صدر مدرس جامع العلوم حسین پور پڑھاتے ہیں اور
مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا شرف علی تھانوی کو
مسلمان سمجھتے ہیں۔ آیا مولوی عبدالحکیم صاحب مسلمان ہیں یا کافر۔ اور جو ان کے کفر میں شک کرے آیا اس کی
بیعت اس کی کاف میں رہے یا نہیں اور ہم کو ان سے پیچھے نماز پڑھیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۴۸۲ فرید حسین (برہ) ۲۱ ص ۳۵۴ ۱۳۵۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب) (از مولوی حشمت علی خاں مٹھوی)۔ قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس من طبع خیر خواہ کار
کے صفحہ ۳ پر حضور قدس سرہ کے خاتم النبیین ہونے سے اس معنی کو کہ حضور سب سے پہلے ہیں جہوں کا
خاتم نہیں ٹھہرایا۔ صفحہ ۴ پر حضور کے زمانے میں نبی اور نبی سے پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ صفحہ ۲۸ پر حضور اقدس صلی اللہ
کے زمانے میں جدید نبی سے پیدا ہونے کو ضرور منکر نبوت میں غیر محض بتایا۔ رشید احمد مٹھوی وضیل احمد
مٹھوی نے اپنی مصدقہ معارف برائین قاطعہ ص ۱۵ پر حضور اقدس صلی اللہ سے زائد اپنے پیر بلیس ملعون کا حکم کیا۔
شرف علی تھانوی نے اپنی حفظہ میں صفحہ ۸ پر اپنے بزرگوں پاگللوں جانوروں کے علم غیب و حضور ارمیہ
کے علم غیب کے مثل بتایا اور انہیں کفریات خبیثہ ملعون بنانا پر ملہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے حاکم و مقتیان
عظم سے کافر و مرتد ہونے کا متفق فتویٰ پایا۔ ماہو مصرح فی حسم اخر میں و صورہ النندیہ۔ بعد جو کہ اس ان
چاروں شیاطین مرتدین میں سے کسی ایک کی کفری عبارت پر غلطی مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان سمجھو
اس کے کافر ہونے سے انکار کرے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے یا اس کو کافر و مرتد ہونے میں
توقف کرے تو خود بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور بے توجہ مرآتو ملعون و مستحق نار بد ہے۔ ایسا شخص
پیچھے نماز و حلقہ حرام و باطل میں ہے۔ ایسا شخص مسلمانوں و مسلمانوں کے لئے پناہ و عبدالحکیم کے یہ حکم
بھلے بھلے کفر کا اقرار کر کے اپنے آپ کو مرتد و نیم مرتد بنا دیتا ہے۔ نماز جمعہ ہو یا نماز عید یا نماز ہنگامہ اس کے پیچھے ولی نماز
جائز نہیں ہو سکتی۔ امام مدامہ قاضی عیاش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب الشافی تریف حقوق مصطفیٰ
میں فرماتے ہیں اجماع المسلمون ان مشاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر من شک فی کفرہ و
عداہ فقد کفر و ہکذا فی الدرالمحار و غیرہ من العرر الا سفار۔ اس کی جوروں کے نکاح سے کل
کئی۔ یہ دناہامہ یوسف رضی اللہ عنہ اپنی کتاب خراج میں فرماتے ہیں ایما رجل مسلم سب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عانہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانث منه امرأۃ اھ واللہ
ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقیر ابو الشیخ عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری
رضوی مکھنوی غفرلہ لوالدیہ ووالدیہ ووالدیہ رب العزیز القوی۔

نجیب صاحب فتویٰ نائینی مدین غنہ۔ بیہی مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم۔ انجواب حجۃ شمس الحق
عندہ مدرس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔ جواب حج محمد عظیم اللہ تھپری۔ انجواب حج اسد حق عند
عندہ مراو آبادی۔

(جواب ۱۹۷) (از مفتی احمد) جناب نے جو فتویٰ لکھا ہے وہ میں نے دیکھا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
حضرت مولانا رشید احمد کتبوی۔ مولانا محمود حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہما اجمعین اور مولانا اثر علی صاحب
تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ یہ تمام حضرات ان باخدا اور محتجم علماء میں سے ہیں جن سے علمی فیوض و برکات سے تمام
ہندوستان فیض یاب ہوا ہے۔ یہ علماء ہندوستان میں دین اسلام کے آفتاب ہیں۔ ان کی ہدایت و روشنی سے
ظلمت کدہ ہند روشن ہے۔ ان کو کافر بتانا حق ایماندار مسلمان کا کام نہیں ہے۔ تحذیر لکھنا۔ زمین کا قطعہ حفظ
یمان و طرف جن منہ میں و منسوب رہے ان کو کافر نہ کہنے والے اپنی طاقت خراب کرتے ہیں۔ وہ مضامین
ان کتابوں میں نہیں ہیں۔ کتابوں و عبارتوں و توہم و زہد و اتقان کا مطلب بدل جاتا ہے۔ اگر یہ
حضرات بھی خواہاں تھے انھیں سے خط و نشان مبارک و نہ سمجھیں یا خدا نخواستہ کسی طرح ان منکھت کریں تو
ہندوستان میں کوئی دوسرا سلسلہ نہیں ہے جو خاندان نبوت و اسلام کی شریعت و تہذیب کرتے۔ آج ہندوستان
کے فی صدی نوے بلکہ پچانوے علماء نہیں حضرات کے سلسلہ کے شہداء یا شہداءوں کے شمار ہیں۔ اگر یہ
سب کافر ہوں تو ہندوستان میں امام کا خدا ہی حافظ ہے۔

آپ رنگون سے مولوی حافظ امجد علی خان کی کتاب براءۃ الارواح مکائد الاشوار منکار
بالظہر میں اس سے آپ اس فتویٰ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ بہرحال یہ فتویٰ شرعی فتویٰ نہیں ہے
بلکہ مذہب و افتراء و تمہت کی استواری ہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ بہ العالی۔

(جواب ۱۹۸) نمبر ۴۸۲ دیکھئے۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کی پیدائشی اور غفلت کی روشن ترین مثال ہے۔ حضرت
مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد صاحب کتبوی، حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبند
دہلی قدس اللہ اسرارہم اور حضرت مولانا اثر علی صاحب تھانوی نے صرف ہندوستان کے جگہ و پائے اسلام
کے منتخب اور برگزیدہ علماء اقلیت میں سے ہیں۔ جن کی اسلامی اور علمی خدمات بے شمار ہیں۔ ان کو کافر بتانے
والے جس افتراء و تمہت کی بنا پر ان کو کافر قرار دیتے ہیں وہ کذب و دجل اور ظلم و بدولت کی بدترین مثال ہے۔
جواب میں جن باتوں وان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ سب تمہتیں ہیں۔ نعوذ باللہ منہ منہ۔
محمد غایت اللہ کان اللہ بہ العالی۔

- ۱۔ کسی عالم دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟
- ۲۔ ”حضور کا نماز میں خیال نہ آئے اور بیل سے براہے“ کے قائل کا حکم۔
- ۳۔ دیوبندی اور غیہ مقلد کو کافر کہنے والے کی اہمیت کا حکم۔
- ۴۔ قوالی سننا کیسا ہے؟

(سوال) (۱) کسی عالم کی توہین کرنا کیسا ہے؟ (۲) ایک عالم دیوبندی کہتا ہے کہ حضور کا نماز میں خیال نہ آئے گا اور بیل سے براہے۔ یہ کہنا توہین حضرت کی ہوگی یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگرچہ حاتم ہویا مولوی، دیوبندی کافر ہے۔ غیر مقلد کافر۔ اور اس کا فرزند سمجھے وہ بھی کافر اور اس کے کفر میں شبہ نہ ہو۔ وہ بھی کافر۔ یہ شخص۔ پیچہ نماز پر سنا جائے یا نہیں؟ (۴) قوالی سننا ڈھونک وغیرہ کے ساتھ کسی مزار پر یا کسی اور جگہ کیسا ہے؟

المسننی نمبر ۶۴۶ جلد اول (صفحہ ۱۲۵) ج ۲ ۱۳۵۵ھ ۱۲ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۱۹۹) (۱) عالم کی، عالم ہونے کی حیثیت سے توہین کرنا سخت گناہ ہے۔ (۲) یہ بات یوں نہیں ہے بلکہ اسے غلط طریقہ سے بیان کرتے ہیں اور غلط سمجھتے ہیں۔ اصل بات میں کوئی توہین نہیں ہے۔ (۳) یہ شخص جاہل ہے۔ اس کی اہمیت کم ہو گئی ہے۔ (۴) ناجائز ہے۔ (۲) قتل نہایت مذہدانہ ہے۔

- ۱۔ علمائے حق کو وہابی، کافر کہنے والے کا حکم۔
- ۲۔ تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ و کتب اور ان کے مولفین کا حکم۔

(سوال) آج کل کہیں نہ کہیں ہے۔ یہاں پر علماء دیوبند، دینی دونوں دھندلیان کرتے ہیں۔ سب ہمیں مصیبت میں پڑ گئے ہیں کہ اس کے وعظ کو سچا مانیں۔ مولوی شمس علی صاحب نے اپنی کتاب ”دیوبند میں آپ کو اہم الوہابیہ“ (خود باللہ لکھتے ہیں) لکھتے ہیں کہ جتنے علماء دیوبند ہیں سب کے سب وہابی کافر ہیں (معاذ اللہ)۔ یہاں پر مولانا مرتضیٰ حسن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب کے بھی وعظ ہوتے ہیں۔ کفر و بدعتیہ میں جتنے علماء ہیں۔ ان کے بیان میں یہ بات ضرور ہے وہ وہابیت پر مشتمل ہے۔ اس کے آپ نے مندرجہ ذیل کتابوں کے بارے میں کیا رائے ہے: تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، معاندانہ، تائید، ہدایت، قطع، تحذیر الناس، فتاویٰ رشیدیہ، دران سے مستغفون، بارے میں آپ کا یہ فتویہ ہے؟

المسننی نمبر ۹۵۲ باب اول (سننی) ۱۲ مئی ۱۳۵۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۳۶ء

وہابیت علیہ لکھنا، دوسرا عالم، و فقہاء میں غریب۔ (۱) کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ص ۵۳۲

۱۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۲۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۳۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۴۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۵۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۶۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۷۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۸۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۹۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

۱۰۔ یہ کتاب ہے ”تعدوت کفر“ میں ہے۔

(جواب ۲۰۰) جو لوگ کہ مسلمانوں کو کافر بتاتے اور جماعت مسلمین میں تفریق کرتے اور علماء ربانی و سب و شتم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے۔ میں قرآن مجید و احادیث رسوں اللہ تعالیٰ و اقوال وافعال صحابہ کرام و تابعین و مجتہدین عظام پر ایمان اور عمل رکھتا ہوں۔ البتہ بدعات و منکرات کو موجب ارشاد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام قابل رد سمجھتا ہوں۔ (۱)

حضرت مولانا محمد امجدییل شہید رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد کشنوی رحمۃ اللہ علیہم جمعین و دیگر درجہ اولیٰ تلامذہ ہوں ان کی کتابیں تقویۃ ایمان، سراط مستقیم، پراچین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ و صحیح و قابل عمل جانتا ہوں۔ میں کسی مسلمان اور خصوصاً مہربان کو کافر نہ کہے کی جرأت نہیں کرتا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بھی تکفیر مسلمین سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ محمد کفایت اللہ کان مدلول۔

۱۔ وہابیوں اور رضا خانیوں کے عقائد کیا ہیں؟

۲۔ اہل حق کی بعض عبارات سے غلط مفہوم لینا۔

۳۔ کسی کلمہ گو کو کافر کہنا کب جائز ہوگا؟

(۱) وہابی س جماعت کے دووں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں۔ رضا خانی اس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں۔ اور ان کے کیا اعتقاد ہیں؟ (۲) زید نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب میں۔ میں نے اپنے حبیب و سید یا جو ہونے چاہتا تھا۔ اللہ کے نزدیک حضور کی بڑی عزت ہے۔ اس کے جواب میں عمر و نے کہا کہ اس میں حضور کی یا شخصیتیں۔ ایسا علم غیب بہ خاص و عام و حاصل ہے۔ حضور اللہ کی شان کے آگے ہمارے بھی زیادہ ہیں اور اس کے روبرو ایک ناچیز سے بھی کم ہے۔ اب فرمائیے ان دونوں میں اس کا قول قابل یقین ہے۔ جو مسلمان ہو کر کسی نبی یا صحابی کی تقریری یا تحریری کوئی استثنیٰ کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ (۳) بحر نے مانع ہونے کی وجہ سے اس کلمہ کو کافر نہ مانا چاہئے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہابی و رضا خانی وغیرہ مقلد قادیانی و افغانی وغیرہ و ہما عتیں کلمہ گو ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہاں۔ ورنہ ہیں تو ان جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق و صحیح راستہ پر ہے۔

نمبر ۱۷۱ امودوی محمد سیماں صاحب میر غنی ۱۵ ابتدائی کتابی ۱۳۵۲ مطابق ۱۹۳۶ عیسوی

(جواب ۲۰۱) وہابی اصل میں وہ وک تھے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو تھے۔ مگر ہندوستان میں یہ غلط فہم میں استعمال کیا جانے لگا۔ جو لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو نہیں ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

۱۔ لقولہ علیہ السلام "من احدث فی امرنا هذا مالس منہ فہورد" (مسلم، کتاب القضاء، باب نقض الاحکام باطلہ و بدعات محمدات الامور ج ۲ ص ۷۷ ط قدیمی)

۲۔ لقولہ علیہ السلام "یما رحل فل لاحہ کافر" فقہاء ابجدہم اہل حق و کتابت ابجدہم من غیر اہل حق ج ۲ ص ۹۰ ط قدیمی)

(جواب ۲۰۴) (۱) وہابیوں نے وہی سے معنی نہیں جن سے کچھ یقین ہو سکے کہ وہ وہابی ہیں۔ یہ نہ کہ کل تو لوگ ہر اس شخص کو وہابی کہہ دیتے ہیں جو بدعت سے منع کرے۔ قویٰ تبیین سنت سے پیچھے یہ نماز ناجائز ہو سکتی ہے۔ جن کو لوگ وہابی کہہ دیا کرتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ حنفیوں کے نزدیک حدیث کی معتبر کتابوں سے فقہ کی کتاب بنا کر ہے۔ یونہی حدیث خود اصول شرعیہ میں سے کتاب اللہ کے بعد دوسری اصل ہے۔ اور اصل شرعیہ چار ہیں۔ ان سے حاصل ہونے والے کام فرعیہ کا نام فقہ ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ۔

علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔

(سوال) بعد از ہوا المسنون عرض اینکہ دریں یام فرخند نام رانی ثمالی در مابین مستحقین و مدققین زیادہ از روشنائی آفتاب در مابین ستارہ ہاست و می دانیم کہ از دریائے فیض تشکان جہالت سیراب شدہ۔ و می شنوم کہ عقب مبارک مفتی احمد درفاق شہر یافتہ و می شنوم کہ در ان راہ مستقیم بہدانش راویاب شدہ۔ و در ہر چہ این امر روم از تصنیف تشخان نیست و بنور استم کہ کر خدا خواستہ حدیثہ شریعت بضائع خان از تربیت اش یافتہ شود ظلمت علی الظلمت واقعہ خواہد شد۔ و پند شتم کہ دیور شریعت انوریہ بر تش معذور و باہ است و نیز یاد ارم کہ قلعہ دین مبین بہ جہشتش محفوظ ز حمد و حمدہ آوراں است۔ لہذا فسون صد فسون کہ۔

بلبل خموش گشت پریداز چہن
زاغان و غوک محکف بوستان شدند

چہ جائے کہ یہ گرجا کے شک خون وں از چشم بہار و ہم گماست کہ بایں ہمہ خوبی با نہ دورہ و ما وہ زیں در مابین ہمعصران قیادہ اس و ارد کہ عبارت از دیانت داری و تقویٰ بایں کہ جامع منقول و معقول است و منسوب و ہایت ست چنانچہ در منبع کاغذ و زقریہ تر یہ پارچہ زینبہا ناشستہ موصوفہ اشاعت یافتہ از طرف مفتی عبدالرشید خان حال سکن و ہوراجی کاٹھیاواڑ منسوب بہ فتح پور مدرس مدرسہ مسکینیہ و ہوراجی چنانچہ موجودہ ہمارے ہند ہمگی در یک فہستہ درج کردہ مقلد و غیر مقلد وہابی ہمہ را از یک دیر جد کردہ مشہور عوام اغناس شد۔ مگر چونکہ سلامی زیر فہرست رورینہ کجائش تحریر نیست لہذا مقصد غرضم خور را طبع غرض میشود کہ آیا ہاء مبارک تحت الذیل علماء اہل متصرف باوصاف ناشستہ مفتی عبدالرشید فتح پوری راست است یا روغ

(۱) مفتی کفایت اللہ وہابی مدرسہ امینیہ دہلی

(۲) مولوی ثناء اللہ غیر مقلد امرتسری

(۳) مولوی اشرف علی وہابی تھانوی

(۴) مفتی عزیز الرحمن وہابی دیوبندی

(۵) مولوی محمد انور کشمیری وہابی ڈابھلی

حدودہ زیریں نیز مفتی شہتر دربار و یہ ت کمیٹی یک رسالہ جراتی ہم چھاپ کر وہ شائع نموده کہ یہ ت کمیٹی نہیں و چنان است۔ غرض کہ ارشاد بانی یہ ت کمیٹی از حد زیادہ سخاوت افراط درج است۔ مکرر عرض بلب ادب دست کہ زروے طاف و مہ بانی دربار و علماء کرام فوق لذر تحریر فرمائید۔ اگر اسے جناب ثانی مخالف زروے عبد الرشید مذکورہ میباشند ضرور شمشیر زہر آلود پیش تری ت یافتہ مفتی عبد الرشید درو ستم می افتد و اگر موافق جناب آں باشد فاما برنی مکہ و مسہم و اسال اللہ انکشاف الحق کما ہوا الحق

المستفتی نمبر ۱۳۶۵ شان میاں مبدائی میں (۱۵ سیدوار) ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۹ جون

۱۹۳۸ء

(ترجمہ) بعد سلام مسنون عرض ہے کہ اس مہربان زمانے میں جناب کا اسم گرامی محققین اہل علم کے درمیان ایسا روشن ہے جیسے تاروں کے درمیان آفتاب۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کے دریائے فیض سے تشنگان جہالت سیراب ہوئے اور آپ کا لقب مبارک مفتی المنیر تمام عالم میں شہرت رکھتا ہے۔ آپ کے رشد و ہدایت سے راہ مستقیم سے بہتے اور رویہ ہمارے درو نیائے کمال شہ میں ہم جا نہیں، آپ کی تصانیف بہ جد شائع ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس شریعت بیضاء کا باغ آپ کی تربیت سے خدا نخواستہ محروم ہو جائے تو ہن نوپ اندھیرا چھا جائے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ شریعہ منور کی چار دیواری آپ کی توجہ و نگرانی سے معمور بناوے اور دین ہمیں کا قلعہ آپ کی نگرانی و وجہ سے دشمنوں کے حملے سے محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ ۔

بلبل خاموش ہو کر باغ اپنے اڑ گیا اور

وے در میندک باغ میں ہر اجماع ہو گئے

یہ روئے کا مقام ہے، ہر آنسوؤں کے جناب خون دل آنکھ سے بر سے تو مہ ہے کہ ایسا جامع مہات جو اپنے معاصرین میں زروے دیانت و تقویٰ خاص اعیانہ رکھتا ہے اس کو وہابیت کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ضلع کاشمیر میں کاؤں و در کاؤں ایسے اشتہارات شائع سے جاتے ہیں جن میں نہایت سخاوت با تمیں لکھی ہیں۔ ایسی چیزیں مفتی عبد الرشید خان صاحب قیام دروہا، سورتی مدرس مدرسہ مسیلیہ، سورتی کی طرف سے شائع کی جا رہی ہیں۔ مثلاً تمام موجود علماء ہند کی ایک طویل فہرست شائع کی گئی ہے اور ہر ایک کے نام کے آگے مقلد، غیر مقلد، وہابی و غلط درج کر کے ایک دوسرے سے ممتاز دکھایا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس طویل فہرست کا یہاں درج کرنا مشکل ہے اس لیے ہم اپنے اصل مقصد کو ظاہر کرتے ہوئے ذیل میں چند اسماء مبارک تحریر کرتے ہیں اور دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ مفتی عبد الرشید نے ان حضرات کو جن نام سے توصاف کے ساتھ متصف کیا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟

حدودہ زیریں اس شہتر کے شائع کرنے دے مفتی نے یہ ت کمیٹی کے بارے میں بھی ایک رسالہ بزبان جراتی چھاپ کر شائع کیا ہے کہ یہ ت کمیٹی ایسی ہے ویسی ہے۔ اور اس کے بانی کی شان میں بے حد سخاوت افراط لکھے ہیں۔ مکرر بالادب گزارش ہے کہ براہِ احسان و رحمہ مذکورہ علماء کے متعلق اپنی رائے تحریر فرمائیں۔ اگر

جناب کے رائے مفتی عبدالرشید کے رائے کے مخالف ہوئی تو عبدالرشید کے چیلوں کو نہ دینے کے لئے میرے ہاتھ میں شمشیر زہر آود ہوئی۔ اور اگر آپ کے رائے کے موافق ہو گئی تو میں آپ کے اور انکی طرف سے بری الذمہ ہوں گا اور اللہ سے انکشاف حق کی آرزو کروں گا۔

(جواب ۲۰۳) ایں فقیر بے بضاعت مفتی عبدالرشید صاحب رائد اند۔ و ایں محمد مراد معلوم نیست کہ مفتی مذکور بکدام علت مرا وہابی می گوید۔

۴۔ فقیر و حضرت مولانا اثر ف علی تھانوی و حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم و حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم بر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ایں یمن داریم و عمل بہ فقد ہما اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میگویم اہل سنت و جماعت و حنفی تنظیم واللہ علی بقول شہید۔

مولوی ثناء اللہ صاحب حنفی نیستند۔ ایشاں از گروه اہل حدیث ہستند کہ تقلید شخصی معمول ایشاں نیست۔ فقیر از شمایں التوحیدی اند کہ بر قول عبدالرشید صاحب کہ مراد مولانا تھانوی و مولانا دیوبندی و مولانا کشمیری را وہابی گوید یقین نکند و حکمت و موعظت حسنہ ایشاں را ازیں غلطی باز رید شد و ہم نہ نکند کہ مفید نیست۔ واللہ الموفق۔ ۱۔ فقیر محمد کفایت اللہ کان مدلل۔ وہابی

(ترجمہ) یہ فقیر بنو مفتی عبدالرشید سے واقف نہیں اور یہ بھی مجھے معلوم نہیں کہ مفتی مذکور مجھ کو کس وجہ سے وہابی کہتا ہے۔

میں فقیر اور حضرت مولانا اثر ف علی تھانوی اور حضرت مولانا عزیز الرحمن مرحوم اور حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری مرحوم کتاب و سنت پر جان و دل یمن رکھتے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہ پر عامل ہیں۔ ہم لوگ اہل سنت و جماعت حنفی ہیں اور ہم جو چھہ رہے ہیں اس پر اللہ رب العزت کو وہ ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب حنفی نہیں ہیں۔ وہ گروه اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلید شخصی پر عامل نہیں ہیں۔ فقیر آپ سے درخواست کرتا ہے کہ مفتی عبدالرشید جو مجھ و اور مولانا تھانوی اور مولانا دیوبندی اور مولانا کشمیری کو وہابی کہتا ہے اس کی باتوں پر ہم کز یقین نہ تبتے و اس و اور اس کے پیروں کی صحبت و نانہ اور پند و نصیحت سے ان کی غلط خیریں تنبیہ کیجئے۔ تشدد ہرگز نہ کیجئے کیونکہ تشدد غیر مفید اور مضر ہے۔ واللہ الموفق۔

شرک و بدعت کا مخالف اور علمائے دیوبند کو برحق سمجھنے والا مستحق امامت ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص جامع مسجد کا پیش امام ہے۔ چھ خاصہ و عذایان کرتا ہے۔ شرک اور بدعت کی تردید کرتا ہے۔ رسوم قبیحہ و رعات و بابیہ سے بوسا کور و کرتا ہے۔ اپنے آپ کو امام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد بتلاتا ہے۔ سیدھے سادے لوگ ان کو دیوبندی وہابی لسانی بد مذہب و غیرہ افتراء سے بدنام کرتے ہیں۔ وہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں دیوبند پڑھا نہیں لیکن حضرات علماء دیوبند کو حق و نب اور صحیح سنت نبویہ کا عامل پاتا ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا اثر ف علی تھانوی صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب انیسٹروی، مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کو بزرگ اور مسلمانوں کا پیشوا سمجھتا ہوں۔ کیا یہ معتقدات رکھنے

دس دنوں میں یہ شہر بنائے گئے۔

(المستغنى) نمبر ۲۳۵۸ قرض حسن میں صاحب (کامیاب) کے ایم دی اثباتی کے ساتھ ۱۵

(اُست ۸۱۳ء)

(جواب ۲۰۴) یہ جو زبان نام لیتے ہیں، حنفی مہم ور بزرگ ہیں۔ انہوں نے دین اسلام کی اور حنفی مذہب کی بے حد خاص خدمت کی ہے۔ یہ لوگ ظاہری دوسری بھی انتہائی مہارت رکھتے تھے اور باطنی دوسری میں تو اس قدر بل بند تھے کہ ہر قسم کے بدعات میں بند و تہان کے مشور اور لویاء میں داخل تھے۔ امام کا عقیقہ ہن و ہن کے متعلق درست اور صحیح ہے اور وہ امامت کا مستحق ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

قبر پر اذان کو درست نہ سمجھنے والا اہل سنت و اجتماعت میں داخل ہے یا نہیں؟

(سوال) جو شخص ذاتی تہذیب و تہذیب سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ اصل سنت و اہلسنت میں داخل ہے یا نہیں۔

(المستغنی فی ما لا یجوز فیہ درخان (جہلم) فیما بعدی اول ۱۳۶۱ھ، ۱۸ مئی ۱۹۴۲ء)

[illegible]

کیا بہت سی چیزیں مستحق تباہی ہیں؟

(از نهم روزنامه "پیشرو" به تاریخ ۱۰ آذر ۱۳۲۵ء)

(سوال) مولوی اشرف علی تھانوی کا سستی زیریں سنت و جماعت کو پر حنا اور اس پر نقش مرنا جانا بے یار نہیں؟

(جواب ۲۰۶) کتاب بہشتی زیور مذہب حنفی کے موافق مسائل وغیرہ کی کتاب ہے اور معتبر ہے۔ اس کا
یہ سنہ اور عمل کرنا درست ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ بدرمدہ امین ہے۔ وہی۔

وہی ہم جت نہیں۔ خود ہم اربعین رکھتا ہو کہ اس کا قدر ہم قطعاً من اللہ ہے تو وہ خود اس کے موافق
نہیں کر سکتا ہے۔ مگر اس کے سوا کسی پر لازم نہیں۔ کسی کوں کے کسی خاص الہام پر کسی مسلمان کو یہاں لانا
ضروری نہیں ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔ دہلی

فصل نہم۔ نذر نیاز اور فاتحہ

۱۔ پیران پیر کی نیاز کے لئے بکرا ذبح کرنے کا حکم۔
۲۔ قبروں پر پھول، چادر، شیرینی وغیرہ چڑھانا حرام ہے
(سوال) یہاں پر دو بیتوں کے درمیان مسئلہ بند کے بارے میں تنازعہ چل رہا ہے۔ ایک فریق اتنا ہے کہ
پیران پیر غوث اعظم جیانی رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز کے لئے بکرا خرید کر ذبح کرنا اور اس کا کھانا جائز ہے۔
دوسرا فریق اس کو حرام ٹھہراتا ہے۔ ایک فریق کا عالم یہ فرماتا ہے کہ کسی بزرگ کی قبر پر پھولوں کی چادر
چڑھانا یا چیز کھاوے چڑھانا جائز ہے۔ دوسرا فریق اس کو ناجائز ٹھہراتا ہے۔

(المستفتی نمبر ۲۰۹۹۳۴۵۲۳۵۲ شوال ۱۳۵۲ھ ۱۱ فروری ۱۹۳۴ء)
(جواب ۲۰۹) اگر بڑے پیر صاحب یا کسی دوسرے بزرگ کو ثواب پہنچانے کیلئے جانور ذبح کر کے اس کو دشت
پکا کر کھلادیا جائے تو یہ جائز ہے۔ (۱) لیکن اگر بکرا ان کے نام پر ذبح کیا جائے یعنی بکرا کے جان ان کے لئے ہی
جائے تو وہ حرام ہے، خواہ کسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ہی ذبح کیا جائے۔ (۲) پسلی صورت جو جائز ہے اس میں
گوشت کا ثواب پہنچانا مقصود ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اگر اس کو بھرتے کے برابر گوشت دے دیا جائے تو وہ
بکرا ذبح کرنے پر ضرور نہ رہے اور دوسری صورت جو حرام ہے اس میں بزرگ کے لئے بکرا کے جان نذر کرنا
مقصود ہوتا ہے۔ اس سے وہ شخص بغیر بکرا ذبح کرنے کے مطمئن نہ ہوگا۔ یہ حرام ہے۔ قبروں پر پھولوں یا
پھولوں کی چادر، دیا شیرینی یا اور کوئی چیز چڑھانا حرام ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔

۱۔ "لہم الاولیاء رحمہ فی حق عسہم ان وافق الشریعة ولم یعد الی غیرہم۔" (نور الانوار، بحث افعال النبی ص ۲۱۵، ۲۱۶ طبع ۱۳۰۹ھ)

۲۔ "ان لاسان لہ بہ یجعل یوہ عسہ بعرہ صلوة او صوما، او صدقة او غیرہا عند اہل السہ والجماعہ" (ہدایہ اویس،
کتاب صحیح، باب الحج عن العبر ح ۱ ص ۲۹۶، طبع ۱۳۰۹ھ)

۳۔ (دیج لغو الامیر) و یحوہ کو احد من العظماء (بحرم) لانه اہل بد لغیر اللہ (ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ) (الدر المحتدر،
کتاب الذبائح، ج ۶ ص ۳۰۹ طبع ۱۳۰۹ھ)

۴۔ "قل العیسیٰ فی العمدہ و كذلك مدفعہ اکثر الناس من وضعہا فیہ وطوبہ من الریاحین والقول و یحوہا عی القور یس
شبی واما السہ العور (عمدہ القری ح ۱ ص ۸۷۹) وقال المحدث البوری فی معارف السنن اتفاق الحنفی
والطیوسی والقاصی عیاص عی المبع وفولہم اولی بالانح حیت اصبح مثل تلك المسامحات والتعذلات مترا لمدح
لمسکرة والنس السائرة فتیری العامة یلقون الرهور عی القور وبلا حص عی قور الصدحاء والاولیاء ولم یصحہ لعمہ فی
لشریعة تقتضی مع ذلك بات استصلا لتناقہ البدع وحسباً لمادہ المسکرات المحدثہ وبالحمدہ ہدہ بدعہ مضربہ
مسکرة الحج (باب التشدید فی الول ح ۱ ص ۲۲۵ طبع المکتبہ السوریہ)

۵۔ "فی الاحکام عن الحجۃ تکرہ السور عی القور۔" (رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۸ طبع ۱۳۰۹ھ)
۶۔ "واعلم ان الدر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوجد من الدراہم والشمع والزیت و یحوہا الی صرائح الاولیاء
الکرام تقریباً الیہم فهو بالاجماع باطل وحرام۔" (رد المحتار ج ۲ ص ۳۳۹ طبع ۱۳۰۹ھ)

گیارہویں شریف کے کھانے کا حکم

(سوال) گیارہویں شریف کا کھانا ماہِ غرباء و مساکین کے برادری کو بھی کھلایا جاتا ہے۔ یہ برادری کو کھانا جائز ہے؟

(المستفتی نمبر ۵۸۵۸ ابو محمد شہین خان (شملہ) ۲۵ ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ ۱۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

(جواب ۲۱۰) آری یہ کھانا فرض ایسا ہے کہ اب کھلایا جاتا ہے تو صرف غرباء و مساکین کو کھلایا جائے کہ صدقات کے وہی مستحق ہیں۔ اور اگر بطر نذر و تقرب ان اسیدِ غوثِ اعظم کھلایا جائے تو اس کو بھی کھانا جائز نہیں۔
یونہی نذر غیر اللہ اور تقرب فی غیر اللہ جائز ہے۔ محمد غایت اللہ کان ندو۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کا کھانے پر سورۃ فاتحہ پڑھنا کسی روایت سے ثابت نہیں۔

۲۔ گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟

۳۔ غیر اللہ کے نام کا بجز اذبح کرنا

(سوال) (۱) حضرت رسول خدا ﷺ نے کھانے پر سورۃ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں۔ یہ ذکر ترمذی شریف باب علامات النبوة میں ہے یا نہیں؟

(۲) گیارہویں کا ذکر کتب فقہ میں ہے یا نہیں؟ غیر اللہ کا بجز مسلمان کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۶۳۱ بدستار صاحب (ضلع داری) ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)

(جواب ۲۱۱) (۱) غلط ہے۔ ترمذی شریف میں وہی روایت نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں کا ذکر کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ غیر اللہ کے نام کا بجز احرام (۲) ہے۔

محمد غایت اللہ کان ندو

۱۔ مراد پوری ہونے پر کسی بزرگ کے مزار پر کھیر پکانے اور کھلانے کا حکم

۲۔ شہداء اور اولیاء کی ارواح کو حاجت روا سمجھنا اور ان کے وسیلے سے مرادیں مانگنا؟

۳۔ کیا مروجہ میلاد میں شریک نہ ہونے والا اور نماز چھوڑنے والا برابر کے گناہ گار ہیں؟

۴۔ نماز عیدین اور دیگر نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا حکم؟

(۱) بعد پوری ہونے مرد کے، دودھ، چاول، چینی وغیرہ مزار کے قریب سے جائز کھیر پکانا اور

(۱) و بھر است کہ ہر جہ خواہد خواندہ نواب ان یبیت رسد و طعام را بہ بیت تصدق بفرا حورسد و نوابش ہر باموات رسد (مجموعہ الفتاویٰ علی ہامش خلاصہ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ ادو محمد ایدی ۱۰۱)

(۲) واعلم ان اللہ الذی یقع الاموات من اکثر العوام وما یوحد من الدراہم والشمع والربہ و یحوھا الی صرائح الاولیاء الکرام بقربا الیہم فہو بالإجماع باطل و حرام۔ (رائد ج ۲ ص ۳۹ طبع سعید)

(۳) ”دن بردن جانور نام غیر خدا کو اور عظیم باشد خواہ شہید خواہ غیر انسان حرام است و اگر قصد تقریب نام لہذا آن مرد و باشد فہو آن جانور ہم حرام و اگر میشود و آن کند و مرد میشود تو اس فعل منع است در نفسہ بپیر و میثاق پوری و دیگر قاضی مرقوم است قال العلماء

لو ان مسلما دبح دبیحہ و قصد بدیعہ التقریب الی غیر اللہ صادر مرتدا و دبیحہ دبیحہ مرتد انتہی“ (فتاویٰ عمریری، مسئلہ دبح جانور نام غیر اللہ تعالیٰ ج ۱ ص ۵۰ طبع حاشیہ رحیمہ دیوبند یو پی)

عاصم مرنے پر اپنے باپ و جمع بزرگ و عیسٰی تھکر رہا تھا اور کھلا تاثر عاں ہے۔

(۲) ارواح شہداء و اولیاء کے ساتھ عقیدہ رکھنا کہ دنیا میں بغرض حاجت روائی آتی ہیں اور ان سے

قول سے مروی، غلط ہے، جائز ہے یا نہیں؟

(۳) میاں صاحب میں شہادت نہ کرتے والے اور تہرک الصلوٰۃ کیساں گناہ گار ہو سکتے ہیں یہ نہیں۔

(۴) نماز عیدین کے بعد معائنہ کرنا یا کن وقت نماز کے بعد باخود یا مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۸۲۲ حبیب اللہ صاحب۔ (شعب غازی پور) ۸ محرم ۱۳۵۵ھ مکرم پریل

(start)

(جواب ۲۱۲) (۱) منت یہ تھی کہ مراد پوری ہونے پر میں فداں ہو کر اس کے مزار پر بھیجے گا۔ اور

حساب و اھل وں کا تو یہ منت ہی درست نہیں۔ پورا امر یہ نقش کہ فداں ہر رک کے مزارے فقر، و اھل وں کا قہر

یہ منت درست ہے۔ اگر وہاں جا کر پختایا قبر کے پاس۔ جا کر تقسیم کرنا ضروری نہیں۔ وہاں کے فقراء کو اپنے

مُربلا کر بھی دے سکتا ہے۔

(۲) روح کا نہا میں حاجت روائی کرنے کے لئے اثبات نہیں۔ (۲۱) حاجت روائی کرنا صرف خدا کی صفت ہے۔

(۳) میاں مروجہ میں شہادت دینا ناجائز نہیں۔ تاریخ حسلہ و توثیق ۵۵ھ اور مرتکب کبیر ۱۳۸۵ھ ہے۔

(۶) نماز عید کے بعد پانچ وقت نماز کے بعد منہائے شہر سے کرنا مکروہ ہے۔ محمد فحیت مذکور

پیر ان پیر کی گیار ہویں کرنا کیسا ہے؟

(سوال) گیارہویں سوچ جس طرح آج کل کو بچاؤ کیلئے کام کر رہی ہے۔

شرع محمدی میں اس کا کوئی ثبوت نہ پایا نہیں۔

(المسنفتی نمبر ۱۱۸۸ بہ عزیز صاحب مشین و (منع سیلوٹ) ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ م ۱۶ مئی ۱۹۳۵ء)

(21254)

(جواب ۲۹۲) یہ کیا چیز بدعت ہے؟۔ محمدؐ غایت اللہ کا اللہ۔ اہل۔

واعتبه في الدر الذي يقع له موت من اكثر العواذ الي صراح الاولياء الكرام تقرب اليهم فهو بالاحسان داخل في حره

مالہ بقصد و احصاء علی الفقراء (اردو) (المجلد ۲، ص ۳۹ و ۴۰)

٢- ط: ان الميت يتصرف في الامور دون الله واعتماده ذلك كفر- (الجملة من ٢٣٩ الى ٢٤١)

۳۔ ویرگیا عمداً مجاہدۃً ای نکاحاً فاسقاً (الدر المختار ج ۲ ص ۵۲ عید)

من وشد في نسبي لمجرد عن لستظ انه تكبره الصفحه بعد اداء الصلاه بكل حال. لان الصحبة حصي منه يعني

عنهم ما في حقهم بعد أداء الصلاة، ولا يمسس بسواها حتى يمسس الرأس، ثم يمسس عن أن يحضر عن الشافية بها ما بعد مكروهه، لا تمس

لها في التبرع، وبه به شاعبه ولا ويعبر نساءه قال وقال ابن الحاج من المالكه في المدخل، بها من مدع وموسع

لصاحبة في لشرع اما هو عبد لقاء المله لاحه لاهي اذمار الصلوات فحيث وضعها الشرع يصعب فيها عن ذلك

ویرحہ فاعلہ لہذا انی بہ من جارتہ الستہ اذ تم اطل فی ذلک۔ (الہجرہ ص ۶۱ طبع سعید)

(د) ومنها وضع الحدود، والبرام الكيخات واليهات المعية، والبرام العادات المعية ثم يوحد لها ذلك التعيين في

الشريعة" (الاعتصام بالباب الاول في بيان ما بيننا وبينكم من الشرعيات)

(المستفتی نمبر ۱۶۰۹: ائمہ اربعہ صاحبان - سوانح ائمہ چوہدری - دیوان (ریاست) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۹ جولائی ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۱۵) لولاء اللہ سے خوش عقیدہ کی اور ان کے افعال کی اقتداء بہت مستحسن اور موجب برکت ہے۔ البتہ اس قدر احتیاط لازم ہے کہ جس کو اللہ کا وہی سمجھا ہے، وہ اپنے اعمال اور ارشاد و عقیم کے لحاظ سے دلی ہونے کی صداقت رکھتا ہو۔ یعنی اس کے کردار اور اعمال شریعت مطہرہ اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں۔ اور وہ تبع شریعت اور سنت نبویہ کا پابند ہو۔ آپ کے مرشد صاحب نے جو آپ کو عقیم کیا ہے اس پر چسپاں اور جن بزرگوں کو ثواب بخشنے کے لئے انہوں نے ہدایت کی ہے ان کو ثواب بخشنا صحیح اور درست ہے۔ اسی طرح کسی خاص تارن یا دن یا کسی خاص چیز کی تخصیص سے بغیر اپنی وسعت کے موافق کسی فقیر مسکین کو صدقہ دے کر بزرگوں یا دوستوں یا عزیزوں کو ثواب بخشنا بھی جائز اور مستحسن ہے۔ (۲) گیارہویں کی تخصیص اور گیارہ کے عدد کا تکرار (۳) اور بڑے بڑے صاحب نام کی ہنسی پھوں و پھنا اور یہ عقیدہ درحقیقت چھوٹا ہے۔ یہ صاحب کی حفاظت میں رہتا ہے، غلط دور مرانی ہے۔ گیارہویں کی تخصیص منعقد کرنا اور ہوم و حمام سے فاتحہ ادا کرنا اور فاتحہ بھی خاص مقرر کرنا کہ اس کے لئے خاص آدمی ہی تلاش کرنا پڑے، یہ سب باتیں ب اصل اور بدعت ہیں (۴) ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق دینا یا کوئی جنس صدقہ کر کے یا کوئی بدعتی مشغلہ نماز نفلی روزہ تدوین قرآن مجید وغیرہ لو کر کے جس کو چاہے ثواب بخش دے۔ کسی مولوی یا پڑھے لکھے آدمی کی تلاش کرنے اور فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہ دونوں کی فاتحہ سے جو خوش اور جرات سے رفاقت پر ہمیں ثواب بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ چاہتا ہے۔ ادا اس کے فاتحہ اور ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ ترک کر کے اس سیدھے سادے طریقے سے جو ہم نے بتایا ہے ایصال ثواب کرنا چاہئے کہ ایصال ثواب کا صحیح شرعی طریقہ یہی ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کا اللہ دہلی۔

۱۔ "الولیٰ هو العارف باللہ وصفانہ ماسک لہ، المواظب علی الطاعات المحتجب عن السیئات المعروض عن الایمان فی اللذات والسیئات واللہو انتہی" (نہجۃ السلف ص ۳۳۵ طبع امجدی لاہور) عامہ شریعتی اعتبار سے کہتے ہیں "وقال ابو الحسن الوراق لا یصل العبد الی اللہ الا باللہ وبموفقہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شراعیہ ومن جعل الطريق الی الوصول فی غیر الافداء یصل من حیث انہ مہتد" وقال ابو المصرا مادی اصل التصوف ملازمة الكتاب والسنة، وترك الدعاء والاھواء الخ۔" (نہجۃ ص ۹۸، ۹۹ طبع دار الفکر بیروت)

۲۔ "الاصل ان لا یصل الی اللہ الا بحل ثواب عملہ لعیبرہ صلوة او صوما او صدقة او غیر ہا عدا اھل السنة والجماعة" (حدیث باب من الخیر من الخیرین ص ۲۹۹ شریعت طبعیہ بیروت ۲ ۵۵۱، ۶۳۳ طبع سعید) ۳۔ مقرر کردن روز سوم و غیرہ باتیں در کتاب و شریعت محمدیہ ثلاث نیست" (نہجۃ السلف ص ۹۸ طبع دار الفکر لاہور)

۴۔ "مہا وضع الحدود، ولہذا الکفایت والہیات المعیبة الترام العادات المعیبة فی اوقات معیبة لم یوجد لہا دلالت التعین فی لشریعہ۔" (نہجۃ ص ۳۹ طبع دار الفکر بیروت)

۵۔ "وفی کتاب لصلوۃ باب الامامہ، مطلب فی امامۃ لا مرد" بحلال الاستحجار علی التلاوة المحرودة ونفی الطاعات مما لا ضرورہ لہ فانہ لا یحوز اصلا" وفی کتاب الاحارۃ، مطلب تحریر مہم فی عدم حوار الاستحجار علی التلاوة الخ ولا یصح الاستحجار عنی القراءۃ واهدایہا الی المیت، لا یمہ لم یقل عن احد من الائمة الا ان فی ذلك وقد قال العلماء ان القاری اذا قرأ لا یحلی المال فلا ثواب لہ فی شئ یمدہ الی المیت، واما یصل الی المیت العمل الصالح، والاستحجار علی محروک التلاوة لم یقل بہ احد من الائمة۔" (البحار ص ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴ ص ۵۵۱ طبع سعید)

گیارہویں شریف اور اس کی فاتحہ کو بے بنیاد قصے سے ثابت کرنا درست نہیں۔

(سوال) ہمارے مہاراجوں میں ایک صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں نے وضو میں سنا ہے کہ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا ہے کہ میں اربع شانی کو مقام ”ہو“ تک گیا اور پھر واپس آگیا۔ اس نے اس تاریخ مہارک میں جو کوئی گیدہ کے عدد سے میری فاتحہ پڑھے گا وہ بھی اس مقام ”ہو“ تک جہاں تک میں گیا ہوں پہنچے گا۔ اور غلط ”ہو“ کے عدد بھی نکال کر بتائے کہ ۵ کے ۵ اور ۶ کے ۶ عدد ہوں گے۔ اس حساب سے گیدہ کے عدد کی بڑی درست ہے گیارہویں شریف کا جسے فاتحہ الہی و ہونا چاہئے یہ یہ صحیح ہے۔“

المستفتی نمبر ۱۱۰ اندیز محمد عزیز احمد (ریاست ریوان) ۱۰۔ امدنی ۱۰۔ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء جولائی ۱۹۳۷ء (جواب ۲۱۶) یہ تمام قصہ اور استدلال کا یہ طریقہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔ اجد کے حکام کے خلاف سے حکام شریعہ کا ترتیب نہیں ہوتا۔ غلط ہو کے گیدہ عدد ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تاریخ کو فاتحہ دینا جائز ہو جائے۔ یا چھ برکت آجائے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کے اہل حسنی اور آنحضرت ﷺ کے اہل مہارک کے عدد بھی متبرک ہونے چاہئیں۔ اور ہر عدد کے مطابق دن تاریخ یا چیزوں کی تعداد معین ہونی چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

ایصال ثواب جائز اور مستحسن ہے مگر اس کے لئے معروف ایام کی پابندی درست نہیں۔

(السوال) زید اپنے شیخ کا ان کے یوم وصال کے روز عرس کرتا ہے۔ لیکن قوال یا قبر و عیدہ اور کوئی ایسا امر نہیں کرتا جو ممنوع ہے۔ چھ قرآن شریف پڑھوا رہا اور کسی قدر شیرینی و طعام ماحضر کو خاص اللہ کے لئے دینے کی نیت سے اپنے شیخ کو ایصال ثواب کرتا ہے اور پھر شیرینی کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور طعام ماحضر کو طالب علموں وغیرہ کو کھل دیتا ہے۔ اور اسی طریق پر گیارہویں دہار ہویں تاریخ حضور غوث پاکؒ اور دو جہاں کے آقا محمد ﷺ کے سے بھی ایصال ثواب ہر ماہ کرتا رہتا ہے۔ بحر زید کے اس فعل کو بدعت و گناہ بتلا کر مسلمانوں کو اس سے برگشتہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دن مقرر کرنا بدعت ہے۔ اور اس طریق سے ایصال ثواب کرنے سے شیرینی وغیرہ بھی حرام ہو جاتی ہے۔ زید جو بلا ہوتا ہے کہ نہ میں تخصیص یوم کو واجب جانتا ہوں نہ میں غیر اللہ کے نام پر ان کی عبادت کی نیت سے شیرینی دیتا ہوں۔ میرا اس میں سے کوئی فعل بھی خراب نہیں۔ میرا طریقہ تو وہی ہے جو پچھلے بزرگوں کا رہا ہے۔ چنانچہ ابو الخیر صاحب، شاہ محمد عمر صاحب کرم اللہ صاحب، شاہ محمد یعقوب صاحب، شاہ عبدالرشید صاحب رحمہم اللہ وغیرہم کو میں نے اپنی آنکھوں سے اس طریق کا کار بند دیکھا۔ پس سول یہ ہے کہ زید کا یہ فعل بدعت ہے یا ناجائز ہے؟ اگر بدعت ہے تو اس کا اور جن بزرگوں کا وہ حوالہ دیتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ زید اگر کبھی لامت کرے تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر جائز ہے تو بحر کا منہ بند کرنے کے لئے ہمیں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

(۲) زید سوم چھم در موعود شریف مع لقیام بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو لوگ یہ فعل نہیں کرتے ان کو بھی برا نہیں کہتا۔ البتہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ میں ایسے لوگوں کو چھما نہیں جانتا کہ جو ایسے افعال کو

بدعت اور گناہ بتا کر ہوں بزرگوں کو بدعتی جہنمی سمجھتے ہیں۔ جو علماء ان افعال پر کاربند رہے ہیں، وہ چونکہ ظاہری و باطنی دونوں امور میں کامل تھے اس لئے ان میں کسی قسم کی برائی کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بحران افعال کو بھی حرام بتلاتا ہے۔ لہذا سوال یہ ہے کہ زید حق پر ہے یا بحر؟

المسنفی نمبر ۷۲۳ کا نظائر فی حق صاحب۔ پہلی جلد، ص ۵۲ کی ثانی (جواب ۲۱۷) ایصال ثواب کا نزو متحسن ہے۔ اس کوئی ناجائز و ریدعت نہیں تھا۔ لیکن ایصال ثواب کے شرعیات مقدسہ نے تعین تاریخ و یوم اور تخصیص اشیاء نہیں کی ہے۔ اس لئے تعین کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معین و مقرر نہیں کیا ہے ہم بھی معین و مخصوص نہ کریں۔ گیارہویں بار ہویں سوم و ہم چہلم وغیرہ لوگوں نے مقرر کیا ہے۔ اور نہ حضور انور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ سے ان ایام کی تعین و تخصیص منقول و مروی نہیں ہے۔ نہ ان باریات زمانوں میں یہ نام تھے۔ اور نہ ان زمانوں میں ایصال ثواب کا کوئی ہتھم یا جاتا تھا۔ جن بزرگوں کے نام سے ان میں مذکور ہے کہ ہیں۔ وہ بے شک بزرگ اور صالحی امت میں سے ہیں۔ مگر تاج و قندار سے متعلقہ تھے۔ نہ کا ہونا اور نہ صاحب ہونا ان کا طریقہ مسدود اور فضول ہے۔ ان بزرگوں کے اعمال کی ایسی تکویناتی زمرہ ہے کہ ان کا فعل سنت نبویہ علی صاحبہا السلام و اتیانہ کے خلاف قرار نہ پایا جائے۔ یہ صاحب ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کے کام اور سنت نبویہ و سوا کثیرت۔ اتیانہ کے اتباع میں کامل نجات ہے۔ اس ایصال ثواب کے شرعی طریقہ یہ ہے کہ صدقات یا یہ کا ثواب پہنچانا ہو تو مال طلال میں سے جس وقت جو چیز میسر ہو اس کو خالص اللہ کسی مستحق پر صدقہ کر دیا جاوے۔ یا عبادات بدنیہ میں سے کسی چیز کا ثواب پہنچانا ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید کا یا غسل نماز کا یا غسل روزے کا تو اس کا ثواب صدقہ اور فراغت میسر ہو ادا کیا جائے۔

پس جو شخص کسی ایام کی تخصیص و شرعی تخصیص نہ سمجھے اور ایام معینہ میں ہی دیر سے تواریخ چھوڑنے کی عادت کی طور پر اتیانہ و تعین نہیں کرے۔ مگر اس کے عمل سے ان بزرگوں کو جو اس تخصیص و تعین و شرعی حکم اور ازلی اور ضروری سمجھتے ہیں، التباس پیش آئے گا اور وہ جو ان محبت پکڑیں گے۔ اس لئے اس کے

۱۔ ان لم یروی رحمہ اللہ "ولا یصل فی ذلک عند اہل السنۃ ان لا یصلوا بحول ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوم او حج او صدقہ او غیرہا" ملا علی قاری شرح کتاب الفقہ الاکبر، مسالہ فی ان الدعاء للمیت ینفع خلافًا لمعتزلہ ص ۹۵ (طوارق التلب علیہ السلام)

۲۔ غریبہ غیبہ لسلام حیرامی قریبہ الہدین بدوہم ثم اللہ بدوہم ثم ان بعد کم فوما یشہدون ولا یشہدوا۔ و یحیون۔ و لا یسبون و یدعون۔ و لا یقون۔ و یظہر فیہم السم۔ (ناری، کتاب المناقب، باب فضائل الانبیا علیہم السلام و کم ۱، ص ۵۵ ط قدیمی)

۳۔ وقال غیبہ لسلام فانہ من یعس مکم بعدی شری خلافًا کثیر فعیکم بسنی و سہ الحنفی، ان سیدی اسودیس تمسکوا بہا و عصوا علیہا بالواحد و ابکم و محدثات لا مور فان کل محدثہ بدعة و کل باعة صلاۃ او صوم او حج او صدقہ کتاب السنۃ، ص ۲۸۷ ط احمدیہ، ویرمدی، نو ب العلم، باب ما جاء فی من دعا لى ہدی لبح ۹۶/۲ ط سعید)

۴۔ "ترکت حکم امری لئلا یسوء ما یسکتہ بہ کتاب اللہ و سہ رسولہ" (مشکوٰۃ عن لموطا، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، ص ۱ ص ۳۱ ط سعید، ولفظ لموطا فی باب لہجی عن لقول فی القدر "کتاب اللہ و سہ سہ" ص ۷۰۲ ص میر محمد کراچی)

بعد ازیں دوسروں کو نصیحت کرو۔ خود تمہارا شت و خون، نہیں کھانوں یعنی گیارہویں، بارہویں، تیج، سوال، بیسواں، چہلم، برسی وغیرہ کے ناجائز کھانوں سے پلا اور پل رہا ہے۔ تم ان ناجائز کھانوں سے پرہیز کرنے والوں پر حق تعالیٰ کرتے ہو چہ خوش! جواب دیا کہ ہم توبہ کر چکے، اب نہیں کھاتے۔ پوجہ و اتانے کے دو چار ہی دن میں خود زید مذکور نے ایک ہی روز میں دو جگہ ظہر اور عصر کے درمیان چہلم کی دعوت میں بڑے ملاں بن کر خود فاتح خوانی کر کے اس چہلم کے بدعتی کھانے سے پیٹ بھر اور ڈکارتا ہوا نکلا۔ پھر دوسرے اہل سنت پر بے جا اعتراض کرتا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۹۳۶ ح. بقی علامہ محمد صاحب شوکت۔ مطبع شوکت الاسلام (نگلور) ۲۰ شعبان ۱۳۵۶ھ

۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۱۹) تیج، سوال، چاہے سوال بطور رسم کے کرنا بدعت ہے کیونکہ شریعت نے ایصالِ ثواب اور صدقہ وغیرہ کے لئے کی تاریخ کی ان دور کی زمانے اور ان چیز کی تخصیص نہیں کی ہے۔ لیکن کھانا جو بغرض صدقہ و بہ نیت ایصالِ ثواب پکایا اور کھلایا جائے وہ کھانا ناجائز و حرام نہیں ہے۔ ۱۲۱ البتہ پیشواؤں کو ایسے اجتماعات میں شرکت سے احتراز کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کی شرکت کو ان اجتماعات کے جو زلے لئے بطور دلیل کے پیش نہ کیا جاسکے۔ (۲) اور چونکہ یہ کھانا صدقہ کا حکم رکھتا ہے (۳) اس لئے صاحبِ نصاب کے لئے اس کا اپنے استعمال میں لانا، اصل مقصد کو باطل کر دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ دوسروں کو منع کرے اور خود شریک ہو اور فاتح خوانی کرے و داتا مروی الناس الحدیث کے تحت امر با معروف و نہی عن المنکر کے باوجود بعملی کا مجرم ہے۔ محمد غایت احمد۔

۱۔ ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ کا مخصوص طریقہ اختیار کرنا

۲۔ میلاد میں قیام کو واجب اور اس کے چھوڑنے والے کو فاسق اور وہابی کہنا

(۳) شبِ برأت فضیلت والی رات ہے

(السوال) (۱) زید کہتا ہے کہ اس صورت سے فاتحہ جتنی ایصالِ ثواب کرنا چاہئے کہ کسی مقررہ دن میں آنے

۱۔ وفي البراري ويكره اتحاد لطعام في اليوم الاول والثاني وبعد الاسوع ونقل الطعام الى القرى في الموسم. ورحل الدعوه بقاء القران وجميع الصلوات والقرآن للحمه ولقراءه سورة الانعام والاحلاص. (۱) مختار، مطبائی، ۱۳۴۰ھ

۲۔ اگر کسی اس طور مخصوص میں بھل آئے، ان کو حرام نہیں، غرض ان میں مصافحہ نیست، این را ضروری دانستن مذموم است۔ (۲) فتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ طبع امجد اکبیدی لاہور

۳۔ الاول ان يعمل بها الحواص من الناس عموما، وخاصة العلماء خصوصا، وتطهير من جهنم وهذه مقصده في الاسلام يشاعها عادة من حجة العواد استسجالها واستحارها، لان العالم المنتصب مفتيا لباس عمله كصوفى مفت بقوله فاد نظر الناس اليه وهو يعمل بدمر هو مخالفة جصل في اعتقادهم حواره، ويقولون لو كان مصوغا او مكروها لا مع منه العالم۔ (۱) عظام، فصل فان في الاما للبرائح الخ ج ۲ ص ۹۸ طبع دار الفکر بیروت

۴۔ بہتر نیست کہ چہ خود نوازند و ثواب بہ نیت تصدق بقرآن خوانند و ثوابش نیز با موات رسانند "مجموعہ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵ طبع امجد اکبیدی لاہور

کھمار کے دور احمد در چروں قتل اور درود شریف پڑھنے کے بعد یہ مہ کر خٹے کے ن احمد در قتل اور درود شریف کا ثواب نور خدا بطفیل پیغمبر قلاں روح پاک کو پہنچے۔

(۴) اور زید کہتا ہے کہ میرا قیام نہ ہو سکتا ہے اور اس کا تار فاسق اور رونا ہے۔

(۳) ورزید مرتبہ کہ شب رات شب قدر ہے اور اس میں عبادت کا نایک ثواب نصیب ہے۔ اور اسی رات کو اللہ تعالیٰ انہی آدمیوں سے مذاہبت کرتا ہے کہ کوئی ہے مریض جو مجھ سے شفا طلب کرے، اور کوئی ہے روزگار جو روزی طلب کرے۔ غرض کسی قسم سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ندادیتا ہے۔ اور اسی شب میں موت و حیات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور مرتبہ کہ باقیمین دن و ملاقیمین طلعہ اور بارس میں چوہر کی عبادت کے مدد کے واسطے میت کی طرف سے ان غریب مسلمانوں کا دعا مانا جاتا ہے اور پانچ دینا پانچ وغیرہ۔

(۴) در بحر مت ہے کہ قیام میا و ش ہے۔ جیسا کہ تمہار خیال ہے کہ نئی ارمیہ تشریف آتے

ہیں۔ (۵) اور بکرا مت ہے کہ اس رات کاشب قدر بہ نایاب تعداد کا آخری آسمان سے نازل ہوا ہے باقی ضعیف حدیث سے ثابت ہیں۔ اور اس رات و اربعوں سے ہر گز نہ اس و اہمیت مت۔

المستغنی نمبر ۲۰۳۲ صوفی قمر الدین صاحب بھاری (کرمہ) ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ ۷ نومبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۲۰) (۱) ایسا ٹوب جائز ہے۔ اس شرط علیٰ حدیث یہ ہے کہ چھ ماہ نقد، صاف، پٹا یا وٹی ور
سامان خالصتہ صدقہ کر کے مدد تعدی سے معاد جانے کے اس کا ٹوب قبول شخص کی روح و پختہ پایا جائے اسی
طرح عبادت بندہ یہ کا ٹوب بھی پہنچایا جاسکتا ہے کہ غسل نماز پڑھ کر یا ناشی روز روزہ ریتا کا دست قرآن مجید برائے
یہ درود شریف پڑھ کر اس کا ٹوب بخش دیا جائے۔ ایسا ٹوب کے لئے کسی خاص دن یا تاریخ یا کسی خاص چیز یا
خاص ایست یا مخصوص سورتوں کا التزام کر لینا بے ثبوت ہے۔ (۲)

معافی کا اعلان ہوتا ہے۔ اور مہلت کرنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔ (۱) اس کی فضیلت کی روایت قبل عمل ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ ولی۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا حکم۔

(السوال) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا ایسا ہے۔ ہمارے موضع میں دستور ہے کہ پہلے فاتحہ امام مسجد سے دوا کر لیا جائے۔ کیا جاتا ہے۔ تو ہمارے ریائی اندی میں لے جا کر ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ کیسا ہے؟ اس کو بھید یا اسرار تصور کرنا کیسا ہے۔ شرک تو نہیں ہے؟

المستفتی نمبر ۲۲۲۵ فی محمد صدیق صاحب (سہارنپور) ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ ۱۹ جون ۱۹۳۸ء (جواب ۲۲۱) کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا رسم اصل ہے۔ (۲) کھانا اللہ کے واسطے کسی مسکین و دے دیا جائے۔ (۱) اس میں کافی ہے۔ اور جو پتھر پڑھ کر ثواب پہنچاتا ہے وہ بغیر کھانا سامنے رکھتے ہوئے پڑھ کر ثواب پہنچا دیا جائے۔ تو کھانا ریائی اندی میں ڈالنا جائز ہے۔ اور اس کو نہ سمجھنا غلط ہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ ولی۔

۱۔ شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ کا حکم۔

۲۔ میاں میں ذکر و اذات کے وقت قیام کرنا کیسا ہے

(السوال) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جیسا کہ معمولات ہے کیا ہے۔ فاتحہ کرنے کا یہ طریقہ ہے یا یہ نمونہ ناپا ہے۔ (۲) میاں میں شب برات کے وقت ذکر و اذات شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ یہ درست ہے یا درست ہے۔

المستفتی نمبر ۲۲۰۴ نبی یار خان (فیض آباد) ۳ رجب ۱۳۵۷ھ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۲۲) (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو معمولات ہے کہ طواپک کر اس پر نیاز فاتحہ نہ دینی سمجھتے ہیں یہ سب اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی شد نہیں ہے۔

ومن سبلوات احیاء لیس لیس من رمضان ولینس العیدین وعشر دی الحجة ولید نصف من شعبان
وینس من شریح اخر من ایشین۔ (ابن ماجہ) وینس من شریح اخر من ایشین۔ (ابن ماجہ) وینس من شریح اخر من ایشین۔

۲۔ شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو معمولات ہے کہ طواپک کر اس پر نیاز فاتحہ نہ دینی سمجھتے ہیں یہ سب اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی شد نہیں ہے۔
۳۔ (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو معمولات ہے کہ طواپک کر اس پر نیاز فاتحہ نہ دینی سمجھتے ہیں یہ سب اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی شد نہیں ہے۔
(۲) میاں میں شب برات کے وقت ذکر و اذات شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ یہ درست ہے یا درست ہے۔

۳۔ میں نے درجہ میں (یعنی عدم راہ و نہاد و است۔) داشتہ چیز کی نو نون (نہ از زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) و نہاد و است۔
خلفاء و جوئی در قرون شریف مشہور، مابین حقول نہ تدوین رائے وری، اسحق مذکور است۔ (مجموعہ استانی علی حاشیہ طبع
ہندوئی بی اس ۹۵ طبع المجدائی)۔

۴۔ (۱) شب برات کے موقع پر نیاز فاتحہ جو معمولات ہے کہ طواپک کر اس پر نیاز فاتحہ نہ دینی سمجھتے ہیں یہ سب اصل ہے۔ شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی شد نہیں ہے۔
(۲) میاں میں شب برات کے وقت ذکر و اذات شریف آنحضرت ﷺ قیام کرنا کیسا ہے۔ یہ درست ہے یا درست ہے۔
(۳) میں نے درجہ میں (یعنی عدم راہ و نہاد و است۔) داشتہ چیز کی نو نون (نہ از زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) و نہاد و است۔

(۲) میاں میں ذکر و استغفار وقت قیام کرنے کی کوئی سند نہیں۔ اس سے یہ قیام ترک کرنا چاہئے۔
محمد کفایت اللہ کا ان اللہ دہلی۔

ایصال ثواب کے لئے جمع ہونے والوں کو کھانا کھانے کا حکم۔

(السوال) من قبی میں ایک شخص سال جہ میں چند مرتبہ حسب تفاق اپنے شیخ کی روئے و ایساں ثواب،
حصان کھلا قرآن شریف و کلمہ طیبہ پر سحر کرتا ہے۔ قیام تارخ و ماہ نہ عقیدہ ضروری سمجھتا ہے اور نہ غسل
ہی میں اس نے تارخ و ماہ کا التزام کیا ہے۔ بعد جب اس واسطے است و توفیق ہوتی ہے نمازی و نیکیوں کو
بلکہ خواندہ حضرت سے قرآن شریف اور تارخ و ماہوں سے کلمہ طیبہ پڑھواتا ہے۔ اس کا یہ عمل دس سال
سے ہے اور چند سال تک ایساں ثواب میں حصان کھاتا رہا۔ حاضرین میں اس علم و ارادہ نے اس وجہ سے اس
مجس میں بھی مذاکرہ و دعا و وصی امت کے احوں، اللہ کی یہ تازہ کرنے والی کایات ہوتی تھیں۔ اس
فرصت بہا بہ سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے خیال کیا کہ اگر اس موقع پر پتہ قرآن اور کلمہ خوانی
ہو جایا کرے تو ہم خرماد ہم ثواب کا مضمون ہو۔

چنانچہ سال حدیث و کلمہ خوانی کا سارہ بھی شروع ہو گیا۔ نئی آیت یا کلمہ کی سند سے ساری
تلاوت یا کلمہ پڑھنے پر ایساں سواچہ میں مطلقاً نہیں پورے شخص مذکورن چیزوں کو جاز سمجھتا ہے۔ وہ نہایت رت
العقیدہ قیامت ہر کان مت و صحبت سے فیض یافتہ ہے۔ اس کے شیخ نہایت حد و زاہد حامی سنت و
بدعت اور مقبول خلاق و تھے۔ مافق و مخالف ان کے تقدس کے قابل ہیں۔ طرف میں ان کے مریدین و
معتقدین کی کافی تعداد ہے۔ مدعوین اپنے شیخ سے ایصال ثواب کو باعث خیر و برکت سمجھتے ہوئے شریف
ہوتے ہیں۔ یہ طعم قرآن خوانی و جرت میں یا قرآن خوانی عدم کے رت میں نہیں ہے۔ یہ بات اور قلمداس
معمول پر نظر کرنے سے معلوم ہو جاتی ہے۔ چونکہ شروع میں صرف طعام سے ایصال ہوتا تھا۔ فرصت
احباب کو غنیمت سمجھتے ہوئے قرآن خوانی جاری نہ کی۔ ثانیاً مجس کے طرز و ہیئت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس
قرآنی خوانی میں اجرت کا شہ نہیں ہے۔ حاضرین میں سے متورن اور مقدسوں کو ہوتے ہیں جو اس سے
ہیں کہ جرت پر ہیں قرآن خوانی کرنے جائیں۔ نہیں حاضرین میں شیخ کے مرید باہر سے خرچ کر کے اس
ایصال میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ اجرت کے شانہ کی نسبت بھی ان کی طرف بعید ہے۔ ان کا صرف
شدہ خرچ اس حاصل شدہ اجرت یعنی طعام سے یقیناً زیادہ ہوتا ہے۔ پھر ان پڑھنے والوں میں سے ہی آدمی طعام
میں شریک نہیں ہوتے درکنہ ہی کھانے والے یہ ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا تفاق نہیں ہوتا۔ اس جزو

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن یحضر حبیبہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کثروا ادا راوہ
یہووا لہم معمود من کراہیہ لذلک (ترمذی ۲۴۴۲ عید)
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قیام و ہیئت سے تھے اور بھی پڑھتے تھے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
پڑھتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیام و ہیئت سے تھے۔ پھر ان میں سے کسی مجلس میاں میں کسی شریک و میل سے ثابت ہی
نہیں کہ ان کی و کثرت سے تھے۔ پھر ان میں سے قیام و ہیئت سے تھے۔ پھر ان میں سے قیام و ہیئت سے تھے۔

خاص طور پر اس سے صاف یہ کہ جناب کا یہ فتویٰ یہاں پیش کیا جا رہا ہے جس میں کہ تلاوت کی اجرت میں طعمہ ہونے کے ساتھ یہ اس کو ناجائز تحریر قرار دیا ہے۔

فی زمانہ درس قرآن و اس حدیث و فقہ امامت و قنادغیہ و کتنی چیزیں ہیں جن میں کہ اجرت کا شا بہ نہیں ہیکہ تین ہے۔ اور جو مجبوری و اضطراری حد سے متجاوز بھی اجرت پر کرائی جارہی ہیں۔ اس صورت میں طمانہ و رمانہ و نیت و علم بہ۔ میرٹش بہ میں حرمت کا حکم یہ معلوم ہوتا ہے۔ جو سنتا یہاں سے بھیج گیا تھا ورنہ آپ نے اجرت کا شا بہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم تحریر فرمایا تھا اور اس میں واقعات کو اصلی حالت میں نہیں دکھلایا کیا۔ عینہ ہذا میں حالت کو صحیح طور پر دھکیا گیا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا صورت میں جو حکم کہ جناب اہل ان رات میں ہو تحریر فرمائیں۔ بظہر سہولت آپ کے اس فتویٰ مذکور کی (جو اتفاق سے مجھ تک پہنچ گیا ہے) نقل کیجاتا ہوں۔ وراہب نقل حضرت مرجع عالم مولانا رشید احمد صاحب کنوئی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ کیجاتا ہوں اس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے شا بہ اجرت کا بغیر جو زوعد مجوز ان صورتیں صاف طور سے تحریر فرمائی ہیں۔

نقل فتویٰ علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب

(سوال) یک صوفی شریع صاحب، جاں اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیسرے ماہ ثواب رسائی کی غرض سے کلیم مجید و فرقان قیید اور کلمہ طیبہ سورہ مہربان کا وظیفہ کرتا ہے اور قرآن خوانی و کلمہ نیاہ پڑھنے والوں کو کھانا وجہ اللہ تعالیٰ کھاتا ہے لیکن ان امور کو واجب اور فرض بھی نہیں سمجھتا محض فعل و مشق خیال کرتا ہے۔ دوسرے لوگ طرہ بدعت اور ناجائز کہتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں۔ یہ فعل و مشق نے کبھی نہیں کیا۔ ہذا یہ جائز ہے یا ٹر وہ باید عت؟ بیٹو اتو جروا ۱۵/۱ اپریل ۱۳۹۷ء

(حوا ۲۲۳) قرآن پر سننے والوں اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو صاف نظر آتا اجرت کا شہر رکھتا ہے۔ اس سے ایسا مرنا ہر نہیں، کیونکہ تہات اور کلمہ خوبی و اجرت لینا دینا جائز نہیں۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

و قد رده نسخ جبر الدين برمى في حاسبه المحرفي كتاب لوفت حيث قال ثوب المني به حور لا حد استحسن
عني بعين القرآن لا عني التوراة المحرودة كما صرح به في النار حابة حيث قال لا معين لهذه الوصية ولصده الفرح
بقراءه لان هذا سر له لا حرة ولا حارة في ذلك باطنة وهي بدعة ولم يفعل احد من الحنفية وقال في الواحدة
ما تصد ولو رافق صديق او قريب له وقرا عنده شيئا من القرآن فهو حسن . اما الوصية بذلك فلا معنى لها ولا معنى
ايضا تصد لغيري . لان ذلك منه سبحانه عني قراءة القرآن و ذلك باطل ولم يفعل ذلك احد من الحنفية . (الفتا .
ج ١ ص ٥٩٠ طبعه)

٢- فتح الشريعة في شرح بيده ان القرآن بالاحرف لا يستحق الثواب لا للممت ولا للمعزى وقد اعطى في شرح الهدية وسمع المعزى مدد ولاحد لمعطي الثمان (اروايات من ١٦٦-١٦٧ طبع)

نقل فتویٰ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ از فتاویٰ رشیدیہ

حضرت گنگوہی کے فتویٰ کی وضاحت و سوال مذکور کا مکرر جواب۔

(سوال) ٹھکروں۔ ہر سال اپنے چیر یا تانہ کی کرے۔ یعنی جب ساں بھر مرے ہو۔ نہ جائے تو یہ دن مقرر کر کے اس روز کا نام عرس شریف رکھتے ہیں ورس دن کھانا پکا کر تقسیم کر دے۔ مناکین و درخت پر بھی شیخ آیت قرآن کا قیہ صفیہ کرام کے یہاں اور ہماری شریعت میں کیا حکم ہے۔ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(جواب) کھانا تاریخ معین پر کھانا ہے۔ پیش نہ ہو بدعت ہے۔ اگرچہ ٹوبہ پٹے ۵۔ اور طریقت معینہ ۸ کا۔ ہر بیت سنت کے خلاف ہے۔ بذا بدعت ہے۔ اور باقیین کو دینا درست ہے۔ اس فتویٰ اتنی فتاویٰ رشیدیہ ۸ مطبوعہ شمس المطبع۔ مراد آباد جلد اول۔

المستفعی نمبر ۲۵۸۵ عبد اللہ خان صاحب (بہار) ۹ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۲۴) حضرت قدس مدت کتب نور مدد قدم کے سامنے جو سوال پیش کیا تھا۔ ان میں تین یوم کا ذکر تھا ورنہ قرآن خوانی یا علم خوانی کا حلقہ کرنے تھا۔ یہ ایک معین تاریخ پر غرض یہاں جواب کھانا کھانے کے متعلق سوچا تھا۔ حضرت قدس کا جواب ہاں میں تھا ہے کہ کھانا کھانا معین تاریخ بدعت ہے۔ غیر معین تاریخ (اور غیر قرآن خوانی و علم خوانی) بہ تو درست ہے۔ میرے سامنے جو سوال آیا اس میں تین یوم و تاریخ کا ذکر نہ تھا۔ یہ پوچھا گیا تھا کہ یہ قرآن مجید اور علم پر سو کر پڑھنے والوں کو کھانا کھایا جاتا ہے اس میں اجرت کا شائبہ ہونا خاص ہے۔ اس سے میں نے اپنے جواب میں اس وقت تردید اور ب مزید تفسیر مندرجہ سوس سے اتنا اور معلوم ہوا کہ اس مجلس کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ دور دور سے لوگ یہ خرچ کرتے آتے ہیں اور شاید ایک مجلس ہوتے ہیں۔ یہ وجہ بھی اس مجلس کی کثرت اور بدعت کے کافی ہے۔ چونکہ یہاں ٹوبہ و مجلس کا یہ اہتمام قرون ثلاثہ میں نہ تھا ورنہ اس کی اصل ہے۔ جو وہ غلطی کے آتے ہیں وہ غیر غلط ہے ورنہ خرچہ اپنے دوسرے قرآن مجید اور کلمہ پڑھنے والوں کو ٹوبہ دینے میں۔ اور یہ کھانا اگر ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے کھایا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی ملک نصب شریک

ہو مقرر روانہ ہو گا۔ یہ بات میں ماہ احمدی کا شریعت محمدیہ ثلاثہ مست (جماعۃ اسلامی علی سائش جامعۃ اسلامی شمس ۹۵ ماہ ایدائی ۱۹۹۵ء)

حضرت شہید حیدر علی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا کہ اس کا نام نہ ہو کہ اس میں صدقہ ثواب خود دے دے۔ یہاں پر اندیشہ کہ ایسا کیا وقت اور زمین کو اس سے مقرر و بدعت مست (عنوان طعام ایصال ثواب ج ۱ ص ۹۷ ط کتب خانہ رحیمیہ ایڈیوٹی)

۲۔ لا یجوز مانعہ لجهل بصور الاولیاء و السہداء من السجود و الطواف حولہا و اتحاد السج و المساجد الیہا و من الاجتماع بعد الحول کلا عدد و بسموہ عرسہ (القاسم ثناء اللہ پانی پتی، تفسیری نظر فی آل عمران اظہیر آیت ۶۳ ص ۹۷ تا ۱۰۰ ج ۲ ص ۶۵ ط حافظ کتب خانہ مسجد رواق کوٹ)

۳۔ خرطیسہ خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

نہیں ہے۔ یہ فتنہ اور مصیبتیں ہی صحت ہیں۔ کیا نہیں ہے تو ایصالِ ثواب۔ پردہ میں ایک جدید رسم
نہایت ہے۔ ولا تجاہ الاشی اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ کرام غایت مذکرات مذہب۔

چہلم اور آٹھائے پور فوجی، نابہ عت ہے۔

(السؤال) متعلقہ چیزیں وغیرہ

(جواب ۲۲۵) چشم، مروجہ و پیاہنے پر فاتحہ امام ابی اسلم بدعت ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ له وہابی۔

بزرگان دین کی قبروں پر یہ دریں چڑھانا، حرم منانا اور ان کو حجت روا سمجھنا جائز ہے؟

(سوال) قبور بزرگان دین پر خلاف ہے اور اشل چڑھا تا وریک دن مقرر کر کے ماں بہ ماں بیسہ نمایاں

کے دلی مراد ان سے طلب کرتا جاتا ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۲۶) بزرگان دین و قہود پر غاف چڑھنا، بلور میں کرنا، بیان سے اپنی مرادیں ماننا

ناجائز ہے۔ ناجو ملک یہ کام کرتے ہیں وہ سخت نا بکار ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مراد پوری کرنے

وصاقت نہیں ہے۔ اور ان کے ساتھ ساتھ روک ٹوک ہے۔ محمد غنیؑ کا یہ فیضانِ مدرّس

در سر زمین پابل

الجواب صحیح احقر مظہر الدین غفرلہ

۱- ریاضات لطیفه‌ها و ارباب است، با قضا و قدر و چرخه شش ماهه و فانی تو. بیدارم و در خواب ال و خواب و بیداری است

میر ویتاں دینے والے ہیں۔ یہ شہزادہ شاہجہاں کے تھے۔ (شاہجہاں نے اپنے بیٹے شاہجہاں کو اپنے بیٹے کے نام سے دیا تھا۔)

ممنوعه است و در صورتی که در این مورد تردید باشد، باید از آن اجتناب کرد.

روز دہریں دیر پہلے، درمیانِ اذان، شہداء کی روحیں موبینہ ہو کر اگلے اقامت پر دستِ حرّ اُتاتے۔ یہ نہ خدا "توبہ" (مستغفر) کی

مقامات عالیہ کے ناموں پر (۱۹۷۱ء) ممبرانہ منتخب ہوئے۔

۲- فاتحه مرید (قبل عدم روضه) در شب چیتا خوانده شد این طرز تصویق و در زمان - سه تنگی مدعیان

٢٠١٤

۴. لا محفل قرى عبداً، بدادود، كتاب الماسك، باب رياره العبور ۱ ۲۸۶ ط امداديه مكتبه ت ش ۱۹۱۸

محدثين من غيرهم لا يحفلوا بمرارة قري عبيد، فوال هذا اشارة الى سد مدخل التحريف كما فعل

ج ۲ ص ۷۷ ط المکة لسمیع لاهور، نیز تصانیف میں سے ہیں ومن اعظم المدح ما اخترعوا فی صر

القبور واتحدوها عيداً" (ج ٢ ص ٦٤)

د۔ "دوم آنگہ بالاستقلال چیزیں۔ اس سمیت جناب آگہی دارد مثل دلوں فردہ خدیوارش بہر ان یافیع امر اصل یا طالع عمر ما نہ ایں یہی ماسہ نامہ

نہایت دلدادہ و دہانہ پارسہ بن نوع مراد خواجہ ازاد و ازاد مسلمانان خارج میثوقہ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، فتاویٰ عزیزی، ج ۱، ص ۱۰۰)

شہادت پرستان ج ۶ ص ۴۶ مکتب خانہ رحیمیہ دیوبند (پ)

فصل دہم مسئلہ سجدہ تعظیمی

۱۔ سجدہ تعظیمی کا حکم۔

۲۔ کسی بزرگ کے ہاتھوں کو دوسرے دینا اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانے کا حکم۔

۳۔ علی بخش، رسول بخش، نام رکھنا اور پیر رسول اللہ ہونے کا حکم؟

(سوال) (۱) سجدہ تعظیمی کا حکم یہ ہے کہ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو دوسرے دینا اور گھٹنے کو ہاتھ لگانا ایسا ہے جب کہ اس کے لئے جہنم بھی پڑتا ہے۔ (۳) علی بخش، رسول بخش، پیر بخش نام رکھنے اور پیر رسول اللہ ہونا بڑا گناہ ہے۔

المستفتی: محمد الیاس علی قیٹی صاحب۔ امرتسرہ (۱۰ مارچ ۱۳۵۶ھ تا ۲۰ جون ۱۹۳۷ء)
(جواب ۲۲۷) (۱) سجدہ تعظیمی غیر مجرب و حرام ہے۔ اور بہت عبادت ہے تو غلط ہے۔ (۲) کسی بزرگ کے ہاتھ کو دوسرے دینا بڑا گناہ ہے اور اس کے گھٹنے کو ہاتھ لگانا بھی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں جو جہنم پڑتا ہے، ضرورت ہوتا ہے۔ اس جہنم سے تعظیم مقصود نہیں ہوتی۔ ہاں قصداً تعظیم کی غرض سے جہنم کے روع کی حد تک پیش پا کرنا حرام ہے۔ (۳) علی بخش، پیر بخش، رسول بخش نام رکھنا اپنا نہیں ہے کہ اس میں شرک کا شبہ وریہم ہے۔ اس کی طرح سبوتا، ملامت اور پیر رسول اللہ ہونا اور یہ جہنم کے ذریعے خسار و خسارت و سلام پہنچا دیتے ہیں، جاڑ ہے۔ محمد غایت مدد کاں امداد دہلی۔

قبر کے سامنے سجدہ تعظیمی یا سجدہ عبادت کا

(از اخبار جمعیت دہلی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید متا ہے کہ قبر و سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کفر ہے۔ مگر سجدہ تعظیمی سے کفر لازم نہیں۔ چنانچہ سجدہ تعظیمی کے کرنے والے کو کافر نہیں مہیا ہے۔ البتہ مرتکب فعل حرام کا ہے۔

۱۔ وکدام یفعلونہ من یفعل الارض من بدی العناء، والعطش، وجرحه، والقاعل والرصى نہ نصاب لانه سہ عداد الواس
وہل یکتفون علی وجہ العادۃ ولعظیم کفر وہ علی وجہ النجۃ لا وصار نصاباً لکفر وہی لم یفقط یواضع
لغیر اللہ حرام۔ (التحریر مع اندر ۶ ۳۸۳، ۳۸۴ طبع سعید)

۲۔ ولا یسعیل بدال الرجل العالیم والمتورع علی سبیل التواضع۔ (تحریر اخبار مع اندر ۶ ۳۸۳ طبع سعید)

۳۔ وفي الرهدي الايمان في السلاخ لى قرب الركون كالسجود وفي المحيط انه بكرة الاحياء لسطون وغيره
(رد المحتار ج ۶ ص ۳۸۳ طبع سعید)

۴۔ "پچواسم کہ ایمان مذموم غیر مشروع سازد احترام۔" میں سبب علامہ از تسمیہ بعد النبی وغیرہ منع ساختہ اند۔ (مجموعۃ الفتاویٰ علی
حاشیہ خلاصۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۳ طبع امجد اکیڈمی لاہور)

۵۔ "ان لله ملائكة سياحين في الارض سلعون من امي السلاخ۔" (تحریر کتاب الصلوة باب الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۳ طبع سعید)

حضرت یعقوب علیہ السلام اور بھائیوں یا صرف بھائیوں کا تہجد حضرت یوسف علیہ السلام کو (تہجد تہیتہ تھے) اور جائز تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے۔ اور شریعہ سابقہ کے کام جو قرآن پاک یا حدیث میں نقل سے باہر میں شریعت محمدیہ علی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت تحت اور قبل عمل ہوتے ہیں۔ جب شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود نہ ہوں۔ اگر شریعت محمدیہ میں ان کے خلاف احکام موجود ہوں تو شریعہ قبل کے احکام حجت نہیں ہوتے۔

اب شریعت محمدیہ کا حکم یہ ہے کہ تہجد تعلیم میں یقینی تہجد عبادت غیر مذکور کے سے اتفاقاً فرماتے اور تہجد تہیتہ غیر مذکور کے سے ہوتا ہے۔ اور اس کے جو زنی ہوئی، میں نہیں۔ جو وہ کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ تہجدوں سے شریعت محمدیہ میں تہجد تحت ہے جو زپر استدلال کرتے ہیں وہ قانون استدلال و احتیاج سے ناواقف ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

۱۔ "ن علی وحہ العادہ والعظم کفر" وقال شمس الاسماء سر حسی ان کاں لعیر الہ علی وحہ التعظیم کفر او قل لقیستانی وفي الطہیر بد کثر بالسجدہ مطہراً" (اور حق تعالیٰ نے ان کو ۶۳ احکام عید) ۲۔ "ن علی وحہ لحد لا وحہ" انما مرثک لکبرو" (اور حق تعالیٰ نے ۶۳ احکام عید)

نوال باب

بدعات اور اقسام شرک

اہل بدعت کے ساتھ میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(سوال) بدعتیوں کے یہاں ہانا جائز ہے یا نہیں ورنہ کچھ نماز درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: نمبر ۷۰۷ عبد الستار (گیا)

(جواب ۲۳۰) بل بدعت سے خود روکنا چاہیے نہیں۔ (۱) محمدؐ خاتیت اللہ کان اللہ وہابی۔

۱۔ میں اس تعزیر منعقد کرنے والے کے ایمان اور اہمیت کا حکم۔

۲۔ مولود شہ ایف منانا اور اس میں قیام کرنا بے اصل ہے۔

(سوال) قزیه داری کرنے والے شخص جو شیعوں کی طرح قزیه داری کرتا ہے اور قزیه کی وجہ سے معتقد

میرتا ہے اس میں میرا نہیں وہ میرا دلیر شہر ہے۔ مذہب و عزیزیں و نوے گاتا اور سنتا ہے۔ علم چڑھتا ہے۔

منت ہوتا ہے۔ اور منت تحریر نہیں رہتا ہے، مسلمان نہ کہتا ہے یا مشرک ہے۔ اس کی ہانت جائز ہے یا

(۲) مولانا شبیب جازئی پانچویں "برجِ جازئی" میں کاشفِ حقائق کے بارے میں فرماتے ہیں: "قیامت کا یہ ہے؟"

المستغنى عنه ۳۴ نذیراً - شیع بلیا - ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۵۲ - ۳۴ تمبه ۹۲۳

(جواب ۲۳۱) (۱) یہ شخص سنہ - بکر ہے۔ مشترک بنے کا بھی خوف ہے۔ اس کی امانت بھی ضرورہ ہے۔

(۲) حضور انور - کے حالات مبارک بیان برناقہ صرف جائزہ کے مستحسن ہے۔ مگر موجودہ

محسوس میاں بہت سے نام نہاد پشواں بن گئے۔ وجہ سے غیر شرعی ہیں۔ یہ قیام جو منسوس ہوا، ات

کے موقع پر یہ جاتا ہے، اب اصل ہے۔ محمد خلیفۃ اللہ دہلی۔

١. ولا تركو بي لدين ظنمو فتسكنهم البر (هود ١١٣) "لا تخلص صاحب بدعة فانه يهرص عليك

لا اعتصموا بوجه ثالث من الخلق مع إمامكم بعد التحديد رضي الله تعالى عنهم في آخر ١٢ طالع ٤٠٠ (١٠٠)

(۲) یکمروالیه فاسق و مبتدع ائی صاحب دعائے (تو را ابصار مع در مختار ج اول ۵۵۹، ۵۶۰ ط سعید)

(۳) لہذا ایسی محسوس میں شرکت کرنا اور ان کا قلم کرنا دونوں ناجائز ہیں۔

(۳) - "اگر میں نے تم سے ملنے کی بات کی تو آپ نے اسے قبول کیا۔ اب میں نے اپنی حیات مبارکہ میں بھی اپنے لیے قیام و پند نہیں فرمایا تو آپ نے نفرت

بعد آپ کے لئے قیام یونکرچہ، یہ مستحب ہو سکتا ہے، جب کہ آپ کا مجلس میاں میں اتنا ہی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور آپ کی

نوٹ کرتے ہیں۔ ترجمان ابواب آباء میں ہے "کاموا اذا اراد له بشوموا لما يعلمون من كراهية لدلت" (باب ما جاء في اهيبة قیامہ)

ار جیل لبر جیل: ۲۰۴ (۱۰۱۵۱۵۱۵)

پہنچانے سے محرم کے عشرہ و مخصوص کرے گا۔ اسی طرح شریعت یا کچھ یا غیرہ
 کی تخصیص بھی فیہ موجب ہے۔ بلکہ تمام سال میں جس وقت بھی کوئی صدقہ خیرت کرے یا کوئی بدعت عبادت کرے
 کے احکامات ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم و ثواب پہنچایا جائے۔ بہتر اور اوفق باشریعت ہو گا۔ مومنین نے عتہ
 یا عمار اور ان کے چاروں عہد محرم کے عشرہ و ان کا مہینہ مخصوص اور موجب زیادہ ثواب سمجھ رہا ہے۔ اور
 اسی طرح مخصوص چیزوں و (مثلاً شریعت کی کچھ یا شریعت یا کچھ یا غیرہ یعنی پکارت و) ہی احکامات
 مانگنے کے ایساں ثواب سے زمینگت ہیں اس لئے احکامات عبادت کریم اور متبعین امیر مومنین
 چار سات پیغمبر علیہ السلام امام کا وظیفہ عامیہ بھی ہے۔ ان تخصیصات غیر عبادتہ وغیرہ متورث کے لئے
 راستہ کا اہتمام کریں واللہ ہو الموفق۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

بدعت کی قسمیں اور ان کا حکم۔

(سوال) کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں؟ حسنہ اور سیئہ۔

المصنفی نمبر ۱۳۰۰، ونی نمبر نور (منتخب جلد ۲) ۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۴) شرعی بدعت تو ہمیشہ حسنہ ہوتی ہے۔ غوی بدعت حسنہ ہو سکتی ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان
 اللہ۔

”آئینہ سرور عالم“ کے نام سے عذرت بن کر اس کی تعظیم کرنا گمراہی ہے۔

(سوال) یہ ”آئینہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عذرت قیہ بن جاسکتی ہے۔ اور اس کی تعظیم و احترام کی
 نسبت شرعی کیا حکم ہے؟

المصنفی نمبر ۱۷۰، سن ۱۳۵۵ھ (۲۳ محرم ۱۳۵۵ھ) ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۳۵) ”آئینہ سرور عالم“ کے نام سے کوئی عذرت بننا بدعت، مگر یہی اور فقہ عظیمہ ہے۔ (۲) یہی
 عذرت۔ آئینہ بنائی جائے۔ اور اس کی عزت و حرمت تسلیم کی جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

صفر کے آخری بدھ کی رسومات اور فاتحہ کا حکم۔

(سوال) آخری چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ حاکم پر
 فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

المصنفی نمبر ۱۸۱، ج ۲، زرق (۲ جین) ۱۳۵۵ھ ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء

۱۔ فکل من حدث بشئ و لم یکن له عمل من الدین رجع الہ فہو صلالہ والدین بری منہ و سواہ فی دلت
 لا اعتقاد او لا عمل او لا قول لظاہرہ و ان طہ و ان ما وقع فی کلاہ السلف من استجد من بعض ابدع و سوا دلت
 ابد۔ النعمہ لا السرعیہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۲۔ چار شنبہ جو صفر کے مہینے میں ہوتا ہے، اس کا کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں۔ حاکم پر
 فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۳۶) آخری پر شبہ کے متعلق جو باتیں مشہور ہیں وہ جو رکھیں وہی جاتی ہیں یہ سب بصل ہیں۔ اھنا سامنے رکھ کر فتویٰ دینا بصل ہے۔ محمد خلیفہ مد کات مد۔

محرم کے ایام میں تعزیہ بنانے کے لئے چند دینے کے بجائے حلیم تیار کر کے تقسیم کرنا کیسا ہے؟

(سوال) زید اور اس کے بعض اصحاب تعزیہ در برق کے بنانے میں چند دیا کرتے تھے۔ اب منع کرنے سے اس بات پر راضی ہوئے ہیں کہ تعزیہ اور براق میں کوئی چند نہ دیا جائے۔ اور آپس میں چندہ کر کے حلیم پکا کر غربا میں تقسیم کر دی جائے۔ اس صورت میں تعزیہ اور برق کی شائستگی سے علیحدگی رہے گی۔ اور بہت سے آدمی جو ان دونوں چیزوں میں چند دیتے ہیں وہ بھی چند دیندہ ہوں گے۔ اور اس دوسری تحریک میں شریک ہو جائیں گے تو اس غرض سے یہ دوسری تحریک جائز ہے یا نہیں۔ اور شرعاً اس کی چھ اجازت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

المستفتی نمبر ۱۳۹۵ مولوی محمد یوسف۔ چوڑی دالان۔ دہلی ۱۱ آخر ۱۳۵۶ھ تا ۱۳۵۷ھ۔ ۱۹۳۷ء (جواب ۲۳۷) تعزیہ در برق تو قطعاً ناجائز ہے۔ اور ان میں چند دینا مکاہ ہے۔ اس کا وہ چہرہ اور اس رقم کا حلیم پکا کر غربا کو تقسیم کر دیا جائے تو تعزیہ اور برق بنانے کے کناہ سے تو نجات مل جائے گی مگر محرم کے ایام مخصوصہ میں خاص طور پر حلیم پکانا اور تقسیم کرنا یہ بھی بدعت ہے۔ شہیدان کربلا رحمۃ اللہ علیہم جمعین کی روح طیبہ و ثواب پانپانے کے محرم کا تقارن کرنا پانپانے۔ ورنہ حلیم شریف کی تقسیم کرنی چاہئے۔ مکہ اس وقت جو پتہ میسر ہو صدقہ کر کے اس کا ثواب بخش دینا چاہئے۔ فقہ محمد خلیفہ مد کات مد۔

(۱) تعزیہ، علم، دلدل، بانا، ان کی تعظیم کرنا اور مرادیں مانگنا، اور سینہ کوئی کرنا وغیرہ سب امور حرام ہیں۔

(۲) حضرت میر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غصب خلافت اور یزید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لینے کا الزام کہاں تک درست ہے؟

(سوال) (۱) تعزیہ، بانا، علم، کانا، دلدل، بانا، تخت بھانا، مہندی لگانا، مرثیہ پڑھنا، تعزیہ سے منت مراد مانگنا اور اس کا پوچھنا، نوحہ و زاری کرنا، چیتیاں و ٹونڈ وغیرہ از روئے شرع شریف کیسا ہے۔

۱۔ ابن کثیر (مفتی فہم) ص ۱۰۱ اندر زمانہ خلافت علی رضی اللہ عنہ، ص ۱۰۱ اندر زمانہ خلافت علی رضی اللہ عنہ۔ متفقہاً باطل ہے۔
۲۔ اہل حقول شیعہ (جمعیۃ اسلامی علی حدیث خاصۃ شیعہ) ص ۱۹۵ (امجد الیڈی لاہور)
۳۔ تقریباً در مشرکین غیر آئینہ حقن نے ان وصوالت کو رو علم تیار کردن و دلدل و غیر ذلک این ہمہ امور بدعت است نہ در قرن اول و نہ در قرن ثانی نہ در قرن ثالث۔ (جمعیۃ اسلامی علی حدیث خاصۃ شیعہ) ص ۱۹۴ (امجد الیڈی لاہور)
۴۔ نوحہ تعالیٰ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ ۲۰)

۵۔ "ومہا وضع الحدود، والبرم الکلیات و لہات المعصیہ، والبرام العبادات المعصیہ فی وقت معصیہ نہ یوحہ لہا ذلک لعل فی السرعۃ الاعتصام، ابو سحاق البساطی، الذی الاول فی تعریف الدع الح ۱ ۳۹ ط دار الفکر بیروت

(۲) حضرت معویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نسبت خبیثہ فرمائی کہ میں نے یزید کو آپ کا ولی عہد سلطنت باوجود اس کے فسق و فجور کے بنانا اس کا منہ نہیں کھلتی تھی اس حد تک صحیح و درست ہے۔ مگر متذکرہ ہمارا جواب مع شہادت آیات و روایات سے مرمت فرمایا ہے۔ نیز یہ کہ اہل حرام و ناجائز میں تو اس کے متعلق کافی ثبوت و سند و رت ہے اس پر خاص توجہ فرمائی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۰۰۲ ایدئیں حیدرآباد (کراچی) ۱۵ منہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۳۸) قریہ بنائمان میں تقسیم کرنا۔ اس سے سنت مریدانہ ملنا۔ چومنا، مہم کا نا، لہلہ بنانا، تکت جانا۔ مندی کا نا، مرتبہ پر سنا، مہم و رفوہ کرنا، پھینک دینا یہ سب کام ناجائز و مکرور و محض ان شریعت میں۔ شریعت مقدسہ کے کاموں میں جواز نہیں دیتی۔ یہ مادی و عید و ریغیبہ کے تحت اور پتی تقسیم کے خلاف ہیں۔ اور مثل شریعت میں جواز نہیں دیتی۔ مگر ساجین و امام مجتہدین کے ہر ناموں میں اس قسم کی فسویات کا موازنہ نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلہ رقی قری اور اس کے بعد و جہ زہور پر خدمت کے حال تھے۔ انہوں نے یزید سے بیعت لینے میں خطی کی یہ عہد یزید سے ہر دروں و فضائل اور موجود تھے۔ لیکن اس خطی سے باوجود یزید کے عمل و افعال و ائمہ و ارباب نے عہد نہ ہوئی۔ یہ نہ امام مارقہ آن پاک کا احوال ہے لا ترور ارادہ و رد احوالی۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں سٹائی اور رشتہ نہیں بنائی چاہئے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

ایسا شیخ عبدالقادر جیلانی شہید مدنی کا حکم۔

۱۔ قبروں پر چھوؤں کے بارر مٹا

۲۔ قبر پر چور چڑھنا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ و تقسیم کرنا بدعت ہے۔

(سوانح) (۱) شیخ عبدالقادر جیلانی شہید مدنی سے درست ہے یا نہیں۔ (۲) قبروں پر چھوؤں کے بارر مٹا دینا

میں یہ نہ ہے۔ (۳) زید نے پیپ پائے اور چار اور پتھر شیرینی ایک بزرگ ولی اللہ کی قبر پر سے جا

شیرینی بعد فاتحہ خوانی و کلمہ و کیم بردی اور چار اس قبر کو اڑھا دی۔ زید کی میت اور غرض اس عمل

کے کرنے سے عبادت خدا ہے۔

المستفتی فاضل عبدوہید صاحب (نصف بند شہ) ۱۷ منہ ۱۳۵۷ھ ۱۸ اپریل ۱۹۳۷ء

قریہ بنائمان میں تقسیم کرنا۔ اس سے سنت مریدانہ ملنا۔ چومنا، مہم کا نا، لہلہ بنانا، تکت جانا۔ مندی کا نا، مرتبہ پر سنا، مہم و رفوہ کرنا، پھینک دینا یہ سب کام ناجائز و مکرور و محض ان شریعت میں۔ شریعت مقدسہ کے کاموں میں جواز نہیں دیتی۔ یہ مادی و عید و ریغیبہ کے تحت اور پتی تقسیم کے خلاف ہیں۔ اور مثل شریعت میں جواز نہیں دیتی۔ مگر ساجین و امام مجتہدین کے ہر ناموں میں اس قسم کی فسویات کا موازنہ نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلہ رقی قری اور اس کے بعد و جہ زہور پر خدمت کے حال تھے۔ انہوں نے یزید سے بیعت لینے میں خطی کی یہ عہد یزید سے ہر دروں و فضائل اور موجود تھے۔ لیکن اس خطی سے باوجود یزید کے عمل و افعال و ائمہ و ارباب نے عہد نہ ہوئی۔ یہ نہ امام مارقہ آن پاک کا احوال ہے لا ترور ارادہ و رد احوالی۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں سٹائی اور رشتہ نہیں بنائی چاہئے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

۱۔ قبروں پر چھوؤں کے بارر مٹا

۲۔ قبر پر چور چڑھنا یا قبر کے پاس شیرینی وغیرہ و تقسیم کرنا بدعت ہے۔

۳۔ زید نے پیپ پائے اور چار اور پتھر شیرینی ایک بزرگ ولی اللہ کی قبر پر سے جا

المستفتی نمبر ۷۶۳: ابو علی حسینی (شیخ پناہ) ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۵۶ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۳۷ء
(جواب ۲۴۹) جعلی اور مصنوعی قبر بنانا گناہ ہے خصوصاً جب کہ مقصود روپیہ کمانا ہو۔

محمد کفایت اللہ کا نالہ، وہابی۔

بارہویع الاول کو کاروبار بند رکھنا اور اس پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(سوال) دکھو رے مسلمانوں۔ دوسروں سے وہ مختلف شہتہ رات شائع ہو گئے ہیں۔ ایک گروہ بتاتا ہے کہ بارہویں ربیع الاول کو دکانین بند کرنا بدعت ہے تو دوسرا گروہ بتاتا ہے کہ سنت و شریعت میں یہ بات ہے، یہ دونوں شہتہ رات میں بندو تانے کا موجب ہوا ہے۔ اس و بدعت تو امام میں سب چینی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی شہتہ رات بھی روانہ خدمت ہیں۔

المستعفی نمبر ۲۲۴۸ جناب مرزا قاضی صاحب (۹۹۹۹۹۹) ۳۱ ازیع الاول ۱۳۵۸ھ ۱۳ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۲) جماعت تاجران میں وہ بات غلط نظر آنے لگی ہے جو اشتہار شائع ہوا ہے۔ ورنہ میں میرا فتویٰ ورج ہے، وہ فتویٰ ان لوگوں کے متعلق ہے جو شرعی احکام وراثت پر عمل نہیں کرتے اور رواج کو شریعت پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس فتویٰ کا تحقق ۱۲ ربیع الاول و کاروبار بند رکھنے سے چھ نہیں۔ کاروبار بند رکھنے کے بارے میں اس اشتہار کا لب و لہجہ امام اعظمیؒ اور ترمذیؒ کے خلاف ہے۔ محافلین کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کرنا جیسے کہ اس اشتہار میں استعمال ہے، مافی طریقہ نہیں ہے۔ بدھ مسلمانوں میں اختلاف و فتنہ و عداوت پیدا کرنا ہے جو ہر طرح قابل افسوس ہے۔

۱۲ ازیں اصول + کاروبار بند رہنا وہی شرعی حکم نہیں ہے جو دکان بند نہ رہے اس پر خدا اور رسول کی طرف سے کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اس کو چغندر و باہلی کہتے ہوئے خدا و رسول سے نہیں ڈرتے اسی طرح لوگ اللہ و رسول اسی کو سمجھتے ہیں کہ اس اپنا کاروبار بند رکھیں تو باثر طیکہ اس و شرعی حکم نہ سمجھیں و ان و جن و طعن نہ کریں و ان کو مجبور نہ کریں تو نہیں، لیکن ان بات کا حق نہیں کہ بغیر مدیت شرعیہ نہ یہ بات چہا کریں پھر اس و اور اس سے بہرہ ابراہیم۔ درجوں رہے اس کو یہ لحاظ سے یاد کریں جو شکر میں لکھتے ہیں۔ مہم تعاون مسلمانوں + توح سنت و توفیق مہم فرمائے۔ مہم غایت امدکان بند لہ۔ مہم

تقریب داری کی رسم ناجائز ہے۔

(سوال) تعزیه داری جو عموماً ہندوستان میں رائج ہے درست ہے یا نہیں؟

المستغنى به ۲۴۰۵ یار خاں ضلع فیس آباد ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء

(جواب ۲۴۳) تخریب کاری در مسجد تاسر ناجا ہے۔ اس میں جنس چیزیں حرام و رخص فعل شرع اور جنس بدعت محدث ہیں۔ یہ رخص واجب الاتر ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ۔ اہل

نعمت داری در عشره محرم یا غیر آن و صاحب سحر معجز و خیمه مبارک بود دلالت بر شمه
مور بدعت است که در قرن اول بوده در غرب آسیا (و این کتابی است که در قرن اول میل مسیح است) ص ۳۶

(طاهر آندی را نور)

ماہر جب میں ”نبی کاروت“ بنانا بدعت اور جہالت ہے

(سوال) لوگ علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ اس ماہر جب میں ”نبی صاحب کاروت“ بناتے ہیں (یعنی گندم کے آٹے کے ساتھ حسب استطاعت مساجد میں بیضہ مرغ، گھی، شکر، بادام، پتہ، چغوزہ، خشک ش، سونف، شمش، وغیرہ) روٹی میں روٹی شری میں روٹی پاتے ہیں۔ اسے اس روٹ میں روٹ دیتے ہیں۔ اور عید البقرہ کے وقت اسے ساتھ نیز حیدر اتر کے اندوختہ وقت اس روٹ کے ساتھ دیتے ہیں۔ (و ثاب سمجھتے ہیں) اور اس روٹ سے بنانے والے ماہر جب میں ضروری ہیکہ ثواب عظیم جانتے ہیں۔ اور اس روٹی کا بی ملانہ۔ یہ اسے خلاف امر شریع شریف دینے کے وقت وہابی وغیرہ نام سے موم کرو دیتے ہیں اور اپنی بات کو جانے نہیں دیتے۔ پس :-

(۱) یہ روٹ نبی ﷺ کا فرمان ہے (۲) یا نہرات خضر رضوان مد عیہم اجمعین نے فرمان کیا ہے؟ (۳) یا عشرہ مبشرہ یا نبی اور جن۔ (۴) یا رضوان مد عیہم سے حکم شدہ ہے (۴) کیا فعل تابعین یا تابعین سے ثابت ہے؟ (۵) یا امامان مذہب روٹ نبی شافعی یا نبی حنبلی کی فقہ سے کیا ہے؟ (۶) یا پیچون پیچ غوث عظیم عبد قہار بیانی نے اس روٹ میں مدعی ہے؟ (۷) یا نبی یہ فقہیہ۔ کان دین یہ فعل ہے۔ (۸) یا امام زمانہ علیہ السلام کا حکم ہے۔ یا نبی صاحب کاروت یا روٹ (۹) کر مذکورہ وقت سے اسے ثبوت نہیں تو اس پر کس روٹ رہنا اور بانامہ سال کرتے رہنا ضروری جائز ہے یا نہیں؟ (۱۰) یا ہم یہاں مستفسر، صفت کاروت کریں ”یا شریع شریف کا حکم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے“ کہ اسے مہربانی جو بہ صواب مرحمت فرمائیں۔

المستفسر نمبر ۲۶۹۰ میں۔ یہ شریعی۔ یا مذہب (۳) یا رضوان مد عیہم اجمعین نے فرمان کیا ہے؟ (۴) یا نبی صاحب کاروت کے بارے میں نہ نبی صاحب کاروت کا فرمان ہے، نہ نہرات خضر رضوان مد عیہم اجمعین کا رشتہ ہے، نہ نہرات عشرہ مبشرہ یا نبی اور صحابی رضوان مد عیہم اجمعین کی اجازت ہے، نہ یہ چاروں امامان یا تابعین یا تابعین رضوان مد عیہم اجمعین سے کلمات نہ نہرات پیچون پیچ یا نبی اور مرشد طریقت نے اس کا حکم دیا، نہ معتبر علماء امت نے اس وجہ کی کیا۔ ہذا یہ شریع بدعت اور جہالت ہے۔ اور اس پر کس روٹ رہنا ضروری ہے؟ (۱۱) محمد کا خلیفہ امت کا نہ ہے۔ وہابی

”یوم صدیق اکبر“ منانے کا حکم

(سوال) چند اشخاص ایک صاحب کے پاس گئے اور سارے یوم صدیق ”منانا چاہتے ہیں۔ اس شخص نے

۱۔ یونکہ ”یوم صحت“ وہ چیز ہے جو حقیرات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں بغیر کسی شرعی دلیل کے نکال جائے۔
(البرقانی شرح شریعہ القرآن ص ۱۰۰) یا معتبر امامان (ملتان)
۲۔ میں صریحاً علی امر مذکور وجعلہ عروما وسم یعمل بالرحصہ فقد اصاب منه الشيطان من الاصلاح فكف عن اصر
علی بدعة ومکروہ (مرقاۃ ص ۳۱) یا معتبر امامان (ملتان)

برہنہ جو ب دیا کہ تمہارے اس فقرے سے میرے قلب و ب حد تکلیف ہوئی۔ تم اس خیال کو ترک کر دو اور یہ نیا فقہ نہ کھڑا کرو۔ اب آپ پر وہ شریعت ایت شخص کے بارے میں تحریر فرما میں کہ اس شخص کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے ”یوم صدیق، از روئے شریعت میرے بیوا تو جروا۔“

المستفتی نمبر ۲۷۳۰ محمد فقار لدین خان صاحب شاہ جہاں پوری ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

(جواب ۲۴۵) ”یوم صدیق“ منہ سے کر یہ غرض ہو کہ ایک دن کوئی جلسہ کر کے حضرت صدیق کے مناقب و فضائل کی تبلیغ کی جائے تو یہ جائز ہے۔ (۱)

گر اس شخص کا مقصد اس جو ب سے یہ ہو کہ وہ صدیق ابراہیم کے مناقب کی تبلیغ و تاپند کرتا ہے تو ب شک وہ مورد الزام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح خاص یوم صدیق کے نام سے ایک جدید رسم پیدا کرنا مصلحت عامہ اسلامیہ کے منافی ہے، اور میں نے فرمے کہ اس کا ضرر زیادہ ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں آتا۔ (۲) یوم صدیق کا نام رکھتے بغیر بھی حضرت صدیق ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب کی تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اور اس میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہو گا۔ فتیہ محمد غایت اللہ کان اللہ۔۔۔ دہلی

قبر پر کنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے۔

(سوال) حضرت خواجہ قطب الدین خٹیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیائے کرام میں سے دہلی میں گذرے ہیں، ان کا مزار آج تک خام چلا آ رہا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ کو بشارت ہوئی ہے کہ میرے مزار پر گنا پڑے گا اس پر کنبد پختہ بناؤ۔ چنانچہ ایک شخص مستعد ہو گیا ہے کہ ان کے مزار پر کنبد بنا دے۔ ہذا ائمہ کرام سے سوال ہے کہ یہ شرعاً اس بشارت پر عمل کرنا دینی حق پر عمل و کنبد وغیرہ پختہ بنانا درست ہے یا نہیں۔ مطابق کتاب و سنت و مذہب حنفیہ کے جواب مرحمت فرمایا جائے بیوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۲۷۳۵ حاجی محمد صدیق ولد حاجی احمد۔ قوم شیخ۔ ساکن پھانک جیش خاں دہلی۔

(جواب ۲۴۶) قبر پر کنبد بنانا یا قبر کو پختہ بنانا جائز ہے۔ صورت بطور پر حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اس کی بشارت (یعنی خواب) جو ان کا شروع فعل ہے اس کا ب کی ترغیب دے قابل الثمت و قابل عمل نہیں ہے۔ اس کا جب خیال آئے تو حلال و قویٰ بائند پڑھنا چاہئے۔ یہاں تک کہ یہ خیال جاتا رہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔۔۔ دہلی

(۱) لائس بالحدوس لدو عطاہ رادہ وحده اللہ تعالیٰ کذا فی الوحبر للکوردی (الفتاویٰ العالمگیریہ کتاب الکراہیہ، الباب الرابع فی الصلاة والنسب، ج ۵ ص ۳۱۹ ط ماحدیہ کوئٹہ)

(۲) ومہا وضع الحدود، والترم الکیمیات والھیات المعیہ والترم العادات المعیہ فی أوقات معیہ لم یوجد لها دلت لعل فی الشریعة (الاعتصام أبو إسحاق الشاطبی، الباب الاول فی تعریف الدع، ج ۶ ص ۳۹ ط دار الفکر، بیروت، لائس)

(۳) ولا یحصر، ولا یطین، ولا یرفع علیہ ساء وقیل لائس بہ وهو المختار کما فی عبارة السراجیة وقوله وقیل لائس بہ الح المناسب ذکرہ عقب قوله ولا یطین لائس عبارة السراجیة کما نقلہ الرحمتی ذکر فی تحریر ابی الفصل ان تطین القور مکروه، والمختار انہ لا یکرہہ و عراد الیہ المصنف فی المح ایضا واما الباء علیہ فلم ارمس احتار حوارہ و فی شرح المنیة عن منیة المفتی المختار انہ لا یکرہہ التطین وعن ابی حیمہ یکرہہ ان یسی علیہ باء من بیت اوقیة او نحو ذلك لماروی حار۔ بھی رسول اللہ عن تحبص القور و ان یکتب علیہا و ان یسی علیہا رواہ مسلم وغیرہ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۶ ص ۲۳ ط سعید)

پانچ محرم الحرام کو ”ہبز چوکی“ کا تعزیہ نکالنا بدعت ہے۔

(سوال) زید ہر سال پانچویں محرم الحرام کو ہنام ”ہبز چوکی“ اپنے محلے سے اپنے اہتمام میں چندہ وغیرہ کر کے نہایت شان و شوکت سے اٹھاتا ہے۔ ہبز چوکی بہت بڑے جلوس کی شکل میں اٹھتی ہے۔ گیس کے ہنڈے ہوتے ہیں۔ تم کرنے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں کا مجمع بغرض زیارت جلوس ہوتا ہے۔ انگریزی باجہ بھی جاتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس تعزیہ داری سے ہمارا مقصد شان و عظام اٹھانا ہے۔ اور یہ کہ کافر اس کو روستے ہیں، ان کی ضد نظر ہے۔

اس چوکی و سٹے راستے لینے اور چوک کی زمین حاصل کرنے کے واسطے مقدمہ بھی ہو چکا ہے لیکن مسلمانوں کو کامیابی نہیں ہوئی۔ اب وہ چوکی دوسرے راستے سے اٹھتی ہے۔ اس راستے کو بھی روکنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کوشش میں کفار ناکام رہے۔

المستفتی نمبر ۷۴۰/۲ منشی مدنی حسن کاتب، مفتی پور و نمازی پور۔ ۱۳ محرم ۱۳۶۲ھ

مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۴۳ء

(جواب ۲۴۷) لاحیر الا فی اطاعة الله واطاعة رسوله واضح ہو کہ دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس نبی کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ کفار کی ضد میں وہ کام کرنا یا یہ سمجھنا کہ کسی ناجائز چیز میں اسلام کی شوکت ظاہر ہوگی، صحیح نہیں ہے۔ یہ ہبز چوکی بدعت ہے۔ (۱) اس میں روپیہ خرچ کرانا اسراف ہے جو حرام ہے۔ (۲) باجے بجانا، (۳) عورتوں کا اجتماع (۴) یہ سب امور ممنوعہ محرمہ ہیں۔ روافض کی اقتداء ہے۔ (۵) اہل سنت کے مذہب کی اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہے۔ لہذا اہل سنت پر اس عمل کا ترک کرنا اور گزشتہ سے توبہ کرنا واجب ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

۱۔ کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ”لأن من حقیقة البدعة ان لا يدل علیها دلیل شرعی لام منصوص الشرع ولا من قواعدہ۔“ (الاعتصام باب الثالث ج ۱ ص ۱۹۱، ۱۹۲ ط دار البصریہ دہلی)

۲۔ ”ان المصلوبین کانوا احوال الشیطان“ (الاسراء ۲)

۳۔ ”ومن الناس من یشتري لہو الحدیث الح۔“ (عمر ۶) وقال الحسن البصری ”برلت هذه الابیة فی العاء والمرا میر“ (تفسیر لن کثیر ج ۳ ص ۳۲ ط سبیل النبی دہلی)

۴۔ ”لیس للنساء یصب فی الحروج الا مصطرة“ (الی قولہ) ولیس لہن یصب فی الطرق الا الحواشی۔“ (رد الوالطیر ان فی الکبیر ج ۱ ص ۱۰۰) شرعی احکام ورموز اثر علی تھوکی ص ۳۵ اردو اسلامیت ماہور)

۵۔ ”نقل فی مطالب المومنین عن امامنا ابی حنفہ انہ لا یجوز التشبه بالروافض۔“ ومن تشہ بقوم فهو منهم“ (فتح المفتی ووسائل ص ۲۶ ط کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

۱- الله ذات الصفات میں انشور علیہ السلام وشریف رہا۔

۲۔ یہ کہنا کہ احمد اور احد میں ”ف“ میم کا فرق ہے

۳۔ عالم الغیب ہونا صرف خدا ہی شان ہے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام اسیاء کو حاضہ و ناظر چنانچہ

۵۔ سرود سنا حرام ہے۔

(سورۃ) یٰسین

پیس کی زنجیریں تھامے — شکر کو دیکھو وہی ہو بہو ہے

پڑنے کے بعد تہجد یہ شعر، قل قیل سے پہلے پڑھنا بہت عمدت و فائدہ ہے۔

میں نے یہ غیبی وارنٹ دیکھ کر ہلکا سا جھنجھکیا۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ احمد اور

حد میں صرف نیم کا فرق ہے۔ وہ یہ کہ وقت کے کہ جس انداز میں غائب ہیں۔ تمام تپا، اور کرتے

”جانتے ہیں۔ نہ سہی۔ یہ پتہ نہیں۔“ اس نے کہا اور تمام اولیاء کو حاضر و ناظر جانتا ہے اور سب

جس نے اس وقت ان کو پکارا وہاں پہنچے ہیں اور امداد کرتے ہیں۔ سو مہیہ کہ سرود منتھانے اور

نہ ہوتا اور باعثِ نجات نہ تھا۔ یہ شخص نے متعلق شروع کیا ہے۔

(جواب ۲۴۸) یہ شہر بالکل شہر ہے اور جو رئیس اس کوئی سمجھ رہے ہیں وہ شہر ہے۔ اس میں کام نہیں

۱۔ کلمہ تبارک و تعالیٰ: نفسِ مہجور سے روئے فریب و غیور، سب سے پہلے میں۔ بعد از خود بزرگ قافی قلم۔

میلن آپ کی خدمت میں یہ مثنوی پہنچا رہی ہے۔ مثنوی کا یہ نسخہ آپ کے پاس پہنچا رہا ہے۔

میں نے: معافی اور تمام شر و ریاست سے مبرا ہے۔ نہ اس کا کوئی مکان نہ کوئی سر و عمل و صورت۔ آئینہ است

ہماری عینہ خد سے ہوتے ہیں۔ تمام ضروریات : مانی آپ کو لاحق تھیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ مشرک

ہے۔ نیز یہ ناکہ تمام حدیں سے نیم کا فرق ہے۔ یہ بھی احادیث اور مذاہب ہے۔ (۲) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

خاق و مُنق و نون پیدائیں۔

(۲) شخصیات: یہ وہ تمام شیاؤں کا مجموعہ ہوتا ہے جو اپنے وجود میں

نوشہ مانا جا رہا ہے۔ ان صحت خاتمہ میں بھی کسی وٹہ کی برائے ہے۔ عام الغیب ہونا نہ فخر

دشمن ہے۔ اور ان کے حامد ق نہیں کہتے۔ ہمت حق جل شانہ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے

۱۔ ابن ہادیؒ، المسند، ص ۱۰۸، (وہی شرح کتاب الفقہ الاکبر لملا علی القاریؒ) المسند، ص ۱۰۸

کند و صفت و قاب اسحق س. هوبه من وصف الله فيه صفاته بصفات احد من خلق الله فهو كاهن ربه

العظيم" (الطبعة الأولى، ص ۵۳۳، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

٢- ليريد في كتاب العرب تطويع علمي من يسمي احدى بعثتي، وعلي من يثبت الشريك الج والمحدد هو من مال على

الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر. (رد المحتار، ج ٣، ص ٢٣١ طبعه)

ہے، آپ امتی کے یارِ حلال اور پھر نہ ہونے میں، آپ ہر امتی کے دل کے پکے اور کچے ارادوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ سب باتیں ہیں۔ اور بے شک ان عقائد و خیالات سے شرک صریح و زمناً ہے اور یہ عقائد آنحضرت ﷺ کے ارشاد لا تطرونی کما اطرت الصاری عیسیٰ بن مریم اور آپ کے ارشاد ما المسؤول عنها یاعلم من السائل ۲ اور آپ کے ارشاد واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بہ اوبی ۳ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے فرمان و من قال ان محمداً یعلم الغیب فقد اعظم العریۃ علی اللہ ۴ اور جناب باری عز و جل کے پر جہل قول و وعدہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو ۵ اور حضرت حق جل و علا کے فرمان ولو کت اعلم الغیب لاستکرت من الحیر وما مسی السوء ۶ اور بے شمار آیات و روایات کے خلاف ہیں۔ یہ و فقہاء مت محمدیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ علم غیب حضرت حق جل شانہ کی خاص صفت ہے۔ ولی دوم اس صفت میں اس کا شریک نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو جناب باری عز و جل نے بے شمار غیبی باتوں پر مطلع فرمایا تھا۔ اور حضور ﷺ نے بہت سی غیبی باتیں امت کو بھی بتادیں۔ یمن باوجود اس کے آپ و مرافقین نہایت نہیں۔ یہ نہ جو غیبی باتیں آپ نے باوجود خداوندی معبود میں ان میں آپ کا علم غیب نہیں۔ نیز امامان سید جزئی و جاثق اور امت کے دل کے بھیدوں پر مطلع ہونا عبادت نہیں۔ بل شریعہ اس کے خلاف یہ قائم ہیں۔ پس یہ عقیدہ جو حوال میں مذکور ہے شرکیہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں و ایسے خیالات سے احتراز لازم ہے۔ واللہ اعلم۔

آیت ”انما المشرکون نجس“ کے تحت کسی مشرک کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟
(سوال) اللہ تعالیٰ نے اپنے ہا مپاٹ میں رسول اللہ ﷺ کے آخرِ حمد میں مشرک و نجس احمق فرمایا ہے۔
یہی صورت میں ان کا جھوٹا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول (ﷺ) خدا کے
کسی مشرک کے ساتھ کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

المستفسر نمبر ۳۵۵ نذر ائمہ ضعیف بدی ۲، ہمدانی، اول ۳۵۲ھ ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۲۵۰) قرآن پاک میں مشرکوں کو نجس فرمایا ہے اس سے عقیدہ کی نجاست مراد ہے۔ اور نہ انسان کا

۱ بخاری، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۲ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۳ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۴ یہ روایت صحیح و مراد ہے۔ ۵ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۶ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۷ ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ باب قول اللہ وادکر فی لکتاب مریمہ الحج ۹، ۴۹۰ ط قدیمی

۸ امامان شیعہ آیت انما المشرکون نجس نے اس میں فرماتے ہیں ”وہو معالیٰ عبادہ الموسیٰ لظہرین دہ و دہ بھی
بمشرکین لدین ہم نجس دہ علیٰ سمسجد الحرام و لا یقر بوا بعد رسول ہذہ الایۃ۔“ (ج ۲ ص ۳۴۶) یہی روایت
(ماہور)

نہم ناپاک نہیں ہے۔ قرآن مجید میں نصاریٰ و شرک قریا ہے۔ باوجود اس کے طعام الدین اور تو الکتاب حل لکم (۲) کا حکم بھی موجود ہے۔ محمد کاغیت اللہ کان مدہ۔ دہلی

- ۱۔ کیا نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے؟
- ۲۔ ”حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک جانبدارعت ہے“ کہنے والے کا حکم۔
- ۳۔ نماز میں ”السلام علیک ایہا النبی“ اس خیال سے پڑھنا کہ حضور خود اسے سنتے ہیں شرک ہے۔

(سوال (۱) کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال آنا گائے بھینس اور گدھے کے خیال آنے سے بدتر ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

(۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جناب باری عز و جل کو زمان و مکان اور ترتیب عقل سے پاک جانور اس کا دیدار جنت اور بے محالات حق جانبدارعت ہے۔ کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

(۳) کسی صاحب نے ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ تشدد میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کے بجائے صیغہ غائب السلام علی النبی منا چاہئے یا السلام علیک ایہا النبی پڑھنا چاہئے؟ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کافر ہے۔ یہ جواب مولوی صاحب کا حق ہے۔

المستفنی نمبر ۷۹۷۴ مرامی جان۔ دہلی ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۵ اسی ۱۹۳۵ء (جواب ۲۵۱) (۱) نماز حق تعالیٰ کی عبادت با اثر است فیہ۔ ہے۔ عبادت میں مجبوری عظمت اور جدل و جبروت کا تصور مقصود ہے۔ ورنہ ہی پر اقتدار نہ مانا جاتا۔ ورنہ دوسرے تصور بہت تعظیم نہ ہونا چاہئے۔ یہ ظاہر ہے کہ نماز میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اہماء مبارکات ہیں۔ ان کے قصے اور واقعات مذکور ہیں۔ فرعون ہامان اور دیگر کفار کے نام بھی آتے ہیں۔ ان کے قصے بھی بیان سے جاتے ہیں۔ شیطان کا نام بھی آتا ہے، جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اور جن کرم و تعظیم مستیوں کے نام سے ربی و نقص قرآن پاک کے نظم عبارت میں زمان پر آتے ہیں ان کا تصور اور خیال بھی زہی طور پر آئے گا۔ اسی طرح فرعون ہامان اور شیطان کا جب نام لیا جائے گا تو ان کی طرف سے کسی خیال منقطع ہوگا۔ ورنہ آج تک کسی نے بھی قبل اعتراض اور مذموم نہیں کہا۔ اب رہی یہ بات کہ نماز کی حیثیت تعظیم مجبوری کے برابر تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تصور کرے تو وہ شرک فی العبادت ہوگا۔ اور شرک اس درجے کا کناہ، ناقابل مغفرت ہے۔

پس خداوند ہائے ربونی تنہا نماز میں آنحضرت ﷺ کا تصور بہت تعظیم عبادت کے برابر قوی

یہ قوی بات ہے۔ کتاب ہے۔ مسلمان چاہتا ہے۔ نماز میں آتا، قیام اعدا، اللہ سے التماس کر رہا ہے۔
وہ تمام قوتیں مجید و تعالیٰ ہیں۔ وہ قوتیں مجید میں پیغمبروں کے نام و یہ وہ قوتیں ہیں۔ انہیں
مقامی مہمان ہے۔ ان کے بارے میں خبر مانا۔ انہیں وہ۔ یہ قوتیں وہ۔ وہ ان کا۔ وہ وہ ہے۔ وہ
نہایت ہے۔ جب ان وہ۔ نام نہاد پر انہیں۔ قوتیں وہ ہیں۔ وہ تصور ہیں۔ قوتیں وہ ہیں۔ وہ
کتاب یہ ہے۔ وہ کتاب ہے۔ نام قوتیں پر انہیں۔ قوتیں وہ ہیں۔ وہ تصور ہیں۔

جن و ماں نے اس میں کامیابیات نہ دیکھیں یہ جب کہ نماز موقعی مہارت ہے۔ اس موقع میں
خبر کا تصور مل جاتا ہے۔ تعلیم مہارت ہے۔ اس سے ریاضت کا دل چاہ نہیں رہتا۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہابی

جس متجد میں شرکیہ افعال ہوتے ہوں اس میں نماز پڑھنے کا حکم

(از اخبار جمعیه سے روز و مورخ ۱۸ ستمبر ۱۹۴۵ء)

ایک مسجد میں چند قبریں ہیں، بعض مسکین کی سائیں باقی ہیں۔ زیدؒ کی قبر میں (۱) تانہ دار تانے۔ اور (۲) مسجد میں ہر وقت نورید تانہ دار تانے۔ (۳) اپنے پیٹے کی سائے میں شریک ہیں۔ سب ان سائے کی بات ہے کہ یہ تانہ دار تانے ہیں۔ (۴) زیدؒ کی قبر میں تانہ دار تانے۔ (۵) زیدؒ کی قبر میں تانہ دار تانے۔ (۶) زیدؒ کی قبر میں تانہ دار تانے۔

(حواص ۲۵۴)۔ تندرہ ہا کا اثر ثی ہو بیہ ہے۔ زید کے یہ افوں شر عا نا پا اور حرام ہیں۔ غر کے
کار۔ فیہ ثی ہو ہوں۔ ہمد متاثر ہے کہ نا پا کے ندر سے ن افوں کے ایک ہوںی فقیر نہیں ہے
ن افوں کے منع ہے۔ اور ہوں کے ن افوں میں عانت و عورت ہوں کے ہوںی نا ہار
ہوں گے۔ (۴)

عجیب میں نماز پڑھے۔ سب سے عجیب میں بنے وہ قہر ناچا زار نے۔ سب سے عجیب میں وہی غریبی نہیں
 محمداکفایت اللہ غفرلہ

۱۔ محرم میں تعظیم و تکریم کی غرض سے مٹی کا شیر بنانا۔

۲۔ بت کی پوجا کرنا۔

۳۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز۔

۴۔ بتوں کو حاجت روا سمجھنا۔

۵۔ اس گوشت کا حکم جو بت کو خوش کرنے کے لئے اس کے منہ میں ڈالا جائے۔

۶۔ ”شیر گلی میں روح، رسالت پناہ ہے“ کے قائل کا حکم۔

۷۔ مسلمانوں میں بت پرستی اور مشرکانہ رسوم کو مٹانے کی سعی کرنا۔

۸۔ مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

(از اخبار مسرورہ النعمیہ جوبلی مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۲۸ء)

(سوال) ملک دکن میں، جس میں مدراس، بمبئی، میسور اور حیدرآباد وغیرہ سب شامل ہیں، مجتہد دیکر افعال مشرکانہ نے مسلمانوں میں ایک یہ رسم جاری ہے کہ مٹی کا شیر پانچ پانچ فٹ یا چھ فٹ وچیش بن کر محرم میں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس مٹی سے شیر، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے اس کو منہ میں کا شیر کہتے ہیں۔ محرم میں اس کے گٹھے میں سوپروں کا بار ڈالتے ہیں اور منہ میں اس کو خوش کرنے کے لئے کچی گوشت ٹھونکتے ہیں۔ مرد و عورت اس سے مراد میں طب کرتے ہیں۔ منقش مانتے ہیں۔ اور ہر طرح اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک جاں نثاری بتا ہے ”شیر گلی میں روح رسالت پناہ ہے“

(۱) یا مذہب سرمد میں یہ بات مانا جاتا ہے (۲) اس کی پوجا پاٹ کرنے والے کا یہ حکم ہے (۳) غیر منہ کی نذر کرنا اور منہ کا شیر بنانا یہ بات (۴) بتوں کو دینے، لینے والے سمجھنا اور ان کی پوجا اور تعظیم کرنا یہ بات حلال سمجھنا یہاں ہے (۵) یہ گوشت جتنا جو اس کے منہ میں اس کو خوش کرنے اور مردوں کے لئے جاتا ہے یہاں ہے (۶) جو شاعر بتا ہے کہ اس مٹی کے شیر میں معاذ اللہ ”مختصر تہذیبی روئے“ ہے، اس کا یہ حکم ہے (۷) مسلمانوں سے اس بات پر کئی بار رسم کا منہ اور اس کی سعی کرنا موجب ثواب ہے یا نہیں۔ (۸) مورتیوں کی حمایت کرنا اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا یہاں ہے یا نہیں۔

(جواب ۲۵۵) یہ شیر بنانا اس کا حال میں ہے اور اس کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جو بیان کیا گیا ہے، مسلمانوں کا کام نہیں۔ کیونکہ اسلام تو اس قسم کی مشرکانہ حرکات کو منہ سے اور صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تعظیم و عبادت پر مبنی ہے۔ خدائی اور سہوی دین الہیہ وہ مشرکانہ افعال و اعمال کا دشمن ہے۔ ایک بات اس لئے کہ اسے اگرچہ ظاہر مسلمان ہوں، اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوں، قرآن کو سلام سے پڑھاؤں۔ ہندو تان کی بت پرست قوموں کے تعلق سے ان کی طبیعتوں میں بھی بت پرستی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور چونکہ ظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اس لئے اس بت پرستی کے شوق کو سماجی رنگ دے کر مذہبی کام بنانا پورا کرتے ہیں۔ تمام

اور پیغمبر اسلام اور مدہ تعالیٰ چیزوں پر سنت فرماتے ہیں۔ اور ایسے بتوں اور جس اور پیدا کرتے ہیں۔ (۱) عود باللہ من دلت۔ (۱) بت۔ بتا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کی غرض سے بتا قطعاً حرام اور شرکوں کا کام ہے۔ (۲) (۲) فیہ اللہ وچا (عبادت) کرنا شرک اور کفر ہے۔ اسلام میں تو صرف خدا کی عبادت اور بندگی کا حکم ہے اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور عبادت حلال نہیں۔ (۳) (۳) فیہ اللہ کی عبادت کرنا اور سنت ماننا حرام ہے۔ (۴) (۴) ان سب جان اور بے شعور تصویروں اور مجسموں کو دینے والے اور حاجت پوری کرنے والے سمجھنا صرف اسلام کے خلاف اور شرک ہے، بلکہ نری جہالت اور خالص حماقت ہے۔ (۵) (۵) یہ گوشت بھی جو اس کے منہ میں ڈالا جاتا ہے کھانا حرام ہے۔ (۶) (۶) جو شرعیہ کہتا ہے "شیر کلی میں رو کر بت پناہ ہے۔" تو وہ سخت جاہل اور سبکدوش ہے۔ کرس کا یہ عقیدہ بھی ہم تو اس کے ایمان کی خیر نہیں۔ مدعی معصیت ہے تو وہ سخت تعزیر کے مستحق ہے (۷)۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس کفر و شرک و رسم و منانے میں جس قدر سعی کر سکتا ہے کرے۔ جان سے مال سے، قلم سے زبان سے ان خرافات و سموں کو مٹانے میں جو سعی کرے گا اس کو بے حد جود و ثبات گا۔ (۸) (۸) ان مورتیوں کی عبادت کرنا اور ان کے قدم رکھنے کی کوشش کرنا حرام اور اسلام کی روح کے خلاف ہے۔ واللہ اعلم محمد کفایت مدہ فخر۔ مدرسہ مینیہ اسلامیہ دہلی۔

۱۔ دس محرم کی رسوم۔

۲۔ عاشوراء کے دن حلو، پھیرا وغیرہ پکانا اور فاتحہ دینا۔

۳۔ ۹ محرم کو تعزیوں پر مندی چڑھانا، بنہ پٹے پہننا، فاتحہ دینا۔

۴۔ دس محرم کو اکھاڑے قائم کرنا۔

۵۔ انیس و دیر شعراء کے مرثیے اور نوحے پڑھنا۔

۶۔ عاشوراء کا روزہ رکھنا۔

۷۔ اہل بیت کے ساتھ اظہار محبت کا طریقہ۔

۸۔ شوکت اسلام اور تعزیے۔

(از اخبار الخیمۃ (سہ روزہ) کوہی مؤرخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۱) جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے قبل عرب میں محرم کی دسویں تاریخ کو یہ رسوم دہوتی تھیں؟

(۲) حبس کرنا، پھیرا، پکانا، و فاتحہ دینا، مرثیے پڑھنا، اکھاڑے کرنا، اگر آپ کو ایک دفعہ

۱۔ یہ تدبیر "مواہب اللعین" و "المہر" و "الذات" و "الذات" و "الذات" میں عمل سے (۱۰۰۰۰۰)

۲۔ "وحتو برحس من لاوت" (۱۰۰۰۰۰) و "وحتو برحس من لاوت" (۱۰۰۰۰۰) و "وحتو برحس من لاوت" (۱۰۰۰۰۰)

۳۔ "واعتدوا للہ ولا تشرکوا بہ شیا" (انماء ۳۶)

۴۔ "واعتدوا للہ ولا تشرکوا بہ شیا" (انماء ۳۶)

۵۔ "ماہدہ التماثل التي انتم لها عاکھون" (انماء ۵۲۰)

۶۔ "لقلہ تعالیٰ: "وما اهل بہ لغیر اللہ" (ابقرۃ ۱۷۳)

۷۔ "من ری مکم مکر فمکرہ مدہ و لا یستطع مدہ و لا یستطع فکسہ" (اسم ج اصل ۵۰ قدیمی)

پابندی نہیں، تمہیں اسے اس طرح، تشبیہ و تشکیک سے سمجھنا ہے۔ (۱۰)
 نہیں دیکھو دیکھو شعر، اسے مرثیہ سے مبالغہ آمیز ہیں۔ ان کا یہ منہ نہیں تو مریہ کی دلی نایہ سب
 تاجا نر اور مذہب موم اور تعلیم اسلام کے خلاف ہیں۔ (۱۱) اس کا رخ کاروزہ منہوں سے ہے۔
 کاروزہ بھی مل کر دو روزے رکھتے چاہئیں۔ اگر کاروزہ نہ رکھتے تو وہ بھی ہے۔
 آدمی اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ان محبت شہادت و مہاربات، یہ ثابت پڑا۔
 صورت میں رہتا ہے۔ نو فیل پہلے روزہ نہ ہو، عودت قرآن مجید سے ڈب ڈب پاپا کتاب (۱) یہ ہے۔
 تعزیوں سے شوکت اسلام ظاہر ہوتی ہے غدار ہے۔ کسی غیر مشروع فعل سے اسلام کی شوکت نہیں ہو سکتی جو
 اہل اسلامی کے خلاف ہیں، یہی شوکت نہیں ہوتی، یہی اہل اسلام کی شوکت نہیں ہے۔

جواب دیگر از رسومات محرم اور جب اور شب رات۔

حوت ۲۵۷، جواب دیگر۔۔۔ رب نے کہ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ ساری باتیں ہیں جن کو
 "نہ دیکھا جاتا۔ تہا۔ پر ہے تو ہے ہر جگہ شریعت سے نکلے۔ یہ آئی و مومن ہونا
 نہ ہو جیتا ہے۔ آئی کے مومن۔۔۔ تہا تہا مومن ہونا۔۔۔ تو اس سے یہ بات
 شریعتی چیز نہیں ہیں۔ ان کو شریعتی جہد پر پابانہ مت ہے۔۔۔ نہ غایت مدد نہ ہوتی۔

تقریباً کر جلوس نکالنا، اس سے مراد میں ہانڈنا۔

(از اخبار نجم - مہوری ۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

اس سوال کا جواب بھی میں در شہ میں دے چکی تھی۔ مگر اس کے جواب میں۔ کہ میں اس شخص کی طبیعت سے خوف محسوس کرتا ہوں۔ قریب ہوتے ہیں اور نو تارن و شب کے یاد رہنے میں وزن آتے ہیں۔ قریب و کثرت کرنے سے کہتے جاتے ہیں۔ آگے آگے ان کے سوال وغیرہ جاتے جاتے ہیں۔ پھر کچھ کے پانچ پچھلے اپنے مقام پر آتے ہیں۔ اور اس تارن و تمام مقررہ قریب رہا جاتا ہے اور روٹیاں چروٹی والے وغیرہ

[illegible]

٢- قالوا يا رسول الله نه يوم بعظمه ليهود واشترى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد كتب الله ليهود السبع قال نعم ذاك اليوم ليهود حتى يوفى رسول الله صلى الله عليه وسلم ح ١ ص ٣٥٩ م
فدسسي قال في رد المحتار ويستحب تصوم يوم عاشوراء تصوم يوم فيه ويوم بعده لكون محلها لاهل الكتاب
(رد المحتار ٢٠ ٣٤٥ طبع)

٣٠ ومنها وضع الحدود وانشره الكيفيات، وإلهيات المعية، ولعادات المعية في وقت معية لم يوجد لها ذلك العيس في شريعة" (المعصية، المأخوذات، الباب من في قريبات من " ١٣٩، المأخوذات من)

چڑھائے جاتے ہیں اور مہینے نکلی جاتی ہیں۔ پھر تین بچے تعزیہ تھا کر مع مردوزن ہمراہ تعزیہ ڈھول تاشے جاتے ہوئے تالاب پر پہنچ کر پانی میں بھنڈا کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد تین روز تک ماتم کر کے تیجہ کیا جاتا ہے۔ ان کو سمجھایا جاتا ہے تو دھوکہ ہم کو دہائی غیر مقلد کہتے ہیں۔

(جواب ۲۵۸) تعزیہ بنانا اور اس کے ساتھ باجے بجانا (۲) اور عورتوں اور مردوں کا مل جل کر اس کے جھوس میں شریک ہونا اور تعزیہ پر نذرین چڑھانا (۳) یہ سب کام تمام ائمہ کے نزدیک ناجائز اور حرام ہیں۔ جو دھوکہ حنفی ائمہ کو ایسے کام کرتے ہیں۔ وہی درحقیقت غیر مقصد ہیں۔ کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کاموں کی ہمیں اجازت نہیں دی ہے اور نہ کسی حنفی فقیہ نے ان حرکات کی اجازت دی ہے۔ جو دھوکہ کہ ان کاموں سے میٹھ رہتے ہیں وہ امام ابو حنیفہ کے سچے مقصد ہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

قبر پر فاتحہ خوانی اور میلاد کاروانج ڈالنا۔

(از اخبار سہ روزہ المحمدیہ دہلی مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۴ء)

(سوال) محمد مولوی چل میں ایک قبر خام ایک آدمی کے دروازے پر تھا۔ باجہ دروازہ کے کسی ذی علم نے یہ رائے دیا کہ قبر ہو کر چند غیرہ منع ہے، اس قبر کو بھیہ دو تاکہ قبر پر راستہ نہ ہو۔ چند بزرگول سے معصوم ہو کہ صاحب قبر محمد کے ایک مولوی تھے۔ جب وہ قضاے تو اس قبر میں دفن ہوئے۔ اس سے محمد کا نام مولوی چل رکھا گیا۔ اس کے سواوں بات معصوم نہیں۔ چھ مہینے کے بعد غیر جہد کا ایک شخص بھورت شاہ صاحب آید۔ چند لوگوں کو کہا کہ ہم وہ خوب ہوا ہے کہ اس قبر میں بزرگ لینے ہوئے ہیں۔ ہر سال بارہویں ربیع الثانی کو میلاد شریف و فاتحہ خوانی کیا کرو۔ چنانچہ شاہ صاحب نے اسی سال سے فاتحہ خوانی و میلاد شریف کاروانج ڈال دیا۔ ہر سال تاریخ مذکورہ پر عورت مرد و منع کے قرب و جوار کے لوگ جمع ہو کر کرتے ہیں، اور اپنی اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔

(جواب ۲۵۹) یہ سب معصومہ غلط اور ناجائز ہے۔ اس رسم کو بند کر نیلی سعی کرنا چاہئے۔ اس میں شریعت کو نایا اس کی حمایت کرنا شرعی جرم ہے۔ (د) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱ تعزیہ داری در عشرہ محرم وغیرہ اساحتی صرائح و صورت قبور و علم تیار کردن دلیل و غیرہ ذلك اس ہمہ امور بدعت است (مجموعہ الفتاویٰ علی ہامش خلاصۃ الفتاویٰ ۳۴۴، ۴ طامجد اکیڈمی)

۲۔ "ومن الناس من بشرى لهو الحديث (کن ۶) حال المحسن المصري، بولت فی الفاء و المرامیر" (صفویۃ النفاہ ۲۸۸ طدار القرآن الکریم بیروت)

۳۔ "وایدر للمخلوق لا یحور لانه عبادة و العادة لا ینکون لمخلوق" (رد المحتار ۲ ۳۳۹ ط سعید)

۴۔ لقوله عبیدہ لسلام من رای مکرم مکرم فی غیرہ ببدلح (مسند ابی اسحاق ۱۵ ط قدیمی)

۵۔ "ولا تعاووا علی الاثم و العداوان" (المائدہ ۲)

- ۱۔ ایصالِ ثواب کا طریقہ ۔
 - ۲۔ مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب ۔
 - ۳۔ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب ۔
 - ۴۔ شبِ برات کا حلو اور سلف صالحین ۔
 - ۵۔ مستحب کام کو فرض اور واجب کی طرح ضروری سمجھنا ۔
- (از اخبار سہ روزہ الجمعية دہلی مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) شرعاً یہ ہے کہ ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں مقرر کیا تو اس کی وجہ ہے؟

(۲) یہ مخصوص ایام میں ایصالِ ثواب کی عادت آیا ہے۔ یہ شعبان کی چودھویں تاریخ کو شریعت نے ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کیا ہے؟ اگر نہیں تو خود مقرر کر لینا یہ ہے؟

(۳) مخصوص دنوں کے علاوہ مخصوص غذاؤں سے ایصالِ ثواب کرنا اور ہمیشہ ایک غذا کو ایصالِ ثواب کے لئے مخصوص کر لینا یہ ہے؟ مثلاً شبِ برات کو حلو پکانا۔ اور ہر سال اسی کو مخصوص کر لینا یہ ہے؟

(۴) کیا صحابہ کرام میں سے کسی نے شبِ برات کو حلو پکانا اور عیدوں کے مسکنوں میں شبِ برات کا حلو مقرر تھا؟ کیا فقہاء نے بھی شبِ برات کے حلو کا ذکر کیا ہے؟ (۵) یہ فقہاء نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر کوئی امر مندوب اجتماعی طور پر کیا جائے لگے تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مثلاً منیۃ المصلیٰ کی شریعت غنیۃ المستملیٰ میں لکھا ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب اور رمضان کی ستائیسویں شب میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ ایصالِ ثواب کے بارے میں بھی کیا ایسا لکھا ہے؟

(جواب ۲۶۰) ایصالِ ثواب ایک اچھا اور مستحسن کام ہے۔ اگر طے کیا کہ اس میں کام وحدود شریعت سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اس کی اصل شریعتی یہ ہے کہ انسان کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس سے اس کی غرض حضرت حق جل مجدہ کی رضا جوئی یا اس کی عبادت کرنی ہوتی ہے زیادہ سمعیار سوم مرتبہ کی پابندی مقصود نہیں ہوتی۔ خدا ص پر عمل کامل ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ شانہ کے رحیم و کریم ہر گاہ سے اس کو اس عمل نیک کا ثواب دیا جائے گا وعدہ صادق فرمایا گیا ہے۔ اور رحمت بالائے رحمت یہ ہے کہ اگر وہ خدا ص کے ساتھ یہ دعا کرے کہ یا اللہ اس ناپرز عمل کا جو ثواب مجھے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ فداں شخص کو میں بخشا ہوں۔ اس کو پونچھا دیا جائے، تو حضرت حق اس شخص کو جیسے ثواب بخشا گیا ہے عطا فرمادیتے ہیں۔ شریعت مقدسہ نے اس عمل ایصالِ ثواب کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص چیز یا خاص ہیئت کی شرط اور قید نہ لگائی ہو تو اپنی طرف سے ایسی تخصیص کرنی

ار تصریح عنماؤدافی باب الحج عن العیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ او صوماً او صدقة او غیرھا کذا فی الہدایۃ و فی البحر من صام او صلی او تصدق و جعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والا حیات حیا، و یصل ثوابہا الیہم عند اہل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع (رد المحتار ج ۲ ص ۲۴۳ سعید)

ناجیڑ اور حد شرعی سے تجاوز ہو گا۔

(۲) جو کہ بسا اُوب سے پنی حرفت و فیاضانی یا ولی خاص خدمت و تربیت ہیں
وہ اس کا ترازو پر پیتے ہیں۔ مثلاً فی طور پر مہذب اُوب یا مہذب زیادت اُوب کہتے ہیں وہ صاحب ثانی
سے تجاوز کرتے ہیں (۲)

مشرقیوں نے جو دعویٰ کیا ہے کہ ان کی تعلیمیں میں کتاب کا کلام الٰہی سے نفرت نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی تعلیمیں ہی جیسے کہ عام مسلمانوں کی ہیں، عقیدہ ہے تو یہ درست نہیں ہوگا۔

(۳) اس کا جواب بھی نہیں دیتے۔ یہ لوگ ان تکفیر و تہمیش و ترمیش کی چیز نہیں سمجھتے۔

ثباتِ یحییٰ و عیسیٰ میں یقینی رہنا جو سنت مذہب و کتاب کا مطلب ہے۔

(۴) انہی لوگوں کو یہ جھگڑتیں سے سزا دینی ہوتی ہے۔

— (2)

(۶) ان کے خلاف کسی فرض و عبادت کی طرح محض یہ جانے سے اس بات سے کہ
فرض و عبادت کے کسی عین میں سے یہ عینیت دینے میں قائل تھا کہ اگر وہ جانتا ہے کہ
فتنہ کے برائے کام ہیں تو اس کی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً حضرت عہد مدینہ معظمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہما نے نماز کے بعد اپنی طرف نماز ٹھیک کرنے کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ خیال ہر ائمہ و ماموں
میں شیطان کا حصہ قرار دیا ہے۔ اور جیسے کہ حضرت عہد مدینہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پابست کے
کے ستم کے دوران کے زمانہ میں منع ہونے کے فرض نماز کے اس کے اہتمام کے مدد سے فرمایا
(رواہ السجاری فی صحیحہ)۔ غرض کہ یہی طرف نماز پابست پر سنہ و نسلوں پر ہر سنہ و نسلوں
میں ثابت ہے۔ اس کے لئے اس کے لئے ہر مصلحت و فائدہ اور فرض و عبادت کی ہر مصلحت و فائدہ کی ہر

میں داخل ہے۔ (۷) محمد کاغیت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۲) من حبيب في مرقب هادى من حبلى ردى

ومما وقع محدود وبرد كفتت إنياب سبعة وبرد بعد ذب سبعة في وفات معه ثم يوجد كذب ذب
القيس في لشربه عتمة من تاتن اباب من أن يثب بان ن (٣٩٥)
قال في ليدنه وكره بوفت سبي من لشرب سبي من لشرب وفات في فتح القدير في بحدوي و
الاسحبي هذا در حجاب كد عتمة م بوفت بفسر عتمة او برك بفر ، به صبي الله عتمة وسبب فلا كرهه ككي
سبب ان بفر غيرهما حجاب سلاطين لجهل ان عتمة لا حجاب ولا حجاب في هذه العتمة بعد لعنه ب بكرهه في
اليدنه ، و لحي ن ليدنه عتمة مكرهه سبب و حجاب كرهه عتمة او (٣٩٦) عتمة في عتمة - ٣٣

۲۔ عبد اللہ لا پہنچے۔ حد کہ بھگوان شہید میں نہ رہی ۔ چنانچہ نہ لا مقبرہ لا عن سیدہ بنت ابی
صبیحہ عبد اللہ و سیدہ کبر مقبرہ عن سارہ (بخاری ۶۱۱۱ طبری)

٣- ذات عبد الله بن عمرو جالس بين حجره عائشة وإذا اباس يصلون في المسجد صلوة الصبحي قال فسأله عن صلاتهم فقال بدعة (ظاري ق - ٢٣١) ق ي

٣- "ومنها وضع الحدود، والكتب المكية، والعبادات المكية في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك في السنة" (الاعتماد، باب الاول في حركاتها، ١٣٩ دار الفکر بيروت)

- ۱۔ سنتوں کے بعد فاتحہ خوانی اور درود کا اتنا اہم بدعت ہے۔
- ۲۔ کسی ولی کا جھنڈا نکالنا۔

(از اخبار مسہ روزہ الجمعہ دہلی۔ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۳۷ء)

(السوال) (۱) سنتوں کے بعد امام باہمہ عت کا فاتحہ خوانی و درود بچہ ناکار ٹوبہ ہے یا بدعت ہے؟ (۲) اگر کسی مسلمان کے ٹولہ والوں نے کسی ایک دیہہ کا جھنڈا نکال دیا تو کیا یہ بدعت ہے؟ (۳) اولیاء و شہداء و رگاہوں کی زیارت بوجاہاں اپنی مرادیں ماننے بطور تائید و اعانتہ ہے یا بدعت ہے؟

(جواب ۲۶۱) (۱) سنتوں کے بعد اس عمل کا اتنا اہم کر لینا سنت نہیں۔ اور اس پر صبر اور اتنا اہم کرنا بدعت ہے۔ (۲) جھنڈا نکالنا بدعت ہے یعنی اولیاء کے نام سے جھنڈا نکالنا بدعت ہے۔ (۳) زیارت بوجاہاں تو جائز ہے۔ اور وہاں ان کے تہذیب و تمدن کے معجزات کرنا و السلام علیکم یا اہل القصور انتم سلفنا و نحن بالاثار پڑھنا سنت ہے۔ اور ان سے مرادیں ماننا ناجائز ہے۔ محمد خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی۔

۱۔ من جو بصورت فاتحہ و درود و سال میں نہ ورنہ یہ بدعت ہے۔ اور من پتھر صل میں، انھیں من اتنا اہم کرنا بدعت ہے۔ یہ بدعت سید میں داخل ہے من اصر علی امر مذکور و جمعہ عوام و لم یعمل بالوحیۃ فقد اصابہ من سلطان من لاصلاح فکف من اصر علی بدعہ او مکر (مرقاۃ ج ۳ ص ۳۱ طبع مکتبہ المدینہ)

۲۔ تعریہ داری در عشرہ محرم و صاحب صریح و صورت قور و علم نیار کردن دلیل و غیر دلت اس ہمہ امور بدعت است (مجموعۃ الفتاویٰ: ۴ / ۳۴۴ طبع مجد اکیدمی)

۳۔ عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "تبجكم عن زيارة القصور فهو رذيلة" (مسلم)

۴۔ عن ابن عباس قال مر النبي صلى الله عليه وسلم بقصور المدينة فاقبل عليهم بوجه قائل السلام عليكم يا اهل القصور بغير الله لولكم انتم سلفنا و نحن بالاثار (ترمذی ج ۱ ص ۲۰۳ طبع مکتبہ المدینہ)

۵۔ لقوله تعالى ولا تدع من دون الله مالا يفسدك ولا تبصرک (یس ۱۰۶)

دسوال باب کائنات عالم

پیش گوئی پر اعتقاد رکھنا۔

(السوال) ثانی بہار میں جو قیامت خیز زلزلہ ہوا اس کے متعلق تین چار مہینے پیشتر سببوں کے چند جوشیوں نے خبر آتی اخبار میں یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ان دنوں میں سات گھنٹہ تک جمع ہوں گے اور یہ ایک واقعہ ضرور ہوگا۔ یہ باتیں پر میری حق باتیں نہیں ہیں جو مذہب تھے ان کا اعتقاد پختہ ہو یا نہ ہو۔ اس کے متعلق شریعت میں یہ حکم ہے "یا مَن ایسا کچھ جمع ہونے سے زمین کے اوپر کچھ اثر ہوتا ہے" المستفتی نمبر ۱۸۹ اسماعیل ابراہیم محمدی۔ ۱۱ اشوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۴ء (جواب ۲۶۲) آمان وراس کے متعلقہ مخلوقات کے آثار طبعیہ زمین اور اس کے مخلوقات پر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمدردی سے مقرر ہوتے ہیں۔ اور پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کے رزق اور مشیت کے ماتحت وقوع میں آتے ہیں۔ بعض آثار تو معلوم اور مشاہد ہیں جیسے مندر کاندہ و جزیر چاند کے طلوع و غروب کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور زمین کے نباتات کی ترقی و تنزل، پختگی و رنگ و مزہ و آفتاب و مہتاب سے تعلق رکھتا ہے و سب بڑا۔ اور بعض آثار معلوم و مشاہد نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ چند ستاروں کا کسی خاص برج میں درخاس بیت پر جمع ہو جائیں زمین کے اوپر وہ وقت منیہ کے ظہور کی علامت ہو۔ مگر ان کے اوش کا ظہور حضرت حق کے حکم و مشیت سے ہی ہوگا۔ انہی کے حق کے بتوں کی تاروں کی حرکت و روان سے وضع مقرر ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ خاص خاص صورت و متعلق برپا ہے تو ان میں ان قسم کی بدعتیں اور اصول اسلامیہ سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(جواب ۲۶۳) قطعی صورت شریعت میں سیارات یا زمین کے حرکت کرنے کی تفسیر صحیح نہیں ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

بارش بادلوں سے برستی ہے یا آسمان سے؟

(السوال) زید موجودہ مسندوں کے نظر سے یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بارش بادلوں سے آتی ہے۔ اور بادلوں میں پانی مندر سے بخارات اٹھ کر آتا ہے۔ عمر و اس پر یوں معتقد ہے کہ کامابی (قرآن

فان فی العہدہ الصحابہ ولا یكون الا ما یرید وہی سرحد واما الارادة الکوبیہ فی الارادة لمدکورہ فی قول المسمیین ما شاء اللہ کان وما لہ یسہ مکمل۔ (شرح عقیدہ طائفیہ اطاعت الشیخ ص ۵۳، ۵۵ و مقابلاً ص ۵۷) اور تین قدر قدرت کے عالم میں وہاں سے آتے تھے۔ بدیدہ غلبات کے عالم میں آتے تھے۔ اعلیٰ عقیدہ کے زمین کی حرارت و غلظت یہ ہے۔ اور تین درست ہے۔ قرآن مجید کی آیت "وہ جعل الارض میہاداً" (یوسف) زمین و بنوا نہیں بنایا) میں زمین کی مائتہ بردش کی طرف اشارہ ہے۔ سناتے۔ تفسیر کے آیت "لہیۃ الوسطی مع شرحہا النجوم الشطی" مصنفہ مولانا محمد موسیٰ الروحانی الباری مطبوعہ دفتر وافی سدر من العربیہ پاکستان مناب۔ "نیز شیخ محمد علی اصاوٰی کی کتاب "حرکت الارض و دور بہا جہہ انبہا القرآن" طواریا حکم و مشق۔

شریف) میں پانی کا نازل ہونا آسمان سے ثابت ہے۔ یونہی کئی مقامات پر غطفاء کا استعمال آیا ہے۔ اور عام غطفاء میں آسمان کو کہا جاتا ہے۔ ورنہ واسطے ثبوت میں تفسیر روح بیان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پارہ الم سورہ بقرہ سورہ ۲، ۱۳، ۲۱ میں آیت او کصب من السماء فید طلعت (الی) بالکھربین کی تفسیر کرتے ہوئے بارش کا بر سنا اور بتایا کہ بیان کیا ہے۔ آسمان کے اوپر پانی کا ایک دریا ہے وہاں سے پانی حسب منشاء لہی بادلوں میں آتا ہے۔ اور پھر بارش کے طور پر اس سے وہی پانی ٹپکن ٹپکن کر تاراج جاتا ہے۔ ہر ایک قطرہ کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے وغیرہ الخ ورنہ بیان میں یونانی علماء کے خیال کا رد بیان کیا گیا ہے کہ بادلوں میں سمندر کے بخارات سے ہرگز نہیں آتا۔ اب اصل مطلب یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں سے کس کو قبول کیا جائے اور کون سے نورد۔ اگر پہلے کو لیا جائے تو قرآن مجید کے غطفاء و سس معنی میں لیا جائے ورنہ دوسرے قول کو لیا جائے کہ آسمان کے اوپر آتا ہے۔ وہاں سے پانی بادلوں میں آتا ہے تو پھر اس کا یہ جواب ہے۔ بخار با تجموں اور مشاہدوں سے ہمہ یور ہے ہیں کہ حرارت سے پانی گرم ہو کر وہ میں مٹا رہتا ہے۔ ورنہ اس سے ہم اپنے گروہ میں پانی موجود پاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی قرآن شریف میں بھی ہواؤں کو پانی سے لد ہوا بتایا گیا ہے یعنی بادوں وغیرہ۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۴ مسر عبد الرحمن صاحب مروت۔ علی۔ سے لکھی سلامیہ بانی اسس ڈیرہ اسماعیل

خاں ۱۰ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶۴) قرآن شریف میں بارش کا آسمان سے آنا مذکور ہے۔ لہذا اس پر ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اس کیفیت کے اس طرح آنا ہے قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ لہذا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ بارش آسمان سے آتی ہے مگر اس کیفیت کے ساتھ جو خدا و معبود ہے ہمیں معصوم نہیں۔ قرآن مجید میں بال بارش کا سبب بھی بتایا گیا ہے۔ قالوا ھذا عارض ممطرنا۔ لہذا بال بارش کا سبب جاننا قرآن مجید کے خلاف نہیں بادلوں میں پانی کہاں سے آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ سمندر کے بخارات بال بن جاتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے، اور اس طرح بارش ہونا بھی ممکن ہے، ورنہ آسمان سے ناسمعیطہ طریتہ سے بادلوں میں پانی آنا بھی ممکن۔ اس سے ان دونوں باتوں میں تنافی اور تضاد نہیں۔ محمد غایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

جنت کی تخلیق پہلے ہوئی یا انسانوں کی؟

(السوال) متعلقہ پیدائش جن

(جواب ۲۶۵) جن انسان سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ (۲) محمد غایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

۱۔ "والنزل من السماء ماء" (البقرہ ۲۴۰)

۲۔ الاحقاف ۲۴۰

۳۔ ولجن حنفہ من فل من سورہ النہد (۲۹) فل اس کثیر (من فل) ہی مر فل الالک۔ (۱) غفر لہ ۲۰

۵۵۔ طہ سبیل آئیدی لاہور

۱۔ ہیل کے سینک پر زمین کا ہونا۔

۲۔ کیا زمین گول ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ زمین کے نیچے ہیل ہے۔ اس نے زمین کو اپنے سینوں میں پڑا ہوا ہے نہریہ۔
زمین سات عدد ہیں۔ (۲) اس میں ان سے ہیں کہ زمینوں ہے۔ یا شاید یہ ٹھیک ہے۔

المسنطی نمبر ۱۷۲۲ کا میں صاحب (ریاست سوات، صوبہ سرحد) ۸ مفر ۱۳۵۸ھ

مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۳۹ء

(جواب ۲۶۶) (۱) یہ روایت روایات میں سے ہے۔ اور عقیدہ قائم کرنے کے قابل نہیں۔ (۲) ثریت
و اس سے ثابت نہیں کہ زمینوں ہے۔ یا مسطح۔ و نزدیک قلوب و سطح مقدمات اور اصحاب اہل ان تعلیم کے سے
نازل ہوئی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان آمد۔ دہلی

چاند میں روشنی آنے پر مغرب کی اذان کتنا؟

(از اخبار روزہ جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۳۸ء)

(السوال) غروب قمر کے وقت سے عوم میں مشہور ہے کہ جب چاند میں روشنی آجائے تو اذان مغرب نہ
دینی درست ہے۔

(جواب ۲۶۷) چاند میں روشنی خاص کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اس
کے یہ بات بطور حتم سے سمجھی جاتی ہے۔ و ایک حد تک صحیح ہے۔ مریضی اور کلی طور پر یہ میل نہیں ہے۔
محمد کفایت اللہ غفر لہ

(سوال) ۱۔ کتاب "ہزار مسئلہ" متبر نہیں؟

(از اخبار روزہ جمعہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء)

کتاب ہزار مسئلہ کے مسائل اجتماعی طور پر ہمارے ہاں تک مستند اور معتبر ہیں جب کہ نہ مصنف کا پتہ ہے اور
نہ جن کے مسائل میں متبر تب حدیث کے مسائل و جوابات ہیں۔

(الف) اسی خصوص زمین و ساخت کے بارے میں کہ ایک موتی تھا، خدا کے خوف سے پھل کر پانی
ہو گیا۔ اس کے بعد مد غار نے ہم و بنا کر پانی پر چلنے کا حکم دیا۔ ہوا کے چلنے سے پانی زور سے بہنے لگا۔ و پانی
میں غب پیدا ہو گیا۔ یہی غب خشک ہو کر زمین بن گئی۔ قرآن کریم کے غظ کن فیکون سے یہ مراد ہے۔

(ب) زمین و استقامت کے بارے میں کہ زمین ایک ہیل کے سینک پر ہے۔ میں ایک پہاڑ پر ہے
جس کا نام وہ مسعود ہے۔ وہ مسعود وہ غلبان پر ہے۔ علی ہذا یکے حد یگرے سے چا گیا ہے۔ آخر کے متعلق کسی
کو علم نہیں۔

(ج) یہ اعتقاد کہ خدا کے جل شانہ نے دنیا و اپنی قدرت سے باطل معلق رکھا ہے یہ ہے؟

(جواب ۲۶۸) کتاب ہزار مسئلہ میں جو مسائل مذکور ہیں وہ قابل اعتقاد نہیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان آمد۔

زمین کا گائے کے سینک پر ہونے کی ایک روایت پر تبصرو۔

(از اخبار سر روزنامہ "پہلی" - مہر ۱۰ جنوری ۱۹۲۲ء)

(السوال) زید متا ہے کہ زید زمین، ریاء ہے، وریاء میں مچھلی ہے، ورمچھلی کی پشت پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینک پر زمین ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(جواب ۲۶۹) یہ روایت اس ترتیب کے ساتھ سند صحیح سے ثابت نہیں۔ محمد غایت اللہ غفرلہ

گیارہواں باب ذات پات، نسل قبیلہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، اور عثمان غنیؓ کی

اولاد کا صدیقی، فاروقی اور عثمانی کہا نام درست ہے۔

۲۔ صدیقی، فاروقی، اور عثمانی کا اپنے آپ کو قریشی کہنا جائز ہے۔

۳۔ خلفائے اربعہ کی سب اولادیں انصاری بن کنانہ کی اولاد ہیں۔

(السوال) جو شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہے وہ فاروقی کہا جاتا ہے یا نہیں؟ اور

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد عثمانی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صدیقی کہا جائے گی یا نہیں؟ (۲) جو شخص آج تک اپنے کو اولاد حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق میں رہ کر اپنے کو فاروقی یا صدیقی کہتا رہا ہے، یا اس کا یہ فعل کہ اب شخص قانونی فائدہ اٹھانے کے

لئے اپنے کو قریشی سے منسوب کرے اخذ قاورث ناجائز ہے گویا جائز (۳) یہ کہ ہندوستان میں سوائے انصاری

بن کنانہ کی اولادوں کے خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولادیں کہلاتی ہیں یا نہیں؟

المستفتی سید مطلق فرید آبادی ۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

(جواب ۲۷۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد دور اور دور اولاد فاروقی اور حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد دور اور دور اولاد عثمانی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد دور اور دور اولاد صدیقی

ہے۔ اور یہ سب قریشی ہیں۔ یعنی تمام فاروقی قریشی ہیں اور تمام عثمانی قریشی ہیں اور تمام صدیقی قریشی ہیں۔

یونکہ ان کے جد اعلیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریشی ہیں۔ (۲) کسی فاروقی کا اپنے کو قریشی کہنا اور کسی عثمانی کا اپنے کو قریشی کہنا اور

کسی صدیقی کا اپنے کو قریشی کہنا نہ واقعہ غلط ہے اور نہ شرعاً ناجائز۔ بلکہ ایک حقیقت واقعہ کا اظہار ہے اور اس میں

کوئی شرعی عرانی اخذاتی قانونی قباحت نہیں ہے۔ (۳) خلفائے اربعہ کی اولادیں سب کی سب انصاری بن کنانہ کی اولاد

میں ہیں۔ (۱) اور سب کی سب قریشی ہیں۔ محمد غایت اللہ غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی

کسی مسلمان کو نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھنا؟

(السوال) ایک عورت بدو سے مسلمان ہوئی جس کو عرصہ قریب پچیس برس کے گذرا اور ہر روزی قوم کے مسلمان کے ساتھ نکاح کیا۔ پھر وہ اس میں مسلمان حیات میں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند رہی۔ اب ہر روزی وہ اس کو برائی میں اٹھانے سے کار کرتے ہیں یہ وہ عورت مسلمان نہیں ہوئی۔ برائی میں اٹھنے کے قابل نہیں؟

(جواب ۲۷۱) اس کا یہ خیال کرنا کہ نو مسلم ہماری قوم سے نہیں اور اس وجہ سے اس کو ذلیل و خوار سمجھنا گناہ ہے۔ اسلام میں ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں۔ اسلام تو یہ تعلیم دیتا ہے انما المؤمنون اخوة۔ (۱) جتنے مسلمان ہیں سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ کام امام کے خلاف کن مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو ذلیل و خوار سمجھے۔ جو ایسا کرے۔ کائنات کا بے کار بنے گا۔ خداوند تعالیٰ جس شانہ کا رشا ہے۔ و جعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ (۲) یعنی خداوند تعالیٰ نے تمہارے قبیلے اور خاندان اس سے مقرر کئے کہ آپس میں تعارف اور شناخت کے کام آئیں۔ بے شک شریف تر تم میں وہی ہے جو پرہیزگار تر ہے۔ یعنی خدا سے نزدیک شریف و معیار تقویٰ ہے۔ ذات پات۔ جو وہ کی نیت مسلمان کو محض نو مسلم یا کم ذات ہونے کی وجہ سے ذلیل سمجھیں ان کو خدا کے مذہب سے ہرنا چاہیے اور توبہ کرنا چاہیے۔ معلوم نہیں اس وقت موت آئے۔ بغیر توبہ کرنے میں مذہب خداوندی کا سخت خوف ہے۔

خانہ شمشہ کی اولاد کو سید کہنا درست ہے یا نہیں؟

(السوال) حضرت علی مرتضیٰ مدظلہ العالی سے یہ حضرات خانہ شمشہ کی اولاد کو سید کہنا جائز ہے یا نہیں؟ (جواب ۲۷۲) سید عربی غلط ہے جس کے معنی ہمارے ہیں۔ اور اس معنی کے لحاظ سے یہ غلط ہے۔ بزرگ اور صاحب توقیر شخص کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے۔ متقدمین میں طریقہ یہ تھا کہ شاکر اپنے استاد کو مرید اپنے پیرو۔ بیٹا اپنے باپ کو خادم اپنے آقا و سید نامہ۔ نام یا سیدی و مائی کہا کرتا تھا۔ بے شمار مثالیں اس کی تب متقدمین سے مل سکتی ہیں۔ لیکن ہمارے عرف میں اس لفظ کے معنی دوسرے ہو گئے ہیں اور وہ یہ کہ ”سید“ بول کر ”علوی“ یعنی اہل علی مرتضیٰ مدظلہ العالی سے ہونا مراد لیا جاتا ہے۔ اور دو فارسی عبارتوں میں اس کے یہی پچھلے معنی غالب استعمال میں ہیں۔ اگرچہ عربی کلام میں ابھی تک علوی کے معنی میں یہ غالب استعمال نہیں ہے لیکن کسی ایسے کام میں جس میں یہ غلط علوی کے معنی میں غالب استعمال ہو گیا ہو در اس غلط سے یہی سمجھ جائے۔ کہ اہل علی بہ نام ”سید“ ہی غیر علوی کے لئے اس کا استعمال کرنا مناسب نہیں کہ اس میں امتساب غیر واقعی کا یہاں ہے۔ اگرچہ امتحان کرنے والے نے سردار کے معنی میں استعمال کیا ہو اور اس وجہ سے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن یہ غیر مقصود کی وجہ سے نامناسب ضرور ہے۔ و اللہ اعلم۔

المستفتی نمبر ۱۳۔ مولوی محمد زریہ۔ عربیہ نیچر مسلم ہائی اسکول انبالہ۔ ۲۴ شوال ۱۴۱۶ھ

مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۴) یہ حدیث نہ اعمال کے ص ۱۴۰ جلد ہفتم میں موجود ہے۔ (۱) لکن النجار سے نقل کی ہے اور منادی نے کنوز الحقائق میں اس روایت کر کے (اشفعی) کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور لا تعلموها کے بجائے لا تعلموها؛ کر کیا ہے۔ اور جامع صفیہ میں کئی حوالوں سے باغظ مختلفہ ذکر کیا ہے (۲) مثلاً اس میں ہے قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها۔ الشافعی والبیہقی فی المعرفة عن ابن شہاب بلا عا (عد) عن ابی ہریرۃ (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها وتعلموا من قریش ولا تعلموها ولولا ان تظر قریش لا حصر تھا سال حیا رہا عند اللہ تعالیٰ (طبرانی) عن عداللہ بن السائب (صح) قدموا قریشا ولا تقدموها ولولا ان تظر قریش لا حصر تھا سالہا عبد اللہ البرار عن علی (صح) یعنی یہ حدیث لکن نجار اور شافعی اور ترمذی اور ابن عدی اور صہبانی وریزازی نے روایت کی ہے۔ اور جامع صفیہ میں اس کی تمام روایتوں پر صحت کی علامت کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ قریش مقدم (مقتدا) ہونے کے اہل ہیں۔ ان کو مقدم کر کمو اور (ما اقاموا الدین) (۳) جب تک ان کی اہلیت قائم ہو تم ان سے مقدم ہونے کی دوش نہ کرو۔ اور قریش (یعنی امت نبویہ) سے دین کی پیروی قرآن مجید کی قرات (لا ان القرآن اول بلعة قریش) حاصل کرو اور اس بارے میں ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی راہ اختیار نہ کرو۔ یہ فقط ایصال حق کی احمد کی تعلیم ہے اور ہدایت کا ثبوت ان کے لئے مایہ نفعی ہے نہ کہ بطور لزوم جیسے کہ غلطہ اقاموا الدین سے ظاہر ہے کہ دین سے روگردانی پر وہ قیادت اور تقدم کے مستحق نہیں۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

بنو ہاشم بھی سید ہیں۔

(السوال) عوفا طمرہ کے علاوہ، عوفا شتم بھی سید ہیں یا نہیں؟

المستفيضة: ٨٢٢ محمد نذر رشيد (شعاع خجرات) ٦ محرم ١٤٥٥ هـ مطابق ٢٠ مارس ١٩٣٦ء

(جواب ۲۷۵) یہ باتم کے ہر دور کے باطنی بھی غصہ و اترتا سید ہیں اور حرمت صدقہ کے حکم میں شام
ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ سید کا غصہ نہ تو فاطمہ کے لئے خاص ہو گیا ہے۔ محمد غنیؑ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا حرام ہے ان کو سید پکارنا ضروری نہیں۔

(السوال) یہ مذہب امامہ ہے ختم ہے کہ جن افراد پر زکوٰۃ شرعیہ صدقہ حرام ہے اور وہ مستحق

١- كبر العمال : الباب الرابع في العمال و ذكرهم بمب ١٥٩ نم ٣٣٩٣ في باب اثباته في -

٢- الجامع الصغير (حرف القاف قدموا) ٢ ١١١ ط مصر.

۳- محاربي، کتاب الاحکام، ۱۰۵، قول الله اطعموا الله واطعموا الرسل الحج ۲- ۱۰۵، اطعموا.

۳۔ "اے کتبہ سنان قریش و بنی النضر اے امیر ہمسایہ ہم" (شاعری باب نزول انقرآن بلسان قریش) ۲ (۷۵ء طقدیکی)

شمس ہیں۔ ان کو غرض خیر نسب سید اور سادات سے موسوم و مخیط کیا جائے۔ بیوا تو جروا۔

المستفتی نمبر ۹۳۸ سید مال احمد۔ دہلی۔ ۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۶) صدقہ بنی ہاشم پر حرام ہے۔ اور بنی ہاشم میں جن پر صدقہ حرام ہے عباسی اور عو حارث اور اور جعفر بن ابی طالب اور ولید عقیل بن ابی طالب اور ابو علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب شامل ہیں۔ ان سب کے لئے غلط ہاشمی ایسا غلط ہے جو اظہار نسب کے ساتھ اظہار حرمت صدقہ کے لئے کافی ہے۔

سید کا غلط اس معنی میں محاورت عرب میں مستعمل نہ تھا۔ ہندوستان میں بھی تین عام معنی میں متعارف نہیں ہے۔ بلکہ حضرت علی و تمام اولاد پر بھی حاوی نہیں۔ صرف اولاد و فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر عفو جاتا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ شریعت میں کسی سے قسم کا وجود نہیں کہ غلط سید اپنے نام کے ساتھ حرمت صدقہ کے اظہار کی غرض سے لکھنا یا نہ ضروری ہو۔ فقط محمد کفایت اللہ کا نندہ۔

محض نسب کی بنا پر دوسرے مسلمان کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) جو مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی حیثیت سے ذلیل سمجھے اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرے وہ کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۰۱ امام محمد۔ اردو بہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۷) محض نسب کی بنا پر کسی کو ذلیل سمجھنا اور ذلیل نہنا اسلامی قییم کی رو سے غلط اور ناجائز ہے (۲) اور اس بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا موجب فسق ہے۔ محمد کفایت اللہ کا نندہ۔ دہلی

سید ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا۔

(السوال) کسی کا محض اس بنا پر کہ میں شیخ و سید ہوں، اپنے کو بڑا سمجھنا اور پیشہ و اقوام مشذبا فندہ نہال مجام وغیرہ کو ذلیل سمجھنا اعتبار نسب کے جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۹ عمر صاحب (ضلع سارن) ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۸) سادات کے لئے اور اسی طرح صحابہ کرام اور بزرگوں کی اولاد کے لئے ایک قسم کا شرف حاصل ہے۔ لیکن وہ اسی وقت معتبر اور کارآمد ہے کہ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ شخص اچھا ہو اور باوجود اس کے دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے (۲) اور ان کے ساتھ شوریٰ طرح معاملہ نہ کرے۔ محمد کفایت اللہ کا نندہ۔

۱۔ "ولا تدفع لى مى هاشم وهم ال عى وال عباس وال عقیل وال الحارث من عبدالمطلب" (حدیث ۱۰۶۱ مکتبہ شریعہ علمیہ)

۲۔ "یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و انى و جعلکم شعوب و فانیاء لنعرفوا ان کرمکم عبد اللہ اتفکم" (الحجرات ۱۳)

۳۔ "یا ایہا الدین اموا لا یسحر قوم من قوم عسى ان یکونوا حیرا مهم" (الحجرات ۱)

۱۔ ذات پات کی وجہ سے عزت اور ذلت کا فرق کرنا

۲۔ اعلیٰ ذات والے غیر مسلم کو گھٹیا پیشہ والے مسلمان پر ترجیح دینا۔

(السوال) (۱) مثل بندوں کے شیخیہ مغل پھان کو اعلیٰ ذات سمجھنا اور باقی کو ذلت میں سمجھنا یہ ہے اپنے پرہیزگاروں کے ساتھ شور جیسا سلوک کرنا کیسا ہے؟

(۲) بندوں کے اعلیٰ ذات پر ہمن راہیوت وغیرہ و برہر ٹھکانا اور مسلم پیشہ ورا قوام مثل بافندہ وغیرہ

کو برہر نہ ٹھکانا کیسا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۰۱۵۔ ام صاحب نصاریٰ (ضلع سارن) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۴ جون

۱۹۳۶ء

(جواب ۲۷۹) مسلمانوں میں ہر امام میں ذات کے حقیقت پر شرافت اور ذلت کا فرق نہیں۔ اسلام میں

شرافت صدائیت و عمل و تقویٰ پر ہے۔ (۲) اعلیٰ شرافت نبی شرافت سے بالاتر ہے۔ ایک مسلمان پیشہ ور

صالح متقی غیر مسلم نبی شرافت سے زیادہ کا زیادہ متقی ہے۔ محمد غایت مدظلہ العالی

غیر مسلم کا جھوٹا استعمال کرنا درست ہے بشرطیکہ اس کے منہ سے کوئی نجاست نہ نکلی

ہو۔

(السوال) ملک حاق عبدالعزیز نے چھوٹ کا جھوٹا پانی پیا۔ (روزنامہ آفتاب ۲۵ جون ۱۳۵۶ء)

(۱) مذکور شبہ روزنامہ میں مسٹر چندرا ن تقریر ہو چلی تو مولانا مولوی محمد عثمان صاحب نے جو

جسہ کے صدر تھے اپنی فائزہ تقریر کے دوران میں اسلام کی تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے سوا کسی

حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے چھوٹ بھائیوں کا خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک مسلمان ان کے

ساتھ بیٹھ کر ایک تھن میں حنا کا ساتھ دے۔ اور ایک کان میں پانی پی سکتا ہے۔ مولانا نے منہ سے یہ الفاظ نکالے

ہی تھے کہ ملک حاق عبدالعزیز نے سب چھوٹ بھائیوں کے سامنے مسٹر چندر کا جھوٹا پانی جو

کان میں میز پر رکھا تھا پی یا اور ثبات کر دیا کہ مسلمانوں میں بالکل چھوٹ چھوٹ نہیں ہے۔ ملک صاحب نے

پانی پی تو چاروں طرف سے احسانت و مرحوبانے فرمے بند ہوئے۔ مولوی محمد عثمان صاحب نے تقریر کرتے

ہوئے بہت سے واقعات کا ذکر کیا۔ پھر ملک صاحب نے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرح انہوں نے آپ

کے سامنے مسٹر چندر کا پانی پیا، کیا وہی بندہ برکت ہے۔ اس پر ایک بندہ نوجوان جسہ میں ہوا کہ ہو رہا ہے۔

ہاں میں پی سکتا ہوں۔ پتا نہ چلے اس نے سب کے سامنے ایک دوسرے چھوٹ کا جھوٹا پانی پیا۔ مولانا نے اس پر

اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اسلام پاک تعلیمات کا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کا ثمر ہے کہ آج

بندوں بھی اسلام کی تعلیمات کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور بری رسم و چھوڑ رہے ہیں۔ جسہ نے دھوکے

سے ختم ہوا۔

(۲) مسلمانوں میں ان قسم کی چھوٹ چھوٹ نہیں۔ مدیر آفتاب چھوٹ بھائیوں کا مہمان

گذشتہ شب مسٹر چندراجب تقریر ختم کر چکے اور جسے برخاست ہو چکا تو مہاروڑہ کے چھوٹوں نے مسٹر چندرا اور ان کے ساتھیوں کو پکارتے ہوئے کہا کہ یہاں آؤ۔ مسٹر چندرا نے کہا کہ میں یہاں نہیں آؤں گا۔ وہ چاہتے تھے کہ مدیر آفتاب ان کے ترجمان کا نقشہ لکھیں۔ اس سے کہ مسٹر چندرا کی زبان سے ناواقف ہیں۔ مدیر آفتاب نے چھوٹ بھائیوں کی دعوت و نہایت خوشی سے قبول کر لی۔ اور وہ مسٹر چندرا کے ساتھ شب بھر بھنگیوں کے کورٹر میں قیام پذیر رہا۔ چھوٹ بھائیوں نے اپنی حیثیت کے مطابق اپنے مہمان کی خاطر داری میں کوئی دقیقہ ٹخنہ نہ رکھا۔ اور صبح کا ناشتہ کرا کے ان کو رخصت کیا۔ قیام برائے ۲۷ جون ۱۹۳۶ء۔

علمائے کرام کیوں خاموش ہیں؟

برچی میں ایک نیچری خیال کا مذہب ایک اردو اخبار کی پندہے کر علی روسی شہاد سوره مختہ اور قرآن پاک کی متعدد آیات کا خاکہ زار ہے، لیکن کسی بھی عالم دین ویہ جرات نہیں ہوتی کہ اس دریدہ ہمن کے منہ میں گام لے۔ یوں تو معمولی معمولی ناکارہ چیزوں پر وہ فتویٰ دینے کے سے تیار ہو جاتے ہیں۔ پوریشن تک کے معجزات ان کے افتاء کی زد سے محفوظ نہیں رہتے لیکن ظلم کی بات ہے کہ ایک مذہب شخص اسلام اور مسلمانوں کو علم ہل تضحیک کر رہا ہے۔ اور علماء حق کو "بجومت" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ مگر اس عالم کی غیرت ایمانی و حساس نہیں ہوتا۔ آج کل میں وہ مبلغ اسلام حافظ مولوی محمد حسن صاحب، مولانا مولوی ایوب بیگ صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد عثمان صاحب اور ضمیم علی محمد صاحب۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ ملک مد عزیز آف پنجاب ہوش اور مدیر آفتاب جیسے نمائندگی مسلمان مردار خواروں کے ساتھ چاہتے پیتے اور ان کا جھوٹا پانی پیتے ہیں اور وہ بھی ہر صاحب علم و ہوش مسلمانوں کے سامنے۔ اسلام ہر اجازت نہیں دیتا کہ اس سے شخص کا جھوٹا ھایا جائے جو حرام اور حرام اشیاء کو جائز اور حلال سمجھ کر کھا رہا ہو، تاوقتیکہ وہ مسلمان ہو۔ اور ان اشیاء سے تائب نہ ہو جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ صرف غیر مسلموں پر جھوٹا ثر قائم کرنے کے لئے یہ مہم دین سے بے خبر لوگ اسلام کو ذلیل کرتے پھرتے ہیں۔ کیا غیر مسلموں پر اسلام کا اثر اسی صورت سے ڈال جا سکتا ہے کہ ان کا جھوٹا پانی بیا جائے۔ اور ان کے ساتھ ھانا ھایا جائے۔ سامان کی محبت ارفع و علی ہے۔ اس کی مقدس تعلیم اور زرین اصولوں پر کاربند ہو کر ہم مسلمان و نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے کہ غیر مسلم خود اسلام کے شیدائی بن جائیں۔ آج اس قسم کے نئے مسلمان اپنی حرکات سے اسلام کو بجائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسلمانوں کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی بے دین یا مشرک کا جھوٹا ھائیں۔ بلکہ دنیا اور دین میں باعزت اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے سے بے دینوں اور مشرکوں کو اسلام کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے اور جیسے جیسے ان کو حساس ہوتا ہے وہ جلد بحوش سلام ہوتے جاتے ہیں۔ شیخ خالد اعلیٰ گام اور شیخ عبداللہ گاندھی اور دوسرے بزرگوں نو مسلموں سے مسلمان نہیں ہوئے کہ ملک عبد العزیز نے ان کا جھوٹا پانی پیا تھا۔ یا قاضی محمد مجتبیٰ صاحب نے ان کے سامنے بھنگیوں اور چمادوں کی محفل میں بیٹھ کر چائے نوشی کی تھی۔

یہیں تفوت رہ از کجاست تہنجا

آج کراچی کے علماء دین اور مبلغین کا فرض ہے کہ وہ اپنے عشرت کدوں سے ہمارے نکلیں اور میدان میں آکر سلام کی صحیح تعلیم مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں اور اس غلط فہمی کو دور کریں جو ان جاہلوں و وجہ سے پیدا ہو رہی ہے۔ اسلام کی نظر میں تمام غیر مسلم خواہ وہ اچھوت ہوں یا بد مذہب چھتری ہوں یا ویش ایک ہیں۔ ان میں سے جو بھی اسلام میں داخل ہو وہ ان کا بھائی ہے۔

المستفتی نمبر ۱۰۸۷ محمد یوسف صاحب دہلوی۔ (کراچی) ۱۳ اکتوبر ۱۳۵۵ء مطابق

یکم اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۸۰) اسلام میں چھوت چھت نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلام کے وزن کے لحاظ سے مسلمانوں یا غیر مسلموں ۵۰ روپے میں تقسیم نہیں کیا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی نسل اور قومیت کے لحاظ سے اچھوت نہیں۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسی شے استعمال کرتا ہے جو اسلام کے ناپاک یا حرام قرار دی ہے تو اس سے مسلمان اس سے احتراز کرے گا۔ ناپاک یا حرام چیز کا اس کے ساتھ کوئی نہ ہو جائے۔ خواہ استعمال کرنے والا مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ یمن اسلام کے نسل کے بدن کو (جب کہ اس پر کوئی خارجی نجاست نہ ہو) پاک قرار دیتا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر کا فرق نہیں ہے۔ اور اسی بناء پر انسان کا جمع ناپاک ہے۔ (۱) خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ پس اگر کوئی مسلمان کسی کافر سے بیف یا بچمت کا جمع ناپاکی سے تو شر طیبہ اس کافر کے کوئی ناپاک چیز کھائی پی نہ تھی، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر وہ مسلمان یا کافر اب پی کر فوراً اس سے پانی لے تو یہ جمع ناپاکی پینا ناجائز ہے کہ اس میں اب پینے کی وجہ سے نجاست آئی۔ (۲) پس نتیجہ برائے یہی کہ مضمون بھی اعتدال سے متجاوز ہے۔

نقطہ۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

۱۔ آپ برتن میں غیر مسلم بھتیجے کے ساتھ کھانا کھانا۔

۲۔ غیر مسلم سے مسجد میں جھاڑو دلوانا۔

(السوال) (۱) ایک غیر مذہب بھتیجے کے ساتھ مسلمان کھانا ایک پیٹ میں بیٹھا ہے؟

(۲) ایک غیر مسلم بھتیجے کو باہر مسجد میں جھاڑو دلوانا بیٹھا ہے؟

المستفتی نمبر ۱۳۳۶ شیخ عبد الغفور صاحب (دہلی) ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۵ھ ۶ فروری ۱۹۳۷ء

(جواب ۲۸۱) (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ (۲) اس میں بھتیجے اور بھتیجہ کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھتیجے کی طرف سے کئی کئی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر

۱۔ الاول من الاقسام سورۃ طہر مطہر بالاتفاق من غیر کراہہ فی استعمالہ و ہوما شرب مہ آدمی لیس بمسحاح
ولا فرق بین الصغیر و الکبیر و المسلم و لکافر و الحائض و لکافر (نور الانصاء مع شرحہ مراقی الفلاح

الطبعة الاولى: ص ۱۸ ط مصطفی البابی العلوی و اولادہ بمصر)

۲۔ "واذا تنجس فمہ فشراب الماء من فورہ تنجس۔" (توالیلا)

۳۔ واما محاسنہ فالحسین عی علیہ السلام لیس بحسن لکن والدات لان لہ تعالیٰ احل طعام اہل الکتاب (تفسیر ابن کثیر)

نحت قوله تعالیٰ انما المشرکون نجس الاية: ۲/۲۴ ط سہیل اکیڈمی

مسموم بھیجی کو نہ دھوا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کرالنے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بناء پیکر غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس نے ہاتھ پاک کر اسنے گئے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھیجی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصائب کے لحاظ سے بدل سکتی ہے۔ اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھانے کی ہو تو پھر کوئی التزام و اعتراض نہیں اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بہا وجہ غیر مسموموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینا التزام ہو گا مگر ناپاک یا حرام کھانے کا التزام نہ ہو گا۔

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کے جہد کے ساتھ باقی جہد میں بھیجی سے جھاڑو کوئی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھیجی کے پاؤں و بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کے جہد میں بھیجی اس سے جھاڑو کوئی جا سکتی ہے۔ کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ سلامی صوفیوں کے لحاظ سے پاک ہے۔ محمد غایت اللہ کان مدبر۔ دہلی۔

(۱) ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے بطور تواضع فقیر کا لفظ استعمال کرنا۔
(۲) فقیر کا مفہوم گداگر متعین کر کے ایسے افراد کی تذلیل کرنا اور مستحقہ حقوق سے محروم کرنا ظلم ہے۔

(۳) فقیر کا لفظ چھوڑ کر اپنے اصلی قبیلہ کی طرف انتساب درست ہے۔
(السوال) ہمارے علاقہ ہریانہ میں مہم مساجد، متولی خانقاہ یک زمانہ سے پشت در پشت نسلا بعد نسل تبلیغ اسلام کا ہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اور اس تبلیغی جماعت کے افراد نے اپنی اصلی ذات و قبیلہ شیخ، قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم سے منسوب ہونے کے بجائے محض باتا سنت نبوی ﷺ غنہ فخری و بتقدید علماء عظام و صوفیائے کرام ہندی اقوام سے ذات پات کی تمیز مٹانے کے لئے اپنے آپ کو بطور امتدادی کلمہ فقیر سے موسوم کیا اور ہر تقریر و تحریر میں منکر نہ طریق پر فقیر ظاہر کرتے رہے۔ جیسا کہ اس کلمہ کا استعمال روشن ضمیر علماء عظام پر بخوبی روشن ہے۔ چنانچہ اس علاقہ میں اس جمعیت (امام متولی خانقاہ) کے افراد اسی کلمہ سے موسوم ہو رہے ہیں لیکن ایک انتقال از منی کے باعث پنجاب و بالخصوص علاقہ ہریانہ میں زراعت وغیرہ زراعت پیشہ جتنی ذات پات کی تمیز خود مسلمانوں میں ہو چکی ہے بلکہ حقوق ملکی، زرعی، مذمتی میں اس ذات پاک کا امتیاز قائم ہو چکا ہے اور اس جمعیت کے افراد از ممد تا لحد خدمت، سلام و مسلمین کے صلہ میں سید قوم خاد مہم کی بجائے محض فقیر موسوم ہونے کے باعث باوجود جملہ صفات و ضروریات زمانہ ہر شعبہ، صیغہ سوسائٹی، حکومت میں ذیل سے جارہے ہیں اور چند موصوعات کے واحد سویدار و مثل و دیگر کاشتکاران پیداوار راضی پر ہر اوقات کرنے کے باوجود حقوق زرعی فوری، مذمتی سے محروم سے جارہے ہیں۔ اس اللہ کا نام بلند کرنے والی، اللہ کے گھروں کو آباد کرنے والی جماعت کے افراد پر فی زمانہ جملہ وسائل ترقی ہر طرح و ہر طرف سے بند کر کے ان پر دائرہ معیشت تنگ کیا جا رہا ہے۔ لہذا علمائے عظام کی خدمت میں اس طبقہ کی موجودہ حالت پیش کر کے التماس ہے کہ برادر مہربانی سوالات ذیل کا جواب باصواب فردا فردا بروئے

شریعت حقہ عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) جبکہ مسلمین میں مثل قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم قبائل، فقیر بھی کوئی ایسی قوم یا ذات ہے یا کلمہ افسار ہے۔ جس سے سلف صالحین اور ان کی اولاد و جائشمن موسوم ہوتے رہے ہیں۔

(۲) زید اور اس کی برادری بصورت مذکور ذبا، فقط فقیر سے موسوم ہے۔ ان کو باوجود جملہ صفات ضروریات کی ذات فقیر (جس کے معنی فی زمانہ پیشہ ور گداگر کے لئے جارہے ہیں) قرار دیا کر سوسائٹی و حکومت میں بیل کرنا اور مستحق حقوق سے محروم کرنا اور کرنا جسکے مازمت تک سے برطرف کرنا مسلم آزادی و ظلم موجب گناہ ہے یا نہیں۔

(۳) اس تذیل سے اپنے اور اپنے تمدنی و معاشرتی ترقی کے لئے اپنے اصلی قبیلہ (قریش، سید، مغل، پٹھان وغیرہم) سے منسوب ہو کر بدستور خدمت اسلام بجاانا کیسا ہے (اور جوئے فقیر اپنی اصلی نسب ہی شیخ، سید، مغل وغیرہ درج کرنا کیسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۵۸۱ محمد سیمن صاحب صدیقی (ضلع حصار) ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۸ جولائی

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۲) مسلمانوں میں فقیہ دینی ذات اور کوئی نسل نہیں ہے۔ فقیر ایک لقب تھا جو کوئی شخص بطور نسب اپنے لئے یا بطور اظہار زہد و سادگی کے شخص کے استعمال کرتا تھا اور ہم نسل وال شخص (خواہ عوی ہو یا فطمی مغل یا افغان یا اور کوئی) اس لفظ استعمال کر سکتا تھا۔ پس اس و ایک ذات قرار دے لینا نہ تنطیل ہے اور اس مفہوم کے اگر متعین کرنا خود سادات، قریش یا عرب نسل سے ہوں یا مغل، پٹھان وغیرہ نسلوں سے ہوں ایک ظلم ہے جس کا رفع کرنا ضروریات میں سے ہے۔ اور فقیہوں و سانی اس جماعت میں سے ہر شخص کو اپنی نسل کے ساتھ سے سید یا قریش یا مغل وغیرہ کا لقب اپنے نام سے ملحق کرنا جائز ہے۔ فقط۔ محمد کفایت مددکان امداد۔

مسلمانوں کو جائز پیشہ کی بناء پر ”جو بابا“ کہہ کر اس کی تذیل کرنا۔

(السوال) ایک مسلم و مومن کی شان میں اس ایسے لفظ کا استعمال کرنا جس سے اس کی تضحیک و تذیل ہوتی ہو، شرعاً جائز ہے یا ناجائز اور ایسے معاملہ میں مسلمانوں کو اس طرح کا احتیاط لازم ہے۔ مثلاً کے طور پر، مادہ ہو کہ ایک مسلم خاندان اس میں علماء و مشائخ صالحین و مدرسین کثرت سے موجود ہوں ان کے آبائی پیشہ بافندی کی بناء پر اس پورے قبیلے کا نام جو بارگاہ یا بیا ہے اور اس لفظ جو ہے کو تمام باشندگان ہندوستانی خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم عرف و حقیقت دونوں میں اتنا معیوب اور مذموم سمجھتے ہیں کہ مسلم خاندان تو دربار اگر ڈوم اور چمار کو بھی غلط جو ہے سے تعبیر کیا جائے تو چرغ پا ہو جائے اور اپنے سے اسے نہایت تذیل و تضحیک کا سبب سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی دوسرا غلط اس سے بدتر کسی خاندان کی تضحیک و تذیل کے سے عرف میں ہنوز نہیں ہے۔ تو اب ایسی صورت میں خاندان کے متعلق جن سے آباؤ اجداد بافندہ تھے یا اسے اکثر افراد اب بھی اسی پیشہ کو کرتے ہیں تو اس پیشے کی بناء پر ایسے دست آمیز لفظ ”جو بابا“ کا استعمال کرنے سے

کی شہرت کا مستحق ہے یہ نہیں۔ رہے تو اس سے ساتھ مسلمانوں کا یہاں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید، حدیث شریف و فقہ حنفی و روئے حکم صادر فرما اس شرف و فتن کے زمانے میں صحیح طریق عمل بتا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(المستفتی نمبر ۱۷۷۸ محمد نصیر الدین عثمانی رحمہ اللہ (یا) ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۰ ستمبر

۱۹۳۱ء)

(جواب ۲۸۳) جائز پٹے و بناء پر و نماز میں سمجھنا اسلامی احکام پر سلامتی تعلیم کے خلاف ہے۔ مسلمانوں میں یہ مہلک منہل ہندوستان میں ہندوؤں کے خنڈ سے (ان میں ذات پات و تقسیم و پیشوں پر شرافت اور ذات و دیار بھی گئی ہے) پیدا ہوا ہے اور بدقسمتی سے اسی رہے پر پختہ کیا ہے، جس رہے پر ہندوؤں میں ہے اور اس نے عالمی وحدت و پائش پائش کر دیا۔ چونکہ پیشوں پر شرافت و ذلت و بی، تعصب و زبان میں رنج ہو گئی ہے اس لیے غلط جو دراصل پیشوں کے خاص رہنے کے وضع سے کئے تھے ان کے اصل وضع میں عزت و ذلت کا مفہوم نہ تھی، جیسے غلط جو باسفافندی کے اظہار کے وضع کیا تھا۔ اس عام تخیل و بناء پر ذلت و ذلت کے مفہوم کے حامل بن گئے اور جو اسے کا اطلاق کرنا کو یا اس کو ذیل مرد دینے کے قائم مقام بنایا اس سے یا تو اس تخیل اور یا جا۔ یا یہ غلط کے طاق سے متاثر کیا جا۔ یہ متاثر کا حکم اسی اصول پر مبنی ہے کہ کو اطلاق کرنے و نیت میں تذلیل و توہین نہ ہو۔ اظہار حرفہ و اظہار حقیقت ہی مقصود ہو۔ مگر یہ غلط عام تخیل و لحاظ سے توہین و تذلیل کا حامل ہو گیا ہے۔ جیسے حدیث شریف نے وہ غلط جو آنحضرت ﷺ کے حالات کے بیان میں آتے ہیں۔ "مَنْ كَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ" و "يَحْصِفُ نَعْلَهُ" اس کے ترجمہ میں ہمارے ترجمہ و تراجم کے مطابق ہے اور۔ "منہفك" کا ترجمہ اصباح فرماتے تھے "رما زمر" اور "مطابق رہنے و نیت بھی تذلیل و توہین نہ ہو تو پھر وہ سبب المسلم فسوف" میں دخل ہو مگر لازم فاسق تو ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

سادات کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

(السوال) بہت سے لوگ یہ سوال پیش کرتے ہیں۔ سید قوم کہاں سے شروع ہوئے اور ان قلب سے یہ مراد ہے؟ جتنی سادات کا سلسلہ کہاں سے شروع ہوا اور سید کس سے آیا ہے اور یہ نسب کیا ہے اور سید کے کیا معنی ہیں اور شیعہ کیا ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۷۷۹ عابد علی صاحب، بنگال۔ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۰ ستمبر

۱۹۳۱ء)

(جواب ۲۸۴) یہ ذاتوں کا سلسلہ جس طرح کہ ہم میں اب قائم ہو گیا ہے، اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نہ تھا۔ سب توشیح، صدیقی، فاروقی، عثمانی، موی لور سید سب الگ الگ ذاتیں سمجھی جانے لگیں۔ حالانکہ یہ سب قریشی اور شیخ قریشی ہیں۔ ان میں سے سیدہ ہمدانی جو حضرت علی و فاطمہؑ کی اولاد میں داخل ہیں۔ پس سید تمام کے تمام قریشی بھی ہیں۔ انصاری وہ لوگ ہیں جو قریشی نہیں ہیں۔ مدینہ طیبہ کے رہنے والے غیر قریشی انصاری کہلاتے تھے۔ ان کی اولاد شیوخ انصاری کہلاتی ہے۔ خدامہ یہ کہ سید اور صدیقی لور فاروقی و عثمانی اور حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سب قریشی میں داخل لور ہم ایک دوسرے کے ہم غویں اور پٹھان اور مغل بنی قومیں ہیں۔ ان کا عرب کے ساتھ سلسلہ النسب نہیں ملتا۔ ان کی طرح ہم اور ہندوستان کی دوسری نو مسلم اقوام شیخ کہلاتی ہیں۔ پس شیخ کا غلط عرب کے بہت سے سلسلوں (مثلاً انصاری، صدیقی، فاروقی، عثمانی، زبیری وغیرہ) لور بہت سے بنی نو مسلم قوموں پر ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

محض پیشے کی بناء پر اپنے آپ کو انصاری کہنا درست نہیں

(سوال) رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں حضرت ایوب انصاری صاحبِ پٹان کر تیار کرتے تھے اور فروخت کرتے تھے اس لئے اس زمانہ کے وہ مسلمان جو کہ پڑا ہٹے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اپنے کو انصاری قرار دیتے ہیں، جس کو کہ ہندوستان میں مومن یا نوربانف یا جو۔ باہر کر پکارا جاتا ہے، یہ ان اصحاب کے زمانہ میں وہی ایسا بھی فرقہ تھا جو روئی کو صاف کر کے مٹی دھسن کر قابلِ سوت بناتا تھا۔ مٹی روئی کو دھنسا بھی تھا اور دھسن کر سوت تیار کرتا تھا اور سوت تیار کر کے پڑا بھی بناتا تھا۔ ایسے وہ اس زمانہ میں تھے تو ان کا کیا نام تھا اور اس فرقے اور کس جماعت سے موسوم ہوتے جاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ایوب کے فرقے کے لوگ لقب انصاری سے موسوم ہوتے جاتے ہیں، لور جن کا فرقہ ہندوستان میں اس زمانہ میں نداف یا دھنیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور فرقہ انصاری کے قدم قدم چلنے والے ہے۔ اس سے اطمینان ہے کہ اس فرقہ کے وہ زمانہ خدمت و زمانہ اصحاب میں اس نام، حرفہ سے موسوم ہوتے جاتے ہیں اور اس کا پتہ ان کتاب کے دیکھنے سے مفصل معلوم ہو سکتا ہے۔

(المسنفتی نمبر ۹۰۹ اذاعہ حسن علی (بہ دہلی) ۱۷ شعبان ۱۳۵۶ھ الموافق ۱۲۳ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۵) حضور ارم ﷺ کے زمانہ مبارک میں انصار ان لوگوں کا لقب تھا جنہوں نے مسلمان مہاجرین کی مدد اور نصرت کی تھی۔ یہ وہ مدینہ منورہ کے باشندے تھے اور ان میں ہر قوم کے پیشہ والے و ہر نسب سے منتسب شامل تھے۔ انصاری کا لقب کسی خاص پیشے یا کسی نسب کی بناء پر نہیں تھا۔ جو وہ حضرت ایوب انصاری کی اولاد میں ہوں وہ اپنے و انصاری کہہ سکتے ہیں۔ خواہ ان کا موجودہ پیشہ کچھ بھی ہو۔ و جوان کی اولاد میں نہیں، وہ محض پیشہ کی بناء پر اپنے کو انصاری نہیں کہہ سکتے۔ پیشوں کی بناء پر وہی الفاظ استعمال جاتے ہیں جو ان پیشوں پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً باغ حاکم حجام وغیرہ۔ ہاں اس وقت ان پیشوں کو بنظر حقارت نہیں دیکھا جاتا تھا لور اس نسبت کو موجب توہین قرار نہیں دیا جاتا تھا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) ”میر اسی“ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت کسی کا زنا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

(السوال) جو قوم مطرب و مغنی کی تین میر اسی کی ہے۔ یہ قوم آدم علیہ السلام کی اور۔ دسے ہیں یا کسی اور جنس حیوان، درندہ یا پرندہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں کافر ڈالنے کے واسطے وقت اس شخص نے وہاں پر فعل تین زنا کیا تھا؟

(المستفتی نمبر ۱۲۰۵ میر مدین صاحب (مفتاری) ۸ شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۸۶) (۱) میر اسی بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ان دور کی اور دس سے نہیں۔

(۲) اس واقعہ کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کے وقت ان کے کنہ یا تھا وہی ثبوت نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ له، دہلی۔

ہندوستان کی ”پارچہ بانف برادری“ کا اپنے آپ کو انصاری کہنا۔

(السوال) دہلی میں پارچہ بانف برادری کے چند نوجوانوں نے ایک انجمن بنی، اصاح انصار قائم کی ہے اور وہ کہتے ہیں۔

(۱) ہم انصار ہیں اس سے ہم مقدمہ ہمیں پنی ذات انصاری ظاہر کرنی چاہئے۔

(۲) انجمن اصاح انصار کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان کے چار کروڑ پارچہ بانف انصاری کی ہیں۔

ہیں۔

(۳) انصار مدینہ پیشہ پارچہ بانفی تھا۔ اس سے ہم مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بانفی ہے انصاف مایاب سکتا

ہے۔ دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبہ کے اور ہر قوم کے افراد آباد ہیں اور اسی طرح

پارچہ بانف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بعض رپوت ہیں اور بعض

جاٹ وغیرہ ہیں اور بہت سے ہندو پارچہ بانفوں کی والدین سے ہیں جن کے آباؤ اجداد ان زمانہ میں مسلمان ہوئے

تھے، یہ غیر ثبوت کے یہ دیکھ اپنے تئیں انصار کہہ سکتے ہیں۔ اور من سب الی احمرہ ورومن ادی علی

غیر ایہ فالجنة حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے؟

(المستفتی نمبر ۲۴۳۴ مفتی محمد عثمان صاحب دہلی۔ ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۲ نوری ۱۹۳۹ء)

(جواب ۲۸۷) یہ دعویٰ ہندوستان کے تمام پارچہ بانف انصار مدینہ کی اولاد سے ہیں۔ بجا ہے۔

نہیں اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے۔ اس لحاظ سے پارچہ بانف جماعت کو انصار (یعنی انصار مدینہ کی نسل) مانا

یک ب اصل اور ب ثبوت، دعویٰ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے مدلی کا عید من ادعی الی غیر ایہ میں داخل

ہونا غیب ہے۔ ہاں اس جماعت میں سے اگر کوئی خاندان ایسے ہوں جو اپنے سلسلہ نسب کو محفوظ رکھتے ہوں اور

ان کا جد اعلیٰ کوئی انصاری ہو، یہ دعویٰ کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کہ پارچہ بانفوں کے بعض

خاندان بحفاظت نسب انصار مدینہ کی نسل سے ہوں۔

دور کی صورت یہ ہے کہ اپنی ہمت کا نام انصاریہ نصاریٰ تو رکھیں، مگر یہ دعویٰ نہ کریں کہ ہم سب کے سب انصار مدینہ منسل سے ہیں۔ تو اس صورت میں ان پر ادعیٰ عیوب اب کا لٹا ہوا ہوگا۔ مگر اس نام سے انصاری منسل ہونے کا اشتباہ ہونے کی وجہ سے ایک مشتبہ لقب اختیار کرنے کا نامناسب عمل ضرور قرار پائے گا۔ یہ کہ وہ اس کی تصریح کریں کہ ہم نے غلط انصاری محض ایک نام اور لقب کے طور پر اختیار کیا ہے۔ نہ انصار نام و منسل ہے۔ تو پھر اس نام کے اختیار کرنے کا بھی کوئی شرعی اثر مان پر مبنی نہ ہوگا اور جو نشانہ ان کے فی حقیقت انصاری منسل ہوں وہ معروف معنی سے بھی اپنے کو انصاری نہ کہتے ہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اندلہ۔ دہلی۔

نو مسلم بھائیوں سے مسلمانوں کا کراہت کرنا۔

(السوال) نام فیہ وزالدین و مدینہ خاں اروپ نو مسلم ہارم پچنن نمبر ۲ ریاست جموں و شیمہ چھوٹی سے درخواست بذاخت امت انصار ہے۔ تاریخ ۷؍ ۲؍ ۱۹۶۶ء حسب دریافت فتویٰ انجمن جموں مفتی صاحب سے فیصدہ ہو چکا ہے کہ آپ کو مطابق اصول اسلام نماز روزہ وغیرہ کے پابند ہوں۔ مگر ہمارا پیشہ خاں اروپ ہے اور ہندو اور مسلمانوں کے دونوں کی نوری دیتے ہیں۔ ہر دونوں سے مان پختہ کھاتے ہیں۔ مگر حرم چیز سے پرہیز ہے۔ وہ ہمارے دکنے حرم میں ہے۔ یہ کہ ہم نو مسلم خاں اروپ ہیں اور ہم و مسلمان اپنے ساتھ صاف نہیں دیتے۔ اس سے درخواست بذاخت امت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے مطابق فتویٰ دیا جائے کہ ہم خاں اروپ نو مسلم خاں اروپ و مسلمان کے ساتھ ہمت کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

(المسئلی نمبر ۲۵۹۰ وی مہد مجید صاحب) (۱۰ ہور) ۵ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۸ اپریل

(۱۹۴۰ء)

(جواب ۲۸۸) مسلمان خاں اروپ بھی مسلمانوں کے بھائی ہیں۔ (۱) اور وہ پاک صاف ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور ہمت میں شریک ہو سکتے ہیں اور صفائی ستھرائی اور پانی کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ جانے پینے میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خاں اروپوں و بلوچوں کی صفائی اور پانی کے مسجد میں آنے سے رو میں پانی کے ساتھ جانے پینے سے رو میں دیا تو اسلامی تعلیم سے ناواقف ہیں یا سخت گناہ کار اور فاسق ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اندلہ۔ دہلی۔

قریش اور انصار کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے یا نہیں؟

(السوال) قبیلہ قریش اور انصار کے درمیان باعتبار مسلم ہر دہری ہونے کے، ایک دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے یا نہیں۔

۱۔ ابو داؤد باب "فی الرجل یسئلی فی غیر موایہ" ۲۔ ۳۵۰ طبع لاہور۔

۲۔ "لما المؤمنون اخوة" (الحجرات: ۱۰)

(المستفتی نمبر ۲۵۹۸ محمد جدل الدین صاحب (ڈوزگانو) ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، ۱۲ مئی ۱۹۳۹ء)
(جواب ۲۸۹) انصار اور قریش دونوں عرب کے قبائل ہیں وہ اپنے انساب کے لحاظ سے انصار اور قریش کے جداگانہ ناموں سے نامزد ہوئے ہیں۔ پھر قریش میں بھی بہت سی شاخیں بنو مسیہ، ہاشمی، مطلبی، قسیمی، عدوی، صدیقی، فاروقی، عثمانی، سویلی ہیں۔ یہ سب قریشی ہیں۔ اسی طرح انصار میں بھی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ سب عربی انسل ہیں اور ان کے باہم قبائلی خصوصیات کے علاوہ اسلامی برادری کے احکام میں تفاوت نہیں ہے۔ بعض حیثیتوں سے بعض کو بعض پر فضیلت کا شک کا سبب ہے۔ مثلاً فاطمی، سویدی کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ وہ فاطمہ زہراؑ کے والد ہیں۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی سے ہوا اور حاصل نہیں۔ مگر سوی و قریشی ہونے میں ان کے بھی شبہ نہیں۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

سڑک پر جھاڑو دینے والے نو مسلموں کو مسجد سے روکنا اور ان کے ساتھ کھانے کا حکم۔
(از اخبار الجمعیۃ دہلی۔ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۴۲ء)

قوم حلال خور جو عرصہ سے مسلمان ہوئی ہے۔ در یہ لوگ صرف مردوں پر جھاڑو دیتے ہیں ورنہ کوئی پیشہ سنڈس وغیرہ کا نہیں کرتے۔ ان لوگوں کو مسجدوں میں آنے سے روک منع کرتے ہیں اور اپنے کھانا پانی کے برتنوں کو ہاتھ لگانے سے روکتے ہیں۔
(جواب ۲۹۰) جو شخص اسلام سے آنے والے مسلمانوں کا دعائی بھائی ہو جاتا ہے، چہرہ بہ یا حد خور یا ورنہ کوئی اسلام لانے کے بعد وہ مسجدوں اور عامی مسجد میں دوسرے مسلمانوں کی طرح داخل ہونے اور عبادت کرنے کا حق اور اختیار رکھتا ہے۔ ان مسلمانوں کو یہ حق نہیں کہ ان کو مسجد میں آنے سے روکے۔ ہاں اسلامی احکام و رو سے مسجد میں آنے والے کو پاک صاف ہو کر آنا ضرور ہے ورنہ یہ حکم ان تمام لوگوں کے لئے جو مسجد میں داخل ہونا چاہیں۔ مگر یہ حلال خور جو مسلمان ہیں۔ پاک صاف ہو کر مسجد میں آتے ہیں تو کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ ان کو منع کرے۔ جو منع کرے گا وہ سخت ظالم و رفاقت ہو گا۔ ورنہ من اظلم ممن مع مساحد اللہ ان یدکر فیہا اسمہ کے حکم میں داخل ہو گا۔ جب کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاک صاف ہوں تو ان کے ساتھ کھانا پینا ورنہ اپنے برتنوں میں ان کو کھانا بجز ہے۔ واللہ اعلم۔ محمد غایت اللہ غفر لہ۔

”حلال خور“ کا پیشہ کرنے والوں کو اسلامی برادری سے خارج کرنا۔
(از اخبار الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۳ء)

(جواب ۲۹۱) جو لوگ مسلمان ہیں وہ اسلامی برادری میں شامل ہیں اور بفرمان خدا نے قدوس اسما المومنون (حوقہ ۲) بھائی بھائی ہیں۔ حلال خور کا پیشہ کرنے سے وہ خود اسلام سے باہر نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ صفائی جسم

وہاں سے ساتھ مسلمانوں کے ساتھ جانے میں شریک ہوں تو وہی مضائقہ نہیں ہے۔ شریعت مقدسہ
میں یہ سب سے پہلے کی بات ہے کہ مسلمانوں کو اپنی قوم کے خارجی نہیں کیا ہے۔ (والد علیہ السلام)
محمد کفایت اللہ کا فتاویٰ ص ۱۰۰، ۱۰۱۔

اسلام میں ہندوؤں کی طبقاتی تقسیم کا کوئی اعتبار نہیں۔

(از اختیار اجمعیہ دہلی مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(السوال) ب سے ایک ہزار سال پہلے ہندوستان میں ہندوؤں کا راج تھا اور یہاں کے لوگوں کو ہندو
مذہبی قانون کے بموجب مختلف جہتوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جن میں سے بعض عزت اور مرتبہ میں اعلیٰ
خیال رکھتے تھے۔ جیسے برہمن، کسھری، ویدیک، چھتری، ویدیک، متوسطات میں شمار ہوتے تھے۔
جیسے ویشی، اور بعض کو باطل و بی خیال کیا جاتا تھا جیسے کچھلی، پتھار، وری، نت وغیرہ۔ اس پر چوتھی قسم
وہ لوگوں کے ساتھ مذہب و باطن میں تقسیم وادوں کا برتاؤ نہایت جابرانہ اور غیر منصفانہ تھا۔ یہ لوگ اپنے
برادر تھے نہیں، سیتے تھے اور اپنی جان بچانے کے لیے چیزوں کو نہیں چھوئے نہیں دیتے تھے۔ ان کا یہ مذہبی خیال
تھا کہ یہ چوتھی قسم والے لوگ ہمارے پانی چھو میں کے قودوس ہو جائے گا۔ وہ ان وقت سے کہ
بدتر سمجھتے تھے۔ مسلمان جب اس ملک میں فاتحانہ آئے تو انہوں نے حیثیت خدمت توہمینی حاصل کی۔
ہندوؤں نے ان مذہبی حکام سے مفتاح ہو گئے اور مثلاً اعلیٰ طبقات ہندو کے ہندوستان کے پرانے ہندوؤں
میں سے چوتھی قسم والوں سے نفرت کا برتاؤ کرنے لگے۔ عام مسلمانان ہند کا طرز عمل یہ ہے کہ اعلیٰ ذات
کے ہندوؤں کے ساتھ ملنے بیٹھنے میں۔ ان کے کھانے پانی سے پرہیز نہیں کرتے۔ لیکن چوتھی قسم کے
ہندوؤں کو ہندوؤں کی طرح اپنے برادر تھے نہیں، سیتے خود کو، وہ عام میں کتنی صاف ستھرے اور خوش پوش
ہو۔

(جواب ۲۹۲) حیثیت غیر مسلم ہونے کے سبب برابر ہیں۔ برہمن ہوں یا ویشی یا شورو، ہندوؤں کی ذاتوں کی
تفریق کا اسلام کے اصول سے پتہ اعتبار نہیں۔ بعض ہندوؤں خیال کی بناء پر برہمنوں کی اعلیٰ اور ویشی شورو،
کی قرین اور اس قسم کا معاملہ برابرا نہیں۔ باقی عامی سوں کی رو سے انسانی مذہب کے ہر ذی نبوت
سے آلودہ ہو چکا ہے۔ ہر انسان میں مسلمان کا فرق جنہی کا سہہ وغیرہ سب یکساں ہیں۔ (۱) غیر مسلمانوں میں
برہمن، چھتری، ویشی، شورو کی تفاوت اس حکم میں نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کہ نبوت میں آلودہ رہتے
ہوں۔ ان سے یہاں کی چیزوں اور جانے پینے کے پرہیز کرنے کا مضائقہ نہیں اور اس بارے میں غیر مسلم
اور غیر محتاط مسلمان برابر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

ضمیمہ نہایت اہم فی غایات السبب از احمد عثمانی۔

(السوال) اس زمانہ پر فتن میں ہر چار طرف سے آوازیں بند ہو رہی ہیں۔ ہمیں سے آواز آتی ہے کہ ز...

سے فلاں آباد کی جاہ ہو گی۔ نہیں سے صد اہلند ہو رہی ہے کہ شریکین و غاروں جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ ہمارا ہے وہ درست و درست ہے۔ غریبوں کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب ان تمام واقعات کا محرک عید و ترک کر دینا ہے۔ ہم بعد قوم سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ یہ کریں۔ ہمارا اپنی قوم انسانیت شیوخ سے ضرور درخواست کریں کہ انہیں تہذیب آپ حضرات امور شریعہ پر حال نہ ہوں کہ ان مصائب سے نجات نہ ہو۔ امور شریعہ منسلک دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوم سے خط ملط باطل نہ رہیں۔ کیونکہ ان کی رذالت کا ضرور وقوع ہو گا۔ تحریک تاثیر، صحبت کا اثر مشہور تھا ہے۔ و نیز ان دیگر اقوام راہ سے معاہدات خرید و فروخت و امر و نہی تحقیق مسائل وغیرہ مطلقاً تحقق نہ رہیں یہ غم یہ بعد امور بھی قیامت سے ہیں کہ نئے زمانہ میں اقوام شریعہ پرستی میں ہوں گی اور اقوام راہیہ و ترقی ہو گی۔ آج ایسا جاتا ہے کہ جو ہوں، تعلیموں، قصا ہوں، مانیوں، لکھنویوں، بھٹیاریوں، وہاروں، رازیوں، سندھوں، ساہیوں، راجپوتوں وغیرہ و ترقی ہو رہی ہے۔ بھٹیاریوں، نیپالوں، بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں۔ محبت خدا سے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاد صاحب، بابا، مسند وغیرہ دہاتے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ باتیں ہماری اندریوں آ رہی ہیں۔ اس کی قرب قیامت کی نشانی ہے لیکن یہ جال و کجوت ہو رہے ہیں۔ جہنم و جہنم رہے ہیں۔ صاحب اسباب ملک علم دین حضرات شیوخ میں رہا اور اقوام دیگر تاج رہیں ولی آفت نہیں آئی۔ گریب سے قصائی، مانی، تیلی، وہار، ساہلی، کال، جوہر وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، صاحب وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیونکہ یہ وہ مطلقاً عقل سے دور رہتے ہیں اور وجہ مانیوں کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہاں پر ایمان آنے والے اکثر جوہر رہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ وہ وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی وہ خیانت کی جاوے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی ہوا ہے، اس وجہ سے وہاں پر ایمان آنے کی علت ہوئی۔ اور یہ خیانت بعد دیگر اقامہ میں موجود ہے۔ اس شاد و نار کا معدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ وہاں ہوں گی۔ لہذا یہ قوم تا بعد ری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے تاج و جال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقامہ وجہ اتنا شیوخ راحت سے زندگی بسر رہی تھیں۔ ان میں خودیسی آتے ہی مصائب کی آمد شروع ہوئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسن قصائی، قاری عبدالحق مانی، مولوی عید جوہر، باباں فروش، مفتی عبدالمجید سہاب جوہر، مولوی مقبول احمد ساہلی، مولوی نور محمد بھٹیاری، مولوی عبدالمجید کاراؤغیر، فرارزائل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور غلط عقل کی وجہ سے ولی مقتدر ہونے پر نار ہو رہا ہے، ولی مدرس یا منظر ہونے پر فخر ہے۔ ولی قاری ہونے پر و درہا ہے۔ ولی اپنی دایت پر مغرور ہے۔ ولی موقف بن کر حاکم حقانی پر غلغلہ اٹا رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاکم عزیز احمد صاحب، ایک جابلو لکڑی ساز بازار نواح سہارنپور سے مرید ہو گئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا دایت سے دیگر اقامہ کا کیا تعلق کیا مرید ہونے کے لئے مظاہر، علوم سہارنپور، راہ العلوم، جوہر، قحانہ بھٹن کے

مشن نے تھے، ہماری قوم دشمن سے دوست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے بقتاب ملی رہیں۔ احمد مد۔
شیوخ میں علماء، فضاہ، قراء، مشن، محدثین، مفسرین، منظرین وغیرہ شریعت میں جو ہیں۔ دنیاوی لحاظ
سے تیار بھی موجود ہیں۔ کل معاشرت اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رہیں۔ تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کو ہو۔ دیگر
اقوام سے جدا رہیں۔ چنانچہ ان حالات ایسا یہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا علیہ السلام کا فرمان
میں حاکم فی لہدروشن موجود ہے۔ اب غور کریجئے کہ مرزا قادیان پر یہاں کون کونساں تاتے ہو جو ہیں۔
تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ وہ کہہ رہا ہے۔ سائے، جوں صف پر ایمان
رہے ہیں تو ضرور، جوں اب یہ بھی وہ ایمان دیں گے۔ اس سے قبل چھ مضمون اخبار مشتق سہارنپور
مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء میں شائع ہو چکا ہے، وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ باقی آئندہ بھی ہم اسے منظرین کا
سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انتھائی ملی رہیں۔ اور جو مورثیہ ہوں ان کی
پہنڈی کریں۔ ان میں اپنی قوم سے نہ روی بھی ہے اور ہر قسم کی فداکاری ہے۔

فقط والسلام۔ خادم قوم شیوخ احمد عثمانی سہارنپور۔

(۱) شیوخ برادری کا ادنیٰ قوموں کے ساتھ تعلقات رکھنا

(۲) گھٹیا پیشہ سے منسلک افراد کا، یعنی تعلیم حاصل کرنا

(۳) ادنیٰ قوموں کا اپنی و دنیاوی ترقی کرنا کیسا ہے؟

(۴) خدا کی نعمتیں کسی مخصوص قوم کے ساتھ خاص نہیں

(۵) یہ غلط ہے کہ گھٹیا اقوام کو مراتب ولایت عطا نہیں ہوتے

(۶) احمد عثمانی کے ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ضمیر مذکور ہمال کے متعلق عدائے دین سے چند سوالات :-

(السوال) (۱) کیا حضرت شیوخ، دیگر قوم مندرجہ ضمیمہ ہمال سے تعلقات رکھنا خلاف شریعت ہے؟
ہے تو بتائے اسلام سے اب ہم اس کی طرف رہنمائی نہ کرنے کی قانون اسلام میں یہ مصلحت رہی؟

(۲) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کی علمائین حاصل کرنے کے لیے یا قرآن شریف میں ممانعت کی
ہے؟ اگر جازت ہے تو کیا یہ شرط ہے کہ ان کا یہ فعل موجب مصائب ہوگا؟

(۳) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کا، یعنی دنیاوی ترقی کرنا یا شرعاً ناجائز ہے؟

(۴) یہ مراتب ولایت صرف شیوخ زہا کے لئے ہیں؟ دیگر اقوام کے جو افراد ان کے ہم پلہ یا ان سے
زیادہ خد پرست، زرخیز یا موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے کیا وہ مراتب ولایت کے مستحق نہیں ہیں؟

(۵) دیگر اقوام مندرجہ ضمیمہ کے افراد عابد و زاہد و زرخیز اور خداوند بریم مراتب ولایت عطا کرنا پسند
نہیں فرماتے تو پھر اس آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی تفسیر کیا ہوگی؟

(۶) کتاب "غایت طالب" میں یہ پیشکشوں اور اس کے ضمیمہ و بعض علماء دین حق بجانب اور صحیح بتا

چکے ہیں۔ کیا احمد عثمانی صاحب کے ضمیر کی بھی وہی حیثیت ہے؟

(المستفتی مر پرست جمعۃ الانصار ضلع سہارنپور ۱۳۵۴ھ)

(جواب ۲۹۳) (۱) تمام مسلمان، بنی اخوت کے ساتھ سے جہاں ہیں۔ بما المؤمنون اخوة قاتلین مجید میں موجود ہے۔ اور لا فصل لعربی علی عجمی الناس کلہم سوادہم و دمہ من قرابۃ۔ المؤمنون للمؤمن کالبیان یشد بعضہ بعضا ۲۔ احادیث سے یہ موجود ہیں۔ (۲) کسی مسلمان کو عوم دینیہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں۔ بلکہ ہر مومن تحصیل علم کے سے مامور ہے۔ (۳) قطعاً جائز ہے۔ (۴) کسی قوم یا فرقہ کے ساتھ خد تعالیٰ نعمتیں اور انعامات منعمہ نہیں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ اس کے یہاں تقویٰ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کا قبور ہے۔ (۵) یہ غلط ہے کہ حق تعالیٰ بارگاہ سے تمام مندرجہ ذیل ضمیمہ دوم کتاب حدیث سے نکالے ہوئے۔ (۶) یہ مضمون سے حدیث نمونہ سے سیریکہ کے خرف ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ ولی۔

میں جو بیضوی میں حضرت علیؑ کی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ ومنزل علی رضى الله عنه من التوبة فقال يجمعها ستة اشياء على الماصى عن الذنوب الدامة وللفرائض الاعادة ورد المطالم واستحلال المحصور وان تعزم على ان لا تعود وان تربى نفسك في طاعة الله كما ربيتها في معصية انتهى۔ (۱)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا۔ توبہ میں چھ باتیں ہونی چاہئیں۔ (۱) گزشتہ گناہ پر ندامت۔ (۲) فراغ دل اور یقینی۔ (۳) حقوق ادا کرنا۔ (۴) صاحب حق سے معافی طلب کرنا۔ (۵) اور آئندہ اجتناب کا پختہ ارادہ کر لینا۔ (۶) اور اپنے نفس کو بندہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے لئے تربیت کرنا۔ تو ظاہر ہے کہ یہی توبہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جائیں گے اور یہ سوال پیدا نہیں ہوگا کہ فراغ دل کیا ہے؟ اور آئندہ سے پرہیز کیا نہیں۔ رہا یہ شبہ کہ اگر فراغ دل کی ہو سکی اور مرہی تو معافی بہ معنی ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں معافی اس وقت تک ہوتی ہے جب تک کہ اس نے اپنی معصیت کی ہوئی جو فراغ دل اپنے معینہ وقت سے ندرت نہ رہنے کے ضمن میں مستحق ہوتی تھی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حقوق اللہ میں فراغ دل نہ ہو سکی اور موقع اور قدرت علیؑ اس کے ساتھ مقید کر دیا جائے۔ یعنی اگر باوجود قدرت کے فراغ دل فائز نہ ہو سکے تو اسے توبہ ہی کامل نہیں ہوئی اور اگر توبہ کے بعد لو اسے فراغ دل کا موقع ہی نہ ملے تو توبہ کو کامل و مقبول قرار دیا جائے اور اس سے مواخذہ نہ ہو۔ قدرت علیؑ اس میں قدرت علی الوسیط بھی شامل ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہی۔

گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا۔

(سوال) اگر کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ ورنہ عدم جو زنی صورت میں کافر کہنے والے پر شرعاً کیا حکم صادر ہوگا۔

(المستفتی نمبر ۱۵۲۲) خواجہ عبد المجید صاحب (بحال) ۱۲ رجب الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۲ جون

۱۹۳۷ء)

(جواب ۲۹۶) گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے کفر برپا نہیں آتا۔ محض گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر کسی کو کافر نہ سخت گناہ ہے۔ (۲)۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ وہی۔

آیت بابہ الدین امور دینی لہ یومہ یصوحا (آیت ۶) میں توبہ کی بات ہے۔ یہ توبہ شامہ میں توبہ ان مقام پر مذکور روایت موجود ہے۔

۲۔ وقال عیاض اجمع اهل السنة والجماعة ان الكبیر لا یكفرها الا التوبة، ولا قدس بسقوط الدین ولو حق لله تعالى کدین صلاہ و رکعہ، نعم انه المطلق وحجیر الصلاة ومحجورها سقط (در مختار باب الحمد ۴ ۶۶۲ سعید)

۳۔ ان اجدادہ من یونان قالوا انہ منہ من الیوم من الیوم بالفسق منہ لوطا (

بار بار گناہ کرتا اور بار بار توبہ کرتا۔

(سوال) بار بار گناہ کرتا اور بار بار توبہ کرتا ایسا ہے۔

(المستفتی نمبر ۱۵۹۱ حوالہ الدین صاحب (شیخ صدر پنجاب) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۲۳

(جوانی حیات)

(جواب ۲۹۷) توبہ کر۔ چہ کناہ کرتا۔ پھر توبہ چہ کناہ کرتا۔ غرضیدہ بار بار ایسا کرتا بہت برا ہے۔ مگر پھر بھی توبہ کرنا لازم ہے مایوسی کہ اب توبہ قبول نہ ہوگی نہیں جہانی حیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کا ان اللہ نہ۔ اعلیٰ۔

معنیت کے ارادے سے خواہاں ہوتا ہے یا نہیں؟

(سوال) ایک شخص نے ۱۰۰ روپے سے زائد مالیت سے لگا کر روٹی کی وجہ سے واپس لوٹ آیا۔ کیا اس پر قصاص مدہ ہے یا نہیں؟

(المستعفی: ج ۲۷۹ - ص ۱۰۰ - منہجی (بمبئی) ۲۰۱۱ اشانی ۳۵۵۱۱۱ مطابق ۲ جون

(4193A)

(جواب ۲۹۸) زنا یا نہ تھیں۔ یہ روایت میں درجابہ نہیں ہے اتوں گناہ نہیں ملتا کیا۔ تو بے شک تو اس
راہ وید کا موم خدو بھی نہیں ہو۔ محمد کفایت اللہ کان ابدل۔

پہلی توبہ کرنے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

(از اخبار روزہ الجمعۃ دہلی۔ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) جس گناہ کی وجہ سے توبہ یہ جاتا ہے، بعد توبہ پر مرنے کے وہ گناہ کیا جاتا ہے؟ توبہ کے بعد اگر گناہ پورا یا کم باقی رہ جاتا ہے تو پھر توبہ سے کیا حاصل؟ اور اس توبہ کا کیا مقصد ہوا؟

(جواب ۲۹۹) جس نے اپنے توبہ میں جاکے وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے (۱)۔ یعنی پھر اس کا مواخذہ نہیں ہوتا۔ کامل اور سچی توبہ ہے۔ بعد گناہ میں باقی نہیں رہتا (۲)۔ کامل توبہ سے رکعت یہ ہیں۔ (۱)۔ حق، یعنی ان کاموں پر یا تہی روزہ چھوڑ دیا تو توبہ پختہ نہیں کامل سے دیا جائے یا روزہ قضا کر لیا جائے۔ اگر حق قبل ان سے ہو تو صاحب حق سے معاف کر لیا جائے۔ (۲) مذکورہ کتاب گناہ پر ندامت اور استغفار۔ (۳) آئندہ سے بچنے کے لئے کہ سب یہ کام نہ کرے۔ محمد کنایت امجد غفرلہ۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

١ فان العهد اذا اعتُرف تم صواب الله عليه (بحار). كتاب المعاري، حديث الاثنت ٢ ٥٩٦ ط قدسي.

٢ كتاب من الكتب لا أدب له (البحر المأخوذ)، باب ذكر البوذية ص ٣١٣ ط فديمي

۳۔ یہ حضرات علی رضی اللہ عنہ۔ مومن۔ شافعی اور یہاں میں ساری تائید میں ہیں۔

کیا فطری طور پر اندھا بہرہ، گونگا شخص گناہگار ہو سکتا ہے؟

(از اخبار جمعہ روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

(سوال) ایک آدمی جو تکبیر سے اندھا، کانوں سے بہرہ اور زبان سے گونگا ہے۔ جتنی یہ بہرہ اس قدرت نے اس کو عطا ہی نہیں کیا، تو یہ وہ گناہگار ہو سکتا ہے؟ مذکورہ آدمی جو اپنی حالت میں آہٹ کاٹ کر اتار دے، بھیک مانگتا رہا مگر بوساطت دوسرے اشخاص کے۔

(جواب ۳۰۰) جو شخص فطری اندھا، گونگا، بہرہ اور اس پر ان اعضاء سے متعلق جو اعضاء ہیں، ان کے بچانے کا کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔ (۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

غلطی سے آگاہ ہو کر گمراہی سے توبہ کر لینا۔

(از اخبار جمعہ دہلی مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

(سوال) چند مسلمانوں نے ایک بے شرع گمراہ فقیہ کے پسند میں پھنس کر اس کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کے مرید ہوئے۔ نماز روزہ پیموز یا اور وقت فوقت طاعت نامہ شروع بھی زبان سے نکالتے تھے۔ اب وہ لوگ اپنی غلطی سے آگاہ ہو کر فقیہ کی صحبت و ترک کر دیا اور اپنی بدعت سے باز آئے اور بہت سے مسلمانوں کے مجمع میں ایک عام کے سامنے یہ اختیار کیا کہ ہم وہاں نے اس عقیدہ کو اختیار کیا تھا اس سے باز آئے اور توبہ کیا۔ اب ابھی ہم فقیہ کے پاس نہیں جا رہے۔ ان لوگوں کا توبہ صحیح ہو گیا یا نہیں؟

(جواب ۳۰۱) جب ان لوگوں نے علی الاعلان توبہ کر لی اور نماز پڑھنی شروع کر دی تو مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان کے ساتھ اسلامی برتاؤ اور محبت و سلوک کا معاملہ کر کے ان کے قلوب کو اپنی طرف مائل اور جہالت سے بالکلیہ علیحدہ کر دیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

عالم کا توبہ کے الفاظ متقین کرنے کی اجرت طلب کرنا۔

(از اخبار جمعہ روزہ جمعہ دہلی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

(سوال) چند لوگوں نے توبہ کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو دعوت دی۔ مولوی صاحب نے ان سے روپیہ کا مطالبہ کیا۔ داعی نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ مولوی صاحب وقت مقرر روپے کشتی سے وہاں پہنچا اور وہاں روپیہ اکروڑوں کشتی میں سے نہیں نکلوا گا۔ بہت تنے پرائے اور بولے۔ روپیہ نہ دینے پر توبہ نہیں کر اؤں گا۔ داعی نے مجبوراً حسب وعدہ دس روپے دے دیئے۔ حاضرین تائید میں سے ایک شخص بولا کہ ایسے مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ نہیں کروں گا اور کل دوسرا مولوی صاحب وہاں پر توبہ کر لوں گا۔ اس پر مولوی صاحب نے خفا ہو کر ان کے پاس پہنچا۔ اس شخص نے بھی اس کا جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ تم مام نہیں،

مردوں نہیں۔ ان باتوں میں جو سے مولوی صاحب نے نگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے کہ لڑکوں کی بیویاں مطلقاً بائن ہوئیں۔ ان مسلمانوں کے ساتھ مانا جتنا جائز نہیں اور اسی حالت میں ان کے جو اولاد ہوں گے۔ وہ حرام زادے ہوں گے۔ واضح رہے کہ متعدد شہادتوں کی شہادت سے معلوم ہے کہ مولوی صاحب مذکور کے اخلاق و اعمال بہت خراب ہیں۔ تاش پاش، فساد، فحشیت ہیں۔ بعض زمین فطرت پرست اور بعض مقدمہ دار کے غی مدین سے دوبارہ روپیہ و سہولت یا دہریہ کی قسم کے غی ہمارے مرعوب ہیں۔

(جواب ۲۰۳) معلوم نہیں کہ یہ توبہ کرانے کے لئے مولوی صاحب کو دانا اور ان کا روپیہ سے توبہ کرانا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ کسی رسم ہے۔ ہمارے اطراف میں تو یہ رسم نہیں ہے۔ ہمیں اس کی حقیقت معلوم بھی نہیں توبہ کرنے والے نو خد خدوں کی جناب میں توبہ کر سکتے ہیں۔ ان مولوی بوبانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ان عام و قویہ کے خلاف تحقیق کرنے کے لئے جیادہ ہوں تو اس وجہ سے طلب مرعوب نہیں چاہئے۔ بالآخر تمام دور یہ توبہ کی کارائی سے ثابت ہے۔

اگر شخص محنت نے مولوی صاحب کے متعلق نہ فتنی غلطے ہیں کہ "تم عام نہیں، مولوی نہیں۔" تو اس پر کفر کا حکم درست نہیں۔ نہ ان لوگوں سے متقاطع کرنا درست جو اس کے ساتھ ہوں یہ نہ اس میں عامی حقیقت عام ہونے کی توین نہیں ہے بلکہ عام ہونے سے نکال ہے۔
اور اگر مولوی صاحب سے یہ افعال جو سوال میں مذکور ہیں صحیح ہیں تو وہ جو در کتاب ہمارے اور فسق سے کسی تعظیم کے مستحق نہیں ہیں۔ (۱)

محمد کفایت اللہ غفرلہ

کتنی عمر تک بچے معصوم ہوتے ہیں؟

(از اخبار رسد روزہ الحجویہ دہلی۔ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۹ء)

(سوال) باری تعالیٰ کے نزدیک سب سے پہلے معصوم قرآن ہے جو میں نے در معصوم کا یہ وجہ ہے۔
(جواب ۳۰۳) بچہ جب تک نابالغ ہے اس وقت تک معصوم ہے (۱)۔ یعنی اس سے کوئی مہ خذ نہ ہوگا۔ اس کی شہادت قبول ہوں اور حق تعالیٰ کی قسم رست اس کی طرف زیادہ ہوں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔

(از اخبار الحجویہ دہلی مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

(سوال) اگر توبہ سے حرام مال حلال ہو جاتا ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۰۴) توبہ سے حرام مال حلال نہیں ہوتا۔ رانا کا نام معاف ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

نابالقی کی حالت میں سر زد گناہوں پر مواخذہ نہیں۔

(از اخبار سر روزہ الجمعہ دہلی مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء)

(سوال) میرے بزرگ میرے رہبر جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم ورحمۃ اللہ دست بہ گزارش بندہ حقیر کی یہ ہے کہ میں جب کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد میں جایا کرتا تھا اور رات کے وقت سہ میں مطالعہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب کہ میری طبیعت پڑھنے کی طرف باطل رجوع نہ تھی مگر والدہ اور ہمیشہ محترمہ کی تنبیہ و زہد و ستیوں کے باعث مجھ کو قرآن شریف سے ارتعاش پر گھر میں بد نصیبی اور غصے کے غلبے میں اندھا ہوا قرآن شریف کی سب حرمتی کرتا تھا (یعنی قرآن شریف سے وہ پہنچ رہا تھا) اور اس گناہ عظیم کے تقویہ و ممانعتی میں حد نافی کے جوش میں آکر پناہ طلب گاہ کر خود ہی پی لیا۔ میرے بزرگ یہ دونوں غصیوں میری نابالقی کے زمانے میں سر زد ہوئی تھیں۔ میرا کمال غالب یہ ہے کہ پہلی غلطی پر میری عمر تقریباً نو سال اور دوسری غلطی کے وقت بارہ سال تھی۔ میں وجہ شرع کے خواہش نہیں ہو سکتا یہ نہ کہ یہ گناہ عظیم کیا رزہ ہو، سب کہ شاید وہ میں کی نے تھی نہ یہ ہو گا۔ آپ اس کا جواب اخبار الجمعہ میں شائع فرمادیں۔ جو کچھ بخار و یاد الیات ہوں وہ بھی تحریر فرمادیں۔

دہلی کا ایک گناہ گار مسلمان لڑکا۔

(جواب ۳۰۵) عزیز من سلمکم اللہ تعالیٰ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اگر تمہارا یہ مذہب نامہ و نشان نہ ہو تا تو میں اس کا جواب خواہ تمہارے پاس اگر تمہاری زبان بتاتا ہر تمہاری عقلی برایت۔ تمہارے اس خط کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا ہے یہ نہ کہ محض سال کی عمر میں اپنی نادانی کے زمانے کی غلطیوں کا تقاضا است احساس و تاثر تمہاری فطری عبادت و ربانی قوت کی دلیل ہے۔ میں نے تمہارے دست بہت غصہ و عداوت میں کی ہیں کہ رب اعزت جل شانہ، تم وہاں یہاں جذبہ میں مزید و مزید ترقی حث فرمائیے۔ آمین

عزیزم جو غصیوں کے تم سے ہوئی تھیں، غصیوں نہ ور تھیں مگر وہ نابالقی و زمانے کی غلطیاں حضرت حق جل شانہ سے یہاں قابل مواخذہ نہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے رفع العلم عن ثلثة عن المعتوه حتی یفہی والنامہ حتی یستیعظ والصی حتی یحتلم او کما قال۔ (یعنی پو جب تک بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک قابل مواخذہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہاری یہ مذمت اور شرمندگی جس کا ثبوت تمہارے اس خط کے ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس سے بہت بڑی غلطیوں کی معافی کے لئے بھی کافی ہے۔ فان العبد اذا اعترف و تاب تاب اللہ علیہ۔ (یعنی جب کوئی بندہ اپنے مومن کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے، توبہ کرے تو مومن کریم اسے معاف ہی فرماتا ہے۔ اس سے اب ان غلطیوں کی بناء پر تمہیں تشویش نہیں ہونی چاہئے اور اس کا کوئی کفارہ تمہارے ذمہ واجب نہیں۔ اس آئندہ زندگی میں طاعت خدا و رسول و اتباع سنت پر قائم رہنا ہی اس قسم کی تمام بڑی غلطیوں کے لئے کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو باریں جذبہ ایمانی اپنی

توفیق خاص سے نوازے اور تمہارے حافظ و تاسر ہو۔ والسلام علیکم۔ محمد کفایت اللہ کا نام۔

توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرنا۔

(مجموعہ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) جو شخص کسی بدعتیہ سے قول یا فعل سے ایک مجمع عام میں برا جان کر توبہ کا رہ اور پھر اسی قول یا فعل کی اتباع کرے اس کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۰۶) توبہ۔ بعد پھر اسی بری کار ارتکاب کرنا بہت زیادہ برا ہے اور اس کا مہم خذہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

انشاء اللہ کے ساتھ یہ یہ وعدہ پورا نہ ہونے پر جھوٹ کا نادرہ ہو کیا نہیں؟

(مجموعہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۵ء)

(سوال) وہی شریعتی تقریب یا مکان قیام کی کا قندہ ہو اس کا بغیر کسی ظاہر اسماں ہونے کے صرف خدا کے بھروسے پھر انشاء اللہ کے ساتھ وعدہ کرے کہ خدا میں یا خدا کا رخ دیکھ کر وہی کا اور یہ وعدہ کس دربارت کافی امید ہو، پھر وہ وعدہ مقررہ وقت پر نہ ہو تو جھوٹ ہو یا نہیں؟

(جواب ۳۰۷) اس صورت میں جھوٹ کا نادرہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

عابد اور تائب میں افضل کون ہے؟

(مجموعہ مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۳۱ء)

(سوال) عابد اور تائب میں کس کا مرتبہ زیادہ ہے؟

(جواب ۳۰۸) عابد مرتبہ زیادہ ہے۔ اگرچہ تائب تائب جب کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے خدا کے نزدیک محض عتاب نہیں رہتا ہیں، فنیات ہو عابد نے اوقات عبادت میں عبادت کر کے حاصل کی ہے وہ قاعدوں سے تائب کو حاصل نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

تیسرا سوال باب مختلف فرقے

فصل اول: فرقہ شیعہ

شیعوں کا ذبیحہ، ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم
(سوال) شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ ورنے کے ساتھ ساتھ اور رشتہ برادرست ہے یا نہیں۔ نیز سلام میں برنا
اور جواب سلام دینا کیسا ہے؟

(جواب ۳۰۹) راہبوں کا فرقہ جو ائمہ تہذیبی رہنمائی دے گا وہ (حیثاً باید ان پر پابندی صرف ہو) شرعاً
غیر بہیمانہ ہو، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ اہل تشیعہ کی سنت میں نہیں ہے۔ درجہ اول کے ائمہ تہذیبی برادرانہ و خاندانی
تعلق پر صرف فصل مانتے ہیں، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے (۲)۔ اور ان کو دوسروں سے انکار کرنا بھی
جائز ہے۔ تمنا نہیں اپنی، یہاں نہیں دینا چاہئے۔ ہاتھ ورنے سے سلام کرنا یا خدا پرست ہونا بھی اچھا نہیں ہے۔

شیعہ اسماعیلیہ کا سنیوں کے ساتھ ان کی مسجد میں عبادت جالانے کا حکم۔
(سوال) ایک ہندو ریاست میں ایک شیعہ شاہی جامع مسجد رکھ کر کے عظیم اور سنی و شیعہ کے متفقہ چندہ سے
انجمن اسلام کی گمرانی میں جس کا صدر ایک شیعہ، عظیم اور منصفہ کمیٹی کے اراکین دونوں فریق سے منتخب
ہونے تھے تخمیناً فیروزہ، ۱۰ روپے خرچ سے تعمیر ہوئی۔ اس مسجد میں ایک مدت تک فرقہ شیعہ اسماعیلیہ
کی ایک شاخ سیمانیہ کے اراکین جب بھی نماز کے وقت موجود ہوتے تو غسل پیش کرنے کا اہل قعداء میں
نماز باجماعت و اہل ریاست تھے، کیونکہ یہ گروہ اس مسئلے میں دوسرے شیعوں مثلاً، وائی وراثت، عسکری
وغیرہ (جو کبھی سنیوں کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے) سے مختلف ہے۔ ۱۰ روپے کے یہ گروہ سب شیخین
نہیں کرتے۔ ہاں مقام میں تفضیلیہ ہیں۔ تمنا کے عرصے سے سنیوں نے اس بناء پر کہ شیعوں کا اہل اس
مسجد میں قطعاً ممنوع ہے فرقہ سیمانیہ مذکورہ مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید و روخوانی
سننے سے روکا اور حال میں اس فرقہ کے دوسروں کو جب کہ وہ ایک سنی عام کا وعظ سننے مسجد میں آئے زود و ب
یا۔ لہذا یہ فرماتے ہیں کہ دین و دنیا کی شریعت متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

() شیعہ اسماعیلیہ مذکورہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور سنیوں کی نماز میں ان کی شرکت
باجماعت سے کسی قسم کا خلل تو نہیں آتا؟

۱. فلاوکی دیبحة اهل لبرک والمرند، الفتاویٰ امیدیہ، کتاب الدناح الباب الاول ۵ ۲۸۵ ط ماحدید
۲. وان کان یفصل علیا کرمہ اللہ تعالیٰ وحیہ علی اسی مکر رسی اللہ عہ لا یکون کافر لایہ مستدح، امیدیہ، باب
المرند: ۲/۲۶۴ ط ماحدید
۳. "ولا ترکوا الی الدین طموا فتمسککم النار." (ہود: ۱۱۳)

(۲) شیعہ اس مسجد میں قرآن مجید اور وعظ سننے آسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان میں سے کوئی شخص اس میں علیحدہ اپنے طریق پر نماز ادا کرے تو اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

(۳) جو لوگ مسجد میں اہل قبلہ جو زو کو باریں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس حال میں وہ اہل قبلہ نماز پڑھنے یا وعظ سننے یا کلام مجید سننا دے دے لئے حاضر ہوں۔ بیوا تو جردوں۔
(المستفتی سید نواب علی۔ پروفیسر بڑودہ کاٹی)

(جواب ۳۱۰) اگر سوائے امر مذکورہ صحیح ہیں حتیٰ شیعہ اہل جلیلہ اعتقاد صرف تفضیلہ ہیں اور اہل سنت کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں اور یہ کہ پہلے وہ اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے ہیں، تو اب بھی وہ مسجد میں نماز اور استماع وعظ کے آسکتے ہیں۔ مسجد میں زو کو باریں کرنا سخت مذموم ہے اور جس طریق کے اس دن ابتدا کی ہے وہی ذمہ دار ہے۔

(جواب دیگر ۳۱۱) شیعہ تفضیلہ جو تبرائیں کرتے سنیوں کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آئیں تو آسکتے ہیں، مگر اپنے مذہب کے ایسے کام جو سنیوں کے مذہب میں ناجائز ہوں یا موجب فتنہ ہوں نہیں کر سکتے۔ اسی طرح قرآن خوانی اور وعظ میں بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

اہلسنت کی مسجد میں سنی امام کے پیچھے شیعہ کا نماز پڑھنا۔

(سوال) سنی حنفی مذہب کی جامع مسجد جو یہ کاری نگرانی میں ہے اس میں حنفی الذہب پیش امام کے پیچھے شیعہ نماز پڑھنے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ مذکورہ مسجد میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہو اس وقت قرآن مجید سننے کے لئے شیعہ بیٹھ سکتے ہیں یا نہیں۔ مذکورہ جامع مسجد میں شیعہ وعظ سننے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

(المستفتی احمد حسین قاضی شہر نواب بازار بڑودہ)

(جواب ۳۱۴) سنی فرقوں مسجد یا جامع مسجد میں سنی حنفی امام کے پیچھے شیعوں کے ان فرقوں کے افراد جو حد کفر تک نہیں پہنچتے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر اگر وہ ایسے اعمال نہیں کر سکتے جو سنی مذہب میں ناجائز یا موجب فتنہ ہوں۔ تلاوت کے وقت شروع و متذکرہ بیٹھ سکتے ہیں اور شروط مقدمہ وعظ سننے جاسکتے ہیں۔ مگر ان امور کے استحقاق کے دعوے کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ مسلمانوں کی مسجد میں سرکاری نگرانی کا یہ مطلب کہ نگرانی سے مراد صرف حفظ امن ہے تو خیر اور اگر مسجد کے انتظامات میں مداخلت مراد ہے تو ناجائز ہے۔ غیر مسلم مسجد کے انتظامات میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۳) یہ دونوں کا مسجد میں تباہ و تہاہم کے پیچھے نماز ادا کر لینا جائز ہے۔ لیکن جو مدت نزاع استحقاق کا فیصلہ دستور قدیم کے موافق ہوگا۔ اگر وہ پہلے سے آتے رہے ہیں اور نماز ادا کرتے رہے ہیں تو آئے اور نماز پڑھنے کا ان کا حق ہے اور اگر پہلے کبھی نہیں آئے اور نماز نہیں پڑھی تو سنیوں کی روایت پر ہے کہ اب آنے دیں یا نہ آنے دیں۔ یہ حال ان کی شرکت سے سنیوں کی نماز میں خلل نہیں آتا۔ فقط

(جواب دیگر ۳۱۴) جو ایک کہ اعتقاد مذہب تک نہ پہنچیں مثلاً شیعہ تفضیلہ وہ مسجد میں نماز پڑھ سکتے

ہیں۔ اہل سنت واجماعت کی مسجد میں اگر پہلے سے یہ دو نماز پڑھتے چلے آئے ہیں تو اب بھی آتے ہیں اور ان میں کا کوئی فرق نہیں و معتد بہ در مسجد کی بھائی کی امید بہ قوس و قوسہ جہاں عت کارن بھی بنایا جاسکتا ہے۔ مگر ان کو مسجد میں اپنے عقد میں تبلیغ و اشاعت کرنی یا کوئی امر موجب فتنہ نکالنا جائز نہیں اور نہ اس صورت میں نہ آنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ سنی حنفی اہل مکتبہ میں نماز پڑھنا یا وعظ سننے بہ اور کوئی مرتبہ مذہب کی غرض سے نہ کرنا ہو تو منہ قہ نہیں کہ آئے یا جائے۔ جامع مسجد اور دیگر مسجد کا تعمیر ایک ہے مگر

شیعہ لڑکے کا سنی لڑکی سے نکاح .

(سوال) ایک شیعہ لڑکا سنیوں سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس کے متعلق یہ حکم ہے۔ "سنی قاضی یا پیش
امام نکاح پڑھانے سے نکاح درست اور سنی شیعہ پڑھانے سے تو یہ حکم ہے" یہ شیعہ تفسیر ہے جو حضرت سنی
قاضی مدظلہ کو باقی خاندان یہ قضیات دیتے ہیں۔ "میں نے بعد ۱۴۰۶ھ میں یہ عبارت ہے الرافضی
اذا کان یسب السیحین او بلعنہما والعیاد باللہ، فہو کافر۔ وان کان یفصل علیا کرم اللہ
وچہ علی اسی مکر الصدیق لایکون کافرا الا انما ہو مستدع اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ سے
سنی لڑکی کا نکاح درست نہیں ہے۔

(المسنفنی نمبر ۶۳۲ حافظ محمد اسحاق (دوبہ) ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۳۵ء)
(جواب ۳۱۵) شیعہ برائیت کی رضی اللہ عنہ وادھر کے صحابہ پر فضیلت دیتا ہے، اس سے مراد وہ دور
ولی بات اس میں شیعیت نہ نہیں تو یہ ہاں نہیں ہے۔ اور ایسے شیعہ کے ساتھ ان کی کاکہ کا کاح منعقد ہو جاتا
ہے۔ لیکن اگر شیعہ غلط وقت یا وہیت میں یا فک صدیت کا قائل ہو یا قرآن مجید میں کسی قسمی ہونے کا معتقد ہو،
صحت صدیق کا منکر ہو تو ایسے شیعوں کے ساتھ ان کی کاکہ کا کاح منعقد نہیں ہوتا اور چونکہ شیعوں میں تفسیر
کا مسئلہ شائع اور معمول ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے شیعوں میں سے ہے یا تمام
سے۔ اس سے لازم ہے کہ شیعوں کے ساتھ مناسبت کا تحقق نہ رکھا جائے۔ شیعہ کاکہ کے ساتھ ان کی کاکہ
کاح ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ تحقق پیدا کرنا مشہدات میں مسخر ہوتا ہے۔ اس سے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔
محمد کفایت اللہ کا ان اللہ لہ۔

شیعہ سنی مناہت کا حکم .

(سوال) زید کے دادا اپنی زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ میں اجماعت و اجتماعت ہوں۔ مرناسوں نے پنکات ایک

۱. و ان كان بفضل عبد كريم الله تعالى ورحمة علي بن ابي بكر رضي الله عنه لا يكون كقول الامام مستدرك فيجده، و ب ليرد
 ۲ ۲۶۴ ط ما حليد

۲ بر فضیلت کتاب سبب سحر و معجزات و بعد از آنکه گفت و نوبت شد خواسته گفت و صاحب کتاب مولیهم را حیرت غیبی و سحر غیبی بی محمد صلی الله علیه و سلم در آن علی بن ابی طالب راضی به عهد و پیمان لغو و حرجی غیبی از اسلام و احکامهم حکم و سریدین. انهدیه باب سوم ۲۶۴ ط ۱۱ جدید

عورت شیعہ یعنی عورت رافضی سے کیا جواب دے اور اس رافضی عورت سے چارپے ہیں اور انہوں نے اپنی ٹکیوں کی شادیاں بھی شیعہ دوسروں میں کر رکھی ہیں اور زید کا منہ ہے کہ میں شیعہ نہیں ہوں۔ سنت و جماعت ہوں۔ حالانکہ اس نے اپنی شادی بھی ایک عورت شیعہ سے کر رکھی ہے اور منہ بنا خط مطلقاً سب کی طرح ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ زید جتنا ہے میں سنت و جماعت ہوں اور ایک سنت و جماعت کئی ائمہ مذہب سے باب و قعدہ اپنی شادی کا نتیجہ ہے اور شادی سنت و جماعت میں کرنا چاہتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے سنت و جماعت کا کاح نہ سوتا ہے یا نہیں نہ سکتا۔ جو رافضی کے تقیم سے پیدا ہوئی اور وہیں پرورش پائی، وہ کون ہوئی۔ رافضی ہوئی یا سنت و جماعت ہوئی۔ شیعہ دوسروں میں، تو کہ، ینابہ کر رہا ہے اپنی مطلب برآری کے واسطے جس کو وہ لوگ تہیہ کرتے ہیں۔ یا اثر عا کیا حکم ہے؟

(المستفتی نمبر ۱۳۵۳ محمد دین صاحب دہلوی، ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۲ء فوراً)

(۱۹۳۲ء)

جواب (۳۹۶) شیعوں سے بات فرماتے ہیں۔ بعض فرقے کافر ہیں۔ مثلاً جو حضرات علی رضی اللہ عنہ و اولادہ سے یا حصول کائنات سے یا غار فی اوتی یا الف، م، شہ صدیقہ یا قرآن مجید میں می زیاتی سے قائل ہیں۔ یہ شیعوں کے ساتھ رشتہ برائے ہوتا ہے۔ اور جو لوگ کہ حد غریب نہیں پہنچتے ان کے ساتھ مناسبت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ شیعوں کے یہاں تقیہ کا مسئلہ ہے اور اس بناء پر ان کے خیالات اور عقائد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ در جو شخص اس بات سے واقف ہیں وہ شیعوں میں رشتہ قائم کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ محمد غایت اللہ خان اللہ

رافضیت اختیار کر کے خلفائے راشدین بالخصوص

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کالی دینے والا مرتد ہے۔

(سوال) (۱) نذیر مدقمندف سان خیت آباد متعقین جو عرصہ تقریباً بیڑھ سال سے پناہ مذہب ترک کر کے رافضی بنائے اور سب تمام کام وہی کرتا ہے جو رافضی کرتے ہیں اور خلفائے راشدین خصوصاً پیدائش حضرت عمر رضی اللہ عنہ و اولادہ میں مسلمان رہا ہے وہ شیعہ مرتد ہے یا مسلمان۔ (۲) نذیر مدقمندف نے ساتھ مسلمانوں کو کیا۔ تہہ کرنا چاہا ہے۔ (۳) ہم دوسروں کی بددینی کی پختہ ہے۔ شیعہ ہمیں نذیر مدقمندف سے ترس و تعقبات برپا نہ دے گی یا نہیں۔ (۴) اگر بددینی کی پختہ نذیر مدقمندف کو بددینی سے خارج نہ کرے تو تمام پروری گناہ کار بددینی یا نہیں۔ (۵) نذیر مدقمندف سے اور اس کے متعقین سے جو رافضی ہو چکے ہیں سلسلہ مناسبت قائم رہے یا نہیں؟

(المستفتی نمبر ۱۵۵۲ امیاں جی خدش خدش نداف (شیخ مجبور) ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۰ جون

(۱۹۳۳ء)

(جواب ۳۹۷) ز مفتی مسعود احمد صاحب مفتی، در علوم (۱) یونہی (۲) واقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا ہے اور سب شیخین، تائید دینی سنت اور صدیق و رشتہ داروں کی رضی مد عنہما کو کالی قاتل ہے۔ قادی کا معیری باب احمد میں ہے الرافضی اذا کان یسب السیخین وبلعنہما لعیاد باللہ شہو کافرا لہ (۲) اول نذیر احمد و بنی کجھیا جاے اور سب اہل مذہب سے اس و بنی کجھیا شش سن تدیر سے ساتھ کی جائے۔ اگر وہ کسی صرح اور کسی صورت سے باز نہ آوے تو اس سے تحقیقات پر اور نہ منقطع رہا ہے جائیں (۳) اگر باوجود سمجھنے کے و رہا جوہ و شش کے بھی نذیر احمد و رشتہ داروں پر نہ آوے تو اس سے قطع تحقیق برضا ضروری ہے۔ اگر وہ کسی سے قطع تحقیق نہ کرے تو نہ کار نہ دی۔ (۵) ان و اس سے حاصل مناسبت کرنا اہل سنت و جماعت و ناجایز و رجم ہے یہ نہ مسلمان و کافر میں ہر ممکن قطع و منعقد نہیں ہوتا۔ کذا فی اشکی باب، محرمات ۱۲ فتوہ و مد تعان عمر۔ مسعود احمد عنہ عنہ صاحب مفتی، در علوم، یونہی ۱۸ محرم ۱۳۵۶ھ

(جواب ۳۹۷) (از حضرت مفتی اعظمؒ) ہوا مفتی۔ نذیر احمد خان شیعہ ہو گیا ہے یعنی سنت کا شہ سے تمت کا قائل ہے یا قرآن مجید و حق اور کامل نہیں بنتا یا حضرت ابو جعفر صدیق رضی اللہ عنہ کی سبقت کا منکر ہے یا سنت علی رضی اللہ عنہ و اہل حق و اہل سنت علی رضی اللہ عنہ کی نوبت کا قائل ہے تو سب شک وہ کافر ہے اور اس صورت میں باقی سب جواب صحیح ہیں۔ فتوہ محمد غایت مد کان مدہ و اہل۔

کیا "تفضیلیہ" اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے؟

(سوال) فتویٰ کا جواب ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء موصول ہوا تھا۔ اس و دیگر اراکین مجلس نے احتیاطاً فرمایا ہے کہ اہل سنت و جماعت و یہاں فتویٰ دینے کا وہی حق حاصل نہیں ہے۔ چونکہ اہل سنت کے نزدیک ہر مسلم مومن ہے۔ اور ہر مومن کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اور ہر مومن یا مسلمان شہادت دیتا ہے کہ وہ تین اصول کا قائل ہے۔ توحید، نبوت، قیامت۔ شیعہ علی مومنینوں اصول سے قائل ہیں۔ لیکن اس فتویٰ میں مفتی صاحب نے صاف نہیں فرمایا ہے۔ چونکہ شیعہ خانہ کعبہ کی سنت ہیں اور تفضیلیہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے اس مذہب سے اصل میں محد و ریش ہے۔ و اس اراکین ہے یعنی شیعہ ٹاٹھری۔ اور وہ وہاں وہاں وہی شیعہ ٹاٹھری اپنے آپ و تفضیلیہ یا مانا نہیں مانتا۔ چونکہ زمانہ موجودہ میں قیہ جائز نہیں ہے۔ و رتبہ اصول مذہب اہل سنت سے کسی طرح بھی مانع نکاح نہیں ہے۔

المستفسی نمبر ۲۲۶۵ جناب شمشاد حسین صاحب (میرٹھ) ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ

مطابق ۲۵ مئی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۱۸) تفضیلیہ مذہب اہل سنت و اجماعت کا نہیں ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی ایک شاخ ہے، اور غالی سے مراد وہ شیعہ ہیں جو کسی ایسے عقیدہ کے قائل ہوں جس سے کفر لازم آتا ہے مثلاً اقل عاشر صدیقہ رضی اللہ عنہما یا قرآن مجید میں کسی واقعہ نہ ہونے کا عقیدہ یا غلطی اور بیعت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یا حسرت تیرہ یعنی سب و شتم صحابہ وغیرہ۔ اور جواب سابق جو میں نے لکھا تھا وہ صحیح ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لفظ اللہ۔ دہلی

کیا شیعوں پر سید کا اطلاق کرنا درست ہے؟

(سوال) شہاکہ در خدمت مثنیٰ مثنیٰ در جہاں یہ مثنیٰ احوال ازیں باشد کہ در مقام بہرہ پور شیعہ انجام در اسم شیعہ نزل عظیم پاشدہ دست چند ثمری ویند کہ شیعہ سادات را گفتن روانا باشد بلکہ اس اسم روا فضل را باشد نہ کہ سادات را ویند و نص ویند کہ شیعہ سادات اثنا عشری را ویند نہ آئمہ سادات سنت و جماعت را۔ لیکن کما فی فقہ میں نیاید چہ کہ سادات بہمنی از اولاد نبی کریم رہا باشند چنانکہ خداوند تبارک و تعالیٰ در کتاب پاب خواہد است مئی کند در سورہ وثر انا اعطاک الکونثر خبہ پیغمبر خود از کثرت اولاد و در دنیا و عقبی منقطع نشوند و پیغمبر را اوریں جامہ دو بروہ سادات یہ باشند نہ چند کہ مذہب جدا باشد۔ در نہایت من شیہ جزری در فتنہ شیعہ

(ترجمہ) بہرہ پور شیعہ انجام میں غلط شیعہ کے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات کو کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ سادات کو شیعہ کہنا درست نہیں ہے بلکہ شیعہ روا فضل کا نام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ سادات اثنا عشریہ کو کہتے ہیں نہ کہ سادات اہل سنت و اجماعت کو۔ لیکن فقہ کا خیال ہے کہ سادات سب کے سب نبی آخر الزماں علیہ السلام سے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب پاب میں ارشاد فرماتا ہے انا اعطاک الکونثر و خود رسول اللہ علیہ السلام نے بھی اپنی کثرت و اولاد کے بارے میں خبر دی ہے کہ دنیا و عقبی میں ہرے پیغمبر کی نسل منقطع نہیں ہوئی۔ اس صورت میں دونوں بروہ سادات ہی ہیں ہر چند کہ مذہب جدا جدا ہوں۔ نہایت من شیہ جزری میں فتنہ شیعہ کے متعلق لکھا ہے۔ شیعہ الروح الح

نوشتہ است

شیعہ الروح الح کسر اتاعہ و انصارہ وقد علم ہذا الاسم علی کل من يتولی علی اس ابی طالب۔ خلاصہ مطلب این است کہ شیعہ اکثر آل را ویند کہ محبت علی بن ابی طالب باشد بے شک چنانکہ جملہ سادات اولاد علی علیہ السلام میباشند اگر شیعہ ویند چہ اہانت نہ ارد۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ اس وقت ہیں جو حضرت علی بن ابی طالب سے محبت رکھتے ہوں۔ اور جب کہ تمام سادات حضرت علی علیہ السلام کی اولاد ہیں اگر ان کو شیعہ کہاجائے تو کیا حرج ہے؟

اس حالات از لغت شوری باب شیعہ فصل شریع

(۱) (شیعہ) (۲) مطیع۔ تابع۔ مددگار گروہ۔ سر خود۔ غالب۔

- (۲) مطیع (ع) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
 (۳) تبعہ دار (ف) فرمانبردار۔ خادم۔ اطاعت کنندہ
 (۴) مدد (ع) کمک مددگار۔ مدد کنندہ
 (۵) گروہ (ف) غول۔ جمعیت آدمیاں
 (۶) سر خود (ف) خود مختار
 (۷) غالب (ع) زبردست۔ زور آور

ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أسكن لهم داراً أولئک مع الذين اتقوا والذين هم محسنون اما اعطاک الکثیر لا یملکون الشیعة الا من اتحد عند الرحمن عهداً وانتم الا علون

در نصیحت از حضرت علی رضی اللہ عنہ رہبر کائنات باب ہمز دے متعلق صفحہ ۱۸۱
 ”سب سے زیادہ عبادت مند وہ ہے جس نے ہماری فضیلت و مقام پر ہمارے شیعہ سے متربان
 بارگاہ الہی میں داخل ہوا۔ ہم سے خاص و قری ور محبت پیدا کی۔ ہماری ہدایات پر چلا۔ اور ہمیں باقیات ہم نے
 منع بیان سے باز رہا سو یہاں تک کہ ہمارے درود میں شام و روزگاہت میں ہمارے ساتھ ہو گا۔“
 ازیں تمام حال کہ ظاہر شدہ است امید می دارم کہ از قلم قدرت جناب فتویٰ رون فرمائی
 ان تمام حالات سے حد گزارش ہے کہ آپ فتویٰ صادر فرمایا۔

(المستفتی نمبر ۲۳۱۳ مؤدی مداریک (بر مہر) (خیم) ۱۴۱۲ھ ثانی ۱۳۵۵ھ)

(مطابق ۱۳ جون ۱۹۳۸ء)

(جواب ۳۱۹) غلط شیعہ ایک معنی باعتبار فتنہ اور دوسرے معنی باعتبار عرف و روئے غوی جہاں سنت کے
 جناب ایشیا زلفت نقل فرمادہ معنی دیگر آن جماعت رویند کہ مذہب ایشیا مقابل مذہب اہل سنت و
 اجتماعت ہست و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و فضل و تہجد صحابہ رضی اللہ عنہم و مندور ایشیا فرقت
 مختلفہ ہست۔ بعض می گویند کہ حضرت علی خدا مستند بعض می گویند کہ خدا در حضرت علی صلوات اللہ علیہ
 ویند کہ وحی بر حضرت علی نازل شد و وہ جب مکمل حلیہ اسلام غلط کردہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رہا نید۔ بعض می
 گویند کہ میں قرآن کہ نزلہ موجود است قرآن منزل نیست بلکہ بیان علی عثمانی است بعض می گویند کہ حد زوفات
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ مرتد شدند معدودے چند و پانچویں بیت عقائد فرمایا۔

پس غلط شیعہ برائے فرقت و نظر و فضل و فضیلت برائے ایشیا مستعمل می شود اس رسالہ سنی مد
 حید و سلم کہ اس قسم حق مد نہ درند شیعہ نشینند۔ نہ شیعہ زسوات سنت و نہ سید شیعہ باشند۔

(ترجمہ) غلط شیعہ ایک معنی باعتبار فتنہ کے ہیں۔ اور دوسرے معنی باعتبار عرف کے۔ غوی معنی
 تو وہی ہیں جو آپ نے فتنہ سے نقل کیا ہے۔ اور عرف میں شیعہ اس گروہ کہتے ہیں جن کا مذہب اہل
 سنت و اجتماعت کے مذہب کے بالمقابل ہے۔ جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و خلیفہ بلا فصل و تمام صحابہ سے افضل

ماتے ہیں۔ اس پر وہی جواب مختلف فرماتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت علی خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا نے حضرت علیؑ کو اندر سے دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہی حضرت علیؑ کی طرف تبارکی و اتنی طرف تبارکی علیہ السلام نے علیؑ سے حضرت محمد ﷺ کو پیش کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن جو اس وقت موجود ہے، وہ قرآن نہیں ہے جو آسمان سے اتارا گیا تھا۔ بلکہ یہ بیاض عثمانی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد چند صحابہ نے اس کو تمام مسلمان مردہ ہو گئے تھے۔ اسی قسم کے بہت سے کفریہ عقائد رکھتے ہیں۔ جس کو شیعوں اور فضیلتی فرقوں نے (عرفی) استعمال ہوتا ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی باتیں سے جو وہ یہ عقائد لیتے ہیں وہ شیعوں نہیں۔ یہ شیعوں نہیں ہوتا اور یہ یہ شیعوں نہیں ہوتا۔

محمد غایت اللہ کان مدد۔۔۔ دہلی

کیا شیعوں مسلمان ہیں؟

(سوال شیعوں مسلمان ہیں یا نہیں؟)

(المستفتی نمبر ۲۳۵۶ محمد ابراہیم صاحب (فوت بمطبی) ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ)

محقق: ابو الفیاض (۱۹۳۸ء)

(جواب: ۳۲) شیعوں کی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ لیکن اس میں سنت و جماعت فرقہ ناپید ہے اور باقی تمام فرقے ناپید نہیں ہیں۔ اس میں سنت و جماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے عام ہیں۔ لیکن یہ فرقے فرقہ شیعوں کی ضمنی شایع ہیں۔ باوجود اس کے امامی طور پر وہ فرقہ امامی میں داخل ہے۔ جاتے ہیں۔ اس کا حکم اس کتاب کی طرف سے ہے۔ وہ باوجود کفریہ عقائد کے (مثلاً اویہیت مکتبہ بیت اکت) کے اور اس کے غیر کتابی حقائق پر دیکھ سکتے ہیں۔

محمد غایت اللہ کان مدد۔۔۔ دہلی

(۱) کیا لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان خلفائے ثلاثہ پر تہرہ نہیں؟

(۲) ایسے فرقہ کے خلاف امر بالمعروف اور بھی عن المنکر کرنے کا حکم؟

(سوال: ۱) ایسے فرقہ نہ ہے۔ اپنی باتوں میں اپنے جنازوں کے ساتھ اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ خلفہ ملا فصل و زہد پڑھتا ہے۔ تاہم اس سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت حق کی تکذیب نہیں ہوتی۔ اور کیا فرقہ ثلاثہ کی زبان سے اہل سنت و جماعت کے رد میں علم ہوا۔ انہار ایک قسم کا تہرہ نہیں ہے۔

(۲) یہ اس مقام پر علیؑ کی طرف سے رد یہ کلمہ صحابہ اور حکومت وقت نے اس کو قانوناً باطل قرار دیا۔

یہ سوال کے اہل سنت و جماعت پر یہ لازم نہیں ہے کہ حضرات خلفائے کرام کی خلافت حق اور فضیلت حق کی ترتیب علیؑ کی طرف سے رد ہوا ہے۔ اس لیے ان حضرات کے محامد و فضائل بیان کریں تاکہ بدعت اہل سنت کی طرف سے ان کے خلاف تبلیغ سے متاثر ہو۔ برحقید و فاسد و میں بتا نہ ہو۔

المستفتی نمبر ۲۴۵۶ ماخضر المک صاحب (منظر) لکھنؤ ۲۰ محرم ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۹ء
(جواب ۲۲۱) تبرات مردوب و شتم ہے تو اس کلمہ کو تبرات میں داخل کرنا مشکل ہے۔ یہ کلمہ اگرچہ اہل سنت و
جماعت کے مذہب کے موافق باطل اور ناجائز ہے، تاہم اس کو سننے والے اپنے عقیدہ کا خدشہ کرتے ہیں، جو اہل
سنت و جماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور ان کے نزدیک باطل ہے۔ اور اگر اس سے اشتغال جذبات و نفسانہ
خطرہ ہو تو اس جہت سے اس کو مذکور شرعیاتی کام کے فریضہ حکومت میں داخل ہے۔ محمد کفایت مد کان مد
لہ۔ وائی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر عن طعن کرنے اور فسق و فحور میں مبتلا شخص کا حکم۔
(سوال) زید نے اپنی ابتدائی زندگی میں کافی عرصہ حاصل کیا۔ مردود ہمیشہ بے عمل رہا۔ وہ تارے صوم، ہمسہ، قوتی
ہے اور خان بھی۔ وہ فسق و فحور بھی ہے اور میں بھی۔ وہ خام و غاصب بھی ہے اور خدا بھی۔ اس سے پاس
ہر وقت نازنیوں کا ٹھکانہ رہتا ہے اور وہ ایک بڑی رکار کا کاجاہ نشین ہوتے ہوئے بھی ہر وقت وہاں ٹھکان
سببت میں رہتا ہے۔ جاہل و مافوقہ پر متصف ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت رکھتا ہے اور جملہ میں اسے
مذہبی پیشوائی حاصل ہے۔ وہ عام ہے اور باطل اسوئی مراب شیطان کی جیتی جان تصویر ہے۔ وہ ایک
نئی وقف کا متولی ہے اور اپنے و سنی و دشمنی کرتا ہے۔ لیکن وہ حضرت امیر معاویہ پر عن و طعن کرتا ہے۔ اس
کا دین بھر کا مشغہ صرف تبریزی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ کون ٹھکانے کا شمسہ النظار استعمال کرتا ہے۔ اس نے
عوام میں اپنے اثر سے کام لے کر افسیوں کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔ مدح و تحسین اہم تحریک کا مدق ارتا
ہے اور سے۔ کارہا تا ہے۔ وہ تا ہے کہ نیوں کی تعداد تمام فرقوں سے مت ہے۔

وہ صرف اس بن پر حضرت مجدد صاحب کی شان میں اور دیگر علماء اسلام کی شان میں تہنیت یا
کرتا ہے کہ وہ حضرت محمد سے حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔ وہ اکثر مسجد میں امیر معاویہ پر عنت کرتا
ہے اور سے شعر حدیری بتاتا ہے۔ اس سے عہد مدبوہ نظم مرسد سے (نئے شلوں نے اپنی طرف سے چھوڑ
تقسیم کیا ہے) غولی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے کیر کڑ اور اس کے عقائد سے مفصل مدح و تحسین کر دیا ہے تاکہ نظم
مرسد میں عقائد باطلہ کی کافی شافی تردید ظہور دیتے ہیں بعد از بعد شائع کر دی جاے۔ یہ ایسا شخص تھا
مسلمان و رافضی دونوں کے ہاتھ سے یہ عہد مدبوہ و قبیح نیوں سے عقائد ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مسلمانوں و
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ عہد مدبوہ رکھنے چاہئیں۔ کیا ایسے عقائد اور ایسے کریکٹر کا شخص اس
قبیل سے ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جاے۔ یہ نظم مرسد کی حد میں داخل نہیں ہے۔ کیا حوائجات نظم
کتن ہیں۔ عوام کے عہد مدبوہ وقت متزلزل ہیں۔ وہ سخت برا سیکل اور پیچیدگی کی حالت میں ہیں۔ لہذا امید
قوی ہے کہ جریدہ ہمدانیہ میں بعد از بعد کافی و شافی مفصل و رسد فتویٰ دے کر جناب دار مسلمانوں کو تفریق
و اختلاف کے گڑھے سے نکال دیں گے اور مسلمانوں کو اپنے عہد مدبوہ سے بچانے کا موقع دیں گے۔

المستفتی نمبر ۲۵۰۹ جناب محمد رفیع صاحب (ضلع رائے پور) دہلی ۱۱/۱/۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۹ء

(۳۶۲) جس شخص سے یہ اشعار ہیں وہ یقیناً اہل سنت و جماعت کے دورہ سے خارج ہے۔ حضرت میر محمد یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جن خیانت کا اظہار کیا ہے وہ روافض کے خیانت اور عقائد ہیں۔ وہ شعر جس کی ابتداء ”جو دنیا کا“ کے الفاظ سے ہوتی ہے، کھل ہوا ہے۔ یہ قائل جس کی زبان سے یہ الفاظ نکلیں چھپا ہوا شیعہ نہیں بلکہ کھل ہوا مفتی ہے۔ شیعوں کو اس سے مجتنب ”رب تعالیٰ رہنا چاہئے۔ اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

”جو دنیا کا تھا ہو ہمنام سک جو حق ملی کے لئے بن جائے ٹھگ“ یہ شعر کھلا ہوا ہے۔

پوری نظم مسند سنیہ یہ شعر پیش خدمت ہے آیا یہ تمہیں داخل ہے یا نہیں۔

(المستفتی نمبر ۲۵۰۹)

(جواب ۳۶۳) یہ شعر یقیناً تمہارے اندر داخل ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

مقدمہ جو نیچر میں حضرت مفتی طالع گواہی دینے کی تردید

(سوال ۱) پتہ ۱۱ میں، تین برس سے ایک مولوی محبوب علی صاحب مثنوی مفتی ہیں۔ جو تین چار مہینے جو نیچر کے کی مقدمہ کی نقل و حوالہ کر رہے ہیں اور مولانا حسین احمد شیش گدیٹ، دیوبند اور مولانا عبد اللہ صاحب دہلی، دارالافتاء ہائی و فیہ وہ فیہ کہتے ہیں۔ اور یہ کہ اس مقدمہ کی تائید اور اس وقت و شہادت کرنے کے لئے آپ اور مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبد الشکور صاحب کا کوئی فیہ شہادتیں دی ہیں۔ یزید اور عمرون بعد عبد الرحمن بن طلحہ و عبید اللہ بن زیاد و شمر اور سنان بن انس اور ابو ایوب بن عثمان و فیہ ہم خبثاء مسلموں سے پیشہ ہیں اور جن مسلمانوں میں اور ان کے عنہ کی تعریف و منقبذ بیان کرتا عبادت ہے۔ خدا را ہم مسلمانوں پر رحم کیجئے اور بعد از بعد جواب دیجئے۔ یہ واقعی آپ صاحبان کے اس مقدمہ میں گواہیاں دی ہیں۔ اگر نہیں تو فوراً اپنی برکت پیش فرمائیں اور امر وی ہیں تو خدا را ہم مسلمان شیعوں و یہ بتا رہے ہیں کہ اس کو ابی و وجد کیا ہے۔ اس سے مذہب اہل سنت و جماعت کو یہ فائدہ ہے۔

(۲) یہ جناب! ان شہادتوں کی نقل و حوالہ کرتے ہیں تاکہ یہاں کے مسلمانوں کو دیکھا جائے۔

نہیں رہا راست پر لایا جائے۔ اور مفتی صاحب کا مجموعہ ثابت کیا جائے۔ تینوں شہادتوں کی نقل و حوالہ۔ یہ فوج جناب کی ہی شہادت نقل آجائے تو یہاں کا فتنہ بہت چھوڑا جائے۔ نقل و روایتی میں تاخیر نہ فرمائیں۔ یہ مذہب کی خدمت ہے۔

(۳) مدحین نے بیان دعویٰ میں لکھ دیا ہے کہ وہ شیعہ دینی امیہ ہیں تو تحریر فرمایا جائے کہ شیعہ دینی امیہ کون سا فرقہ ہے۔ تب تو صرف شیعیان ہی تھے۔ یہ دوسرے شیعہ نقل پڑے۔ ان کی طرف اور پہچان لگنے اور یہ بھی لکھئے کہ شیعہ دینی امیہ اہل سنت میں داخل ہیں یا خارج۔ یا اہل سنت ہی و شیعہ دینی امیہ کہتے ہیں۔

(۴) پتہ۔ میں انہوں نے ایک فتویٰ رقم ۱۵۱۱ بھی پیش کیا ہے کہ مولانا رشید احمد کنہوی نے لکھا ہے ”وقوع کذب باری کے معنی درست ہو گئے۔“ یہ فتویٰ حق و صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح مانا جائے تو یہ خرافاتی الزام لگنے کی وجہ کہ مولانا وقوع کذب باری کے معنی درست بتائے۔ ہاں صرف وقوع کا ثبوت باقی رہتا ہے۔

(المسنفتی نمبر ۲۶۶۱۲ حافظ علی محمد صاحب (پتہ) ۸ زین الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۴۱ء)

(جواب ۳۲۴) میں نے جو پورے مقدمہ میں شہادت نہیں دی۔ نہ ان کے لئے کوئی قیاس نہ کوئی تائید دی۔ میرے پاس یہ قلمت اور باتان ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے حضرت مولانا حسین احمد صاحب اور مولانا عبدالغفار صاحب نے بھی شہادت نہیں دی۔ وہ قلمت ہائے درہماتان باندھنے میں خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

شیعیان دینی امیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ جو پورے کون و کون تھے اور انہوں نے کیا دعویٰ کیا تھا۔ اس قدر معلوم ہوا ہے کہ وہاں انہوں نے مقابلہ پر چھوڑ دیا ہے۔ میں ہم انہوں کے جواب میں صحابہ کے مقابلہ پر تبراہ علی (رضی اللہ عنہ) کی جازت دیتے ہیں۔ ہم تو دونوں تبراہ اولیٰ کو ایک لفظی فعل سمجھتے ہیں۔ مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کے فتویٰ کی جب تک پوری مہارت سامنے نہ ہو اس وقت تک ہم چہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مولانا قدس سرہ کی مہارت ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا یہ مطلب ہے۔ وقوع کذب باری تعالیٰ اتفاق محال ہے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی۔

کیا کربلا کی لڑائی جہاد تھا؟

جنگ کربلا جہاد تھا یا کوئی سیاسی جنگ تھی؟

(المسنفتی نمبر ۲۶۹۹ نسیم میرٹھی۔ ۵ نومبر ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۴۲ء)

(جواب ۳۲۵) جنگ کربلا یزیدی طرف سے محض سیاسی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سیاست حقہ کا پسو غالب تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی جنگ نہ تھی۔ مسلمانوں مسلمانوں ہی کی بات تھی۔ ایک فریق باطل پر تھا اور دوسری طرف سے انتہائی ظلم و فساد اور خونخواری کا مظاہرہ اور عام مظلوموں کی طرف سے حمایت مظلومیت اور سب و رضا کا انتہائی درجہ ظہور میں آیا۔

محمد نامہ (مذہب) کے متعلق واضح ہے۔ انہوں نے ہر وقت کی خاموشی اور محمد نامہ شائع شدہ کی تلاوت کا پروگرام سنیوں کے لئے ناقابل غفلت قرار دیا ہے کہ اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان لہ۔ دہلی۔

تعزیه اور ماتم خلاف شرع ہیں۔

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

(سوال) تعزیه و مذہب سے کیا تعلق ہے؟ کیا تمہیں حقیقت یہ ہے؟

(جواب ۳۲۸) اہل سنت و الجماعت سے نزدیک قرآن یہ ماننا ناجائز ہے۔ اور ماتم برہان خرافہ شریعت ہے کیونکہ خدا و رسول ﷺ نے اس کی تعلیم نہیں دی۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

شیعہ کافرن و فتن مسلمانوں پر ضروری ہے یا نہیں؟

(از اخبار الجمعية دہلی۔ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۵ء)

سوال: یہاں پر فتاویٰ برہان و انفس و رمین مسلمانوں اور برہانوں سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ وہ انفس مر جائے تو اس کا شوق فتن مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟ اگر لازم ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

(جواب ۳۲۹) اہل ان و انفس میں سے کوئی شخص مر جائے اور وہ ان میں سے جو وہاں توہیدی پٹی میت و تجنیہ و تنہین برائیں۔ عین میں کوئی مہجور نہ ہو تو دور سے مسلمانوں کو لازم ہے۔ ان کی میت و تجنیہ و تنہین برائیں۔ یہ برہان و انفس سے کافراں پر حکم کفر جاری نہیں ہوتا تھا تو اس کی تجنیہ و تنہین مثل مسلمین سے برائیں۔ اور نماز جنازہ بھی پڑھ کر ان پر حکم کفر جاری نہ ہوتا تھا تو اس کی تجنیہ و تنہین میں رعایت سنت نہ برائیں اور نہ نماز جنازہ پڑھتیں۔ ویسے ہی فتن برائیں۔ (۳) واللہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ

۱۔ بحریہ دہری در عسرة محروہ غریب و باحتضار صریح میں جمعہ مور بدعت است حج مجموعہ الفتاویٰ

عنی ہامش خلاصۃ الفتویٰ: ۳۴۴، ۴ طامحہ اکیڈمی لاہور)

۲۔ "لیس مامن شق الحیوب و ضرب الحدود الح" (ترغی، کتاب الجنائز باب ما جاء فی من شق الحیوب و ضرب الحدود)

۳۔ "و اذا مات الکافر وله ولی مسلم فانه یغسله و یمکمه و یمدنه" (الحدیث باب ان المسلم یتیم الکافر و یمدنه)

۴۔ ما سیرتہ فی حفرہ کی حکمت عبد الاحج فدیہ و رب فلاونی برکہ لہم من غیر مرعہ سید فیہ سید غفر

ابوب لیس و سلف فی حفرہ (الحدیث باب الجنائز: ۲۳۰ ط سعید، و کذا فی الحدایہ: ۸۴ ط شریعیہ)

فصل دوم: فرقہ دہریہ

”ان الله هو الدهر“ کا صحیح مفہوم۔

(سوال) نیچے دہر، زمانے کو اپنا معبود (لہ) بننے والے دہریوں پر ہیں یا نہیں؟ خلیجہ رغبہ صفری فرماتے ہیں کہ حمل الدهر الیٰ اللیلۃ ونھر رھا۔ وینا طلوع الشمس ثم غیبا۔ یعنی دہر (زمانہ نیچے) نظام شمسی، سورج، چاند، ستارے منصر و غیرہ وغیرہ ہیں۔ مرنخاری میں ولا تقولوا خیبة الدهری فان الله هو الدهر وقال الله یسب سوا ادم الدهر وانا الدهر بیدی اللیل والنهار مطاعم مالک میں لا یقل احدکم یا حنہ الدهر فان الله هو الدهر کما ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنخاری اور امام صاحب دہری ہوتی پنا معبود (لہ) مانتے ہیں۔

(المستفتی نمبر ۳۲۸ ابراہیم حنیف (ابوہر) ۳۰ شعبان ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۹۳۴ء)
(جواب ۳۳۰) نیچے، دہر، زمانہ کو معبود بننے والے غشی پر ہیں۔ اگر ان کو حدیث کے لحاظ فان الله هو الدهر وانا الدهر سے کوئی شبہ نہ ہے تو یہ نون مرنخی اور معانی حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ان الله هو الدهر اور انا الدهر کے معنی یہ ہیں ان الله هو صاحب الدهر ومدیر الامور اور انا صاحب الدهر ومدیر الامور یعنی دہر، زمانہ اور امور کا مدیر ہیں ہوں۔ لوگ ناواقفیت اور جہالت سے وہ یعنی زمانے کو حواث کا فاعل قرار دے کر اسے برا بھلا کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ خود حواث کا فاعل نہیں تو ان کا سب و شتم حقیقی فاعل و رفاق و متصرف فی الامور پر پڑتا ہے۔ حضرت ابوہریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کان اهل الجاهلیۃ یقولون اما یھلک اللیل والنهار فقال اللہ فی کتابہ ”وقالوا ماہی الاحیاء الدیۃ اموت ووحیا وما یھلک الا الدهر“ وقال اللہ یودیسی ابن ادم یسب الدهر وانا الدهر بیدی الامر اقلب اللیل والنهار (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم و ابن مردودہ کذا فی الدر المنثور) ۲ اہل جاہلیت کرتے تھے کہ ہم کورات اور دن ہی ہلاک کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا قول اپنی کتاب میں فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ اس کی جہاں زندگی پر قصہ ختم ہے۔ مرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں اور ہم دہر، زمانہ ہی ہلاک کرتے ہیں۔ حضرت حق نے (یہ حدیث قدسی میں) فرمایا ہے کہ من آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے کہ دہر، سورج، ستارے (یونہی وہ) وہ فاعل متصرف و مبتدئ ہے (اور وہ) (کا خالق و حقیقی متصرف) تو میں ہوں۔ تمام تدبیر و تصرف میرے ہاتھ و رمیہ کے قبضے میں ہے۔ رات اور دن و میں ہی المتماہر رہتا ہوں۔ والحديث اخرج الطبری عن ابی کریب عن اس عیسیٰ بهذا الاسناد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان اهل الجاهلیۃ یقولون اما یھلک اللیل والنهار هو الادی یمیتا ویحییہ الحدیث (کذا فی فتح الباری) ۱۰۱ یعنی اسی حدیث کو

۱ تفسیر اس کثیر تحت قولہ تعالیٰ، وقالوا ماہی الاحیاء الدیۃ الح ۴ ۱۵۱ ط سہیل اکیدمی

۲ الدر المنثور، تفسیر سورۃ الحاثیۃ ۶ ۳۵ ط مصر و کذا فی المعاری، کتب التفسیر، سورۃ الحاثیۃ ۲ ۷۱۵ ط

قدیمی

۳ فتح الباری، سورۃ الحاثیۃ: ۸ ۴۴۱ ط مصر

طہری نے ایہ مرثوہ روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اہل جاہلیت کہتے تھے کہ رات اور دن ہی ہمیں بھاک کرتے ہیں (یعنی ان کی گردش ہی ہمیں موت اور زندگی دیتی ہے) جب کہ امام بخاری و امام مالک اور دوسرے ائمہ حدیث و روایات کے نزویہ حدیث انا اللہ و لہو ارجو اللہ اللہ اللہ اللہ کے یہ معنی ہیں جو مذکور ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”میں دم کا خالق اور مالک ہوں۔“ تو یہ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان ائمہ کا خیال یہ تھا کہ وہ معبود ہے اور چونکہ وہ مالک الیہ میں ان کے نزویہ داخل نہیں اس سے انا اللہ کے درونی معنی سے نہیں جاسکتے۔ محمد کا خلیفہ اللہ کا نائب ہے۔ دہلی۔

مولانا شبلی کے بارے میں محتاط رائے۔

(سوال) ایک رسالہ آج کا ۱۳۲۲ھ میں چھپا ہوا انتہی سے گندہ جو کہ مولانا شبلی مرحوم کے محمدانہ اور زندیقانہ خیالات پر ہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب نے اسے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے رجوع فرمایا ہے۔ اس سے مراد بانی فرما کر جو ب غایت فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کا منہ درست ہے کہ نہیں۔

(المستفتی نمبر ۱۳۹۶ الہام محمد نو۔) (راوندیہ۔ سورت) ۲۲ نمبر ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۳۷ء) (جواب ۳۳۹) ۱۳۲۲ھ کے رسالے میں مولانا شبلی مرحوم کے چند اقوال و خیالات پر انہیں کا فتویٰ حاصل کر کے اس کو شائع کیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان اقوال میں سے عقائد موجود ہیں جن کو مولانا شبلی خود بھی کفر و کفر قرار دیتے ہیں۔ مگر ۱۹۳۶ء میں مولانا سید سلیمان ندوی صاحب نے مولانا شبلی مرحوم کا ایک عتاف نامہ شائع کیا تھا کہ وہ عقائد اسلامیہ کے پابند تھے اور فداغہ اور دہریوں کے عقائد سے سب زار تھے۔ اس بناء پر میں نے لکھا تھا کہ علماء و مولانا شبلی مرحوم کی تکفیر نہ کرنی چاہئے کیونکہ تکفیر بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے اور کسی مسلمان کو کافر بنانے میں انتہائی احتیاط لازم ہے۔ (۱۰ فیصلہ۔ محمد کا خلیفہ اللہ کا نائب ہے۔ دہلی۔)

فصل سوم: فرقہ خا کساراں

- (۱) عنایت اللہ مشرقی کے عقائد اور اس کی جماعت کا حکم۔
 (۲) مرتد کا نکاح باطل اور مہر کی ادائیگی ضروری ہے۔
 (۳) تحریک خاکساروں میں شامل ہونے والے غلطی پر ہیں۔
 (۴) فوجی پریکٹس کے تحت ایک مذکور میں شرکت۔
 (۵) اپنے ساتھ بیچہ رکھنے کا شرعی حکم
 (۶) ملف کا اجتہاد کافی نہیں ہونے والا حکم۔

(از اخبار سه روزنامه محلی و ملی مورخه ۵ مارچ ۱۹۳۶ء)

(سوال) عنایت مدد شرفی اپنے تئیں تدریس اور اصلاحی امور میں یہ لکھتا ہے اور لکھتا ہے کہ عمل صالح فقیہوں کی چیزیں ہیں۔ نماز روزہ زکوٰۃ شریف وغیرہ میرے نزدیک نیک کام نہیں ہیں اور انگریزوں کی قریف برتے برتے اس قدر سیاہ و رکابے کہ عیہ اس کے مدد تقاضا کے اپنے خلیفہ زمین پر انگریز ہی ہیں۔ اور انگریزوں و فرشتے بندہ برتے ہیں۔ دوران خدمت و عبادت برتے ہیں اور انگریزوں کے لئے اور ان کے مدد تقاضا و نہیں پرپنا اور ان کے قدری۔ انگریز مسیحی است پرست ہی کے یہاں اور مسلمان ہیں۔ وریکی وکسالت کے ورثے ہیں۔ موجود مسلمان اور علماء اور پست زمانے کے مسلمان بزرگ و علماء حسن ثناء سب کے سب وازخ کا اندھن ہیں اور روز انگریزوں کو فرشتے سلام کرتے ہیں۔ سب مسلمان اندھے بہرے میں۔ سب مسلمان مراد اور سیدھے رستے سے ہٹے ہوئے ہیں۔ فقہاء انگریز ہی اپنے کمال مسلمان ہیں۔ است پرست مسیحی و انگریز ہی توحید کے ماننے والے ہیں۔ اللہ واحد ہوا اور جاننا توحید نہیں ہے۔ نیوی ترقی نوہ کی طریق سے نوہ حال یا توحید سے وریکی توحید ہے۔ خداوں کے ماننے والے اپنے معبود و جہند ہیں۔ ان کی نے نماز نہیں پرستی اور وہ سائنس و بیانیہ و قانون۔ ان کے بیت مدد شریف، مدد شریف میں جانے کی ضرورت نہیں۔ چہرہ (جو کہ مشرقی ۲۵۰۰ ہے) مدد سے قنصل ہے۔ سامان بن، نماز روزہ زکوٰۃ کلمہ تہمت پر نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے لئے اور خدا کی عبادت کے لئے کسی مذہب کی قہد نہیں ہے۔ است پرستی و سید پرستی اور تین خدا ماننا بھی خدائی قانون ہے۔ انگریزوں کی تاجداروں کی مدد تقاضا و تاجداروں کے۔ ان کے مدد و خوف کے بغیر کٹر کی بات سننے اور کفر کا فعل کرنے سے انسان ہاف نہیں ہوگا۔ بدھ و برٹش و بھی نہیں مانتا ہے۔ وریعت عیہ سلام کی حیثیت کا انکار کرتا ہے۔ محمدی نماز کی صورت یعنی روح ہوا وغیرہ اور رکات نماز سے ولی و وار نہیں۔ ان کے یہاں عیہ کی تاجداروں کی شرک ہے۔ تمام اولیاء اور بزرگ عذاب سے محفوظ ہیں۔ انکی شافعی، معتد، فیر معتد سب انہیں تیرا ہی ہے وریعت شرف ہے۔ ہیں فقہ شریعت پر عمل کرنا سب فیر ہے۔ مدد تقاضا و عیہ ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ان کے حکموں کو ماننے اور برتنے کی ضرورت نہیں۔

انہار اصح میں لکھا ہے کہ جس کے پاس بچہ نہیں ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ یا بچہ و جزاء یہاں قرآن میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مسخر دین ہے۔ اور نماز فقط پنجوقتہ سلام کرنا ہے، جیسے تو کراپنے آقا و امام حاضر فی وغیرہ کر لیتا ہے۔ موجود صورت سے نماز مراد لینا غلط ہے۔ جو کثرت سے نمازیں پڑھیں اور عبادت کریں وہ حرم نور، کامپور، کشن، بد معاش ہیں۔ مصلوں پر بیٹھ کر اللہ مدد نہ کرنا، تکاف کرنا کفر، شرک اور بد معاشی ہے۔ مکہ شریف، مدینہ شریف یہ قبضہ کرنے کے مستحق لندن اور جیس وائے ہیں۔ جتنے مسلمان اس وقت موجود ہیں سب کافر اور مشرک ہیں اور بت پرست خداوں و مانتے و ماننے والے ہیں۔ موحد و مومن ہیں۔ بت پرستوں کو مشرک مانا جا رہا ہے۔ تین خدا ماننے والے پکے یہ اندر مومن ہیں۔ اعتقاد بت پرستی پر قائم نہیں ہے۔ نہ زبان سے تلووت کرنا اور نماز پڑھنا اور درود شریف پڑھنا عبادت ہے۔ مسلمہ مذہب و نالی نہ لی تا ب۔ افضل کتاب ہے اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کو مسخر دین بتاتا ہے۔ خدا کی دوشی سے اس مذہب کی تضحیک اور ضرورت نہیں۔ مسجد میں سنتیں پڑھنا گستاخی ہے ایسے ہی درجہ کلمہ قول ہیں مقدمہ تذکرہ وغیرہ میں اور دیوبند مقدمہ تذکرہ وغیرہ سے یہ سب اقوال لئے گئے ہیں۔

(۱) شریعت میں ایسے شخص کا یا حکم ہے (۲) اور جو شخص یہ کہہ میں واپس نہیں آتا بدعت ہے۔ (۳) جانے بدعت کی حدیت سے اور نہ کہ میں اس کے ساتھ ہوں اور خطہ میں وہ بدعت، نواری کی وجہ سے میں تمہارے ساتھ نہیں رہے سکتا۔ یہ شخص بدعت درست ہے یا نہیں (۴) جب کہ وہ بدعت ضرور شریعت مرتد قرار پائیں تو ان سے موجودہ کان ٹوٹ کے یا نہیں اور ان کو تاب ہونے پر دودھ کان پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں "اور پہلے مذکور کا یہ حکم ہے (۴) جو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم مشرقی سے عقیدے اور اس کے قول و فعل اور اس کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں اور کچھ جی اس کی خاطر بدعت میں شریعت ہوتے ہیں اور دوسروں کو شریعت ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کی شاعت کرتے ہیں۔ (۵) وہ بدعت وراثت و رفعتی قواعد سے بدعت میں شریعت ہوں ان کا یہ حکم ہے (۶) بچہ رہنا سنت ہے یا فرض؟ یا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے (۷) جو ممانہ کی اپنی تقریر میں یہ کہ جو معنی قرآن و حدیث سے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام و ائمہ حنفیہ وغیرہ نے اس وقت کافی نہیں ہیں۔ ہم جی اپنے جہت و ادب سے مناسب وقت معنی لے سکتے ہیں اور اس وقت عام و حافظ بننے کی ضرورت نہیں بدعت سننے کی ضرورت ہے اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب ۳۳۲) یہ جتنے قوال وغیرہ آپ نے سوائے میں نقل سے ہیں سب فروعی ہیں اور ہم عقیدے کو مشرقی کی کتابوں سے ماننے کی ضرورت ہے تاہم کتاب مذکورہ کو ہم نے بھی دیکھا تھا اور بالجمالی اس قدر صحیح ہے کہ مشرقی اس قسم کے خیالات و عقائد ضرورت رکھتا ہے جو جمہور اہل اسلام اور اصول اسلام کے خلاف ہیں۔ آپ نے سوائے جو مذکور ہوا اعتقاد پر مبنی ہیں ان کا جواب یہ ہے۔

(۱) جو شخص ان عقائد کا حامل ہو وہ اسلام کا مبلغ نہیں بلکہ اسلام کا دشمن اور دائرہ اسلام سے خارج

تحریک خاکساران میں شامل ہونے والے کا ایمان خطرے میں ہے۔

میں خاکسار تحریک میں شامل ہوں اور میرے خیال میں سپاہیانہ و مجاہدانہ زندگی ہی قرن اول کا صحیح سلام ہے۔ اور میرے عقیدے میں کہ ایک ہے، قیامت، حق، جنت و دوزخ پر میرا ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن ربیع آخری کتاب اللہ ہے اور پانچوں ارکان اسلام پر مکمل فرمانبردار ایمان ہے۔ اور ہندو اہل سنت و الجماعت کا ادنیٰ خادم ہے۔ باوجود ان عقائد کے یہاں پر میں ملازم ہوں، ان مالک کارخانہ کو تسلی نہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مفتی صاحب کا فتویٰ وہ نہیں تم کہہ کرے کہ تمکب یا خارق از اسلام تو نہیں ہو گئے ہو۔

(المستفسی نمبر ۱۳۵۰ یدین علی پشتی، ۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۵) سپہیانہ اور مجاہدانہ زندگی بے شک اچھی اور محبوب ہے مگر خاکساروں کی تحریک کے بانی یعنی مشرقی صاحب کی کتابوں و رسالوں و بیانات میں جو اس کے اصول و مسائل و فرقہ وادبیات سے متعلق ایسی باتیں درج ہیں جو یہاں عامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ نماز و روزے و حج و اور بہت سی صحیح سنتوں کو اس طرح غلط کیا ہے۔ ان کی طرف سے عزت و شہرت کے جذبات ہوں میں پیدا ہوا اور عام امام و اہل علم و اہل جہل بتاتے ہیں کہ نماز، روزے کا مذاق اڑاتا معمولی بات ہے۔ ان وجوہ پر مسلمانوں کو اس تحریک میں شریک ہونا، بڑے و بڑے مشرقی کے مقاصد و خیالات سے اپنی بے تعلقی کا اظہار بھی کریں نہ کہ غلط کام ہے۔ اور ایمان کی سلامتی کی امید نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

تحریک خاکساران سے متعلق حضرت مفتی اعظم کی رائے۔

(سوال) یہاں خاکسار تحریک شروع ہوئی ہے۔ وہ بڑی تندہی اور جانفشانی سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ ہم لوگ آپ سے ان رہنماؤں میں ہیں کہ بلا صبر و مشورہ کے کام کرنا پسند نہیں کرتے۔ مولانا ظفر علی خان صاحب، مولانا اسلم جیہ اجپوری و مولانا سید سلیمان ندوی کے اعلانات خاکسار تحریک کی تائید میں آتے ہیں۔ میں بہت سے لوگ آپ سے ملنے کے منتظر ہیں و بڑی باتیں سے پیش کردہ ہیں کہ سب آنجناب کا قریبی یا کاری ارشاد بہ کتاب۔ آپ کی ذات کرامی سے قوی امید ہے کہ اس عریضہ کا ضرور خیال فرما میں گے۔

(المستفسی نمبر ۱۳۵۸ حکیم محمود خان صاحب (۲) ۲ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۰ اپریل

۱۹۳۷ء)

(جواب ۳۳۶) خاکسار تحریک کے بانی عنایت اللہ خان مشرقی کے خیالات و عقائد سے کوئی وقف نہیں ہیں اور تحریک کی محض ظاہری شکل و (کہ خدمت خلق اور مسلمانوں میں سپاہیانہ زندگی پیدا کرنا ہے) اور میرے اسے پسند کرتے اور شریک ہو جاتے ہیں۔ اس شخص کا قصد ایک جدید فرقہ پیدا کرنا ہے اور اس کا واجب احکامات امیر خوں اور مسلمانوں و مسیحتوں کے رستہ پر لایا گیا ہے۔ مشرقی کی کتاب "تذکرہ" ان کے فلسفیانہ خیالات

ورڈارون تھیوری کے عقیدہ کی آئینہ دار ہے۔ سب سے پہلے کامن کایہ ہے کہ مسلمانوں کو عداوت اسلام سے متنفر کریں۔ اس کے لئے ان کے مرکز الجمرہ سے ریڈیٹ شائع ہو رہے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کو ظاہری صورتوں میں عبادات کا رجب اور فرائض قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ نماز کی روح حاجت امیر ہے اور جب کوئی شخص اپنے نفس کو امیر کے حوالہ کر دے اور اس کے حکم کی حاجت کرنے سے اس کی نماز کی روح حاصل ہو گئی اور اس میں وہ نماز ادا کرنے سے مستغنی ہو گیا۔

تحریک خاسراں میں جہاں تک خدمت خلق اور سپاہیانہ پرستہ واقع ہے وہ انچس چیز ہے مین یہ ناممکن ہے کہ جو شخص اس تحریک میں شریک ہو وہ بانی تحریک کے خیالات و عقائد سے متاثر نہ ہو۔ قادیانی تحریک کی ابتدا بھی ایک خوش نمائشوں سے ہوئی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی آریوں اور عیسائیوں کے اندر اور ناپاک حصوں کے ناموں سے رسالت کی حفاظت کرنے میں عداوت سے پیش پیش ہیں اور ان کے رشتہ میں من و مہن بھی چھ قربان کر رہے ہیں۔ مین یہ دیکھنے والے دیکھتے ہیں کہ یہ قادیانی فرقہ اسلام سے اور مسلمانوں کی قومیت کے لئے سب سے زیادہ مسلک اور تباہ کن ہے اور اس کے بانی نے آہستہ آہستہ مسند نبوت پر نہ صرف اپنی جگہ لگانے کی و شش کی بناء اب تمام پیغمبروں پر ایمان لایا اور خود آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا بھی ان کے نزدیک مومن ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تاہم قادیانہ مرزا غلام احمد پر ایمان نہ لانے کی کامیابی معتبر ہے نہ عمل مفید۔ خاسراں کی تحریک و حقیقت شمس الدین قادیانی تحریک سے زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ وہ مذہب کے نام سے شروع ہوئی تھی اور یہ خدمت خلق اور سپاہیانہ پرستہ کے نام سے شروع ہوئی ہے اور اس نے مذہبی طبقے کے خلاف اور علم برادرانہ مذہب یعنی علماء کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے۔ یہ قادیانی مجید کے نام سے مدد و یورپ کے عقائد پیار رہی ہے اور یہ نکریزوں و خدا کے شخص و مقبول مد کے ظاہر کر رہی ہے اور سی طرح بہت سی خرافات پر مشتمل ہے۔ فقیر محمد کھٹیت مذکان مدد۔ دہلی۔

تحریک خاسراں کے عقائد مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔

(سوال) حضرات اقدس جناب قید مفتی صاحب، ماح فکرم۔

اسلام علیہ ورحمۃ اللہ علیہ کے بعد کرنی نامہ پہنچ کر باعث مسرت ہو جو جناب کے دست مبارک کا تحریر کردہ معبودہ نامہ۔ جناب کی اس بزرگوار شہادت اور محبت کامل سے شکر مند رہوں اور شکر مند ہوں کہ ایک عظیم الشان اور واجب تنظیم ہستی و یوں جو بھٹے کی تالیف دی۔

مجھ کو اس سوا سال کی مدت میں علمائے کرام کی جانب سے انتہائی مایوسی ہوئی تھی اور میں نے مجھ پر تھا کہ واقعی ہمارے علماء و قوم کا درد نہیں رہا اور جوان کی سلی تخیلی کر سکیں۔ مدد جز کی طرح جناب نے اس اقدام نے پھر امید کی ایک لہر جسم میں دوڑائی۔

نوشی نے بڑی مدت میں حدیث زبان ان چارے رتے رتے مردوں سے پھر قلم ان کا

جناب وارث آپ کو فیصلہ فرمائیے کہ جو شخص سو سال پیشہ مفصل طور پر اپنے خیالات اور عقائد کا صاف صاف ظہور کر چکا ہو اور آپ سے تسلی و تشفی کا حامل ہو اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سب باتوں معصوم کرنا چاہتا ہو اور بار بار جناب سے التجا میں اور یاد دہانی کرتا رہا ہو اور بے چین ہو کر آپ کے خیالات و احکام کی طرف توجہ دینی چاہتا ہو۔ پھر ایسے قابل رحمت اور قابل توجہ شخص کو ایک عرصہ دراز کے بعد یہ صاف یہ جواب دینا کہ "شرقی صاحب سے حایہ - مات - ان کی تحریک کا مقصد سمجھنے کے لئے کافی ہیں" "ہاں تک تسلی بخش اور مفید نہ ملے ہیں۔ جب کہ میں پورے طور پر تنسیل کا بھی حامل تھا۔ میں جناب سے قیمتی وقت و نتائج و عظیم الشان مشاغل میں مدراہم کر نہیں جاتا چاہتا بلکہ اپنی ذاتی اور قوم کی مذہبی بہتری اور روز قیامت سے خوف سے مجبور ہو کر آپ کی جناب میں موبانہ گزارش کر رہا ہوں۔ مسلم قوم کی ذلت اور تباہی ان آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی تھی کہ سب و تمام اور شریعت اسلامیہ یعنی سراط مستقیم کو چاہتے اور پہنچنے میں جو بال کی ہال ٹل رہی ہیں اس نے قوم اور فرد و ممت کے دروازے پر ڈال دیے۔ سرف قضا و قدر کے حکم کی دلیل ہے۔ پھر ایسی صورت خدشہ میں جو عام طور پر مسلم علماء میں جاری ہے۔ اگر آپ سے مفصل طور پر نہ معصوم کیا جائے تو صحیح راستہ پر پہنچنا، اشارہ ہے۔ میں جناب کو اپنی عقیدت مند ہونے کی حیثیت سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ تحریک خدایانہ کے جو عمل و قول ہیں وہ انسانی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی حالت پر یا اثر ڈال رہے ہیں اور اس کی یا بغیت ہے تنسیلی طور پر تحریر فرمائیں تو میں بندہ نوازی ہوگی۔

المسنفی نمبر ۱۵۴۲ محمد امین خاں صاحب (نجیب آباد) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۲۸ جون

محرم ۱۹۳۳ء

(جواب ۳۳۷) جناب سرمد، ام الفضلہ بعدہ السلام مسنون۔ جناب کا عنایت نامہ باعث ممنونیت ہے۔ میں اپنے خدا میں تانے جو ب کی معذرت کر چکا تھا، اب سرمد آپ کے عتاب آمیز شکوک پر زحمت انتظار کی معافی کا طلبگار ہوں۔

میں نے رد و کد میں پرانا بھی پسند نہیں کیا۔ اپنے ناقص خیال کے موافق مسند بتاویں اور اظہار حق پرانی بھی کافی سمجھتا ہوں۔ اس سے زیادہ کی فرصت تھی نہیں ہے اور رد و کد پتھ مفید بھی ثابت نہیں ہوئی۔ جناب نے پہلی تحریر میرے ذہن کو بوجھ و پرہیز اور اس سے متاثر ہو کر بھی تھی، میں خمد حق کے لئے اس کو کافی سمجھتا ہوں ہی و مجھ پر لکے دیتا ہوں۔ اگر جناب غور فرمائیں گے تو اس میں تسلی و تسکین پائیں گے۔

مشرقی صاحب کی کتاب مذکرہ میں نے پڑھی ہے۔ اور ان کی دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ ان کی تحریرات میں بہت سی باتیں صحیح اور اچھی ہیں۔ ان کی یہ شایستگی بھی ہے کہ مسلمانوں نے عبادت نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کی صورتیں تو خوب مشہور ہیں سے پڑھ کر بھی ان عبادتوں کی رویت باقی نہیں ہے۔ اکثر مسلمانوں کی عبادت کے متعلق یہ خیال یہ حد تک صحیح نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ خیال جو ان کی تحریرات سے صاف طور پر ہم پر چھنے والا ہے کہ نماز کی روح اطاعت میر ہے۔ اور اطاعت میر مضبوطی سے اپنا شعربان بن جائے تو پھر نماز پڑھنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور ایک ایسا شخص جو اپنے

امیر کی طاقت برتا ہے، یہ شخص سے بہتر ہے جو رقی نماز قیام اور کتب میں میر کے کاموں پر
 چوں و چرا عمل میں نہیں آتا۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ امر میں اور شریعت و پست دینے سے۔ ان کتابوں میں
 تیسویں سنتوں کا جو صحیح سندوں سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل و متواتر
 ہیں یہ طور پر مذاق زیبا ہے اور تمہارے کیا ہے کہ ایک ایسا انداز حقیقہ خداوندی رکھنے والے دل رز جاتا ہے
 ۔ اگرچہ وہ ان سب باتوں کی کتابیں کرتے ہیں، وہ کتابیں ان علم کے خیال میں بھی ان کتابیں کرتے وقت اس
 ہی آسکتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس سے بھی اس کتاب میں نہیں سمجھ سکتے۔ ان کے قلوب و زبان پر ان کی زبانوں
 پر وراستہ جو اثر ہوتا ہے وہ یہ کہ نماز و روزہ سب رقی مہارتیں اور بجا جان صورتیں ہیں۔ وراثت کی نعمت
 ثبات و نہ صرف فضول بلکہ خدیف تمذیب و رقبہ ثمرات امور سمجھنے کے ہیں۔ وراثی مرتبے پر وہ ایمان
 ٹپکتے ہیں۔ میں نے ان کی کتابوں کو پڑھا ہے بہت حدیث میں سمجھ لیا تھا کہ یہ تحریف مرزا قادیانی کی تحریف سے زیادہ
 خط ناس اور مسلمانوں کے ایمان کے لئے تباہ کن ہے۔ وہ تو مجاہدیت اور مسیحیت اور باآخر، مودی بہت تلخ زبان
 اس کے لئے اس کو خدا اور رسول کے ساتھ ایمان و رخصت مرخصی کے تمکین، از مرقم ترقی صاحب نے
 جو بنیاد کی تھی وہ خدا اور رسول اور ایمان و اسلام کی بنیاد کے سیدھی و ہریت و نہ بظرف کے جانے کی
 تھی۔ ان کی کتابیں پڑھ کر نہ خدا کی وقعت ال میں رہ سکتی ہے نہ رسول کی۔ صرف دنیا میں عمل و عمل ہی مادی
 و رہایت سے متعلق انسان کے لئے نہتانی معراج ترقی ہے۔ لیکن انہوں نے اس خیال و مذہب کے پورے میں
 بیان کیا اور انصاف و قنایہ و قورمور مرزا و زندقہ و یہوں کے موقع پر استہزاء کیا۔

اور بلا آخر تو انہوں نے ان کی مری و یا کہ میر (یعنی خوان کا) ہم امر و واجب حاکم سے۔ بدعت کے
 ماتحت امر کا حکم بھی علی احقاق و واجب حاکم۔ نو وہ قرآن کی نہتانیات کے خلاف ان کیوں نہ ہوں گے
 ان قدام سے مسلمانوں کے لئے ان کی تحریف و حقیقت سمجھنے کا راستہ صاف نہ لیا ہے کہ وہ شریعت الہیہ کے
 با مقابل یک نئی شریعت یہ نہتانی ترقی دین قائم کر کے مسلمانوں کو حجاز مقدس سے پھیر کر اچھر اٹھیف کی
 طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ ورنہ ایک سیاق و سباق ہے جو قادیانی فتنہ سے بدتر جہاز یاہ خوفناک ہے۔ رقی ٹیچر اور رقی
 اور سپاہیانہ سپہ تو وہ ایمان کی مہمتی کے ساتھ ہوتی تو چشمہ روشن و شاہین میں اس کے میں متنازع
 ایمان پر ڈال دینا نہ کثرت نہ تو اس کی شریعت سے زیادہ بد نصیبی اور یہ نہتانی ہے۔
 محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ واپس

تحریک خاکساران پر مختصر تبصرہ۔

(سوال) (۱) تحریک خاکساران کے متعلق آپ کی شری کے یہ ہے (۲) اس تحریف کے بانی کے
 متعلق جو غلط و رد منسوب یہ جاتا ہے وہ اس تک درست ہے۔ یہ جناب و اس نے اس تحریف و ربانی تحریف
 کی تصنیفات کا مطالعہ فرمایا ہے۔ ہر فرمایا ہے تو ہماری رہنمائی فرمائی۔

المستغنی نمبر ۶۲۳ ص ۱۱۱ محمد امین صاحب (جاندہ) ۱۲ جمادی اول ۱۳۵۶ھ ۲۲ جون ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۳۸) (۲۰۱) تحریک خاکساران بظاہر خوشنما اور مفید ہے۔ لیکن اس کا غور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بیک وقت فتنہ ہے۔ بہت سے اسلامی عقائد و اعمال حتیٰ کہ فرائض قطعیہ سے انکار و اختلاف اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ مشرقی سے متقدم تہذیب و تمدن اور ان کی دوسری تالیفات میں واضح طور سے موجود ہیں۔ ان کا نتیجی نتیجہ ملحدان و برپائی تسمین و تقویہ اور مکالمے اسلام کی سختی و قویہ ہیں۔ محمد غایت اللہ کا ن مدلل۔ ۱۰۱

(۱) تحریک خاکسار غیر اسلامی تحریک ہے اس میں شامل ہونا جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کی مدد اور تعریف کرنا بھی ناجائز ہے۔

(سوال) نئی سال سے ہندوستان میں امرتسر کے ایک شخص غایت اللہ خاں نامی نے جس کا تخلص مشرقی ہے۔ اور جس کا موجودہ قلم نامہ ہندو ہے ایک تحریک جاری کی ہے جو تحریک خاکساران کے نام سے مشہور ہے۔ مشرقی مذہب اور اس تحریک میں شامل ہونے والے خاکساران کا میر ہے وہ بتا ہے کہ (۱) میر کے ہر جملہ میں تعمیل معروف و منکر کی شرط ہے۔ بغیر ہر ایک خاکسار کو باپوں و چچے کرنا چاہئے (انبار صحت)۔ (۲) وہ کہتا ہے کہ ابتدا سے آفرینش سے آج تک یہ قطعی فیصلہ نہ ہو سکا کہ وہ سادہ مذہب سچا ہے۔ وہ سادہ شارح کائنات و منشاء کے عین مطابق ہے۔ پھر بتا ہے کہ نہ اعتقاد کی بات پر حق و بی بات پر حق ہے نہ قبول خدا پر حق و عبودیت نہ ملتا ہے۔ یہ بھی بتا ہے کہ اسلام میں عمل کے سوا کسی عقیدہ کی ضرورت نہیں۔ (تذکرہ دیباچہ)۔ (۳) مشرقی بتا ہے کہ وہ اس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ دوسری جگہ بتا ہے کہ قلمن و برس سے مولویوں کا مذہب غلط ہے۔ پھر ایک جگہ بتا ہے کہ مولویوں کے بتائے ہوئے اسلام قرآن مجید میں ایک غلط یا ایک حرف بھی نہیں۔ پھر ایک جگہ بتا ہے کہ خاکسار تحریک اس سے جاری کی گئی ہے کہ مولویوں کے بتائے ہوئے نام و خط ثابت کرے وغیرہ (اصلاح اخبار کے مختلف پرچے)۔ (۴) مشرقی بتا ہے کہ کلمہ شہادت و نماز روزہ و حج و زکوٰۃ پر اسلام میں بیابان کر نہیں (تذکرہ حصہ ۲ ص ۵۶)۔ (۵) مشرقی رمضان کے روزوں کی فضیلت و غیرت و من منات باتیں دروغ بانی اور فاقہ مستی کے نام سے یہ کرتا ہے ورتیہ و سویراں تک کہ مسلمانوں کے روزوں کا تسخیر کرتا ہے ورتا ہے کہ یہ چھپے کئی سو برس کی نمازیں اور روزے سب ہارت ہیں۔ ان سے جنت تو کیا دوزخ کا بہترین و شہ بھی نہیں مل سکتا۔ (اصلاح اخبار پر پیل ۵۳)

(۶) مشرقی نے اپنے اخبار اصلاح و رجوع کی کڑے کی نمبر میں اپنے کی عقیدہ کا یہ بیان کیا۔ مشرقی مجددین اسلام اور مومنین اللہ ہے شائع کیا اور اس طرح اپنے مومنین اللہ اور مجدد ہونے کے دعویٰ کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ نامہ ان کے خواہش و شائع کیا اور اس میں وئی ترمیم نہیں کی۔

(۷) مشرقی بتا ہے کہ گمریز نصرانی جن وہ نبوی ساز و سامان حاصل ہیں اور حقیقت کی عبادی الصالحوں کے مصداق ہیں اور گمریز خدا کے صانع ہند ہے۔ مسلمان ہونے والوں میں تو سلام پتہ جی نہیں۔ ہاں نصرانی گمریز حقیقی مسلمان ہیں۔ گمریز ہی حلیفہ اللہ فی الارض ہیں وراکشا فرشتے ان قوم کے

سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ (تذکرہ حصہ عربی)

(۸) مشرقی ملت ہے کہ تمغہ نیر کو حرام سمجھتی، حقیقت انسان کی دنیاوی زندگی کی اصلاح کا ایک منظر ہے اس و تمغہ روحانیت سے کوئی تعلق نہیں (تذکرہ مقدمہ) اس طرح مشرقی انگریزوں کی تمغہ نیر خوری و حقیقت، حاکمان کی روحانیت کو دیا گھونڈا، جانا پاتا ہے۔

(۹) مشرقی نے، سراج کے قوس فیصلہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ماں غنیمت کی چاروں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر پر عتراض کرنے والے صحابی کی نسبت (جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے) لکھا ہے کہ وہ بدعت جہنمی خواہ پورہ کا (خوبالہ، خوبالہ، خوبالہ)

(۱۰) مشرقی نے بدعت، اپنی تحریک خاندان کی جگہ صرف خدمت خلق اور فوجی قہر و چیزوں پر ظاہر کی اور مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیاوی حکومت و سلطنت مل جائے۔ یہ بھی جان لیا کہ اس تحریک میں ان کے مذہبی عقائد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ہندو، عیسائی، یہودی، پارسی وغیرہ کے ساتھ بھی ان میں شریعت کا موقع ہے۔ مذہبوں کا مومن و انہماک کام سمجھ کر مسلمان اس تحریک میں شامل ہونا شروع ہوئے۔ اس سے کہ مشرقی کی پہلی کتاب مذکورہ سے وہاں کو عام طور پر کوئی واقفیت نہیں تھی۔ مشرقی نے تحریک خاندان کی تبلیغ کے لئے خبر رسالت جاری کی اور نہایت چار و درباری کے ساتھ مسلمانوں کو مزید متحرک کر کے خیریت و عقائد پر اثر ڈالا اور مذہب کی شاعت بھی ہو گئی۔ اب یہاں تک فوجی چٹائی کہ وہ مختار مطلق، امیر اور مذہبی پیشوا بن گیا۔ ورما مہاراجن اللہ اور مجدد وقت بننے کی تیار کی رہی دی۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں سے کوئی مہذبہ بھی لے رہا ہے اور اپنے جہازوں اور فوجیوں کی ایک جماعت بنا رہا ہے۔ اس مذہب کے تفصیل کے ساتھ ہندوستان کے تمام ممالک میں تحریک کے متعلق اپنے اپنے ذریعہ واقفیت کے موافق اور بھی صحیح باتیں ممکن ہے کہ معلوم ہوں۔ بہر حال دریافت طلب ہے یہ ہیں۔

(۱) مسلمانوں کو خاندان تحریک میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ تحریک اسلامی ہے یا غیر اسلامی؟

(۲) جو لوگ تحریک میں شامل ہیں ان کو از روئے کام مشیخ اب کیا کرنا چاہئے؟

(۳) جن لوگوں کو اس تحریک میں شامل رہنے اور مشرقی کی بدعتیہ باتوں کا علم ہو جانے کے بعد بھی

ان تحریک کی اشاعت و حمایت پر سر رہے ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس جماعت کے اعمال میں فوجی سیمپ، مصنوعی جنگ فوجی مارت جیسے وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مسلمانوں کو ان کے سیمپ اور مصنوعی جنگ کا تماشہ دیکھنے اور ان کے جھوسوں میں شریک ہونے اور ان کی تقریر سننے کے سے جانا چاہئے یا نہیں۔ ان کے جلسے اور تقریروں کے سننے اور ان کی نمائندگیوں کا تماشہ دیکھنے سے مسلمانوں کو روکنا اور ہار رکھنا ضروری اور خوب کا کام ہے یا نہ؟

(۵) اس تحریک اور اس جماعت کی ہمت فوجی اور لہو لہو کرنا یا مدح اور تائید کرنا، ان کے جھوسوں اور

کیمپوں کے سامان ہم پہنچانا جائز ہے یا ناجائز۔ نیز اور جو کام اس تحریک کے معاملے میں مناسب اور ضروری ہوں ان سے آگاہی بخشی جائے۔

المستفتی نمبر ۱۶۷۵ محمد یوب نام (نجیب آباد) ۷ جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۳۹) (۱) مسلمانوں کو اس تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہیے اور اگر محرک اس تحریک میں شامل
ہوئے ہوں گے تو اسلام میں شرعاً نہیں گرتا، ہندوؤں جیسا یوں یہودیوں وغیرہم کے لئے بھی صواب ہے۔
ہے تو تحریک کا اسلامی نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۲) ان لوگوں کو جو ناواقفیت سے شریک ہوئے تھے فوراً مسجد کی اختیار کر لینا چاہیے۔ (۱)
(۳) یہ لوگ خود بھی غلطی میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور اگر مشرقی کے عقائد میں ہیں
شریک ہیں تو زوال ایمان کا بھی خطرہ ہے۔ (۲)
(۴) ان کے اعمال و تسبیح و تہجد میں تماشائے ان کے مجمع میں جانا بھی خطہ ناک ہے۔
(۵) اس بدعت کی ہمت افزائی اور احکامات و تہذیب و تہذیب کے ہمت افزائی اور احکامات و تہذیب و تہذیب کے ہمت
دستکش ہے۔ (۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) تحریک خاکسارین شریعت جائز نہیں۔

(۲) اس تحریک کا رکن بننے والے کی امامت درست نہیں۔

(سوال) (۱) بہر اچانک میں پچھلے دنوں سے عنایت اللہ شریعت کی بدعت خاکسار قائم ہوئی ہے۔ جو کتاب تذکرہ
کی شہادت کرتی ہے۔ علماء و برہمن جانتی ہے اور عنایت اللہ و امیر مطلق مانتی ہے۔ کیا اس تحریک میں حصہ
لینا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) تذکرہ کے مضامین میں ان کا ذکر ہے یا نہیں؟ (۳) جو مولوی صاحب عنایت اللہ
کی خیانت سے واقف نہ ہوئے۔ اس تحریک میں حصہ میں ورس کے ممبر نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنی
چاہیے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۲۰۱۹ احمد شاہ (بہار) ۱۰ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۷ء

اسلامی حدود میں رہتے ہوئے جہاد کی ٹریننگ سیکھنا ضروری ہے۔

(سوال) (۱) کہہ گا کہ امت مسلمہ تاریخ اسلام و قوانین کے مسلمانوں کے مطاعہ حیات سے یہ پایا جاتا ہے کہ
آغاز اسلام میں "عسکریت" یا غزوہ بدر تنظیم و عمل جہاد مسلمانوں کے تمدن و حیات کی ایک اہم جزو رہی ہے
اور تہذیبوں کے فدا کیاں اسلام میں ایثار و فدا فی اللہ روح جہاد اطاعت امیر خوت جو عسکریت اور قومیت کے
اعمال کے ریسہ ہیں اور ان کے ذریعہ اصول قائم رہے اور جب تک تبلیغ اسلام اور ترویج و شہادت

۱ "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الطالمین" (الاعادہ ۶۸)

۲ "ویرضی بالکفر کفر" (خاصی خان علی ہامش لہندہ ص ۵۷۳) (۳) "کونہ"

۳ "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" (المائدہ ۲)

قوانین ہیں اور اپنی قومی زندگی اور قرار رکھنے کے سبب سیکم لقتال کے پیش نظر رہا، صحیح معنوں میں لقمہ خیر مہر ہے اور رنج مسنون کے ختمے ختمے میں مدد کرنی پر جوش صدقوں سے فضاء عام کو فتح لگائی۔ مگر جب ان خصائص سے کسر خانی ہوئے و نہاحد واقعی سبیل اللہ سے عمود و کراہی و کیمکی و اخوت کی بجائے! تعداد فرقوں میں منقسم ہو گئے تو ایسے قہر مذلت میں گرے کہ عمر صد حیات تلک ہو گیا۔ مظلوموں کی آواز آتی ہے، جیسے خود مظلوم بن گئے۔ غریبوں کی آوازیں مٹا جوں کی خبر کی گئی کہ داب، غامی کا نام و نشان مٹا کر غلاموں کو برسر کر کے داب، خود غلام ہو کر رہ گئے۔ دنیا سے جہالت و بربریت کو مٹانے والے خود دوسروں کی بربریت کا شکار ہو گئے۔ میں تفاوت رہ از کجاست تاجک!

فی اتمد جو پتہ ہو اور ہو رہا ہے، اظہر ہے۔ قعدہ ہے کہ کٹر زمانہ خود ٹھوکریں مار مار کر بیدار رہے بغیر کی روز روزی میخاریں، ہٹک، ہٹک، ہٹک رہتی ہیں کہ اگر مسلمان مزمع بننا تحفظ و قوانین شریعت کی امداد ترویج چاہتے ہیں تو انہیں پھر سے مجاہد بننا چاہئے۔ مگر فی زمانہ سنین ماضیہ کا طریق جنگ بیکار اور عبث خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت مادی طاقتیں اس چیز سے مرعوب ہوتی ہیں اور موجودہ تہذیب و تمدن کے ماحول میں قومی وقار کے لئے جو چیز مذہب امتیاز خیاں کی جاتی ہے وہ مروجہ اصول عسکریت ہیں جن میں قابض کر قعدہ دیکر کئی جن کے سے معروف انگریزی غلط بات تیب پر یڈ دیو ایڈرم استعمال ہوتے ہیں اور توپ تھک وغیرہ ہیں۔ جس قوم میں اس کا رواج نہیں دنیاوی طاقتوں کے نزدیک اسے اب اس دنیا میں رہنے کا حق نہیں۔ چنانچہ آٹھ جلد اس نظریہ پر عمل ہو رہا ہے۔ بناء علیہ اگر کوئی سلامی انجمن عقائد سلامی کی حد میں رہ کر تحفظ اسلام کی خاطر مسلمانوں میں عسکریت کی تبلیغ کرے۔ لباس میں سادگی و میرنگی پیدا کرے۔ مسلمانوں کو استعمال سچے اور دیگر ضروریات سے وقف کرے۔ تعلیم و اخوت کا سبق لے سو حسنہ رسول اللہ صلعم پر عمل کرے صوم و صلوة کی پابندی کرے اور اس کے ساتھ باقی تمام پیدہ اعمال بھی کرے تو اس کی یہ حرمت شرعیہ ہے اور یہ مسلمانوں کو اس سے اتحاد کرنا چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۴۳۱ محمد آفاق صاحب (پنیا) ۸ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۴۸ء
(جواب ۳۴۹) سلامی عقائد و اعمال کی صحیح تصحیح تباہ و تخیل کے ساتھ عسکریت نہایت ضروری اور بہتر و مفید ہے۔ مگر واضح رہے کہ اگر عامل کا مقصد جماعت خاسران کی عسکریت میں داخل ہونے سے ہے تو فہم کے ساتھ یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس جماعت کے قائد اعظم مشرقی صاحب کے عقائد سلامی عقائد سے منحرف ہیں۔ ان کی کتاب سلامی عقائد کے خلاف اور بزرگان سلف کے خلاف مضامین سے بھری پڑی ہیں۔ ان کی عسکریت مسلمانوں کے خلاف کام لینے کے لئے ہے۔ انگریزوں کی اطاعت اور خدمت ان کا مقصد ہے۔ ان کے ان جماعت میں داخل ہونا سلام کے سے مفید نہیں بلکہ عقائد سلامیہ کے لئے مضر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

- (۱) علامہ مشرقی کے عقائد سے بیزاروں کا اعلان کرنے والے خاکساران مسلمان ہیں یا نہیں؟
 (۲) خاکسار تحریک کا معاون بنانا جائز ہے۔

(سوال) ہم خاکسار اشدان، لہذا اللہ و شہدات محمد (محبوب و رسول) (خاصہ ترجمہ) سوائے اللہ تعالیٰ کوئی معبود نہیں اور حضرات محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ ایمان مفصل امت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر حیرہ و سرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت (امین محمل) امت باللہ کما هو باسمائہ و صفاتہ و قلت جمیع احکامہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (خاصہ ترجمہ) ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن و رفتہ و خیر و شر من اللہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر نیز اللہ تعالیٰ کے اسموں اور صفاتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے تمام احکام و قبول کرتے ہیں۔ ان عقائد کا اقرار زبان کے ساتھ اور دل سے بھی ان کو پہنچتے ہیں۔ نیز ہم اسلام کے پانچ ارکان کلمہ شہادت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کو مانے اسلام سمجھتے ہیں اور حضرات محمد رسول اللہ ﷺ و خدائے تعالیٰ کا آخری پیغمبر سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیز ہم خاکساروں کے عقائد کو علامہ عنایت اللہ خان المشرقی بانی خاکسار تحریک و کتاب تذکرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا دستور العمل مسائل اصول و فروع میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ ہم خاکسار خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے سپاہی ہیں اور قرونوں کے مجاہدین کے طریقہ پر تنظیم کے ساتھ خدمت فتنہ اور غلبہ اسلام کے خواہش مند اور اسی طریق پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو کیا ان عقائد کے رکھنے والے خاکساران مسلمان ہیں۔ یا اسلام سے خارج؟ اگر مسلمان ہیں تو جو نہیں ہوں کہیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں۔

المسنفتی نمبر ۲۳۹۷ سید مبارک علی صاحب (فیروز پور شہ) ۳۰ رجب ۱۴۱۸

۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۲) جو خاکسار کہ عنایت اللہ خان مشرقی کے عقائد میں ان سے متفق نہ ہوں اور ان کے عقائد عقائد سے بیزار ہوں اور ضروریات اسلامیہ کے قائل ہوں وہ اس جہت سے اسلام سے خارج نہ ہوں لیکن ایک محدث دینی اور دنیوی امور میں غیر مشروط اطاعت جو خاکسار تحریک کا اصل اصول ہے ان کے لئے جائز نہیں اور خاکسار تحریک کا بنیادی تشہیر معلوم ہوتی ہے مگر علمائے اسلام اور سلف صالحین کی تجبیہ اور تضلیل کے خمیر میں خلل ہے۔ اس سے اس تحریک میں شریک ہونے والے تحریک کے بنیادی اصول سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ تحریک اسلامی نقطہ نظر سے بہت خطرناک اور روح اسلام کے لئے تباہ کن اور مصلحت ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

علامہ مشرقی مرتد ہے۔

عنایت اللہ خاں المعروف علامہ مشرقی بانی تحریک خاکسار کے خیالات بذریعہ ”تذکرہ“ اور اشارات وغیرہ میں ہو چکے ہیں اور ان کے متعلق جو پچھ موویوں کے طبقے میں اضطراب ہے وہ بھی جناب پرورش ہو چکا ہو گا۔ لہذا علامہ مشرقی کے متعلق جناب کا یہ خیال ہے۔ وہ کافر ہے یا مسلم۔ اگر کافر ہے تو جناب کے یہاں ان کے کفر کے متعلق سب سے بڑا ثبوت کیا ہے۔

مجھے ایسے فتویٰ کی ضرورت ہے جس پر مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی تصدیق ہو۔

المسنفتی نمبر ۲۵۳ مووی نام محمد صاحب (ضلع ملتان) ۶ ربیع الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء (جواب ۳۴۳) بانی تحریک خاکسار انجمن مشرقی کے عقائد جو اس کی کتاب تذکرہ اور اشارات وغیرہ سے ثابت ہیں جمہور امت محمدیہ کے اجماعی عقیدوں کے خلاف ہیں۔ وہ صرف عمل اور مادی ترقی کو اصل ایمان کہتے ہیں۔ نماز روزے حج کی یہ صورتیں ان کے نزدیک فضول ہیں۔ نماز ان کے نزدیک اطاعت امیر کا نام ہے۔ وہ ڈارون تھیوری کے قائل ہیں۔ وہ تمام نصاریٰ کو جنتی اور پکا مومن قرار دیتے ہیں۔ ان وجوہات سے مشرقی اور ان کے تمام معتقد جو ان کے عقائد و حق سمجھتے ہیں، سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (۱) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

تحریک خاکسار کے مقتولین کو شہید سمجھنا۔

(سوال) ایک شخص مرتد ہے جس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے روئے زمین کے علمائے حق نے اس کے مرتداد کا متفقہ فتویٰ صادر فرما کر شائع کر دیا ہے یعنی عنایت اللہ مشرقی۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شخص اس مرتد کو مسلمان تصور کرے آیا یہ شخص عند اللہ عسیٰ ہے؟ مسلمان یا مرتد اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ مشرقی کی تنظیم میں شامل ہیں۔ پیچھے اٹھائے پھرتے ہیں وہ مشرقی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور وہ لوگ علوم دینی سے جاہل ہونے کی وجہ سے اس کے ہر حکم پر جان دینے کو تیار ہیں خواہ وہ حکم جائز ہو یا ناجائز۔ جیسا کہ لاہور میں ہوا کہ جب کہ مشرقی نے حکومت وقت کے ساتھ تشدد کا حکم دے دیا جس کی وجہ سے بہت سے خاکساروں نے اپنی جانیں دے دیں۔ آیا یہ لوگ شہید ہونے کے مستحق ہیں یا کیا؟ دوسری شق ممکن ہے کہ کوئی شخص اس کو مسلمان نہیں سمجھتا مگر تنظیم پیچھے میں شامل ہے اور اس کے ہر حکم کی اطاعت کرنے کو اور جان دینے کو ہر وقت تیار ہے۔ اور اطاعت بھی مرتد کی بغیر تنخواہ کے۔ یہ شخص اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل میں مارا جائے تو شہید ہو گا یا نہیں؟ تیسری شق یہ ہے کہ جو خاکسار مشرقی کے معتقد اس کے تشددانہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان مقتولوں کو جو شخص شہید تصور کرتا ہو۔ زبان سے اعلان کرے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور ان کی ور ان کے ورثاء کی مدد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے، وہ شخص عسیٰ ہے۔ شریعت ایسے شخص کے متعلق کیا حکم

۱۔ ”من اعتقد الا بصل والكفر واحد کفر۔“ (جامع الفصول، الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر ۲۹۶ اسلامی کتب خانہ راجی)

دیتی ہے۔ یہاں لدھیانہ میں بازاروں میں کانوں پر ان رات یہ بھڑا ہوتا رہتا ہے۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اگر عمائے کرم ان لوگوں کی شہادت کا فتویٰ دے دیں تو ہم بھی ملامہ مشرقی کی تحریک میں شامل ہو کر شہادت حاصل کریں۔

المستفتی نمبر ۲۶۱۱ محمد عیسیٰ دکاندار (لدھیانہ) ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ مطابق یکم جون ۱۹۴۰ء (جواب ۳۴۴) مشرقی کے عقائد اور خیالات اسلامی اصول اور الہی تعلیم کے خلاف ہیں اور ان عقائد کی بنا پر مشرقی کو علماء اسلام نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مشرقی کی تحریک خاصہ ری اور فوجی تنظیم میں جتنے مسلمان شریک ہو گئے ہیں وہ سب مشرقی کے عقائد سے واقف نہیں ہیں۔ وہ صرف تنظیم کی ظاہری صورت سے دھوکا کھا کر شریک ہو گئے ہیں۔ اس کے اگرچہ ان کی شہادت ایک خط ناک امر ہے، مگر ان سب کو مدتہاں مشغل ہے۔ وہ غلط کار ضرور ہیں اور ان کے ایمان خطے میں ہیں۔ لیکن ارتداد کا قطعی حکم ان پر لگا دینا درست نہیں۔

۱۔ ہور کے واقعہ میں جن خاصہ لوگوں نے تشدد کیا (اگر یہ صحیح ہو کہ انہوں نے تشدد کیا) انہوں نے غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی جس کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے لیکن جس قدر خاصہ ملامہ یا زخمی ہو گئے ان سب نے تو یقیناً تشدد نہیں کیا تھا اور وہ قتل کے مستحق نہ تھے۔ پھر اگر فائرنگ بالاضرورت یا کیا اور اس میں بہت سے ایسے لوگ مرے جو مجرم نہ تھے اور قتل کے مستحق نہ تھے وہ مظلوم مرے اور مظلوم مقتول شہید ہوتا ہے۔ (۱) اس سے ہور کے واقعہ کے مقتولین پر عام طور سے حرام موت مرنے کا حکم کان درست نہیں۔ جس طرح عام طور پر تمام مقتولین کو شہید تانا بھی اس سے صحیح نہیں کہ اگر کوئی شخص تشدد کی ابتداء کرے اس کے جواب میں مارا گیا ہو تو وہ شہید نہیں۔ تاہم یہ بات عوام کے لئے ناممکن ہے کہ وہ شخص طور پر کسی مقتول کو شہید اور کسی کو حرام موت کا مقتول قرار دیں اس لئے ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ اس قصے میں نہ پڑیں ورنہ جب تک یہ بات تحقیقات سے یہ امر ثابت نہ ہو جائے کہ یہ خاصہ لوگوں نے تشدد کی ابتداء کی تھی اور وہ تمام اس قتل و خون کے ذمہ دار ہیں یا نہیں اس معاملہ میں گفتگو نہ کی جائے اور ان کا معاملہ خدا سے پردہ کیا جائے۔ جو شخص کہ غیر مستحق قتل کے مظلوم مرے وہ شہید ہے اور جس نے تشدد کی ابتداء کی وہ اس کے جواب میں مارا گیا اس کو شہید من مشغل ہے۔ یہ بات بھی مشغل ہے کہ ان مقتولین میں کتنے مشرقی کے ہم عقیدہ تھے اور کتنے محض فوجی تنظیم کے خوشنما پسند۔ میں پھنس کر شریک ہو گئے تھے۔ اس کا حکم بھی ہمیں نہیں ہو سکتا۔ اس سے سب پر ایک ہی حکم جاری نہیں کرنا چاہئے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان بدللہ۔ اہلی

(۱) علامہ مشرقی اور اس کے مددگاروں کی مذہبی امداد حرام ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی حمایت کرنے والے اخبار کو اسلامی ترجمان سمجھنا۔

(۳) مشرقی اور اس کے رضا کاروں کے ساتھ اتحاد عمل کرنے کا حکم

(سوال) مسٹر عنایت مد مشرقی جو لندن کے پبلیکل اسول کے تعلیم یافتہ اور تحریک خاصران سے بانی ہیں اور جنہوں نے مذکورہ نامی ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں انہوں نے جہاد کا مفہوم کفر کا فتویٰ دیا۔ مگر انہوں نے علماء کے فتویٰ کی پروا نہ کی اور تازہ روز تمام مہارت مذکورہ دستور باقی ہے۔ یہ شخص ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے اخباروں کے جاریہ عام (روایت) میں بذور طاقت عام مسلمانوں سے اس مذکورہ پر عمل کا اعلام کرتا ہے۔ اب سوالات یہ ہیں :-

(۱) جس شخص پر جس کتاب کی تصنیف کے باعث کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا ہو اور وہ مجمع عام میں طاقت کے ساتھ تمام مسلمانوں سے اسی کفریہ مذکورہ پر عمل کرانے کا حکم کرتا ہے تو کیا یہ شخص کی عانت میں منہ میں شائع کرنا اور اس کے مذکورہ حامیوں اور اس کے رضا کاروں یعنی خادموں کی ہمدردی و حمایت کرنا جائز ہے؟ (۲) جو اخبار مشرقی کی کفریہ عبارت سے قہر لئے بغیر اس کی اور اس کے مذکورہ خادموں کی حمایت کریں کیا ان اخباروں کو اسلامی ترجمان سمجھا جاسکتا ہے؟ (۳) اگر جمعیۃ ورا حر کے اراکین اعانہ دینا یا پرہیز ایسے شخص کی یا اس کے رضا کاروں کی عانت و ہمدردی کریں تو ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) جمعیۃ اور احرار کے کارکنان و رضا کاران مشرقی سے اتحاد عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر کر سکتے ہیں تو یہ وہ علماء کے شرعی احکام کی توہین کے مرتکب ہوں گے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۷۹۷ محمد زکریا۔ دہلی۔ ۷ اذی قعدہ ۱۳۶۴ھ

(جواب ۳۴۵) (۱) مشرقی کی کتاب مذکورہ ورا حر کے خلاف ہے۔ اس میں ان کا ساتھ دینا یا ہمدار کرنا حرام ہے۔ مگر مذہبی عقائد کے خلاف سیاسی طور پر کردہ کفریہ راستے پر ہوں تو ان کا ساتھ دینا مباح ہے۔ جس طرح کہ موجودہ وقت میں مسلمان انگریزی حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں۔ تو جن معہدات میں دین کو نقصان نہ پہنچے ان میں انگریزوں کا ساتھ دینا مباح ہے۔

(۲) مشرقی کے مذہبی عقائد کی کوئی خبر حمایت کرے تو وہ غلط ہے۔ لیکن اگر کوئی اخبار ان کی سیاسی تحریک کی حمایت کرے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۳) اگر مشرقی کی حمایت اور جنبہ داری حق بات میں ہو تو وہ کافر کی بھی ہو سکتی ہے۔ اور ناحق بات میں ہو تو وہ ناجائز اور باطل ہے۔

(۴) کسی ایسی بات میں جو شرعاً ناجائز اور اس میں موافقت کرنے سے مسلمانوں کو کوئی دینی نہ درست نہ پہنچے اور کوئی فائدہ نہ نظر نہ آئے اس کے ساتھ اتحاد عمل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں شرعی حکومت قہر نہیں۔ انگریزی حکومت ہے۔ یہاں شرعی حکومت کے سیاسی کام جاری نہیں ہو سکتے۔ محمد عنایت مدکان

المدلہ۔ دہلی

علامہ مشرقی کی جماعت کے اراکین کا حکم

(سوال) استاد اعلیٰ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیت علمائے ہند! السلام علیکم
آج کل علمائے کرام نے علامہ مشرقی قائمہ تحریک خاں سارو کل خاکساروں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا
ہے۔ اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے۔ اور ان کے ساتھ نکاح کو بھی ناجائز فرمایا ہے۔ میں ذیل میں جو مقابلہ کرتا
ہوں اس کو ملاحظہ فرما کر جواب مرحمت فرمائیں۔

قائمہ تحریک خاکسار۔ علامہ عنایت اللہ خاں المشرقی :-

عقائد :- علامہ مشرقی مطابق بیان علامہ موصوف خدا نے برتر کو واحد مانتا ہوں۔ حضرت آدم علیہ
السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد ﷺ تک تمام انبیاء کو برحق اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی مانتا ہوں۔ قیامت
برحق ہے۔ فرشتوں پر میرا ایمان ہے۔ ارکان اسلام کا پابند ہوں۔ قرآن برحق ہے وغیرہ۔

بالفرض علامہ مشرقی کافر ہے۔ لیکن خاکسار اس طرح کافر ہو سکتا ہے جب کہ خاکسار علامہ مشرقی و
نہ خدا مانتے ہیں نہ نبی گردانتے ہیں۔ نہ علامہ موصوف سے بیعت کی ہے۔ صرف ان کی جاری کردہ خاں سار
تحریک کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں اور علامہ کو جرنیل یا افسر اعلیٰ خیال کرتے ہیں۔ خاکساروں کا جرنیل
ایک مسلمان ہے۔ خاکسار علامہ موصوف کو اپنا جرنیل یا قائمہ تحریک سمجھ کر واجب القتل کیوں ہو گیا؟

قائمہ کانگریس۔ مسلمان گاندھی :-

عقائد :- گاندھی غیہ مسلم ہے۔ کافر ہے۔ شرک ہے اسلام کی کسی کتاب، فرشتوں، انبیاء پر اس کا
ایمان نہیں ہے وغیرہ۔

جواہر ایل نہرو۔ یڈر کانگریس۔ منکر خدا ہے۔ دہریہ ہے کانگریسی مسلمان اپنے یڈر گاندھی مذکور
کو نہ خدا سمجھتے ہیں نہ نبی مانتے ہیں نہ گاندھی سے بیعت کی ہے۔ بلکہ گاندھی کو صرف پنا یڈر تصور کرتے ہیں۔
اس کی کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کرتے ہیں۔ کانگریسی مسلمانوں کا یڈر کافر ہے تو کانگریسی مسلمان
واجب القتل کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو ساخ سال سے آج تک ان پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں صادر
فرمایا گیا۔ اور بے چارے خاکساروں پر چاروں طرف سے فتوؤں کی بارش ہو گئی اور زمین و آسمان سر پر اٹھایا۔
اگر کانگریسی مسلمان بھی واجب القتل ہو سکتا ہے تو علمائے کرام کو لازم ہے کہ پہلے ان کا خاتمہ کرے
بعد میں خاکسار سے بات کرنی چاہئے۔

المستفتی نمبر ۲۵۴۱ عبد اللہ خان! ہور مورخہ ۲۳ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۹ ستمبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۴۶) تمام خاکساروں پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔ صرف مشرقی پر ان کے عقائد کی بنا پر کفر کا فتویٰ ہے
اور کانگریسی مسلمان گاندھی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر خاکسار بھی مشرقی کے کفر کا اقرار کرتے ہیں تو پھر وہ
خطرہ نہیں۔ لیکن وہ تو مشرقی کو علامہ کا مسلمان واجب الطاعت امیر اور امام قرار دیتے ہیں۔ مولیٰ گاندھی
مسلمان گاندھی یا جواب میں وہ واجب الطاعت امام نہیں سمجھتے۔ نہ یہ خطہ ہو سکتا ہے۔ یونہی دونوں کا مسلمان نہ
ہونا ظاہر ہے۔ جو خاکسار مشرقی کے عقائد کو شرک نہ عقائد سمجھتے ہوں وہ کافر نہیں۔ مگر ان کو واجب الطاعت

امیر لورام سمجھنے پر دوئم آویں۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

فصل چہارم: فرقہ قادیانی

- (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں
(۲) قرآنی آیات ”من بعدی اسمہ احمد“ کا مصداق بلا تردد حضور ﷺ ہیں۔
(۳) حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مردود و مرتد ہے؟

(سوال) (۱) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہوگا اور زمین پر تشریف کر خلیفہ وقت ہوں گے اور دجال کو ماریں گے۔ آپ آسمان پر زندہ تشریف رکھتے ہیں یا انتقال فرمائے گئے؟ (۲) فرقہ قادیان کہتے ہیں کہ ”من بعدی اسمہ احمد“ جو آیت قرآن شریف میں ہے، وہ خدام ام احمد قادیانی کی نسبت ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں اور آپ کی ہی تشریف آوری کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ (۳) قادیانی کہتے ہیں کہ خدام ام احمد قادیانی عیسیٰ موعودؑ کے نبی تھے حنفیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین اس حالت میں خدام ام احمد نبی کیسے ہوئے جب کہ نبوت کے ختم ہونے کا ثبوت قرآن شریف دیتا ہے؟

(جواب ۲۴۷) صرف حنفیہ کا نہیں بلکہ تمام فرقہ اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبی و علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ آسمان پر تشریف رکھتے ہیں اور بے شک قریب قیامت نازل ہو کر دجال کو قتل کریں گے۔ جو شخص ان کی وفات کا دعویٰ کرے وہ زمرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ ایسا شخص ہرگز قابل نہیں کہ اس کے قول پر کان اٹایا جائے۔ (۲) آیت شریفہ ”مشر ابرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ کو مرزا خدام ام احمد قادیانی کا اپنے لئے بتلانا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اول تو باطلاق مفسرین یہ آیت حضرت رسول کریم علیہ حق و تسلیم کے متعلق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے متعلق بطور پیشگوئی اپنی امت کو دی تھی تو اب آیت میں آنحضرت ﷺ کے سوا کسی دوسرے و مراد لینا اجتماع مفسرین کا خلاف کرنا ہے۔ (۳) دوم یہ کہ مرزا خدام ام احمد کے متعلق یہ آیت کیسے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں آنے والے رسول کا نام ام احمد بتایا گیا ہے اور مرزا صاحب کا نام خدام ام احمد ہے نہ احمد۔ تو ایسی صورت میں ان کا یہ دعویٰ کہ یہ آیت میرے متعلق ہے

۱۔ کذا فی روح المعانی بحث فیہ اللہ علیہ و اللہ اعلم بالصواب و هو حی فی السماء ہذا لک مقیم حتی یرون الی اور فی یقتل الدجال۔ (روح المعانی: ۶/۲۰ شرح الحاکم: ص ۱۲۳)
۲۔ الصف: ۶

۳۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو حاتم سبائی سرابیل و فلد اقام سبائی سرابیل مشر محمد و هو احمد حاتم الانبیاء والمرسین لا رسالہ بعدہ ولا نبوہ لاح۔ (میسر: ۳/۳۵۹ ط م)

صریحہ غلط اور کھلم کھلا باطل ہے۔ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے کو بشارت دی ہے اس کو رسول کے غلط سے تعبیر کیا ہے اور ان کے بعد جو رسول آئے وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رومی فدا ہیں اور آپ خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں درمزا صاحب یقیناً وہ بتا آئندہ تہذیب ہے۔ بعد پیدا ہوئے۔ پس گرمزا صاحب وہ دعویٰ رسالت نہ ہو تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق اس لئے نہیں ہو سکتے کہ یہ پیشگوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے رسول کے متعلق ہے۔ درمزا صاحب رسول نہیں۔ اور اگر ان وہ دعویٰ رسالت ہو تو یہ دعویٰ صراحۃً آیت قرآنی و مکرر رسول اللہ و خاتم النبیین کے خلاف اور حدیث رسول مقبول کا خاتم النبیین نبی بعدی کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل اور مردود ہے۔ چہرہ سوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ پیشبینی کوئی اور بشارت جس نبی کے متعلق ارشاد فرمائی ہے اسے اپنے بعد آنے والا بتایا اور حدیث سے ظاہر اور متبادر بعدیت متصور ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول جیسی آنحضرت ﷺ تشریف لائے جن کی رسالت کو قادیانی بھی مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیشگوئی کا مصداق تو پورا ہوا گیا۔ اب درمزا صاحب کا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق بتانا تو جب کچھ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس کام میں ایک سے زائد رسالوں نے آنے کی بشارت ہوتی جائے نہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک رسول کے آنے کا ذکر ہے جو آچکے۔ لہذا درمزا صاحب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک رسول کے آنے کا تسلیم کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق بننے آپ کو نفع نہ پہنچے گا اور کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ یہ درست نہ ان کے اس دعویٰ میں حضور انور نبی باقی ﷺ کی توہین بھی مضمر ہے۔ اور وہ منہج انی اکثر ہے۔ (۳) (۲) اس سوال کا جواب بھی مندرجہ بالا جواب کے ضمن میں آچکا ہے۔

(۱) غلام احمد قادیانی کے عقائد کی تصدیق کرنے والے کافر ہیں، ان سے مناکحت جائز نہیں۔

(۲) زوجین میں سے کسی ایک کا قادیانی عقائد کی تصدیق کرنے سے نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(السوال) مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) آیت مشر الرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں (ازالہ وہام طبع اول

ص ۶۷۳)

(۲) مسیح موعود، جن کے آنے کی خبر حدیث میں آئی ہے میں ہوں۔ (ازالہ وہام طبع اول ص ۶۶۵)

(۳) میں مدعی مسعود اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ (معیار خیر ص ۱۱)

۱۔ اجازت ۴۰

۲۔ ترمذی، باب ما جاء لا یفوق الساعہ حتی یخرج کذابون ۲ ۵ طبع

۳۔ اجماع العلماء علی ان لا یسجد لشیء الا للہ علیہ وسلم والمنفصل لہ کافر۔ (المجموعہ رسائل ابن عابدین ۶۰ ص ۳۰۰)

ایڈیٹور لاہور

- (۴) ان قدمی علی مسارة حتم علیہ کل رفعة (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)
 (۵) لا تقیسونی باحد ولا احدابی (خطبہ الہامیہ ص ۱۹)
 (۶) میں مسلمانوں کے لئے مسیح مہدی اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں۔ (پیکر سیاموٹ ص ۳۳)

- (۷) میں امام حسین سے افضل ہوں۔ (واقع البلاء ص ۱۳)
 (۸) وانی قتیل الحب لکن حبیبکم قبل العدی فالفرق احلی واطهر (عز احمدی ص ۸۱)
 (۹) یوحنا متی تین داویاں اور تین نانیاں زناکار تھیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)
 (۱۰) یوحنا متی و نبوت یوحنا عادت تھی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)
 (۱۱) یوحنا متی کے معجزات مسموم یزید تھے۔ اس کے پاس جڑا ہوئے کے درجہ نہ تھا۔ (ازہ ابام ص ۳۰۳، ۳۲۲ و ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

- (۱۲) میں نبی ہوں اس مت میں نبی کا نام میرے لئے مخصوص ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)
 (۱۳) مجھے الہام ہوا۔ یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم حمیفا۔ (معیار خیر ص ۱۱)
 (۱۴) میرا منکر کافر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)
 (۱۵) میرے منکروں بدھ متیوں کے پیچھے بھی نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)
 (۱۶) مجھے خدا نے اسمع ولدی۔ اے میرے بیٹے سن! (ابشہری ص ۴۹)
 (۱۷) لولاک لما خلقت الافلاک۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)
 (۱۸) میرا الہام ہے وما ینطق عن الہوی (اربعین ص ۳)
 (۱۹) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)
 (۲۰) انک لمن المرسلین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲۱) اتانی مالک یوت احد امن العالمین۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)
 (۲۲) اللہ معک بقوم ایما قمت (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۷)
 (۲۳) مجھے خوش و شرم ہے اما اعطیک الکوثر۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸۵)
 (۲۴) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں رایتی فی المام عین اللہ وتیقست انی ہو
 فخلقت السموات والارض۔ (آئینہ کمالات مرزا ص ۵۶۴، ۵۶۵)
 (۲۵) میرے مرید کسی فیہ مرید سے بڑی نہیابا برس (فتاویٰ احمدیہ ص ۷)
 جو شخص مرزا قادیانی کا قول میں مصدق ہو اس کے ساتھ مسلم غیر مصدق کا رشتہ زوجیت برتا
 جائز ہے یا نہیں؟ اور تصدیق حد نکاح موجب افتراق ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا
 (جواب ۳۴۸) مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ اقوال جو سوں میں نقل کئے گئے ہیں آستان میں سے میرے
 دیکھے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں ان کے بے شمار اقوال ایسے ہیں جو ایک مسلمان و مرتد بنانے کے لئے کافی

ہیں۔ جس کو مرزا صاحب "ربو جنس" ان کا کلمات کفریہ میں معدوق ہو سب کافر ہیں، اور ان کے ساتھ اسلامی تعلقات منقطع و فیہ درجہ حریم ہے۔ "تجب ہے کہ مرزا صاحب اور ان کے جانشین تو اپنے مریدوں کو غیر مرزائی کا جنازہ پڑھنا جسی حرام تا میں اور غیر احمدی نہیں مسلمان سمجھ رہے ہیں ان کے ساتھ رشتہ نشانی کرتے ہیں۔ آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے۔

مرزائیوں کے فقہ کا حکم۔

(السوال) جو شخص احمدی فرقہ (معروف مرزائی فرقہ) سے تعلق رکھنے والے ہو۔ خواہ مرزا، نجمانی، بنی مائت ہو یا مجدد اور ولی وغیرہ اس کے ہاتھ کا مذبحہ حلال ہے یا حرام؟

المفتی نمبر ۴۶۹ عبد اللہ (بھاولپور)

(جواب ۳۴۹) یہ شخص خود مرزائی عقیدہ اختیار کرنے والے ہیں اس نے مال باپ مرزائی نہ تھے قادیانی مرتد ہے اس کے ہاتھ کا مذبحہ درست نہیں۔ لیکن اگر اس نے مال باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب۔ علم میں ہے کہ اس کے ہاتھ کا مذبحہ درست ہے۔ (۱۳) محمد غایت اللہ خان مدظلہ اہل۔

قادیانی اور لاہوری دونوں جماعتیں کافر ہیں۔

(السوال) فضیلتہ رو بہاثر مسلمان مرزا قادیانی و اس کے مریدوں کو پوری قوت سے مسلمان بتاتے ہیں۔ ان سے فیصلہ ہو تھا کہ مندرجہ ذیل پانچ علماء کرام سے فتویٰ حاصل کر لیا جائے۔ مولانا داؤد صاحب آزاد۔ حضرت مولانا مفتی نذیر اللہ صاحب۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرثوی۔ اس سلسلہ میں مولوی محمد داؤد صاحب پذیر قصور نے جناب ان خدمت قدس میں ایک تفتیشی رسالہ ارسال کیا تھا۔ اس کا جواب موصوفہ ہو چکا ہے۔ چونکہ وہ جواب جناب کے قلم مبارک سے نہ تھا اس لیے فریق ثانی نے اس وقبول کرنے میں تامل کیا۔

المفتی نمبر ۴۹۱ حاتی عبد القادر۔ میونسپل مشنر بورڈ بدر الدین قصور۔ ۱۳/ رزیق۔

۱۳۵۴ھ ۱۶ جون ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۰) مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں نبوت مجددیت، محدثیت، مسیحیت مجددیت کا اتنی صراحت و راتنی کثرت سے، دعویٰ کیا ہے کہ اس کا انکاری اس میں تاویل ناممکن ہے۔ خاتم المرسلین ﷺ سے حد

۱۔ یہ منہ رحمہ مالک کفر غرض۔ (توضیح ص ۵۷ حاشیہ احمدیہ باب ما یكون کفرا من المسلم الخ: ۳/ ۵۷۷ طاجد) "و کذا فی المرقاة لملا علی القاری وفہ درسی مکرم معلوما من الدین بالضرورة فلم یکرہ ولم یکرہہ و رخصی بہ واسحسہ کان کافرا" (ج ۹ ص ۳۲۸ طاجد) (مکات)

۲۔ "ما یكون کفرا بطل العمل و الکفر" (الدر المختار علی حاشیہ راجع الیہ کتاب التہذیب ص ۲۴۶ طبع)

۳۔ "وعرض ابی علی انہ یحرم دبیحہ" ان کان بانہم وہم کاهل الذمۃ وان کان بانہم من اهل العدل لم یحل لانہم بمنزلۃ الموقنین۔ (رواحد، کتاب الذبائح ۶/ ۲۹۸ طبع)

نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ امت اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت کو دابرہ اسلام میں داخل کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں، خود وہ نبوت علیہ بروز یہ جزائیہ کی تاویلات دیکھ کر پناہ سے یا حکم کھانا نبوت تشریعیہ کا مدعی ہو۔ مرز قادیانی کے غریب اور بھی وجود ہیں۔ مثلاً عیسائی میں نبیانا علیہ اسلام کی توہین۔ معجزات قرآنیہ کا انکار اور ناقابل اعتبار تاویلات سے ان کو روکا گیا اور کہا کہ یہ امور مرزا صاحب کی تاویلات میں آفتاب نصف انوار کی طرح روشن ہیں اس لئے ہماری جماعت کا انکار اور تاویلیں بھی ابوریہ امت و کفر سے نہیں بچا سکتیں۔ اگرچہ یہ دونوں جماعتیں اسلام کی مدعی ہیں، لیکن عالم اسلامی کے مستند عالمی علماء ان دونوں کو ملت اسلامیہ سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ محمد کا حیات ابدان مدلل۔

- (۱) قادیانیوں سے میل جول، رشتہ ناتاناجائز ہے۔
- (۲) قادیانیوں کے ساتھ قائم شدہ رشتوں کو ختم کرنا ضروری ہے۔
- (۳) قادیانیوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھنے والے اسلام سے خارج ہیں۔

(السوال) آج کل نئے فیشن کے تعمیم یافتہ نوجوانوں کی حالت یہ ہے کہ ان اپنے مذہب و عقائد کی توثیق کم خبر ہوتی ہے، بسا اوقات وہ وگ آج کل کے عقائد باطلہ و افعال ممنوعہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں چنانچہ فی زمانہ قادیانیوں کا سلسلہ عام ہو رہا ہے اور مومنان و اول کلمہ و مہر مسلمان سمجھتے ہیں۔ در باوجود ان کے عقائد غریہ عام ہو جانے کے چہر بھی ان سے پرہیز و اجتناب نہیں کرتے۔ در آخر ان سے رہا جانے والے لوگوں سے پناہ چاہئے کیونکہ ان کی صحبت کا اثر شریعت پر پڑے ایک روز ان کے عقائد کی خرابی کا دل میں احساس بھی باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ لوگ نہیں مانتے ورنہ ان کو برا بھی نہیں سمجھتے بلکہ اپنی رشتہ داری یا ذاتی اغراض کی وجہ سے خدا کو رکھتے ہیں اور نبوت میں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کے اس قدر حامی اور مددگار ہو جاتے ہیں کہ اصل قادیانی بھی ان سے زیادہ ان کے عقائد باطلہ کی تائید نہیں کر سکتے۔ ہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ۔

- (۱) آیا قادیانی یا جوان واپس سمجھیں ان سے میل جول رشتہ ناظرمان کے ساتھ ٹھکانا اور ان کی اعانت و مدد کرنا کیسا ہے؟

- (۲) نیز جو رشتہ ابے ۶۰ کے ساتھ ہو سکتے ہیں ان کو باقی رہنا بہتر ہے یا ان سے تعلق منقطع کر کے دریں دیندار مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنا بہتر ہے؟
- (۳) اگر کوئی شخص باوجود سمجھنے اور باوجود شرعی حکم پہنچانے اور باوجود قادیانی کے عقائد باطلہ و جان لینے کے بھی ان کے ساتھ خدا کو رکھے اور ان کو اپنا سمجھے اور ان سے عیحد کی کوہ نہ کرے بلکہ بچے پٹے

دیندار مسلمانوں و براہ کجیہ کے گھس سے میں جوں رکھنا چاہتا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۵۶۹ عبد الرحمن (ریاست ہند) ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۵۱) (۱) قادیانی فرقہ بمسور عکاس اسلام کے فتوے کے بموجب دہرہ اسلام سے باہر ہے۔ اس
کے اس فرقہ کے ساتھ میں جوں اور تحقیقات رکھنا سخت منہر اور دین کے لئے تباہ کن ہے۔ اس حکم میں قادیانی
اور دہری دونوں برابر ہیں۔

(۲) برنادا اسی سے ان لوگوں کے ساتھ رشتہ ہو گیا ہو تو معلوم ہونے پر اسے منقطع کر دینا لازم ہے تاکہ خدا و
رسول کی ناخوشی اور آخرت کے وبال سے نجات ہو۔

(۳) جو لوگ کہ قادیانیوں سے عقائد کفریہ سے واقف ہوں اور پھر بھی ان کو مسلمان سمجھیں وہ عین کفر ہیں ان
عقائد کفریہ کے معتقد ہیں۔ اس سے وہ جی اسلام سے خارج اور قادیانیوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔
دیندار مسلمانوں وان سے جی علیحدگی و بریداری کا سوا کچھ رہتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ، ۱۰ اگست ۱۹۳۵ء

شائع شدہ اخبار جمعہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۳۵۲) قادیان سے نبی سے تقلید (دونوں دہری اور قادیانی) اسلام سے خارج ہیں۔ مرنے والے
دہری قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور نبوت سے کام مسلمان کے مذہب سے
خلاف ہے۔ ان وجود سے وہ تمام اسلام کے نزاع اسلام سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ اور دونوں فرقے
جو کہ یقین رست ہیں کہ مرزا صاحب بائی تھے یا مسیح موعود تھے یا مہدی تھے یا امام وقت تھے اس سے وہ وہ
اپنے مقتدا کے مانند ہیں اور وہ لوگ کافر ہیں۔ اور دہری جماعت بھی یقین کرتی ہے کہ مرزا صاحب دہری قادیانی
قابل تقلید تھے وہ بھی کافر ہیں۔

محمد کفایت اللہ (صدر جمعہ) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء
قادیانیوں کے بارے میں فتویٰ کی تصدیق۔

(السوال) متعلقہ فتویٰ مذکور۔ دہری آخر سے ایک فتویٰ جو قادیانیوں کی بابت انگریزی میں لکھی کا چھپ ہوا
آخر سے بڑا ہے۔ دہریہ اس باب فرماتے ہیں کہ یہ مولانا کفایت اللہ کا فتویٰ نہیں ہے۔ ہم یہ فتویٰ
انگریزی کا جناب و خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ یہ فتویٰ جناب کا ہو تو مہربانی فرما کر اس کی پشت پر
اپنی مہر اور دستخط وغیرہ کر کے بھیج دیں۔

المستفتی نمبر ۶۲ حافظ وزیر محمد (دارجلال) ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۳۵ء
(جواب ۳۵۳) ہاں اس فتویٰ میں جو جواب مرزائی فرقہ کے دونوں گروہ (دہری و قادیانی) کے متعلق درج
ہے اس کا مضمون صحیح ہے۔ دراصل جواب میرا لکھا ہوا تھا جس کا انگریزی ترجمہ کر کے شائع کر دیا گیا ہے۔
محمد کفایت اللہ

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا حکم
(۲) قادیانیوں سے قطع تعلق ضروری ہے۔

(السوال) (۱) علمائے اسلام مطابق شریعت مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ (۲) ان کا پیرو کیا ہوگا؟
(۳) مسلمانوں کو مرزائیوں سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۴) اور قطع تعلق کہاں تک ہے؟

المستفتی نمبر ۱۲۳۷ مسلمانان بھدراول۔ ۸ اذیقعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ فروری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۴) (۱) تیسرے علمائے اسلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو جو ان کے دعوے نبوت اور توہین انبیاء کے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ (۲) ان کے پیروؤں اور ان کو سچا ماننے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳) ہاں اگر دین کو فتنے سے محفوظ رکھنا چاہتے ہوں تو قطع تعلق کر لینا چاہئے۔ (۴) ان سے رشتہ ناتا برائے ان کے ساتھ خلط مطلق رکھنا جس کا دین اور عقائد پر اثر پڑے ناجائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدلل۔ اہل

قادیانیوں کے ہاں کھانا کھانے والے کا حکم۔

(السوال) یہاں قادیانیوں کو کھانا کھانا ہے یا نہیں؟ ان کو کتنے جواب دیں مردہ لوگ نہیں مانتے اور ان کے ہاں جو شخص کھانا کھایا اس کے لیے کیا نذر ہونی چاہئے؟

المستفتی نمبر ۸۰۶ منشی مقبول احمد (پٹنوی) ۷ ارذیٰ حجہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۵) قادیانیوں کے یہاں جس شخص نے کھانا کھایا ہے اس سے توبہ کر لی جائے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔ اور قادیانیوں نے ساتھ کھانا پینا کھنا خطا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان مدلل۔

نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں۔

(السوال) آنجناب نے مرزائیوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ نسلی مرزائی وہ اہل کتاب کا حکم دیا جائے گا۔ یہ مجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیسے اہل کتاب ہو سکتے ہیں۔ منسلک دلیل ارشاد فرمائی۔

المستفتی نمبر ۸۳۱ مولوی محمد نور (شیخ جندھ) ۱۳ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۵۶) نسلی مرزائی اسی طرح اہل کتاب کے حکم میں ہیں جس طرح یہود و نصاریٰ۔ شامی میں اس مسئلہ کی بحث ہے اور یہی راجح ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان مدلل۔

غلام احمد قادیانی کی تصدیق کرنے والا اور اپنے آپ کو ہندوؤں کا اوتار بتانے والا کافر ہے۔

(السوال) ایک بزرگ جو اپنے آپ کو اللہ والے اور روحانیت کا بشارت دیتا ہے، مرزا غلام احمد صاحب کے معتقد اور موجودہ جماعت احمدیہ کے قائل ہیں۔ قوم ہندو کے ایک فرقے کے اوتار ہونے کے مدعی اور

یہ امر بہت احمقانہ ہے۔ مذکورہ عقد درختوں کے ناپ، مورثہ وغیرہ میں یا حیثیت رکھتی ہے۔
ایسے بزرگ کا شرعی معاملات میں اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستعفی نمبر ۸۷۰ سلطان احمد خاں (برابر) ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۷) جو شخص مامونہ قادیانی و مائے حوران کے عمول کے تصدیق کرے اور اپنے آپ و اولاد
بتائے وہ مکر و اور اسامہ سے خارج ہے۔ اس کی بات ماننا اور اس کو چھٹا یا اس کی جماعت میں شریک نہ ناجز
ہے۔ مسلمانوں کو اس سے قطعاً منکر ہو کر مجتنب رہنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ

تبلیغ کے سے قادیانیوں کو چند دینی چیز نہیں .

(السوال) فنڈ میں سے چار سو تالیف کے نام کے سے مندرجہ ذیل انجمن کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جائے تو جائز ہے یا ناجائز حسب مذکور۔ مقتدیہ ہیں۔ فریق اول۔ مولوی محمد علی و پارٹی جو انجمن میں
"امد یہ انجمن اشاعت اسلام" کے نام سے مشہور ہے۔ دوسری فریق شیخ وافرقتہ میں اس مشن کے ذریعہ تبلیغ
کا کام کر رہی ہے۔ فریق ثانی۔ ناجائز مال مدین و پارٹی جو لندن میں دو کتب مشن و جیہ قائم کر کے لندن
اور اس کے قریب وچور میں اشاعت اسلام کا کام انجام دے رہی ہے۔ ہر دو فریق مرزا محمد احمد قادیانی کے
معتقد ہیں۔ فریق اول مرزا محمد احمد قادیانی وچور ہویں صدی کا مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے ورنہ
معتقد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مجدد آئیں گے نبی نہیں آئیں گے۔ حدیثوں میں جو نزول نعت کا
ہے اسے وہ درست مانتے ہیں۔ درست ہیں کہ چار سو قرآن کریم حضرت مسیح و وفات کا در ساف، انجمن
فرماتا ہے اس سے اس سے مراد ایک مجدد کا مشن مستحکم ہو کر ظاہر ہونا چاہیے ہیں اور مرزا محمد احمد قادیانی
چوہ ہویں صدی کا مجدد و نزول نعت و نشانی کی مصداق مانتے ہیں۔ اور یہ اشعار حسب ذیل مرزا محمد
احمد قادیانی و شان میں فرماتے ہیں۔ اے نبی کہ ہر خدا کا مقصد مشن ویند لطف برائی کہ زیر خاک نمایاں
ہے۔ فریق ثانی قریب قریب بنی مقید و رکستے ہیں۔ ناجائز وچور نبی مذہب کہتے ہیں۔ سخت صورتوں میں
اسلام و تبلیغ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قادیان ہر دو فریقین میں سے کوئی اسلام کی تبلیغ کا کام نہیں
و صورتوں میں انجام دے رہا ہے۔ قادیان ہر دو فریقین میں سے کسی بھی ایک فریق کو تبلیغ کے سے پھر قوم
اس فنڈ میں سے دی جائے تو یہ مسلمانان عالم و عام اسلام کے نزدیک مذہبی نقطہ نظر سے خلاف سمجھا
جائے گا۔

المستغنی نمبر ۱۱۳۵ متوالین اوقاف حاتی، میل حاتی یوسف احمد آبادی۔ میمن ایجوکیشنل ٹرسٹ فنڈ بمبئی ۸۲ جمادی اول ۱۳۵۵ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۵۸) یہ دونوں جمعیتیں احمدی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ایک ایسے شخص سے

مسلمانوں و روشناس کراتی اور اس کے حقداروں میں داخل کرتی ہیں جس نے جمہور اسلام کے علم و تحقیق کے بموجب نبوت کا دعویٰ کیا۔ ورنہ اس کے مرکزی مقام میں اس کے جانشین اور خلفائے نبوی و رسول ہی مانتے ہیں اور منائے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کا پناہ پچھوئے نبوت میں تقاضا و واضح و روشن ہے کہ محمد صلی پارٹی یا خود نماں مدین پارٹی کی تاویذ و تحریف سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور یہ دونوں پارٹیاں ممالک و روپ میں احمدی تبلیغ کرتی ہیں۔ سلامی تبلیغ کا نقش نام مسلمانوں سے چند لینے کے ہے۔ ورنہ ان کا ذاتی نصب العین قادیانی مشن کی تبلیغ ہے۔ پس مسلمانوں کو ہرگز جاز نہیں کہ وہ کسی قومی تعلیمی فنڈ سے بلکہ اپنی ذیبت خاص سے بھی نہ چندہ دیں۔ ایسا کرنے میں وہ قادیانی نبوت کا اپنے نجات و امداد کے گدہار اور مواخذہ وار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

کلمہ پڑھ کر مرنے والے قادیانی کا المسنت کو جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(السوال) ایک شخص جو مرانی عقد رکھتا تھا طہر نہایت نیک اور پندہ صوم و صلوٰۃ عمر و عیث و افتد سے واقف و مہربانی کے معاملہ و معاملہ سے متعلق مغرب و نماز کے وقت و ضوایا و روزہ افطار کرنے کے وقت نظر میں مصیبت پر روزہ نہ پڑھا۔ اچانک اس میں حیرت ہوئی و رباً و ازبند اشہد ان۔ بعد و اشہد ان محمد احمہ و رسولہ پڑھا۔ حالت بدل گئی اور کسی حالت میں روزہ افطار کیا۔ پھر دوچار منٹ میں ہی روح القدس منہ کی سے پرواز کر گئی۔ اہل سنت و اجتماع نے اس کا جنازہ پڑھا۔ کیا جنازہ پڑھنے والوں پر کوئی شرعی تعزیر عائد ہو سکتی ہے یا نہیں۔ نیز فرمان نبوی ﷺ الصلوٰۃ علیٰ سرفاحو کیسے دینے کے ہے۔

المسنفقی نمبر ۲۰۵ محمد احمہ، عیث صاحب (جہلم) ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۵۹) مرزئی عقد رکھنے والا یعنی مرزا محمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لانے والا اسلامی اصول سے خارج الزام ہے۔ اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست نہیں تھا۔ اس کے انتقال کے وقت کے یہ حالت جو سوال میں مذکور ہیں اس کے غیر اسلامی عقیدے و بدل نہیں سکتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہلی۔

اسلامی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا۔

(السوال) (۱) انسانی انجمن میں قادیانیوں کو ممبر بنانا شرعی یا حکم ہے۔ (۲) اگر کثرت سے رہے اور متفقہ رہے تو یہ تجویز منظور ہو جائے کہ قادیانیوں کو بھی ممبر بنایا جائے۔ پھر اس انجمن میں شریک ہو نایا اس کی امداد کرنا کیسا ہے۔

المسنفقی نمبر ۲۰۴۲ محمد صدیق (برقی) ۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء

۱۔ ما لم تدرہ فی حقہ کی لکھت عبد الاحد حیدرہ قرب و لا اولیٰ برکہ بھم من غیر مراعدہ اللہ فیعدہ عمل النوب المحسن و بلف فی حرفہ "اتحاد" شرعی حیات ریکر سب صدیق (۲۳۰۲ عید)

(جواب ۳۶۰) (۱) قادیانیوں کو ان انجمن میں ممبر نہ بنایا جائے۔ (۲) ہرگز نہیں۔ بلکہ اس انجمن سے متعلقہ ہو جانا چاہئے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا قادیانی مرتد ہے؟

(از اخبار الجمعية سہ روزہ دہلی مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۸ء)

(السوال) یہ گروہ جو قادیانی اور احمدی کے نام سے مشہور ہے حقیقتہً مرتد ہے؟ اگر مرتد ہے تو ان لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

(جواب ۳۶۱) جو شخص اپنے مسلمان ہو پھر قادیانی ہو جائے وہ مرتد کے حکم میں ہے۔ اور جو بتدیس شہوت ہی قادیانی ہو وہ اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مگر مرتد کے حکم میں نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ غفر۔

فصل پنجم فرقہ مودودی

کیا جماعت اسلامی والے گمراہ ہیں؟

(السوال) محترمی و مکرمی مفتی صاحب مدظلہ العالی۔

اسلام شیعہ و رمتہ مدوہ کا ہے۔ مہاجریب ارمن صاحب لدھیانوی نے جناب سے اسم گرامی سے یہ فتویٰ موسوم کیا ہے کہ مہاجریب علی مودودی کی جماعت اسلامی سے متعلق حضرات کا فہم میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ یہ بات درست ہے کہ جناب نے جماعت اسلامی کے متعلق ایسا فتویٰ صادر فرمایا ہے تو پھر خاصہ ربا یوں و چر اس و تسمیرے کا۔ اس لئے کہ جناب کی ذات والہ صفات پر بندہ و کمال اعتماد ہے۔ آپ دین کے معاملہ میں مت ممدی۔ اسی فرد و اس حالت میں کمر ہونہ کریں گے۔

المستفتی خادم میر مشتاق احمد۔ اروناہال۔ اردو بازار۔ دہلی۔

(جواب ۳۶۲) مکرمی جناب میر صاحب! السلام شیعہ و رمتہ مدوہ کا ہے، مودودی ایوان علی مودودی اور ان کی اسلامی جماعت کے متعلق میں نے کمر ہونے اور اسلام میں ایک فتنہ ہونے کا بیان تو دیا ہے۔ کافر ہونے کا بیان ابھی تک نہیں دیا ہے۔ تاہم فتنہ قوی اور بہت اندیشہ ناک ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی ۹ جون ۱۹۲۸ء

جماعت اسلامی کا رکن بنانا جائز ہے۔

(السوال) مودودی صاحب کے زیر اثر جو جماعت اسلامی ہے اس میں شرکت کرنا ان سے تعلق رکھنا ان کی تصانیف پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب ۳۶۳) مودودی جماعت کے افسر مودودی ایوان علی میں جانتا ہوں۔ وہ کسی معتبر اور معتمد عالیہ عالم سے

شہر و ور فینس یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی نظر اپنے مطالعہ کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے۔ تاہم دینی رہنماں ضعیف ہے۔ جتنا ہی شان نمایاں ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء کا مبالغہ صحیحہ کرام پر بھی اعتراضات ہیں۔ اس سے مسلمانوں واس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہئے اور ان سے میل جول رابطہ و اتحاد رکھنا چاہئے۔ ان کے مضامین خاصہ کشش و پچھے معصوم ہوتے ہیں۔ ان میں ہی دو باتیں اس میں بینہنی جاتی ہیں جو طبیعت و تزلزلہ بر دیتی ہیں اور بزرگان اسلام سے بدظن بنا دیتی ہیں۔ محمد کفایت مدکان مدللہ۔ دہلی

فصل ششم فرقہ مہدویہ

فرقہ مہدویہ کافیکہ حرام ہے۔

(السوال) فرقہ مہدویہ جو یہ کہتے ہیں کہ توبہ کا روزمند ہو گیا ان کے ہاتھ کافیکہ جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۶۴) فرقہ مہدویہ جو اظہار اف و سن میں پایا جاتا ہے، کافر ہے۔ اس کے ہاتھ کافیکہ جائز نہیں۔

فصل ہفتم فرقہ حران (سندھ)

(۱) انسان کو خدا سمجھنے، شعائر اللہ کی توہین کرنے اور قبر کو سجدہ کرنے والے ملحد اور زندیق ہیں۔
(۲) ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ ناتا کا حکم۔

(السوال) ایک مستند پیر جس کے بزاروں مرید ہیں چند سال سے اپنے والد پر اس طرح رویہ پڑھا تا بہ اللہ صلی علی محمد الرمان السدھی اللواری۔ (۲) اپنے والد کے ساتھ حل حلالہ و حل شامہ نے ان تمکین کرتا ہوا اور اس و انسانی صورت و جسمانی جامے میں اللہ سمجھنے کی تعلیم دیتا ہوا اور اس کے بعد رات چارم ساری جتنی حج بیت اللہ کی نقل اتار کر شعائر اللہ کی اس طرح توہین کرتا ہو کہ ایک قصبہ و مکہ و اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ ایک و میں کو چاند مزیم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنت البقیع کے نام سے موسوم کر کے نوذی امج کے منقین بچے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبہ حج پڑھاتا ہو اور اختتام حج منو علی پر اپنی زبان سے حاضرین کو حج مبارک دیتا ہو اور بطور مند مریدوں کو حج مبارک کا سر شیفٹ دیتا ہو و اپنے والد کو مقبرہ کا طواف و سجدہ کرتا ہو اور اس کے اشعار پڑھاتا ہو جن میں چند بطور نمونہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نور ذاتی کا ندرت کو صاف سنہ شد پدید
شد ظہور شریں مکان و قصبہ نور قری
اور نواری نور حق شد نمایاں آمدہ
آدم و نوح و خلیل و نور رمان آمدہ

اے ملقب با محمد سید شاہ زمان ! اے امام الرسل مظهر مصطفیٰ تاج شہاں
مالک ملک نبوت ہم ولایت آمدہ در جہاں این نور ذاتی مجسم آمدہ

(۱) ایسے پیر اور اس کے مریدوں کے متعلق ثناء کیا حکم ہے؟ (۲) ایسے پیر اور اس کے مریدوں
سے رشتہ نامہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اور جن سے رشتہ نامہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۴) ان
تمام حالت و حقائق کا علم رکھنے کے باوجود کوئی شخص پیر سے یا پیر کے کسی مرید سے رشتہ نامہ کرے تو شرعاً کیا
حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۱۶۶۱ احمد صدیق مدیر اخبار رہبر سندھ کراچی

(جواب ۳۶۵) یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شیعہ کے معتقد ہوں ملحد اور زندیق ہیں۔ ان مذاقہ سے
شیعہ رہنا واجب ہے اور ایت فائدہ عقیدہ و دواں سے رشتہ نامہ کرنا جائز ہے۔ لیکن اس کے اقارب میں سے
اگر کوئی شخص ان عقائد شیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم نافذ نہ ہوگا۔
محمد کفایت اللہ کان اندلس۔ دہلی ۲ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء

(۱) کسی پیر کو امام الرسل اور بیت اللہ کے بجائے اور جگہ حج کرنا کفر ہے۔
(۲) کفر اور خوف کفر میں فرق۔

(السوال) (۱) کسی پیر کو شاہ نمین، مالک ملک نبوت، سید، نس و جاں، امام الرسل سمجھنا اور بجائے کہتے اللہ نے
کراچی میں حج دائر کرنا، ایک میدان و عرفات سمجھنا اور ایک قبرستان و جنت البقیع کہنے، اور ۹ کی حجة کو تین بتے
یک بڑے ممبر پر خطبہ حج اور نایاب باتیں سننے اور عقائد رکھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عقائد کفریہ
ہیں یا خوف کفر ہے؟ (۲) کفر اور خوف کفر میں کیا فرق ہے؟

المستفتی نمبر ۱۴۰۴۲ احمد صدیق (کراچی) ۱۳ رمضان ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۶۶) (۱) یہ عقائد کفریہ ہیں۔ ان سے ہر مسلمان و تبری کرنا لازم ہے۔ (۲) کفر کا یقین حکم مردہ
اس وقت ہوتا ہے جب کہ کوئی شہید ماتی نہ رہے۔ اور دین میں کوئی شبہ پیش آجائے وروباں کہ جاتا ہے کہ خوف
کفر ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اندلس۔ دہلی

چودھواں باب

تقلید و اجتہاد

کی مذکورہ خیالات کے حامل غیر مقلدین اہل سنت و الجماعت میں داخل ہیں؟

(السوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ماہران شرع مبین دربارہ غیر مقلدین جن کے قول حسب ذیل ہیں تمام دین اسلام کے احکام حلال و حرم فرض و سنت قرآن کریم و حدیث رسول میں ہیں اور تمام دین آنحضرت ﷺ پر پورا ہو چکا ہے اور یہی قرآن شریف میں ہے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمام امت کے پیشوا ہیں۔ ان کے احکام اور مجتہدان کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں نرا ہے کوئی اس جیسا نہیں۔ جو کوئی سو اللہ تعالیٰ کے اوروں سے دعا مانگتے یا ان کو عالم اغیب کہتے ہیں اور مانتے ہیں یا اوروں کا وظیفہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرح کرتے ہیں یا مردوں پر چڑھوے چڑھاتے ہیں۔ قبروں پر عرس میٹھ کرتے ہیں۔ ان کا طواف کرتے ہیں۔ ان مردوں کو حاضر ناظر جانتے ہیں یا ان کو اوڑھ دیتے ہیں۔ نفع نقصان پہنچانے والے مانتے ہیں، مشرک ہیں۔ ان کا کوئی عمل روزہ نماز عبادت مقبول نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے نبی ﷺ کی حاکمیت و فرمانبرداری سب پر فرض ہے اوروں کی اس طرح نہیں۔ بلکہ جو کوئی مامی یا صحابی غلطی سے خداف قرآن و حدیث کے حکم دیوے وہ ماننے کے قابل نہیں ہے۔ تقلید شخصی قرآن و حدیث اور صحابہ و در چاروں اماموں اور محدثین متقدمین سے ثابت نہیں۔ تقلید کا حکم نہ رسول خدا ﷺ نے دیا نہ چاروں اماموں نے ورنہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تقلید جاری تھی نہ اس کا ذکر تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث اور چاروں اماموں کے کلام میں اور صحابہ کے عمل و روایت میں تقلید کا غلط فہمی نہیں پایا جاتا جس سے تقلید شخصی جس کا آج کل شور ہے سمجھی جاوے ہذا یہ تقلید نہ قرآن نہ حدیث نہ صحابہ نہ اماموں سے ثابت اور نہ ان کے حکم۔ اور بدعت بڑا گناہ ہے اس سے آدمی مردود و خارج از اسلام ہو جاتا ہے۔ و بدعت وہ کام ہے جس و بعد زمانہ آنحضرت رسالت مآب ﷺ بغیر آپ کے حکم کے اور بعد زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر ان کے حکم و روایت کے دین میں داخل کیا گیا ہے جس کو لازم سمجھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک طریق و مذہب چھوڑا ہے۔ کئی مذہبوں کی تعلیم و ہدایت نہیں فرمائی۔ اہل سنت و الجماعت سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تابعدار ہیں۔ جو لوگ کسی بزرگ یا امام وغیرہ کی حاکمیت و فرمانبرداری کو لازم جانتے ہیں حدیث پر بھی جیسی عمل کرتے ہیں اور اسی حدیث پر کرتے ہیں جس پر ان کے امام و مرشد نے کہا ہو یا عمل کیا ہو۔ ورنہ حدیث سے بھی انکار و نفرت و ضد ہے۔ وہ رسالت کے مخالف ہیں۔ ان کا کسی حدیث پر عمل کرنا بھی حدیث اور رسول کی عزت اور قدر و بزرگی کی وجہ سے نہیں ہو تا بلکہ کسی اور کی عزت کی وجہ سے ورنہ وہ سب حدیثوں پر عمل کرتے۔ سب امامان و بزرگان دین کی عزتوں میں رکھنی چاہئے۔ کوئی کلمہ ان کے حق میں سب و شتم یا مذمت کا نہ کرنا چاہئے۔ اتنا رسول ﷺ و کبیر الامم و نبیین کو اختیار کرنا چاہئے۔ تمام امت محمدیہ میں قرن اول یعنی جماعت

سب حکم قرآن وحدیث مستعمل پیشو اور اماموں کی جماعت ہے۔ جن کی اتباع و متابعداری حکم شرعی ہے۔ یہ وہ نسیان و غلطی کی حالت میں معاف ہے۔ سنت خریف قرآن وحدیث پر پیش کرنا ضروری ہے اور وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اور جمعہ کی نمازوں میں مقتدی و امام حدیث سورہ فاتحہ امین آواز سے کہتے ہیں۔ اور سورہ فاتحہ ضرور پڑھتے ہیں۔ امام یہ یا مقتدی یا تھا۔ رُوح میں جاتے وقت اور رُوح سے اٹھتے وقت دونوں باتھوں کی اسی طرح اٹھتے ہیں۔ اس طرح نیت باندھتے وقت اٹھتے ہیں۔ اور نماز ٹھہر ٹھہرا کر پڑھتے ہیں۔ از روئے شرع شریف یہ اچھے مسلمان سنی ہیں یا نہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ان کے وعظ سننے اچھے ہیں یا بجا بڑے؟ اور ان سے ملنا سلام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ یہ تو تجرو۔

(جواب ۳۶۷) غیر مقلدین جن کے خیانت سوال میں مذکور ہیں اصولاً تو اہل سنت و اجماع میں داخل ہیں۔ اور شخص کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہ سمجھتے ہیں۔ سب دشمن کریں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بدعتیں کالیں یا ملت سائن و بر بھائیوں یا مسلمانوں و بعض معمولی نوکریوں پر شرک و کفر بنائیں یا مطلقاً مطلقہ کا دعویٰ کریں تو میرا پناہ تنہا یہ ہے کہ ان باتوں کی ذمہ داری انہیں افرام پر ہوئی جن سے مراد ہوں۔ نہ یہ کہ امام غیر مقلدوں کو مقرر کرنا بجا ہے یا نہیں ترک تقلید پر اہل سنت و جماعت سے خارج ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔

رہے یہ مسائل جن کا حال میں مذکور ہے، ان میں بہت سے مسائل تو متفق علیہ ہیں اور بہت سے مختلف فیہ اور بعض ہمارے خیال میں افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ ان کی تفصیل کا نہ یہ فتویٰ مقفل ہے اور نہ مسائل کا سوال ان سے متعلق ہے۔ اس سے ان تمام فعلوں کی جملہ تصویب نہیں کی جاسکتی۔ اور نہ عام غیر مقلدوں و اہل سنت و اجماع سے خارج کیا جاسکتا ہے اور نہ باجمہوران سے سلام و کلام و ناجائز جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد کفایت اللہ غفرلہ۔ دہلی ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء

مقلدین کو مشرک نہ ہونے والے کی امامت کا حکم۔

(السوال) ایک شخص تنہا رہنے والے و مشرک کہتا ہے۔ سوائے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ مدلل بیان فرمائیں۔ یہ تو تجرو۔

(جواب ۳۶۸) جو شخص کہ تنہا و شرک سے وہ خواہ مخواہ ہے۔ اور اگر تمام مقلدین کو مشرک بتا دے تو اس کے ایمان کی سلامتی مخدوش ہے۔ اس کے پیچھے نماز بھی نہیں ہوتی۔ یہ نکلہ مطلق تقلید کا ثبوت قرآن مجید و احادیث صحیحہ و ائمہ اربعہ اور تعامل سلف سے یقینی طور پر موجود ہے اور تقلید شخص کا جواز بھی قرآن و حدیث و ائمہ اربعہ و تعامل سلف سے ثابت ہے۔ پس اس کو شرک نہ نہ جہالت ہے۔

غیر مقلدین کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(السوال) غیر مقلدین کے یہاں کھانا پینا اور ان کو کھانا پانا بلا کر بہت جائز ہے یا نہیں؟

۱۔ "ایما رجل قال لاحد کافر فقد باء بها احدهما" (بخاری، کتاب الادب باب من اکرأخا غیر تاویل ۲۰ ۹۰۱ قدیمی)

المستفتی نمبر ۱۱۳ ائمہ حنفیت نسیمین۔ جنوری۔ ۲۶ رجب ۱۴۵۲ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۳۶۹) بلا اثر اہل سنت و جماعت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

اہل حدیث اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں۔

(السوال) اہل حدیث جن وہم و کفر غیر معتقد بھی کہتے ہیں مسلمان ہیں یا نہیں؟ اور وہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں یا نہیں۔ اور ان سے کافر شادی کا معاملہ برقرار ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۴ ائمہ حنفیہ صاحب (سورت) ۲۰۰ ہمدانی ثانی ۱۴۵۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۱۹۳۶ء
(جواب ۳۷۰) اہل اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی کا معاملہ برقرار ہے۔ محض ترک تہجد سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت و جماعت سے تارک تہجد ہوتا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) اہل حدیث کو کافر کہنا سخت غلطی ہے۔

(۲) اہل حدیث عورت کے غسل دینے کی وجہ سے میت کا جنازہ نہ پڑھنا۔

(۳) جنازے میں اہل حدیث شامل نہ ہو تو میت جنتی ہے کہنے والے امام کا حکم۔

(۴) کیا اہل حدیث حضرات کا پیسہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) فرق اہل حدیث جو فتنہ خفایہ امام نسیمین باہر رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے قائل ہیں ہم ان کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو جو ان کو کافر کہتے ہیں سمجھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) ایک معصوم خلیفہ کی فوت ہوتی ہے۔ اس وائیک اہل حدیث عورت غسل دیتی ہے بدین وجہ محمد کا امام اس کا جنازہ نہیں پڑھاتا۔ کیا اس کا فعل شریعت محمدیہ کے موافق ہے۔ اگر نہیں تو ایسے امام کے واسطے کیا حکم ہے؟ (۳) امام مسجد کہتا ہے کہ میں جس آدمی کا جنازہ پڑھاؤں اور جنازہ میں وہی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ آدمی قطعی جنتی ہے۔ کیا یہ ٹیپکٹ صحیح ہے۔ اگر نہیں تو اس کے قائل کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۴) ایک شخص جو روپیہ مسجد کی توسیع کے واسطے خرچ کرنا چاہتا ہے مگر وہی کا من ہے کہ وہ اہل حدیث ہے لہذا اس کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں ہو سکتا مگر جب وہ شخص خود مولوی سے پوچھتا ہے تو مولوی کہتا ہے کہ وہ روپیہ ہم کو دے دو۔ جب اس کا مال مسجد میں حرام ہے تو مولوی کو دینا اس وجہ سے حلال ہوا۔ ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟

(المستفتی) نمبر ۱۲۸۸ ائمہ حنفیہ صاحب (امرت) ۲۳ شوال ۱۴۵۳ھ ۷ جنوری ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۷۱) (۱) فرق اہل حدیث و کافر منہ سخت غلطی ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کو کفر نہ پہنچنے دینا کفر منہ تو خود کافر بننے والے کو کفر کی تاریکیوں میں گرانے کے لئے کافی ہے، کیونکہ حضور ﷺ کا شرع ہونا قرآن کی آیات

جہاں سے ثابت ہے۔ (۱) (۲) اس بنا پر کہ معصومہ بنتی و یس اہل حدیث عورت نے غسل دے دیا، اس سے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا سخت جہالت اور گناہ و بات ہے۔ (۳) امام کا دعویٰ کہ میں جس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤں اور نماز میں کوئی اہل حدیث شامل نہ ہو تو وہ میت قطعی جنتی ہے، امام کی جہالت پر مبنی ہے۔ یہ شخص اسلامی تعلیم سے ناواقف یا کوئی بے ایمان ہے۔ (۴) اہل حدیث کا روپیہ مسجد میں خرچ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر مسجد میں خرقہ بر کے اہل حدیث اس پر قبضہ کرنا چاہے تو اس کے روپیہ کو خرچ نہ کرنا مباح ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

- (۱) فاتحہ خلف الامام کا حکم۔
- (۲) کیا نماز میں رفع یدین ضروری ہے؟
- (۳) تراویح کتنی رکعات ہے؟
- (۴) کیا صرف اہل حدیث ہی جنتی ہیں؟

(السوال) (۱) یہاں پر اہل حدیث اور خفیوں میں بحث ہے۔ بہت سے خفیوں کو ان کے مولویوں نے اہل حدیث پر لیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ احمد رفع یدین حضرت نے ہمیشہ کیا اور حضرت نے سینہ پر ہاتھ باندھے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ تراویح متنی پڑھی جاتی ہیں۔ مولوی عبد، خضر اہل حدیث کہتے ہیں کہ حضرت نے رفع یدین مرتبہ وقت تک کیا ہے۔ آپ تحریر فرمائیے کہ حضور نے رفع یدین کیا نہیں اور تراویح ۸ پڑھیں یا ۲۰ پڑھیں۔ اور اہل حدیث کہتے ہیں کہ یہی کروو جنتی ہے اس کا جواب مع آیت اور حدیث تحریر فرمائیے تاکہ مسلمان اس طرف ہو جائیں۔

المسنفتی نمبر ۱۵۴۳، مبدل حق صاحب (شیخ تہرانی) ۸ اربع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۷ء (جواب ۳۷۲) (۱) امام نے پیچھے مقتدی و احمد نہیں پڑھنی چاہئے۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا وادأقرا فانصتوا، یعنی جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو (۲) رفع یدین پسے روع و جات وقت اور روع سے اختتام یافتہ یہاں تک کہ عین عبد مدین مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و روایت سے ثابت ہے کہ اخیر میں یہ رفع یدین ترک کر دیا گیا تھا۔ (۳) وفات تک حضور ﷺ سے رفع یدین کرنے کا ثبوت نہیں۔ (۴) تراویح کی بیس رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (۵) آٹھ رکعتیں تہجد کی ہیں۔ تراویح کی بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے ثابت ہیں۔ اور چاروں ماموں میں سے کوئی بیس سے کم کا قائل نہیں۔ (۶) قرآن و حدیث اور فقہ پر عمل کرنے والے ان شاء اللہ سب جنتی ہوں گے۔ اہل حدیث کا یہ دعویٰ کہ ان کا فرقہ ہی جنتی ہے غلط ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

۱۔ نقل اللہ ان بشر مملککم (مسند ۱)

۲۔ مسلم، باب الشہد فی الصلوۃ ۱۰/ ۱۷۴ ط قدیمی

۳۔ ترمذی، باب رفع الیدین عند الركوع ۱/ ۵۹ ط سعید

۴۔ ”وہی عشرین رکعة، وفي لسانہ وهو قول الجمهور (سور الانصار، مبحث صلوۃ الترویج ۲/ ۴۵ ط سعید

(۱) امام کا غیر مقلد ہونا نماز باجماعت میں شرکت سے مانع نہیں ہے۔

(۲) غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے۔

(۳) غیر مقلد کو کافر کہنا درست نہیں۔

(۴) غیر مقلد کے ساتھ تعلقات قائم کرنا جائز ہے۔

(السوال) (۱) زید فرضی بدعت کے برابر منہ و نماز پڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ امام غیر مقلد ہے۔

(۲) یہ موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کے خلف نماز پڑھتی جائز ہے یا نہیں۔ اثبات و نفی کی وجہ تحریر

فرمائیں؟

(۳) موجودہ وہابیوں یا غیر مقلدوں کو کافر اسلام سے خارج اور جہنمی اور گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں کیا جو

شخص یہ الفاظ اٹھاتا ہے اس پر کوئی حرف مناجات قرآن اور حدیث ورفقہ سے آتا ہے یا نہیں؟

(۴) ان کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ان کے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۲۸۹ محمد یحییٰ معرفت امیر نواب پشوری معلم مدرسہ مبینہ ۵ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

مطابق ۵ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۷۳) (۱) نماز تو ہو جاتی ہے مگر وہ ترک بدعت کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔ امام کا غیر مقلد ہونا

جماعت میں شریک نہ ہونے کے لئے مذر صحیح نہیں ہے۔ (۲) غیر مقلدوں کے پیچھے حنفی کی نماز جائز ہے۔

(۳) غیر مقلدوں کو کافر اور ذرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح نہیں۔ ایسا منہ و سخت گنہگار ہوگا۔ کیونکہ تقلید

فی حد ذاتہ کفر نہیں ہے۔ (۴) جائز ہے۔ (۵) جائز ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) ائمہ مجتہدین کی تقلید درست ہے۔

(۲) کیا تقلید ائمہ سے ترک سنت لازم آتا ہے؟

(۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد تقلید ائمہ کی پیروی کیونکر کی جائے؟

(۴) کیا ائمہ نے اپنی پیروی کا حکم دیا ہے؟

(۵) ائمہ اربعہ کس کے مقلد تھے؟

(۶) ائمہ کی بات شریعت کے موافق ہے

(۷) ائمہ کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف کیوں ہے؟

(السوال) ہمارے یہاں ایک اہل حدیث غیر مقلد مولوی صاحب آئے اور تقریریں فرمائیں جس میں تقلید

کی رد و اثربیان کی۔ اس تقریر سے وہ لوگ کادل جانب اہل حدیث ہو گیا اور اہل حدیث بننے کے لئے آمادہ

ہیں مگر انتہار آپ کے فتویٰ کا ہے۔ اس لئے ہمارے سوال کا جواب جلدی سے دیویں۔

(۱) کیا تقلید ائمہ اربعہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

(۲) تقلید ائمہ اربعہ سے منہ فرمان نبوی بھی چھوٹ جاتے ہیں تو کیا رسول نبی پیروی چھوڑ کر اماموں

پیروی کریں؟

(۳) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی امام سویراں کے بعد اور کوئی ذیضہ سویراں کے بعد پیدا

ہوئے تو پھر ان کی پیروی کس طرح کریں؟

(۴) کیا اماموں نے فرمایا تھا کہ ہماری پیروی کرو؟

(۵) یہ اماموں کا بھی ماننا تھا کہ ہمیں جب ضرورت ہے تو ان کو کیوں ضرورت نہ ہو؟

(۶) منہ فرماتے تھے کہ میں مسدیان کرتے ہیں تو کیا جانتے ہیں کہ خدا نے امام کے لیے یہاں خدا نے

ایسا کہا کہ رسول مقبول نے یہ فرمایا ایسا کیوں نہیں کہتے؟

(۷) کوئی امام فرماتے ہیں حرام ہے اور کوئی فرماتے ہیں حلال ہے تو کیا سلام نے اسے فرماتے ہیں؟

ہیں؟

المستغنی فیہ ۲۴۹۲ ہجری ایم سیمان صاحب (سوت) ۳ اربعہ اول ۱۵۸۹ ۳۵۸ مطبق ۴۴

۱۹۳۹ء

(حواہ) قرآن مجید میں ہے فاسئلوا اہل الذکر ان یتعلموا۔ یعنی (مسلمانو!) تمہیں علم نہ

ہو تو اہل علم سے دریافت کرو۔ اہل علم میں فقہات ائمہ مجتہدین بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔ ان کی تقلید برائے

ہے کہ وہ قرآن وحدیث کے امام اور امام مجتہد تھے۔ وہ جو پیش کرتے تھے قرآن اور حدیث کے ماتحت کرتے تھے۔

اس سے ان کی بات خدا اور اس کے امام کے خلاف نہیں ہوتی تھی۔

(۲) ائمہ اربعہ کی تقلید سے حدیث نبوی چھوٹ نہیں سکتی کیونکہ ان چار اماموں کو تمام امت نے مانا ہے کہ یہ

امام عالم مجتہد قبیح قرآن وحدیث تھے۔

(۳) اس سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی محدث سویراں کے بعد کوئی ذیضہ سویراں کے بعد کوئی امام

سے زیادہ زمانہ کے بعد پیدا ہوا اور اس کے بعد خدا انہوں نے حدیث کی کتابیں لکھیں مگر اس سے ان کی کتابیں مزور

ورنہ قابل مقبرہ نہیں سمجھی گئی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام شافعی ۱۵۰ھ میں پیدا

ہوئے اور خدا نے انہیں امام اور مجتہد اور امامنا یا اور انہوں نے قرآن وحدیث سے دین کے مسائل استنباط سے ق

اس میں اعتراض کی کوئی بات نہیں۔

(۴) اماموں نے مانا کہ خدا اور رسول نے حکم دیا ہے کہ اہل علم واجتہاد کی پیروی کرو۔

(۵) اماموں کا علم و قوت ہوتا۔ دین کو سمجھنے اور مسائل کا استنباط کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ ہر اور امت

قرآن وحدیث کے مقلد تھے اور ہم ان کے ذریعہ سے قرآن وحدیث کے مقلد ہیں۔

(۶) خدا نے امام کے لیے ایسا مانا کہ مطلب یہ ہے کہ خدا نے قرآن وحدیث کا یہ مطلب بیان کیا۔ یہ

مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ قبا میں پٹی طرف سے یہ بات تھی۔

(۷) یہ اختلاف تو صحیحہ میں بھی تھا۔ اور حدیثوں میں بھی ایسا اختلاف ہے کہ ایک حدیث سے ایک چیز کا جواز معلوم ہوتا ہے اور دوسری سے اسی چیز کا عدم جواز۔ پھر مجتہد کا یہ کام ہے کہ وہ یہ بتائے کہ کون سی حدیث قابل عمل ہے اور کون سی منسوخ یا ماول ہے۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ۔۔۔ دہلی

چاروں اماموں کا مذہب سنت نبوی کے موافق ہے۔

(السوال) اہل سنت و جماعت کے چار امام ہیں اور چاروں کے چار طریقے ہیں۔ ان چاروں میں سے کون سا امام موافق طریق نبوی ہے۔ باقی تین کے لئے کیا حکم ہے۔

المستفتی نمبر ۲۸۰۲ محمد انور رحمانی دہلی ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

(جواب ۳۷۵) ائمہ ربیعہ اسلام کے اصول و مبادی میں متفق ہیں۔ ایک ذرا بھر اختلاف نہیں ہے۔ ہاں عملی مسائل میں ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اختلاف دراصل اسلام میں نہیں ہے۔ بعد آپس کے داعی تناسب اور رجحانات کا اختلاف ہے۔ رسول پر یہ جتنے اعمال میں مختلف مدارج سہیل و غرض سے ملے فرمائے ہیں۔ ان مختلف مدارج کی ترتیب نہ معلوم ہونے یا تسلیم نہ کرنے یا مختلف مقاصد پر محمول کرنے کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر مسائل اور مقاصد میں سب متفق ہیں۔ اس قسم کا اختلاف ہم نیک سے نیک کام میں نہ جاتا ہے۔ مثلاً اس آدمی اس امر میں متفق ہوتا ہے کہ محتاج کو ہانا ملنا ثواب کا کام ہے جب عمل کرنے میں تو ایک شخص کو جانے کی جگہ اس کو نقد پیسے دے دے اور ایک قسم کا ہانا اور تیسہ دوسری قسم کا ہانا دے تو دس آدمیوں کے عمل کی اس صورتیں ہو جائیں گی مگر مقصد میں سب متفق ہیں۔ اہل سنت کے چار اماموں میں اس قسم کا اختلاف ہے۔ حقیقت اسلام میں سب متفق ہیں۔ عملی فریضے کی عملی صورت میں اختلاف ہے۔ اور جو صورتیں اختلاف میں متفق ہوتی ہیں، وہ سب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک صورت کو کسی نے آخری سمجھ دیا اس عمل سے متعین کر دیا۔ کسی نے دوسری صورت کو۔ اور کسی نے سب صورتوں کو جائز سمجھ کر عامل و اختیار کر لیا کہ جو چاہے اختیار کرے۔ مقصود سب کا اتنا سنت نبویہ ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ کون سی صورت سنت ہے۔ تو یہ اختلاف دین میں نہیں ہے۔ بلکہ عبادت و خیر اور تتبع اور تلاش میں ہے اور اس کا عین پر پتہ نہ نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ۔۔۔ دہلی

مجتہد کی تعریف اور کیا مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے؟

مجتہد کس وقت ہیں؟ مجتہد ہر زمانے میں ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

المستفتی نمبر ۲۵۳۳ محمد نبی رحمانی دہلی مورخہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

مطابق ۱۶ اگست ۱۹۹۷ء

(جواب ۳۷۶) مجتہد اس وقت ہیں جس وقت قرآن مجید، حدیث شریف اور علوم شریعہ میں اتنی دسترس ہو کہ وہ کام شریعہ کا استنباط کرے۔ مجتہد کا وجود زمانے میں ممکن ہے۔ مگر فقہانے کرام نے قرن اول سے مجتہد کے بعد علوم مسلمین و ملت سے مجتہدین کے اتباع کا حکم اس لئے دے دیا ہے کہ آئندہ دین متین میں ہر مدعی اجتہاد و خنہ اندازی نہ کر سکے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شرعی مسائل اپنی طرف سے بنائے ہیں؟
متعلقہ ائمہ مجتہدین (سوال و استیاب نہیں ہوا)

(جواب ۳۷۷) واضح ہو کہ جمہور حضرت ربیع ائمہ امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ کوئی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ کے پیروں و پیروں میں ہیں۔ ہمارا اعتقاد ہے کہ حضرت امام اعظم کتاب اللہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صلابہا، فضل اسلام و اذن الہیہ کے امتیاز سے اس درجے کے عالم اور عظیم درجے کے ماہر تھے۔ انہوں نے قرآن پاک و احادیث سے جو احکام فقہیہ نکال کر فقہ و مذہب کیا ہے وہ صحیح معنوں میں قرآن پاک اور احادیث کا عہد ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی رحمت کاملہ کے زوے خزانوں سے فقہ فی الدین کا پیش قدمہ قدر ذخیرہ انہیں عطا فرمایا تھا۔ اور تفقہ فی الدین میں ان کی رفعت شان نہ صرف احناف بلکہ علمائے مذاہب اربعہ کے نزدیک مسلم ہے۔ ان کے تائید ہونے اور نکال ہونے کا کام پر عمل کرنا عین قرآن و حدیث پر عمل کرنا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ہمارا یہ خیال و عقیدہ یہ نہیں کہ امام ابو حنیفہ و منسوب تشیع کا کام حاصل ہے۔ یعنی کام شریعہ میں اپنے قیاس و رائے سے وہ نکالتے ہیں یہ بات تھی۔ یا ان کے کام بہر صورت واجب تسمیٰ ہیں، خواہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ ہم انہیں معصوم نہیں سمجھتے۔ صحابہ کرام کے برابر نہیں سمجھتے۔ پھر بعود باللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھنا تو ہی۔ وہ صرف ایک امتی تھے۔ بضر تھے۔ لوازم بسریت، حطا و بسیان سے بھی مبرا و منزہ تھے۔ مگر ہاں عالم تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ فقیہ تھے اور کامل فقیہ تھے مجتہد تھے اور مسلم مجتہد تھے۔ مباد فی خیر نے زیور علم و تقویٰ پر نیز گاری سے آراستہ کرنے کے ساتھ ہی نہیں شرف تہذیبیت بھی عطا فرمایا تھا۔ ۱۳ اور خیر اقرون میں ہونے کی بزرگی عطا فرمائی تھی۔ باوجود ان علم و اعتقاد کے وہ ایک انسان تھے۔ اور ان سے غلطی اور خطا ممکن۔ ہمارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ ہر اس و ناس و یہ مرتبہ اور حق حاصل نہیں۔ ان کے اقوال میں سے ان قول و ب اصل یا بدیل بتائیاں کے ان قول و خلاف حدیث ہونے کا الزام لگا کر پھیر دیا۔ ہر سے مبلغ عمی یہ ہیں کہ ہم احادیث کے ناخن و منسوخ، مقدم و مؤخر ماول و مفسر اور محکم کو معلوم کر سکیں اور حدیث کی چند کتابیں یا چند رسالے پڑھ کر اسے مسلمان مجتہد کے

۱۔ "وشرط الاجتهاد أن يحوى علم الكتاب بمعانيه اللغويه والشرعية و علم السنة بطرقها و أن يعرف وجوه القياس بطرقها۔" (نور الانوار ص ۳۶ طبع سعید)

۲۔ اس کی تفصیل بحث شامیہ میں ہے۔ مطلب القیاس بعد عصر الاربع مائة منقطع فلیس لاحد أن یقیس" (باب الامت)

۳۔ ۵۹۹ ج ۱

۴۔ "وَصَحَّحَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَعْدَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ۔" (الدر المختار، مقدمہ، ۱/ ۶۳ طبع سعید)

پندرھواں باب

متفرقات

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کہنا باطل اور بے ہودہ خیال ہے۔

(السوال) عام مسلمین کی یہ بات بتاؤ کہ سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مستحب علیہ السلام کی طرف سے مت محمدیہ گناہوں کا کفارہ ہو گئے اور محض حضرت امام کی شہادت کی وجہ سے ہم ارباب سیدکار کی موت بشت میں داخل ہو جائیں گے۔ چونکہ یہ عقیدہ عام ہو جاتا ہے۔ اور یہ گروہ شیعہ اس کی جانب رغبت رکھتا ہے بلکہ اس کو باطل ہی سمجھتا ہے لہذا ضرورت ہے کہ ساری تنقیدی تصریحات اٹالی جائے تاکہ جملہ کے عقائد درست ہوں۔

(جواب ۳۷۹) قال اللہ تعالیٰ لا تور وادہ ودر احرى (یعنی ایک کا گناہ دوسرا نہیں مٹا سکتا)۔ یہ اس قرآنی اس بارے میں صریح ہے کہ اصول اسلام کے موجب کفارہ کا خیال غلط اور محض باطل ہے۔ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح گناہگاروں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے خود ان کا تراشیدہ عقیدہ ہے۔ عقل اور قوانین الہیہ سے خدشہ ہے۔ زید کعبہ کے ممبروں نے اپنی اپنی عقائد کے نزدیک جائز نہیں۔ پس احمہ اب میں کا عدل سے ظلم کو کیسے جائز رکھ سکتا ہے۔ اور اسلام کا مسکد شفاعت اس مسئلے سے بالکل جدا ہے۔ کفارہ کو شفاعت پر قیاس کرنا غلط ہے۔ شفاعت کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی مقرب بارگاہ خداوندی کسی گناہگار کے متعلق بارگاہ قدسی میں اس کے گناہ معاف سے جانے کی درخواست کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی عقلی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا حق ہے۔ اور صاحب حق سے معافی طلب کرنا اور عفو کی درخواست کرنا ان طرح ظلم یا نا انصافی میں داخل نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا شفاعت و قبول فرما لینا یہ ہے کہ وہ اپنے حق و معافی فرما دے۔ اور صاحب حق کا اپنے حق و معافی فرمادینا رتو شتمت ہے نہ ظلم و نا انصافی۔ اور خداوند تعالیٰ کی حقیت یہ ہے کہ زید عمرو وغیرہ کے گناہ اور مکتوبہ کے گناہ خدا کے گناہوں کے بدلے میں ایک نامزد گناہ و پیر یا اور ان کے گناہوں کی سزا کو دے دی۔ یہ صریح ظلم ہے جو خدا تعالیٰ کی مقدس ذات سے بالکل ناممکن ہے۔ نیز یہ ہمارے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت مت محمدیہ کے گناہوں کا کفارہ ہونی ہے اس سے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مت محمدیہ کے گناہگاروں کے گناہوں کی سزا امام حسین علیہ السلام کو دے دی۔ اور یہ خیال نہ اس پر باطل اور بے ہودہ ہے۔ اول قویہ کہ اس کے کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ مت محمدیہ علیہ السلام سے زیادہ خدا کے نزدیک پیاری ہے کہ اس کے بلا ان کے سر ڈال دیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جگر و شہ اور نواسے اور محبوب تھے۔ اور امت اگرچہ مت ہوئے

کی ہمت سے آپ کو پیری ہے لیکن نہ اتنی پیری کہ آپ کے جگر گوشہ و امت پر سے قربان کر دیا جائے۔
اغرض یہ خیال اور عقیدہ شریعت محمدیہ کے۔ اور مخالف ہے اور انصوص قرآن یہ سے بالکل مبہن۔ اس سے
توبہ کرنا چاہئے۔

کی خاص چشمے میں شفا کی نیت سے نہانے کو شرک کہنا۔

(السوال) ایک جگہ خلق خدا نے مقرر کی ہے کہ اگر کوئی شخص اس جگہ کے چشمے میں نہائے تو اس کی
بیماری دور ہو جاتی ہے اس پر ایک شخص مدعی ہے کہ یہ شرک ہے۔ حکیم کا ماننا چاہئے۔
حواب (۳۸۰) بعض چشمے یہ ہوتے ہیں کہ بعض قدرتی نامعلوم سبب کی وجہ سے ان کے پانی میں کوئی
خاص تاثیر ہوتی ہے۔ پس اگر شہادت تجربہ سے کسی چشمے کے پانی میں کوئی خاص تاثیر ثابت ہو جائے تو اس
میں نہانے کا حکم وہی ہے جو دوا و علاج کرنے کا ہے۔ اور اسے شرک کہنے والا غلط رہتا ہے۔ لیکن پانی میں اگر کوئی
خاص تاثیر نہ ہو مگر لوگ اسے متبرک اور بزرگ پانی سمجھ کر نہاتے ہیں تو اگر اس کی برکت اور بزرگی سے
بائی وجہ ہو۔ جیسے آب زمزم اور شفا لینے والا خدوہی نہیں تاہم جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی کافی وجہ بزرگی اور
برکت نہ ہو یا اس چشمے کی نسبت یہ عقیدہ ہو کہ حقیقی شفا لینے والا یہی ہے تو نہانا جائز نہیں ہے اور یہ وہ
خیال شرک ہے۔

لیا ہر شہر اور بستی میں قطب کا ہونا ضروری ہے؟

مسلمانوں میں بہت سے دوسروں میں یہ خیال پختہ ہے کہ ہر شہر اور قریہ میں ایک قطب کا ہونا لازمی ہے۔ یہاں
اقتد ہے؟ اگر ہے تو جس مسلمانوں کی تباہی باعث نہیں جیسے یورپ اور امریکہ کے بعض شہر تو یہاں بھی
قطب ہوتے ہیں۔

المستفتی نمبر ۱۸۹ اسماعیل بن عیسیٰ محمدی الاشاش ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء

حواب (۳۸۱) ہر شہر اور قریہ میں قطب کا ہونا روایات صحیحہ سے ثابت نہیں۔ ہاں جس مسلمان کی تباہی میں
مدد کے مقبول بندے بھی ضرور ہوتے ہیں دودھ و مویں کو معلوم نہ ہوں۔ بعض اولیاء اللہ اصحاب خدمت
دے ہیں اور اکثر کی طور پر وہ لوگوں کی واقفیت سے باہر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد اور ان کے نظم کے متعلق
کوئی صحیح معنوں میں نہیں۔ اہل تصوف نے بدل لیا، قطب کے درجے مقرر کیے ہیں اور ان کی تعداد اور
غرض خدمات کے متعلق چند بزرگوں کے معاشیات ہیں۔ تاہم یہ کوئی عقائد و بات نہیں۔ مدد پر ہی اس کے
لم کو مفوض کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

۲۹ کے چاند کی خبر سن کر افطار کرانا جائز نہیں۔

(السوال) ایک مولوی نے یہ خبر سنی کہ وہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں انتیس کا چاند ہو گیا ہے۔ یہ خبر پاس نے روزے افطار کرادیے اور عید کر لی اور یہ کہہ دیا کہ اس کا تمام گناہ میرا ذمہ ہے۔ آیا اس تار کی خبر پر روزے افطار کرانا اور اپنے ذمہ گناہ لینا درست ہے؟

(جواب ۳۸۲) صرف اس طرح خبر سن کر کہ وہلی سے تار آیا ہے کہ وہاں چاند انتیس کا ہو گیا ہے روزے افطار کرنا اور عید کر لینا درست نہیں۔ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے دو عادل آدمیوں کی گواہی شرط ہے۔ صورت مستویہ میں دن کو تار خود اپنے پاس نہیں آیا۔ اور پھر ہر اپنے پاس بھی آکے جب بھی چو نہ تار میں کسی بیش اور شیطانی ہوتی رہتی ہے۔ وہ ثبوت رویت بدل کے واسطے کافی نہیں۔ وان کاں بالسماء عند لا تقبل الا شہادۃ رجلین اور حل و امواء تین و یستلزم فیہ الحرۃ و لفظ الشہادۃ کدافی حوالۃ المصممین و تستلزم العدالۃ حکدا فی القایۃ انتہی محتصر (ہندیہ ۱/ ۳۱۰) اور ان شخص کا خوف بامعنی یہ مناکہ روزے افطار کرنا کا تمام گناہ میرا ذمہ ہے بہت بڑی دید و دید کی ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے اس میں اتنی حاکمت ہے۔ مذہب ہندوئی کا متکلم ہوئے۔ ایک باتوں سے احتراز واجب ہے۔

رو منکرات حسب الاستحسان ضروری ہے۔

(السوال) منکر (بد فعل بدی رحمہ) کا ازالہ بروک شریعت اسلامیہ ضروری ہے یا نہیں؟ ان شخص یا حج کا اپنی جماعت و یہ بدایت نہ مانا کہ صرف میری جماعت سے رشتہ نکاح قائم کرو دوسرے مسلمانوں سے یہ تعلق قائم نہ کیا جائے۔ یا اس کی جماعت اپنے طور سے یہ عقیدہ قائم کرے۔ ایسا عقیدہ ایسا ختم بروک شریعت منکرات میں داخل ہے یا نہیں؟ منکرات کے ازالہ اور دور کرنے کی یہ صورت ہے؟

المستفسی نمبر ۲۲۸ محمد الدین نعیمی آبادی ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۳۴ء (جواب ۳۸۳) یہ بدایت "رشتہیں آبرائیں" بنا پر ہے کہ اپنی جماعت کے سوا دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرنے وہ ناجائز قرار دیتا ہے تو یہ حکم شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے۔ منکرات میں وہ چیزیں ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اگر وہ تلقائی طور پر منکر ہیں تو ہر مسلمان ان کے روکنے کی سعی کرنی چاہئے اور اگر اختلافی ہیں تو اپنے فریق میں روک سکتے ہیں۔ مثلاً کچھوے کا دشت کھانا حنفیہ کے نزدیک منکر ہے شوافع کے نزدیک منکر نہیں۔ وہ تو حنفیوں کو روکنا اور منع کرنا درست ہے۔ شوافع کو ہم نہیں روک سکتے۔ ازالہ، منکر کی وہ صورتیں جو ہماری استطاعت میں ہوں اختیار کرنی جائز ہیں۔ وہ وہ زبانی نصیحت و تبلیغ بہرہ کے لئے مقاطعہ معاشرتی کی صورت ہے۔ وندہ اعلم۔ محمد کفایت اللہ

کیا شریعت کے احکام تمام مسلمانوں پر یکساں ضروری ہیں؟

(السوال) شریعت کے احکام امیر و غریب دونوں پر یکساں ہیں یا اس میں کچھ تفاوت ہے؟
(جواب ۳۸۴) بعض احکام میں فرق ہے۔ مثلاً فتنہ پرز قوت واجب نہیں۔ حج فرض نہیں۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

کیا لفظ ”غفران پناہ“ غیر خدا پر ہوا جاسکتا ہے؟

لفظ غفران پناہ غیر خدا پر ہوا جاسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۰۷۵ سینھ عبدالستار صاحب (سورت) ۸ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۳۸۵) جب کہ غفران پناہ غیر خدا کے استعمال کیا جائے مثلاً یوں کہیں زید غفران پناہ تو اس کے معنی یہ ہوں گے زید جس کی پناہ غفران ہے یعنی حضرت حق کی مغفرت اور بخشش اس کی پناہ کا ہے تو یہ معنی صحیح اور درست ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

(۱) شہداء کربلا کے مباحذہ آمیز حالات بیان کرنا جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنے کا حکم۔

(السوال) (۱) شہداء کربلا کے روزے وعظ میں یہاں شتی مولوی نے وعظ کیا جس میں شہداء کربلا کے حالات بہت مباحذہ آمیز اور غم و اندوہ کے جذبات و مشتعل کرائے والے غلط فہمی میں مرثیہ اور نوحے وغیرہ کے اشعار، مآ کر بیان تے۔ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ایسے طرز بیان کرنا جائز ہے یا نہیں (۲) یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور اس پر سنت کرتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۱۶۵ عبدالرحمن و محمد حسین صاحبان (سردہ) ۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۶) مباحذہ آمیز حالات بیان کرنا اور نوحوں و غم و غم میں ہوتا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔

(۲) یزید کو کافر کہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی

کیا علامہ شبلی نے اپنے کفریہ عقائد سے توبہ کی ہے؟

آج کل کثر خبرات و رسائل میں تکفیر کے جھڑپ دیکھے جاتے ہیں۔ علماء حق میں سے اکثر لوگ مولانا شبلی و مولانا حمید الدین فراہی کو کافر سمجھتے ہیں اور اکثر لوگ اس کے مخالف ہیں جیسے حضرات مولانا حسین احمد صاحب مدنی۔ اس کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے۔ یہاں قی و دو کو قابل تکفیر ہیں۔

اس مضمون کے زیر عنوان حضور نے جو ب عنایت فرمایا ہے۔ اب دریافت طلب مر یہ ہے کہ حضرات کے فتویٰ سے مولانا حمید الدین فراہی اور دیگر کارکنان مدرستہ اہل صراط کی پریت تو ثابت ہوتی ہے۔

مولانا شبلی صاحب کی ہریت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض لوگ مولانا کے فتویٰ سے تاویل کرتے ہیں کہ مولانا نے مولانا امجد الدین صاحب فرامی اور مدرسۃ المصنوع کے دیگر کارکنوں کی تکفیر کے لئے میری نظر میں شرعی وجوہ نہیں ہیں لکھا ہے تو اس جملہ پر غور و فکر مولانا شبلی

کو کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتا اور لفظ کارکنان بھی

اسی طرح مولانا شبلی و شامل نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ مولانا شبلی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مولانا شبلی صاحبؒ وہ وغیرہ حدیث اور نبوت کو استہلالی مانتے تھے جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصدق ہے۔ پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

المستغنی نمبر ۹۷۱ حافظ محمد رفیق صاحب (شہر ماڈل برہ) ۲۲ جمادی الثانی

۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۷) مولانا شبلی مرحوم کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مولانا کے قدیم ہونے اور نبوت کے استہلالی ہونے کے عقیدے سے تبریٰ کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس تحریر کو غلط انداز دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔

علامہ شبلی کے بارے میں فتویٰ کے متعلق وضاحت۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(السوال) گزارش یہ ہے کہ آپ کا رد مال کرنا فتویٰ موصول ہوا جس کو پڑھ کر مضمون مافیہا سے گاہ ہوا تنجیب نے جو تحریر فرمائی ہے کہ مولانا شبلی کی ایک تحریر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ مولانا شبلی نے مولانا کے قدیم ہونے اور نبوت کے استہلالی ہونے کے عقیدے سے تبریٰ کی ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تحریر کو غلط انداز کر دیا جائے۔ اس لئے مولانا شبلی صاحب کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔ نیز یہ تو معلوم ہوا کہ اب چند شہرت درپیش ہیں۔ امید کہ آپ ان کا ازالہ فرمائیں گے۔ اور تو یہ کہ آپ نے اس سے پہلے فتویٰ میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ کفر کا معاملہ بہت سخت اور واجب

الاحتیاط ہے۔ اب شک یہ ہوتا ہے کہ آپ کا یہ ہی درست ہے اور کتب فقہ اس مسئلہ سے پر ہیں تا وقتیکہ کوئی تاویل موجد ہو کسی مسلمان و کافر نہیں مٹا چکے۔ اب اس میں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حکم عام ہے یا خاص۔ اگر عام ہے تو حضرت والہ سے دریافت ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مولانا شبلی صاحب پر کفر کا فتویٰ یا فتوہ کس دلیل سے اور اس وقت یہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کہاں تھے جو اس تصریح و شائع نہیں فرمایا۔ نیز آپ نے اس سے تباہ خیال کیوں نہیں کیا اور بغیر تحقیق سے ہر ایک مسلمان کی تکفیر کر دی مسلمان ہی نہیں بلکہ وہ زمانے جس کو آج تک کافر ہی سمجھتی ہے اور ایک مسلمان و کافر من گھڑت بڑے ظلم کی بات ہے حالانکہ وہ کافر نہیں اور علامہ سید سلیمان ندوی نے جو چھ اخبار جمعیت اور مدینہ میں شائع کیا ہے اور تو اخباری چیزیں صدق اور کذب دونوں کا احتمال رکھتی ہیں۔ عامہ مسلمین اس تحریر سے مطمئن نہیں اس لئے کہ آپ کا وہ فتویٰ بھی غلطوں کے سامنے ہے۔ اس کو کسی طرح غلط انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے آپ پر یہ واجب اور لازم ہے کہ اپنے سابق فتویٰ کی تردید شائع کر دیں تاکہ عامہ مسلمین اس

گناہ سے بری ہو جائیں یعنی ان کو کافرت نہ سمجھیں۔

المستفتی نمبر ۱۲۰۲ حافظ محمد رفیع صاحب (شہ ماہ لے برما) ۹ رجب ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۳۶ء (حوالہ ۳۸۸) میر اپسٹون سافتوی تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی حذر رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملے کہ کتاب درست کی ہے۔ میں اب بھی متا ہوں کہ جو شخص وہ وقت میں مانے اور خدا کو فاعل بلا صطرار جانے نبوت کو استغنیٰ ہے وہ ملے ہے۔ ۱۳۳۲ھ کا فتویٰ الزامی طور پر مرحوم کی تحریرات سے عائد کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تبریٰ کی ہو جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے شائع کی ہے تو اسے نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ محمد کفایت اندکان ندلہ۔ دہلی

علامہ شبلی کی عدم تکفیر کا مسئلہ۔

(السوال) (۱) آپ نے دریافت فرمایا ہے کہ میر اپسٹون سافتوی تکفیر کا ہے جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اگر ۱۳۳۲ھ کا مطبوعہ فتویٰ مراد ہے تو اسے غور سے پڑھئے اور یہ بھی حذر رکھئے کہ اس کے بعد عرصہ تک علامہ شبلی زندہ رہے اور توفیق الہی ایک آن میں ملے کہ کتاب درست کی ہے۔ بے شک یہ نکتہ آپ کا بہت ہی درست ہے۔ مگر اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کو بھی توفیق الہی ہوئی یا نہیں اور انہوں نے توبہ بھی کی یا نہیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ تائب ہو گئے تھے تو اس کا یہ ثبوت ہے اور انہوں نے اپنی سن تصنیف اور کس کتاب اور کس صفحہ پر اپنے سابق عقائد کی تبریٰ کی ہے۔ براہ کرم اس کا حوالہ دیں۔ جس قصہ میں آپ بار بار حوالہ دیتے ہیں اس قصہ میں کو تو آپ خود اصرار ہے ہیں اور وہی قصہ ہے جس کے سائل سید عبدالسلام صاحب مدظلہ مطبع فاروقی دہلی ہیں اور مجیب علامہ شبلی فقط فرق یہ ہے کہ اس وقت اس کو شائع کرنے والے علامہ سید سلیمان صاحب ندوی ہیں۔ نیز آپ نے اس تحریر کو اپنے مطبوعہ فتویٰ کے شروع میں نقل کر کے اس کی ملاحظہ تردید کر دی ہے۔ اب اس کے بار بار حوالہ دینے کا کیا معنی۔ اور فتویٰ سے وہی فتویٰ مراد ہے جس کو آنجناب نے ۱۳۳۲ھ میں مرتب فرمایا تھا تو انہوں نے اس کی کسی مقام پر تبریٰ کی ہے براہ کرم اس کا حوالہ دیجئے کہ کتاب اور صفحہ کے در حوالہ بھی اس تحریر کے علاوہ ہو۔ کیونکہ یہ تحریر تو خود آپ کے نزدیک غیر مسلم ہے تو دوسروں نے اسے آپ کے نزدیک یہی بنایا۔

(۲) اگر یہ صحیح ہے کہ انہوں نے اپنی سابق تحریرات سے رجوع نہیں کیا پس ایسے شخص کے متعلق آپ کا یہ فتویٰ ہے جو نبوت کو استغنیٰ اور مادہ وغیرہ حادث اور غیر مخلوق اور خدا کو فاعل بلا صطرار جانتا تھا۔ المستفتی نمبر ۱۲۵۵ حافظ محمد رفیع صاحب (شہ ماہ لے) ۲۸ رمضان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر

۱۹۳۶ء

(جواب ۳۸۹) جناب محترم! فضیلہ۔ حدیث عامہ مسنون میں جس قدر لکھ چکا ہوں وہی کافی ہے۔ تکفیر مسد میں انتہائی احتیاط کرنی چاہئے۔ میں نے ان کے جواب پر جو چھ لکھا تھا وہ انہما تھا اور خود اپنی طرف سے تکفیر نہیں کی تھی۔ اور اگر عامہ شبلی ان عقائد سے تبری کرتے ہیں تو ان کی طرف ان عقائد کی نسبت کر کے ان کی تکفیر کا اپنی طرف سے حکم گنا احتیاط کے خلاف ہے اور وہ بھی اب کہ ان کے انتقال کو سالہا سال گزر چکے ہیں یہ صحیح ہے کہ نبوت و انسانی مان اور مادہ کو غیر حادث مانا اور خدا کو فاعل بالخطر اربابا یہ عقائد کفریہ ہیں اور ان کے عقائد کفریہ ہونے کو عامہ شبلی بھی تسلیم کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ وہ اپنی پہلی عبارتوں کو مایل یا منتقون یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ تو عامہ تکفیر کے لئے اتنی کافی ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا درج ذیل عبارت لکھنے والا کافر ہے؟

(السوال) یہ فرماتے ہیں علماء دین اس مسنون ذیل ملبوم کے متعلق جو مجلسہ رائے مان کے سے پیش کیا جاتا ہے یا ایک سینڈ بھی خدا ہوتا خدا کی قابل اپنے تئیں سمجھنا شرک و کفر نہیں ہے۔ اور یہ لفظ کے چالیس روز تک یہ بوجھ اٹھ سکتا ہوں۔ مان مجھ میں اس بار کے تحمل کی ہمت ہے۔ تو دیکھئے گا کہ میری چالیس روزوں خدا کی کیسی آن بان کی ہوتی ہے؟

المسنون نمبر ۱۲۰۳ سید فدا حسین صاحب (جامع مسجد دہلی) ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۳۶ء

(جواب ۳۹۰) میں نے خود حسن نظامی کا فرمانہ نہیں پڑھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ محولہ بالا عبارت اس میں ہے یا نہیں۔ اور ہے تو اس کا اسلوب و محل بیان کیا ہے۔ منتقل عبارت جتنی اس میں موجود ہے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل کا انداز رکھتی ہے۔ اور خود اس عبارت کے آخر میں اس کی حیثیت ایک مجذوبانہ گفتگو کی ظہور کی ہے۔ اور اس کے متکلم کو حد سے گزرنے والا ہوتا ہے۔ اس سے اس پر کفر یا ارتداد کا حکم نہیں کیا جاسکتا ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ انداز تحریر ایک غیر مجذوب کے لئے حالت اختیار میں شیان اسلام نہیں کہ عوام کے لئے موجب گمراہی ہو سکتا ہے۔ فقط۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) قبر والے سے مدد مانگنا جائز نہیں۔

(۲) گیارہویں دینے کا حکم۔

(۳) مسلمان کے عقائد کس قسم کے ہونے چاہیں؟

(السوال) (۱) کسی قبر پر جو رقبہ سے گزرتا ہے۔ اے خدا۔ اللہ سے میرا فدا کا کام کر دو۔ کیا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) گیارہویں دین چارے یا جائز۔ (۳) انسان مسلم کے عقائد صحیح کیا ہوئے چاہئے۔

المستفتی نمبر ۱۵۷۲ عبد مجید صاحب (آرہو) ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۶ جولائی ۱۹۳۷ء
(جواب ۳۹۱) (۱) قبر پر جائز صاحب قبر سے یہ نہ کہ اللہ سے میرا فدا کام کر دو جائز نہیں کیونکہ ان کو اللہ سے کام کر دینے کی قدرت نہیں۔ در آخر یہ مطلب ہو کہ اللہ سے دعا کرو کہ وہ اپنی رحمت سے میرا کام کر دے۔ یہ بھی مفید نہیں۔ کیونکہ صاحب قبور کا کام ثابت نہیں (۲) پس ہر حاجت مند کو اللہ تعالیٰ سے ہی سوال اور دعا کرنا چاہئے۔ یہی ہمارے سید و مومن خاتم الانبیاء ﷺ کی ہمیں تعلیم ہے۔ (۲) گیارہویں دینے کا شریعت مقدسہ میں کوئی حکم اور کوئی ثبوت نہیں۔ حضور ﷺ اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام سے یہ امر ثابت نہیں اور نہ ان میں سے کسی کی تاریخ یا وفات پر کوئی عمل منقول و معقول ہے۔ (۳) ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ خالق و رازق اور تمام حاجتیں پوری کرنے والا، ہر شخص کی دعا سننے والا اور رحمت سے قبول کرنے والا ہے۔ انبیاء کرام اس کے پیغمبروں کی ہدایت اور وحی کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے آئے تھے۔ انبیاء سب معصوم تھے۔ اور انبیاء کرام خدا کے مقبول بندے ہیں۔ مگر خدا کی مرضی کے بغیر نہ چھ کر سکتے ہیں نہ کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اتباع سنت میں نجات ہے۔ اور ہر بدعت سیدہ گمراہی ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

(۱) خواجہ باقی باللہ کے مزار میں قدم شریف کی حقیقت۔

(۲) گیارہویں شریف کی حقیقت کیا ہے؟

(۳) مزارات پر پھول، چراغ اور چادر چڑھانا جائز ہے۔

(السوال) (۱) قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے اس کی سند کے بارے میں جناب والا کیا خیال ہے۔ (۲) گیارہویں شریف کی حقیقت ہے۔ (۳) مزارات پر پھول چڑھانا چراغ جلدانا چادر چڑھانا کیسا ہے۔

المستفتی نمبر ۱۶۴۱ شیخ احمد صاحب۔ مالک فیض عالم دو خانہ۔ پہاڑی نئی دہلی۔ ۱۸ جمادی

الاول ۱۳۵۶ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۱) یہ قدم شریف جو مزار شریف میں اکابر ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں۔ اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں۔ مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں۔ کشف اصول شریعت میں صاحب کشف کے دو دوسروں کے لئے حجت نہیں۔

۱۔ "من دالہی شفع عندہ الا مادہ" (ایۃ و ثبوت اللہ کی طرف سے ۳ رکوع ۲)

۲۔ "انک لا تسمع المونی ولا یسمع الصم الدعاء" (۱۱ رکوع ۵۲)

۳۔ مقررہ روایت میں "انک لا تسمع المونی ولا یسمع الصم الدعاء" (مجموعۃ فتاویٰ علی حاشیہ خلاصۃ اختصاری ۱۹۵۱ء اکیدھی)

۴۔ والہام الاولیاء حجتہ فی حق المسببہم ان وافق الشریعۃ ولم یعد الی غیرہم الا اذا احدثوا بقولہم بطریق الادب۔ (نور الانوار، مبحث افعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱۵ طبع سعید)

(۲) سیر ہویں کا التزام اور سن تاریخ کی تخصیص رسول شریعت کے خیاف ہے۔ (۳) مزارات پر چھوٹا چڑھانا۔ (۴) چراغ جہاندار چار چڑھانا۔ (۵) ناجائز ہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔ (۶) مٹی۔

شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں مشرکانہ حکایت بیان کرنے والے امام کا حکم۔
(السوال) امام نے خطبہ اولی جمعہ عربی میں پڑھنے کے بعد اردو میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اُنی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خدا دیا۔ خدا نے پتھراے کی الدین کیا چاہتے ہو فرمایا کہ تیرے پاس رکھا ہی کیا ہے جو تودے گا۔ نبوت، رسالت شہادت سب ختم ہی ہو چکا ہے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اپنی قدرت میں نے تجھ کو دی۔ اس سے بعد ان کا نام ہوا۔ کیا اردو کے شیخ محمدی درست ہے۔ اور اپنے امام کے پیچھے نماز درست ہے۔

المستفتی نمبر ۵۶۱ خیم عبد الغفور صاحب (شیخ ہما کاپور) ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۲ تمہ

۱۹۳۷ء

(جواب ۲۹۲) یہ روایت غلط اور مشرکانہ منہج پر مشتمل ہے۔ لیس امام کی امامت بھی مٹو دے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔ (۷) مٹی

یک سو تیس فرائض پر اعتقاد نہ رکھنے والا گناہ کار ہے۔

(السوال) بعض الناس يقول ان مائة وثلاث مسئلة من عظام فرائضه ومن لم يعتقد هاكا من الاثمين . وتلك المسائل هذه :-

- (۱) ستون فرضاتی صوم رمضان (۲) سعة عشر فرضاتی عدد درکعات الصلوة
- الحمس (۳) ثلاثة عشر فرضاتی شرائط الصلوة وارکھا (۴) ثلاثة فی العسل (۵) وثلاثة فی التیمم
- (۶) اربعة فی الوضوء (۷) وحمسة فی معرفة اوقات الصلوة (۸) وحمسة فی بية الصلوة الحمس
- (۹) سعة فی اركان الاسماء (۱۰) حمسة فی اركان الاسلام (۱۱) اربعة فی معرفة مذاهب الاربعة
- (۱۲) اربعة فی معرفة رسول الله صلى الله عليه وسلم

(ترجمہ) ایک شخص مرتب کہ ایک سو تیس مسائل بہت اہم ہیں۔ جو شخص ان پر اعتقاد نہ رکھتے ہو

گنہگار ہوگا۔ وہ یہ ہیں :-

۲۱۔ "مقرر کردن روز سوم و غیرہ بہ محصل و اور ضروری نکات در شریعت محمدیہ ص ۱۱۱" (مجموعہ آثار ابن علی حاشیہ الفتاویٰ ۱۹۵۱ء) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲)

۲۔ دیکھئے ص ۲۲۹ حاشیہ ۲۔
۳۔ واعلم ان الدر الذي يقع للاموات من اكثر العوام وما يوجد من الدراهم والشمع والربط ونحوها الى صراح الاولياء الكرام تقرها اليهم فيبوا بالاحياء باطل و حواء (البحر ۲ ص ۳۹۹ سید)
۴۔ وفي الاحكام عن الحجة نكرة السور على الفور (البحر ۲ ص ۳۸۲ سید)

(۱) رمضان کے روزوں میں ساڑھ فرض ہیں۔ (۲) چھ وقتہ نماز کی رکعات میں تہ فرض ہیں۔ (۳) شرائط نماز اور ارکان نماز میں تہ فرض (۴) تین فرض غسل میں۔ (۵) تین فرض تیمم میں۔ (۶) چار فرض وضو میں۔ (۷) پانچ فرض وقت نماز کا جائز۔ (۸) پانچ فرض پانچ نمازوں کی نیتیں۔ (۹) سات رکعت ایمان میں (۱۰) پانچ ارکان اسلام میں (۱۱) چار فرض چار مذہب کا جائز (۱۲) چار فرض رسول اللہ ﷺ کی معرفت ہیں۔

المستفتی نمبر ۶۹۷ احمد عبدالمکرم صاحب (زیال) ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۳۷ء (جواب ۳۹۴) عبادات۔ فرض و جہات و رکن کا حکم تو ب شک چاہئے۔ لیکن فرض کی یہ تفہیمیں جو سوال میں مذکور ہے فصول تطویل ہے۔ رمضان میں ساڑھ فرض اس کا مطلب دو فرض نہ کر بھی ادا ہو سکتا ہے۔ ایک نیت دوسرے رمضان کے روز۔ اسی طرح دوسرے فرض الفرض کو سمجھئے۔ اور چار مذاہب کا علم ہو گا۔ اس کو فرض میں داخل کرنے کا مطلب بھی سمجھ میں نہیں آیا۔ اسی طرح دوسرے نمبروں میں بھی یہ معروف اور غیر مقبول باتیں ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا اولیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں؟

اولیاء اللہ قبر میں زندہ ہیں یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۳۱۸ ا۔ سی۔ منصور کی (مسنی) ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۸ء (جواب شہیدوں کی حیات و وفات ہے۔ اولیاء اللہ کی حیات شہیدوں کی حیات کی طرح نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی۔

(۱) مشرکانہ افعال کرنے والے سے کس طرح کا برتاؤ کیا جائے؟

(۲) علی الامامان زمان کار سے بایکات ضروری ہے۔

(السوال) ایک شخص مسلمان مسکن زید ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تھان پر جا کر حسب رسم ہندو مذہب وغیرہ کرے اور منت وغیرہ مانے اور چڑھو وغیرہ چڑھاوے عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب جو ب باصواب سے لکھا گیا ہے۔ آیا یہ شخص زید مشرک قرار دیا گیا نہیں۔ اور زید کے ساتھ دوسرے مسلمان کس طرح برتاؤ رکھیں۔

(۲) مسکن زید عورت کا نہ مساق ہندو کے ساتھ جو کہ ایک نہایت بچہ قوم سے ہے، علی الامان زنا کرتا ہے۔ اور اس کے ہمراہ خور و نوش بھی کرتا ہے۔ عند اللہ مذہب حنفیہ کی رو سے مع حوالہ کتب لکھا فرمائیں کہ اس کے ساتھ شرعاً مسلمان کیسا برتاؤ رکھیں۔

المستفتی نمبر ۲۳۵۸ قری حکیم شفیق احمد صاحب رواتر، ۶ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مطابق ۵ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳۹۶) (۱) دیوتاؤں کے تھان پر جا کر سلام کرنا۔ منت ماننا اور چڑھاؤ چڑھانا یہ سب مشرکانہ اعمال ہیں۔ اس سے توبہ کرانی چاہئے اور جب تک توبہ نہ کرے اس سے اسلامی تحقیقات منقطع کر کے جائیں۔

(۲) اس زناکار سے مسلمان اسلامی تحقیقات ملام کا ماکل و شراب منقطع کر لیں تا وقتیکہ وہ اس فعل سے تائب نہ ہو۔ محمد کفایت اللہ کا نالہ۔ دہلی

(۱) قرآن پاک سمجھ کر پڑھنا چاہئے۔

(۲) اہل مقابر سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔

(۳) معراج کی رات نبی علیہ السلام کہاں تک گئے تھے؟

(السوال) (۱) قرآن شریف کے نچن کا کیا مقصد ہے۔ بعض لوگ اسے رٹا لیتے ہیں۔ اور اس سے افسوس کا کام لیتے ہیں۔ چند آدمیوں سے میں نے کہا کہ قرآن شریف کو یاد کرنے کی جگہ اس کا ترجمہ کرو اور عمل بھی کرو تو یہ اچھا ہو گا۔ وہ بھڑکنے لگے۔ یہ قرآن شریف کو غیر ترجمہ کے پڑھا جائے اور نہ تو سمجھے نہ عمل کرے اس کو ایک حرف کے بدلہ اس نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اور ب ترجمہ اچھا ہے یا کہ با ترجمہ؟

(۲) لوگ دیوں اور بزرگوں کے مقبروں پر جاتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے انہوں نے ایک ایک زیارت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور کثر تو پٹنہ سے نکل کر میلوں دور جاتے ہیں۔ اور رات میں فرض نماز بھی ان سے فوت ہو جاتی ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ یا کوئی بلایا دلی بہ حالت مرگ کسی کی مدد کر سکتا ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ جب معراج کی رات واپس گئے تو آپ کہاں تک گئے تھے۔ جس رات کو آپ معراج گئے وہ رات اٹھارہ برس کی تھی؟

المستفتی نمبر ۱۷۲۷ جناب کامران صاحب منگوروہ (پشاور) ۸ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء (جواب ۳۹۷) (۱) قرآن مجید کے نزول کی اصل غرض ہدایت اور ارشاد ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس کی ہدایتوں پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے ساتھ ب ترجمہ پڑھنے کا بھی ثواب ہے۔ صرف تلاوت بھی مفید ہے اور ترجمہ کے ساتھ پڑھنا اس سے زیادہ مفید ہے۔

(۲) دیوں کی قبروں پر زیارت کے لئے جانا جائز ہے۔ مگر زیارت کا مقصد یہ ہے کہ زیارت کرنے والے کو اپنی موت اور آخرت یاد آجائے۔ اور میت کے لئے دعا کے مغفرت کرے۔ مرادیں مانگنا نذرین چڑھانا اور اس میں فرض نمازوں کی ادائیگی سے غفلت برتنے یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ (۱)

(۳) معراج میں آنحضرت ﷺ کو تمام قرب و عنقریب احادیث میں جو مرتبہ عطا عطا فرمایا گیا، وہ تمام مخلوق کے عطیہ شدہ مراتب سے اونچے تھے۔ اس تہائی مدد سکتے ہیں۔ مقامے کے رسیدی نہ رسیدی کسی۔

محمد کفایت اللہ کا نالہ۔ دہلی، جو پتہ صحیح۔ فقیر محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ۔ دہلی

ایک عبارت سے شتم صحابہ کا پہلو نکلنے کی تحقیق۔

(السوال) حسب الذیل الفاظ سننے والے شخص شتم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور اگر شتم ہونا ثابت ہو شرعی نقطہ نگاہ سے تو وہ شتم کوئی جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ الفاظ شخص مذکور کے یہ ہیں۔

کبھی آپ نے غور فرمایا کہ جب ملوایت پرستی و نجی ملکیت اور خاندانی ہارت نے اسلامی معاشرہ میں گھر کر لیا ہو تو ایک خاص قسم کی بددینی پھیلنے لگی جس کے آثار پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بزرگوں میں اور اسی کے بعد خوارج کی مرتبہ تک میں نظر آئے۔

المسنفتی نمبر ۷۷۷۷ ۲۴ محمد امین صاحب (بمبئی) ۱۹ صفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۸) اس عبارت میں یہ غلطیوں کی ایک خاص قسم کی بے دینی ہذا اس کے قائل کے کام سے خاص۔ اس قسم کی بے دینی کی تشریح کوئی شرعی حکمت کے لئے ضروری ہے۔ جس عبارت سے یہ قنہاں آپ نے لیا ہے براہ کرم اس کے سیاق و سباق سے اگر اس خاص قسم کی بے دینی کی کوئی تشریح نکل سکتی ہو تو اسے بھی نقل فرما کر بھیجئے تاکہ غور کے بعد اس کا حکم بتایا جاسکے۔ ممکن ہے کہ یہ فقرہ ایسا ہو جیسے کہ حضرات اہل شافعی کا یہ قول مشہور ہے۔ فلیشهد النفلان اسی رافضی محمد غایت اللہ کان لدہ۔ دہلی

(۱) مسلمان فاسق و فاجر کے لئے مرحوم کے لفظ کا استعمال۔

(۲) کیا زید کے لئے مرحوم کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے؟

(السوال) (۱) الف۔ زید متا ہے کہ مسلمان فاسق و فاجر کے لئے بھی غف مرحوم کا استعمال کرنا چاہئے۔ آیا جائز ہے یا ناجائز۔ (ب) اور اس سنن کے نزدیک زید فاسق و فاجر مسلمان تھا۔ اس سے اس کو بھی مرحوم کہنا جائز ہے۔ کیا زید کے ہر دو قول (اوب) صحیح ہیں۔

(۲) ہندو کے ساتھ ایک برتن میں کھانا شاید دودھ جیسی وغیرہ مسلمان کے لئے جائز ہے یا ناجائز اور

حرام؟

المسنفتی نمبر ۲۵۰۱ محمد اثراف علی صاحب ضلع بہار دوئی ۱۳ ربیع ثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۳ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۳۹۹) ان میت کے حق میں مرحوم کا غف احتراماً بول جاتا ہے۔ اس کے جو میت احترام سے یاد سے جانے کا مستحق ہے اس کے نام کے ساتھ غف مرحوم بولنا درست ہے۔ البتہ اگر مرحوم کا غف اس حیثیت سے بول جائے کہ وہ دعائے رحمت کے قائم مقام ہے تو پھر یہ مسلمان کے نام کے ساتھ بولنا جائز اور درست ہو گا خواہ وہ فاسق ہو یا صالح ہو۔ (۲) غیر مسلم کے ساتھ جب کہ اس کے ہاتھ پاک ہوں اور کھانا بھی حلال اور پاک ہو ایک برتن میں مسلمان کے لئے کھانا فی حد ذاتہ مباح ہے۔ (۱)

محمد غایت اللہ کان لدہ۔ دہلی جواب صحیح۔ فقیہ محمد یوسف دہلوی۔ مدرسہ امینیہ دہلی۔

(۱) کافر و مشرک کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟

(۲) علامہ مشرقی کیوں کافر ہے؟

(السوال) کیا مسلمانوں کو یہ توہین کے ساتھ کھانا چاہئے جو خدا اور رسول۔ قرآن۔ حشر و نشر۔ مذہب کے منکر ہوں۔ اور ہر طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور برباد کرنے کے درپے ہوں۔ اور جب کہ انہیں اشیاء کے فروخت کرنے والے مسلمان بہ جہد موجود ہوں۔ کھانے کی اشیاء سے مراد پانی، روغن۔ مٹھائی۔ پان ڈبل روٹی، محسن دنیہ و۔ مسلمان فروخت کرنے والوں کے ہوتے ہوئے مذکورہ اشیاء کے خریدنے کا شرع شریف سے جواز کس طرح پر ہے۔ اور منکرین خدا و رسول کے علاوہ شیعہ حضرات کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) علامہ مشرقی کے خلاف کفر کا فتویٰ من عقائد کی بنا پر دیا گیا ہے۔

المسنفنی نمبر ۲۵۱۳ مستی غلام حسین صاحب۔ دہلی۔ ۹ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ

مطابق ۲۸ جون ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۰) اسلام ایک فطری اور با اصول دین ہے۔ اس کے اصول و ضوابط مستحکم اور عقل صحیح کے موافق ہیں اسلام نے انسان کے بدن و (جب کہ وہ خارجی نجاست سے ملوث نہ ہو) پاک قرار دیا ہے۔ اور اس میں مسعود کافری تمیز نہیں رکھی۔ پس اصول شریعہ کے ماتحت انسان کا بدن (خواہ وہ کافر و مشرک ہی ہو) پاک ہے اور اس کے ساتھ کھانا پینا ہر اشیاء سب پاک ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان کے لئے قومی ہمدردی۔ مذہبی غیرت بلکہ انسانی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ جب تک اس کو مسلمانوں سے یہ اشیاء بہم پہنچ سکیں اس وقت تک ایسے لوگوں سے نہ خریدے۔ جو اس کو ناپاک سمجھتے اور اتنے سے زیادہ ذلیل قرار دیتے ہیں۔ نیز خارجی نجاستوں سے انہیں کوئی احتیاط و پرہیز نہیں ہے۔ مسلمان سے خریدنے میں قومی ہمدردی بھی ہے۔ اور اپنے مسلمان بھائی کو فائدہ پہنچانا اپنے آپ کو فائدہ پہنچانا ہے۔ بھائی کا نقصان اپنا نقصان ہے۔ شیعہ حضرات کا وہی حکم جدا نہیں ہے۔ وہ بھی انسان اور سلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ ان کا بدن ان کے ساتھ بھی پاک ہیں اور کسی عارضی وجہ سے ان کے یہاں کھانا وغیرہ نہ ہایا جائے، تو دوسری بات ہے۔

(۲) مشرقی کی کتاب ”تذکرہ“ اصول اسلام اور جمہوریت کی مخالفت سے بھر ہوا ہے۔ و وزارت

تعمیری کے معتقد اور عبادت شریعہ کی ایسی تاویلیں کرنے والے ہیں جو بدلتے باطل و مکار قطعیت پر مبنی ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور ان کی تحریک کو قادیانی تحریک سے زیادہ مضر اور خطرناک قرار دیا ہے۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لم۔ دہلی

مذکور و چند علماء و بزرگان دین کی اقتداء میں نماز درست تھی یا نہیں؟

(السوال) سیدی و مولیٰ مرشد و تاقی حضرت راس الخدیجہ فخر الحق مدادہ صاحب صاحب ثرو و جعل البیہ مشاہد حضرت شیخ ابو الخیر صاحب و مولانا کریمت مد صاحب۔ نیز مولانا محمد عمر صاحب المعروف باخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین عتقا و احوال کے اعتبار سے ایسے تھے۔ ان کی پیچھے نماز صحیح تھی یا جن لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی وہ اسبابِ عادیہ ہے۔ ورنہ ان کی اقتداء کرنے والے لوگ عند اللہ سنگار ہیں ایک عام جن کی عمر کا اکثر حصہ کتب حدیث و فقہ و تفسیر کی تدریس میں گذر۔ عزیز زندگی پسند و نصاب میں گذری اور یہ عام موصوف راس الخدیجہ تاق الخدیجہ سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے روح پر فتوح پر قرآن خوانی و مطالعہ غریب سے بلا تئیں یام جب انہیں توفیق ہوئی اور چہ پاس مہبود ہو۔ ایصال ثواب کرتے رہے۔ و رب بھی ان کا یہی معمول ہے۔ اویاء مد سے خاص ہو و رب اخذ استیوں سے نہیں خاص تحقق ہو۔ بھی ان موقع پر ان بزرگ سے اس میں شریعت کا موقع بھی۔ و رب مہبود و رب حیثیت سے عام موصوف متقی و پرہیزگار ہو۔ ان حالت میں ان کا وعظ و ران کی اہمیت شریعت میں و رب مقبول ہیں اور علماء و مہم جن سے حال اپنی تمام خاصہ کی زندگی میں رہے ہوں اور یہ عام ایب مرتبہ اس میں شریک ہوئے ہوں قوانین صورت میں موصوف عام کی اقتداء عند شریع جائز نہیں ہوں۔ بزرگان دین کی اقتداء کرنے والوں کا عند الشریع کیا حکم ہے؟

المستفتی نمبر ۲۵۴۸ جناب حمایت علی شہ۔ ۲۴ رمضان ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۳۹ء

(جواب ۴۰۹) یہ تمام حضرت عام صاحب رشادہ تائیں بزرگ تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے اعمال سے تھے کہ ان پر سنت نبویہ کے قانون کے تحت سے تنقید کی جاسکتی تھی۔ مگر پھر بھی ان کی شان میں تنقید کے الفاظ نہیں کہے جاسکتے۔

بدلتائیں اور بااثر ہیں ایسا ثواب کرنے میں مضرت نہیں ہے۔ اسی طرح اس میں اتقاقی غیر زنی شریعت بھی قابل گرفت و حاشا نہیں ہے۔ فتویٰ محمدانیت مدکان مد۔۔۔۔۔

(۱) بے نمازی کے باقی اعمال خیر قابل قبول ہیں۔

(السوال) (الف) زید خاندانی مسلمان ہے مگر نماز نہیں پڑھتا اور کبھی کبھی جمعہ کے دن یا عید پر حید شریعت ضروری سے پرہیز بھی لیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں کیا اس کے دیگر نیک اعمال مثلاً قربانی و صدقات یا خیرات وغیرہ عند اللہ مقبول ہوں گے یا نہیں۔

(۲) عمر و کتاب ہے کہ بغیر بیوقتہ نماز پڑھے کوئی دیگر نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔ کیا یہ بات صحیح ہے۔ عمر و کا ثبوت ذیل میں درج ہے۔

(۱) ثبوت از قرآن مجید و اتل علیہم باسی دم بالحق اذ فرما فرمایا فقتل من احدہما ولم یقتل من الآخر قال لا قتلت قال اما یقتل اللہ من المظفر۔ ترجمہ و رب مہبود و رب

سے حضرت آدم علیہ السلام نے ایمان بائیں و قایل کا سچا واقعہ بیان فرمائیے جب ان دونوں نے قربانی تو بائیں کی مقبول ہوئی اور قایل کی مقبول نہیں ہوئی تو قایل ہو کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ بائیں نے کہا کہ خدا فیہ متقی لوگوں کے نیب اعمال قبول فرماتا ہے۔ عمر و کتا ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان چونکہ اہل تقویٰ سے نہیں ہے ہذا اس کے بیکر نیب اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے۔

(۲) ثبوت از حدیث۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نماز کا تذکرہ فرما رہے تھے تو فرمایا کہ جو نماز پابندی کرے گا اس کو قیامت کے روز ایک نور عطا ہو گا۔ اور نماز اس کے پاس اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت ہوئی اور وہ نجات پائے گا۔ اور جو نماز پابندی نہ کرے گا وہ بے نور رہے گا۔ اس کے اہل ایمان میں سے ہونے کا ثبوت نہ ہو گا اور نہ اس کی نجات ہوگی۔ اور ایسا شخص قیامت کے دن قرون اور فرعون اور مان اور اہل بن خلف کے ہمراہ ہو گا۔ اور ارمی۔ بیهقی فی شعب الایمان نمہ و مت ہے کہ ایک بے نمازی مسلمان کے بیکر نیب اعمال عند اللہ مقبول ہوتے تو وہ قیامت کے روز قرون و فرعون وغیرہ کے ہمراہ کیوں ہوتا۔

المستفتی نمہ ۲۵۶۳ عنیت اللہ خاں صاحب۔ مکتوبہ ۸۰ اذی، حجہ ۱۳۵۸ھ ۲۸ جنوری ۱۹۴۰ء (جواب ۴۰۲) قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا نیک عمل ضائع نہیں ہوتا۔ فمن يعمل مثقال ذرة خیرا یروہ (۲) یعنی جو شخص ذرہ پر خیر کرے گا اسے دیکھے گا جتنی پالے گا۔ اور یہی آیت لا یتکم من اعمالکم سباً، جتنی خدا تعالیٰ تمہارے اعمال میں سے چھ کم نہیں کرے گا۔ تیسری آیت ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین، اب شہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ چوتھی آیت ان اللہ لا یظلم مثقال ذرة وان تک حسنة یضعفها (۱) یعنی بے شبہ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا اور کر وائی نیکی ہو تو اسے بڑھاتا ہے۔ ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نیب عمل سب سے بڑھتا ہے ضائع نہیں ہوتا۔ و آیت اما یتقل اللہ من المتقین (۶) میں متقین سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی شرک سے پتہ ہے۔ و قایل چونکہ مومن نہیں رہا تھا کافر ہو گیا تھا اس سے بائیں کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ خدا مومنین کی قربانی یا طاعت قبول فرماتا ہے۔

یہاں قبول سے مراد قبول رضا ہے نہ عطا، اجر یعنی گناکاروں کے اعمال حسنہ کا اجر ضرور عطا فرماتا ہے گا۔ (موجب آیات منقولہ ساتھ) مگر ان اعمال حسنہ کو قبول نہ کرے گا یعنی ان لوگوں سے راضی اور خوش نہ ہو گا۔

۱۔ منہاجہ ۲، ۳۵۷، اربعہ، اربعہ، اربعہ۔

۲۔ اربعہ، اربعہ۔

۳۔ اربعہ، اربعہ، ۱۴

۴۔ اربعہ، ۱۵

۵۔ النہج، ۳۰

۶۔ المائدہ، ۲۷

حدیثوں میں عدم قبول اعمال کا جو ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد بھی یہی قبول رضا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بعض گناہ اپنی شدت سے اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا وزن طاعت کے وزن سے بڑھ جاتا ہے تو اگرچہ طاعت کے اجور و ثواب بھی نہیں مگر ان کا مجموعی وزن اس شدید گناہ کے وزن سے کم رہ کر رب اثر و رب فائدہ و رب حقیقت ہو جاتا ہے۔ اس کو قبول نہ ہونے سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کرشن جی کے پیغام کے پرچار کو باعث برکت کہنے والے کا حکم۔

(السوال) ایک مسلمان اگر مندرجہ ذیل بیانِ خبر میں شائع کردے تو اس کی یہ حرکت جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر کفر مائد ہوتا ہے یا نہیں۔ ”شری کرشن جی کے مقدس پیغام کا سالانہ پرچار اخبار کے لئے یقیناً باعث برکت اور پڑھنے والوں کے لئے وجہ رحمت ہے۔ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے سے اس شمع ہرمدی کی روشنی لازماً بے انتہا مفید ہے۔ میں اس سلسلہ کے جاری کرنے والوں کو اور اس کے قائم رکھنے والوں کو ملک کا واقعی بھی خواہ سمجھتا ہوں کیونکہ ”شری کرشن جی کا پیغام اس ملک کی موجودہ کشمکشوں میں ایک نایاب نفع رسا چیز ہے۔“

المستفتی نمبر ۱۷۱۵ دوست محمد ولد مدارنش صاحب دہلی۔ ۳ محرم ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۰ مارچ

۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۳) اس عبارت میں کرشن جی کے پیغام کا مضمون درج نہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان کے اس پیغام کے متعلق یہ بات کئی ہے۔ اگر پیغام کا مضمون صحیح اور سلام کے خلاف نہ ہو۔ اور مخلوق خدا کے لئے نفع رسا ہو تو اس کے حق میں تائیدی بیان دیا جاسکتا ہے۔ کسی شخص کے لئے تقدس اور شمع ہرمدی ہونے کا حکم لگانے کے لئے دلیل درکار ہے۔ مگر یہ بات کہ ہندوستان میں بھی خدا کی طرف سے مخلوق کو ہدایت کرنے والے انسان آئے ہوں گے یقینی ہے۔ لکل قوم ہاد۔ ابھر حال اس بات پر کفر مائد ہونے کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

کیا حجر اسود عام پتھروں کی طرح ایک پتھر ہے؟

(السوال) زید و بحر میں تکرار ہوئی دربارہ حجر اسود یعنی بحرکت ہے کہ پتھر پتھر ہے مثلاً ایک بت ہے۔ وہ بھی پتھر ہے۔ ایک قبر ہے وہ بھی پتھر ہے جس سے مبتدعین و سہ قبور کا جوڑ بھی لیتے ہیں۔ بحرکتا ہے پتھر دوسری اقوام پر اسلام کیوں معتزل ہے۔ زید کہتا ہے ارکان سلام یعنی رکن حج میں شامل ہے۔ عین مسلمان۔ اس کو پتھر ہی مانتے ہیں۔ اس کو حاجت روا مشکل کشا نہیں مانتے۔ زید خود حاجی ہے۔ بالکل موحد راسخ الاعتقاد لیکن چھ شبہات ضرور پیدا ہوئے ہیں ان کا رفع کرنا ضروری و زری ہے۔

(۱) قرآن شریف میں اس کے متعلق یہ ذکر ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے چھ اصیبت بیان کی ہے
 (۳) از روئے قرآن پاک وحدیث شریف و تارخ سیرت یہ ہے۔ در سب سے ہے۔ (۴) ان پتھر وہ یہ خاص
 فضیلت کیوں حاصل ہے۔ مثنی نبیاء سابقین و خصوصاً آنحضرت ﷺ نے یہ سہ دیا ہے
 فتا المسنفی نمبر ۲۵۷-۲۵۸ بدین صاحب (مصنفی) ۲۵۹ صفحہ ۱۴ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۲۰ء
 (حوالہ ۴۰۴) خبر اسود یہ پتھر ہے۔ حضرت محمد نے یہ سہ اپنے وقت یہ غلط فرماتے تھے۔ اعلم
 انک ححرولا تصرو ولا تمنع ولولا امی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلک ما فلتک مثنی
 میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ انسان پتھر پتھر ہے نہ انسان پتھر پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے یہ سہ
 دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ دیتا۔
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر اسود حضرت محمد نے یہ سہ اپنے وقت یہ غلط فرماتے تھے۔
 دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔ (۳)

یہ سہ دینا صرف محبت کی وجہ سے ہے نہ کہ اس کی تعظیم یا عبادت کی بنا پر۔ (۴) محبت کی وجہ سے اس کا
 بخت و بختی در آخرت میں عظیم ہو گا۔ محمد کاغیت مدہن اللہ علیہ

ایک محاکمہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب آثار کا حکم

(السوال) یہاں ظہور میں چند مساجد اور مثنی میں آثار شریف کی عام نمائش کی جاتی ہے اور ان
 آثار و شخصیات کی طرف منسوب سمجھ برائے بخت و بختی اور احقر یہ کہ یہ جاتا ہے اس
 صورت یہ ہوتی ہے کہ آثار ہر مومناں یہاں ہوتا ہے چاندی وغیرہ کی نمائش میں رہے اس پر خلاف
 خلاف چڑھا برائے سندوق میں رہا جاتا ہے۔ یہ آثار چند مساجد اور مثنی میں رکھے ہوئے ہیں ان
 ول میں ان مساجد اور مثنی میں و خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر ان آثار کو وقت اور قصائد مدیہ پر سننے
 ہوتے ہر صبح اور شام ہوتا ہے۔ مساجد میں مومناں اور مومناں کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور مثنی میں مومناں ہر وقت
 شب و ستورات کا اجتماع ہوتا ہے۔ اور مثنی میں شب و ستورات قصائد وغیرہ پڑھتی ہیں۔ نیز ستورات کے
 نذرانے بھی لے جاتے ہیں اس لیے حدیث از ابن مسعود کہ وہ اب و اب و اب کے ساتھ ان آثار کو دے
 دیتے ہیں اور انھوں نے دے دیتے ہیں۔ اور انھوں کو ان طرف دست بستہ کر کے دے دیتا ہے یا ہاتھ دے
 دے بھی مانتے ہیں۔

پس آنجناب سے التماس ہے کہ زید و عمرو کے مندرجہ ذیل دلائل پر تنقید و تبصرہ فرماتے ہوئے واضح

سنن ابن ماجہ، باب انہی لا یصلون

۲۔ قول للحجر لا سود من محمد (سنن ابن ماجہ، باب انہی لا یصلون) (طہ سعید)

۳۔ لیس حد الحجر یوم یومہ وہ غدا یصور یومہ ولسان یطق بھا شہید علی من سلمہ یحیی (سنن ماجہ، باب انہی لا یصلون)

۴۔ فی المنصور استنساخ الحصر من العرص لا یصل لا یصل (سنن ابن ماجہ، باب انہی لا یصلون) (طہ سعید)

دلیل ثانیہ سے جو بات تحریر فرمائی کہ ان آثاروں کی زیارت و عزت کرنا جائز ہے یا ناجائز "یونانہ میں مسلمانوں میں دو متضاد خیالات کے لوگ موجود ہیں۔ ایک زید کے ہم خیال جو ان آثاروں کے حامی ہیں اور ان آثاروں کے منی غوں پر توہین رسول اکرم ﷺ کا الزم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان میں محبت رسول اکرم ہی نہیں۔ دوسری طرف عماد کے ہم خیال ہیں جو آثار پر ستون بوبہ غلطی اور کہ انی تصور کرتے ہیں اور ان آثار کی زیارت اور نمائش کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔

زید کے خیالات اور اہل زید کہتا ہے آثار مبارک کی زیارت و عزت کرنا نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب عظیم ہے۔ درجہ شخص ان آثار کی عزت اور زیارت نہیں کرتا وہ براہِ مذہب نبی ﷺ سے خارج ہے جس کے دلائل یہ ہیں۔

۱۔ اہل دل۔ یہ آنحضرت ﷺ کے آثار ہیں جن کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ جس نے میری یا میرے جزو کی زیارت کی تو مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔

۲۔ اہل دوسرے تارن و ریت سے پتہ چلتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن و فیہ و ہوتے تھے جن کو وہ بعد حتم اپنے پاس رکھتے تھے۔ پس جس کام کو صحابہ کرام نے یہاں سے ہمیں یہ روکا جائے۔

۳۔ اہل سوئم۔ قریب شریف اور غازیہ میں ہے۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک تہہ تھا جس میں انبیاء سابقین عیسم و علی بن ابی طالب و تسمیم کے آثار ہوتے تھے، اس تہہ سے بنی اسرائیل نے تسبیح و تسلی ہوتی تھی یہاں تک کہ علی بن اسرائیل اس تہہ میں بھی ساتھ رکھتے تھے اور اس کی برکت سے کامیاب ہوتے تھے۔ اس سے ہم کو اپنی نبی قدس ﷺ کے آثار مقدس اپنے پاس رکھنے ہیں۔ اور ان کی زیارت و تکریم کرتے ہیں ورنہ اس کی کوئی ممانعت بھی نہیں۔

عماد کے خیالات اور اہل عماد کہتا ہے کہ ان آثار کی زیارت کرنا اور عزت و تعظیم کرنا ناجائز اور بدعت ہے۔ یہ نہ باقاعدہ ثبوت ہی نہیں۔ یہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں۔ ورنہ باقاعدہ ثبوت نہیں تو یہ آثار کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرنا ناہنجیم ہے جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے کہ من کذب غنی متعمدا فلیسوا مقعده من النار اور کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق جس نے جان و جہر مجھ پر جھوٹا ہے اس نے پناہ نہ ملے گا جہنم میں۔ اب غیر تحقیق کے کسی آثار کی صرف اس لئے عزت کرنا کہ وہ آنحضرت ﷺ کے نام سے منسوب ہے یہ جن ان حدیث کی وعید کا حقیقی بن ہے۔ بدعت اور اس قاعدہ و مان یا جائے تو یہ ماسواہد و ہر ہمیر ہمہ ہونے کا کہ حضور علیہ السلام کے نام سے کئی ناجائز کام کی اتباع اور غلط چیزوں کی تعظیم کرنی جائے گی۔ حضور علیہ السلام کی ذات پر اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان عظیم ہوگا۔ خدا معلوم کس کے ہاں ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کر کے ان کی عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ منہ و نہ بخاروں کی ناپاکی و دیر میں یا شہادت میں ہاں

جاتا ہے تو اس بال کو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے اس کی نمائش و عزت و تکریم کی جاتی ہے۔ خود بالمد آثر آنحضرت ﷺ کے مومن مبارک صحابہ کرام بطور آثار رکھتے تو آج وہ مومن مبارک مد عمرہ اور مدینہ منورہ میں موجود ہوتے۔ حالانکہ وہاں ان مومن مبارک کا نام و نشان تک نہیں اور نہ ممالک اسلامیہ میں یہ آثار اس کثرت سے ہیں جیسا کہ ہنگوڑ میں ہیں۔ پنجاب و سند کے پورے دو صوبوں میں صرف دو جگہ (سندھ) میں ایک مومن مبارک تیار کیا جاتا ہے اور یوپی سی پٹی و غیہ و غیرہ میں صرف ایک مقام یعنی دہلی کی جامع میں چھ آثار موجود ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاہان اسلام نے بصرہ زرخیز اور بے انتہا کوشش سے ان کو حاصل کیا تھا۔ پھر بھی محققین مدائے اہل سنت و جماعہ کو شبہ ہے کہ آیا واقعی وہ آثار آنحضرت ﷺ کے ہیں یا نہیں۔ ہنگوڑ میں ان بابوں کی بہتات اور کثرت ہی صاف تہمت دے رہی ہے کہ یہ بال جھوٹے اور جعلی ہیں اور صرف ان کی شہرت اور پیٹ پالنے کے ذرائع ہیں۔

زید کے دل کی تردید۔ (۱) اس لال کی تردید۔ زید نے جو حدیث پیش کی ہے کہ جس نے میری یا میرے جزئی زیرت کی تو اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوگئی۔ اس مضمون کی تمام حدیثیں ضعیف سند منہزت ہیں۔ صحیح حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔

(۲) دہلی دوم کی تردید۔ بے شک بعض روایات اور تواتر سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام کے پاس آنحضرت ﷺ کے ناخن اور مومن مبارک وغیرہ ہوتے مگر انہیں روایات میں یہ بھی ہے کہ ان آثاروں کو انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصیت کے مطابق ان کے کفنوں سے باندھ کر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔ سب سے زیادہ یہ کہ اس کا ہر کربہ ثبوت نہیں ملتا کہ صحابہ کرام ان آثاروں کی نمائش یا کرتے یا ان آثار کی زیرت سے مسلمانوں کا کوئی جناح ہو جاتا تھا۔ پس نمائش اور جناح کا موجودہ طریقہ نہ نبی اقدس ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ صحابہ کرام کے زمانہ میں۔ حالانکہ صحابہ کرام کے پاک دلوں میں آنحضرت ﷺ کی پاک محبت اس حد تک تھی کہ صحابہ کرام اپنا جان و مال تک آپ پر قربان کر دیتے تھے۔ پس اس طریقہ کو صحابہ کرام نے نہ کیا ہوں و نہ نابدعت و نہ کراہی نہیں تو در کیا ہے۔ خصوصاً جعلی اور جھوٹے بابوں کی نمائش اور عزت۔ خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ من مسلمان برداشت کر سکتا ہے کہ ان اور کے بابوں کو آنحضرت ﷺ کی مقدس ہستی کی طرف منسوب کیا جائے۔

(۳) دہلی سوم کی تردید۔ قرآن مجید و تفاسیر میں بے شک ایک تہمت کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل کے پاس تھا اور ورثہ انبیاء علیہم السلام میں اور نہ در ان میں اس کی کو دیا جاتا تھا۔ اور بے شک بنی اسرائیل میں آثار پرستی تھی۔ اور اسی آثار پرستی کا نتیجہ ہے کہ بنی اسرائیل نے انبیاء اور اپنے سربراہوں کی تصویریں و بہت تک خوا دیئے ہیں۔ اس سے بے خدا کی لعنت اور غضب بھی ہے، مگر آنحضرت ﷺ کو نہ تو اس قسم کا انبیاء سابقین سے کوئی تہمت دیا گیا ہے و نہ ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے آثار کا کوئی تہمت اپنے مقدس جانشینوں یعنی صحابہ کرام کے حوالے کیا ہے۔ ابستہ وقت وصال ان مد آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید ہی کو مضبوط پڑنے کی وصیت فرمائی ہے اور اس۔ اور خدا کے تقاضے نے بھی مسلمانوں کے لئے قرآن مجید ہی کو شفا اور رحمت قرار دیا ہے۔

غرض مسلمان اگر تسبیح اور شفا، برکت اور رحمت حاصل کر سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن مجید ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس قرآن مجید ہی ایک سچا اور واقعی آثارِ مبارک ہے جو آنحضرت ﷺ سے ہم تک پہنچتا ہے اور اسی اصلی اور سچے آثار سے ہی مسلمان یسود و نصاریٰ پر غالب بھی آئے ہیں۔ پس مسلمان اس قرآن مجید کی عزت و تکریم جتنی کریں اتنی کم ہے۔ اس کے سوا مشکوک اور جعلی آثار کی عزت و توقیر کرنا یسود و نصاریٰ اور مشرکین سے تشبہ ہو گا نہ کہ صحابہ کرام کے ساتھ۔

براہِ اہرم تحریر فرمایا میں کہ ان آثاروں کی اسیت اور واقعیت کی تحقیق اس زمانہ میں اس طرح کی جائے۔

المسنفتی نمبر ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء
(جواب ۴۰۵) کریم ثابت ہو جائے کہ آنحضرت ﷺ کا مولے مبارک یا اور کوئی چیز ان کے پاس موجود ہے تو اس اصلی چیز کو محبت کے طور پر حتم سے رکھنا اور اس سے استغناء جائز ہے۔ مگر چونکہ عام طور پر جو آثار حضور کی طرف منسوب ہے جاتے ہیں ان کا ثبوت اور سند نہیں اس لئے ان کی تکریم و احترام کرنا اصل اور بے سند ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

کی چیز خوب ثبوت و ثبوت اور بے پختہ سند کے حضور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔ نیز اصلی آثار کے ساتھ بھی اس قدر غلو کا موقع نہ کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے ناجائز اور بدعت ہے۔ بے ثبوت ہونے کی بنا پر اگر کوئی شخص ان آثار کی تعظیم و احترام سے منع کرے تو اس کو آنحضرت ﷺ کی توہین کا التزام لگانا ظلم اور جمالت ہے۔ محمد کفایت اللہ کا لاندہ۔ دہلی

(۱) امت کا ۳ فرقوں میں بننے والی حدیث میں امت سے کیا مراد ہے؟

(۲) ”ما انا علیہ واصحابی“ سے کیا مراد ہے؟

(السوال) (۱) حدیث میں جو وارد ہوا ہے کہ میری امت تہمہ گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ اس غلط امت سے کیا مراد ہے۔ ساری دنیا کے انسان عام اس سے کہ مسلمان ہوں یا کافر ”یا صوف مسلمان مراد ہیں۔ مسلمان اور کافر مل کر تہمہ گروہ ہو جائیں گے۔ یا مسلمانوں میں تہمہ گروہ ہوں گے۔ یا مت میں مسلمان و کافر دونوں ہی داخل ہیں۔ یہ حدیث کس قسم کی ہے؟

(۲) تابعیوں گروہ ہے۔ کل مسلمان یا ان میں کوئی خاص گروہ مراد ہے۔ ما انا علیہ واصحابی کا یہ

مطلب ہے۔

المسنفتی نمبر ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹۸۵، ۲۹۸۶، ۲۹۸۷، ۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۲۹۹۱، ۲۹۹۲، ۲۹۹۳، ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶، ۳۱۹۷، ۳۱۹۸، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۲، ۳۲۰۳، ۳۲۰۴، ۳۲۰۵، ۳۲۰۶، ۳۲۰۷، ۳۲۰۸، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۳۲۱۴، ۳۲۱۵، ۳۲۱۶، ۳۲۱۷، ۳۲۱۸، ۳۲۱۹، ۳۲۲۰، ۳۲۲۱، ۳۲۲۲، ۳۲۲۳، ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۲۲۷، ۳۲۲۸، ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۰، ۳۲۵۱، ۳۲۵۲، ۳۲۵۳، ۳۲۵۴، ۳۲۵۵، ۳۲۵۶، ۳۲۵۷، ۳۲۵۸، ۳۲۵۹، ۳۲۶۰، ۳۲۶۱، ۳۲۶۲، ۳۲۶۳، ۳۲۶۴، ۳۲۶۵، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ۳۲۶۹، ۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲، ۳۲۷۳، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵، ۳۲۷۶، ۳۲۷۷، ۳۲۷۸، ۳۲۷۹، ۳۲۸۰، ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳، ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷، ۳۲۸۸، ۳۲۸۹، ۳۲۹۰، ۳۲۹۱، ۳۲۹۲، ۳۲۹۳، ۳۲۹۴، ۳۲۹۵، ۳۲۹۶، ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۲۹۹، ۳۳۰۰، ۳۳۰۱، ۳۳۰۲، ۳۳۰۳، ۳۳۰۴، ۳۳۰۵، ۳۳۰۶، ۳۳۰۷، ۳۳۰۸، ۳۳۰۹، ۳۳۱۰، ۳۳۱۱، ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ۳۳۱۴، ۳۳۱۵، ۳۳۱۶، ۳۳۱۷، ۳۳۱۸، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۱، ۳۳۲۲، ۳۳۲۳، ۳۳۲۴، ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، ۳۳۲۸، ۳۳۲۹، ۳۳۳۰، ۳۳۳۱، ۳۳۳۲، ۳۳۳۳، ۳۳۳۴، ۳۳۳۵، ۳۳۳۶، ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱، ۳۳۴۲، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵، ۳۳۴۶، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸، ۳۳۴۹، ۳۳۵۰، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، ۳۳۵۴، ۳۳۵۵، ۳۳۵۶، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸، ۳۳۵۹، ۳۳۶۰، ۳۳۶۱، ۳۳۶۲، ۳۳۶۳، ۳۳۶۴، ۳۳۶۵، ۳۳۶۶، ۳۳۶۷، ۳۳۶۸، ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۳۳۷۱، ۳۳۷۲، ۳۳۷۳، ۳۳۷۴، ۳۳۷۵، ۳۳۷۶، ۳۳۷۷، ۳۳۷۸، ۳۳۷۹، ۳۳۸۰، ۳۳۸۱، ۳۳۸۲، ۳۳۸۳، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵، ۳۳۸۶، ۳۳۸۷، ۳۳۸۸، ۳۳۸۹، ۳۳۹۰، ۳۳۹۱، ۳۳۹۲، ۳۳۹۳، ۳۳۹۴، ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ۳۳۹۷، ۳۳۹۸، ۳۳۹۹، ۳۴۰۰، ۳۴۰۱، ۳۴۰۲، ۳۴۰۳، ۳۴۰۴، ۳۴۰۵، ۳۴۰۶، ۳۴۰۷، ۳۴۰۸، ۳۴۰۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۳۰، ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، ۳۴۳۳، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵، ۳۴۳۶، ۳۴۳۷، ۳۴۳۸، ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱، ۳۴۴۲، ۳۴۴۳، ۳۴۴۴، ۳۴۴۵، ۳۴۴۶، ۳۴۴۷، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، ۳۴۵۰، ۳۴۵۱، ۳۴۵۲، ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ۳۴۵۵، ۳۴۵۶، ۳۴۵۷، ۳۴۵۸، ۳۴۵۹، ۳۴۶۰، ۳۴۶۱، ۳۴۶۲، ۳۴۶۳، ۳۴۶۴، ۳۴۶۵، ۳۴۶۶، ۳۴۶۷، ۳۴۶۸، ۳۴۶۹، ۳۴۷۰، ۳۴۷۱، ۳۴۷۲، ۳۴۷۳، ۳۴۷۴، ۳۴۷۵، ۳۴۷۶، ۳۴۷۷، ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۰، ۳۴۸۱، ۳۴۸۲، ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۳۴۸۵، ۳۴۸۶، ۳۴۸۷، ۳۴۸۸، ۳۴۸۹، ۳۴۹۰، ۳۴۹۱، ۳۴۹۲، ۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، ۳۴۹۶، ۳۴۹۷، ۳۴۹۸، ۳۴۹۹، ۳۵۰۰، ۳۵۰۱، ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، ۳۵۰۶، ۳۵۰۷، ۳۵۰۸، ۳۵۰۹، ۳۵۱۰، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴، ۳۵۱۵، ۳۵۱۶، ۳۵۱۷، ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰، ۳۵۲۱، ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ۳۵۲۴، ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۳۵۲۷، ۳۵۲۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ۳۵۳۱، ۳۵۳۲، ۳۵۳۳، ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، ۳۵۳۷، ۳۵۳۸، ۳۵۳۹، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۳۵۴۲، ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، ۳۵۴۵، ۳۵۴۶، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ۳۵۴۹، ۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۵۵۲، ۳۵۵۳، ۳۵۵۴، ۳۵۵۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۷، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۳۵۶۰، ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳، ۳۵۶۴، ۳۵۶۵، ۳۵۶۶، ۳۵۶۷، ۳۵۶۸، ۳۵۶۹، ۳۵۷۰، ۳۵۷۱، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵، ۳۵۷۶، ۳۵۷۷، ۳۵۷۸، ۳۵۷۹، ۳۵۸۰، ۳۵۸۱، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵، ۳۵۸۶، ۳۵۸۷، ۳۵۸۸، ۳۵۸۹، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱، ۳۵۹۲، ۳۵۹۳، ۳۵۹۴، ۳۵۹۵، ۳۵۹۶، ۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ۳۶۰۲، ۳۶۰۳، ۳۶۰۴، ۳۶۰۵، ۳۶۰۶، ۳۶۰۷، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۳۶۱۰، ۳۶۱۱، ۳۶۱۲، ۳۶۱۳، ۳۶۱۴، ۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵،

ہر الا طہر و نقل الا بہرۃ۔ ان المراد بالامۃ الامۃ الاحادیۃ الا کثر انتہی۔ کثرت علماء کتب یہ ہے کہ امت اجابت مراو ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور مسند امام احمد اور ابوداؤد میں ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔ ۲۱ "ما انا علیہ واصحابی" سے وہ طریقہ مراو ہے جو آنحضرت ﷺ کا اور خدعہ راشدین اور صحابہ کرام کا طریقہ تھا یعنی جو آپ کے اہل بیت و اصحاب کا طریقہ ہے۔ اس میں حنفی شافعی، مالکی حنبلی اہل حدیث سب داخل ہیں۔ بات مبتدع فرقہ ہے نہ۔ جیسے معتزلی خارجی۔ مہجد مشبہ روافض وغیرہ اس سے خارج ہیں۔ مگر غایت اللہ کان ابدل۔ و علی

کسی ولی کے بارے میں حد سے زیادہ تعریف میں مبالغہ آرائی جائز نہیں۔

(السوال) مع عینہ بذاتیک شہرہء ان "ان خوش بیان" اس میں خدمت ہے۔ اس شہر میں مرنے کو سین سے کھرے ہوئے الفاظ یعنی امام الصدیقین، قدوة الاولین، صاحب مقام وراء اور بی حاتم علی قدر والتقاء حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق استعمال کیے گئے ہیں۔ حالانکہ "امام الصدیقین" حضرت ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔ "قدوة الاولین" تو آنحضرت ﷺ کا ہی درجہ ہے۔ نیز واقعہ ممری کی نسبت سے ہی آنحضرت ﷺ و صاحب مقام وراء اور بی حاتم جیسا ہے۔ درجہ حقیقتاً صاحب مقام وراء اور بی حاتم ہی کی ذات ہے۔ اور حاتم علی قدر والتقاء تو خداوندہ شریک ہے۔ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ معنی صاحب یہ الفاظ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے متعلق استعمال کیے ہیں۔ یہ ان سے خود حضرت شیخ موصوفین کا ہیں۔ زم شیں آئی کہ آپ کی طرف وہ درجے منسوب کئے گئے ہیں جو فی واقعہ آپ میں نہیں ہیں۔ نیز یہ اس سے المعلن نے حضرت ابو جعفر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کوئی شائی اور بے سستی ہے۔ خود باندہ من ذات آپ سے متعلق و آپ پر فوقیت دی جائے۔ کیونکہ قدوة الاولین کے معنی پہلے سرفراہ و بزرگوار۔ ان پہلوں میں تمام پیغمبر اور صحابہ کرام اور خود آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ اب شیخ عبد القادر جیلانی کو قدوة اولین یعنی پہلوں کا۔ اور من مباحث موصوف کو نعوذ باللہ منہ (نقل کفر کفر نباشد) تمام پیغمبروں تمام صحابہ کرام و آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر ہونا ہے۔ ان۔

نیز جب حاتم علی قدر والتقاء خدا کا حق ہی ہے تو خدا ان مخلوق و حاتم علی قدر والتقاء خدا کا حق کفر نہ ہوگا۔

اس سے پہلے نوزش شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق الفاظ مندرجہ اشہر منسلک عینہء بذاتک استعمل سے شہرہء تبارک پیدا ہوتے ہیں ان نتائج و تحریف مایہ۔ و ان پر روشنی کے یہ کوئی بی

تاویں تحریر فرمائیے جس سے ایسے الفاظ حضرت شیخ عبدالقدور جیلانی کے متعلق شرعاً استعمال سے جائز ہیں۔

المستفتی نمبر ۲۶۲۵ ارنا عبد الوحد صاحب نیاز۔ بنگلور کینٹ۔ ۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ

مطابق ۳ جولائی ۱۹۴۰ء

(جواب ۴۰۷) حضرت شیخ عبدالقدور جیلانی صاحب ثناء و رفعت منزلت میں کام نہیں۔ وہ ایک بڑے درجہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ عمر ان کی ثناء و منقبت میں اس قدر مبالغہ کرنا جو حد اطر تک پہنچے مذموم ہے۔ سید امیر سلیم ارواح فدائے سنی مدحیہ وسلم نے اپنی امت و خود حضور کی مدح و ثناء میں اطر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ رشہ ہوتا ہے۔ لا تطروسی کما اطرت الصاری عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)۔ یعنی میری ثناء میں طرانا نہ کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں طرارے کام لیا۔

حضرت غوث اعظم نے لے امام صدیقین اور قدوة الاولین کے الفاظ استعمال کرنا بھی فی الجملہ اطر میں داخل ہے مگر اس میں قویہ تاویل ممکن ہے کہ ائمہ یقین اور قدوة الاولین میں الف ب م استغراق کا نہ لیا جائے۔ یعنی ائمہ یقین اور ولین سے تمام صدیق اور تمام پیرے لوگ مراد نہ ہوں لیکن صاحب مقام و راء لوری اور حاکم علی قدر و قضاء میں ولی مقبول تاویل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال حضرت شیخ عبدالقدور جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعاً جائز ہے۔ محمد غایت اللہ کان اللہ۔ دہلی

جواب صحیح حبیب المہ سلیم غفری عنہ۔ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) صرف گناہ کے ارادے سے گناہ نہیں لکھا جاتا۔

(۲) نیکی کے ارادے سے نیکی لکھی جاتی ہے۔

(السوال) (۱) ایک شخص پتھر روپیہ سے کرنا کرنے کی نیت سے چلا۔ اور حق وجہ سے راستہ سے پلٹ آتا ہے۔ ایسے موقع میں وہ گناہ کا مرتکب ہو گیا یا نہیں؟

(۲) ایک شخص حج کرنے کی نیت سے چلا اور اثرہ میں وہ مر گیا۔ مرحوم حج کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۲۶۷۰ عبد الرحمن صاحب (نیما) ۷ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۴ جون ۱۹۴۱ء

(جواب ۴۰۸) ہدی و کرناہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک عمل میں نہ آجائے۔ اور نیکی ارادہ کرنے پر لکھی جاتی ہے۔ اور عمل میں آنے کے بعد اس کا حقیقی بدلہ لکھا جاتا ہے پس کرنا کرنے کے ارادے سے چلا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ (۲) اور جب زنا واقع ہونے سے پہلے لوٹ آیا اور تادم ہوا تو یہ جانا کا عدم ہو گیا۔ ورنہ حج کا ارادہ کر کے چلا تو ہی وقت سے اس کے نامہ اعمال میں نیکی (ارادہ حج) لکھی جائے

۱۔ ابن ربیع، کتاب البیہ باب الار فی الحجاب م ۷۰ ۶۰ قدیمی۔

۲۔ "ذاہمہ عدی سفلان کبوا عنہ فان عملہا فاکبوا سہ و داہم بحسہ فہم بعسلہا فاکبوا حسہ فان عملہا فاکبوا عشرآ۔" (مسلم باب بیان تجا ز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس: ۱: ۸ ط قدیمی)

گئی۔ اگرچہ وجود میں آیا تو نہ حقیقی کام بد نہ اس جیسے لکھا گیا اور اگرچہ کرنے سے پہلے مر گیا تو رد و نسی نامہ اعمال میں لکھی رہی ورنہ اس کو بھی ثواب مل جائے گا۔ محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

(السؤال) یہاں قائل شعر حسن و زینت و شہادت میں بابتی ہے

کبر حقیقت یعنی یہ نعر اور سلام نہ

مذکورہ بالا شعر میں تلامذہ نے حسن و زلف مہربان و سیاہی سے کفر کی ظلمت کو تشبیہ دی ہے شاعر کا یہ خیال شرعی نقطہ نظر سے بابتی ہے ہوتا ہے یا یہ مدلل جواب شرعی مرحمت فرمایا جائے۔

المستغنی نمبر ۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳ (راجپوتانہ) ۸ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۴۱ء (جواب ۴۰۹) یہ تمبیہ نامناسب نہ رہے۔ مشہور اور مشہور میں وجہ تشبیہ کے لحاظ سے یکسانیت نہیں ہے۔ اس سے یہ مضمون بھی دلی تقسین و رہتہ نہیں ہے۔ نعر و سلام کے نور و ظلمت میں اجتہاد غیر متصور ہے۔ اور ظلمت کفر ہے۔ خود مذموم اور قابل محو ہے۔ اور زلف و رخسار کی سیاہی اور نور مجتہد ہیں۔ ورنہ اجتہاد مستحسن اور مطلوب ہے۔ اور زلف و سیاہی جانے خود تمہ، اور قابل حفاظت ہے محمد کفایت اللہ کان مدہ۔ دہلی

افعال میں عقل دل کے تابع کئے

(السؤال) دل حاوی ہے عقل پر یا عقل حاوی ہے دل پر؟ یعنی ان کام کی بات یا ان فعل کے کرنے میں دل عقل کی متابعت میں چلتا ہے یا عقل اس کی؟ آپ اپنی رائے کا اظہار فرما کر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تقریباً ایک ہزار دیگر سیاسی قیدیوں کو بھی جو اس بحث میں بڑی شدت سے حصہ لے رہے ہیں، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں

المستغنی نمبر ۶۲-۶۳-۶۴ (سیاح محمدیہ) سیاح قیدی۔ سیدنا جیل۔ ایدوا، ٹیکس خان ۲۷ مارچ الاول ۱۳۶۲ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۴۳ء

(جواب ۴۱۰) تمام رجحانات و تحریکات نفسانیہ کا جہن قلوب ہے۔ وہی فتنے تحریک ہوتا ہے۔ پھر عقل اس کی رہبری کرتی ہے۔ اگر قلوب نے عقل کی رہبری قبول کر لی تو اپنے اعمال میں رشد و استقامت پیدا کر لیتا ہے۔ اور اس سے انحراف یا توغیرت و تضال و بدلہ میں پھنس جاتا ہے۔ ہمارے سید و موم قلوب نامہ رجب نے فرمایا۔ الا ان فی الحسد مصعۃ اذا صلح صلح الجسد کله و اذا فسدت فسدت الجسد کله الا وہی القلب۔ یعنی ہم میں ایک مضبوطی و درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے ورنہ بد جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ بال بواہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسم انسانی اور حرکات انسانی اور صلیب و فساد و ماریش پر ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ دوزخ میں دوزخی ہیں۔ لو کما سمع او بعقل ما کما فی اصحاب السعیر۔ یعنی اگر ہم ہمت سے کام لیتے یا عقل سے کام لیتے تو ان دوزخی میں نہ

ہوتے۔ "معلوم ہوا کہ ان کے تمام اعمال کی ذمہ داری دل پر تھی۔ عقل سے توانسوں نے کام ہی نہیں کیا۔ ساری زندگی دل کی خواہشات و تحریکات پوری کرنے میں گزاری۔ ہذا دل ہی تمام اعمال کا ذمہ دار ہے۔
محمد کفایت اللہ کان اللہ لم۔ ذیل

کیا مندرجہ ذیل عقائد اہلسنت کے عقائد ہیں؟

(السوال) زید جو مفتی بھی ہیں اہل سنت و اجماعت کے عقائد مندرجہ ذیل قرار دیتے ہیں۔ وریہ فرماتے ہیں کہ جس کے عقائد یہ نہ ہوں وہ اہل سنت و اجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیا یہ شخص اس قابل ہے کہ مسلمانوں کا مفتی بن سکے۔ اور کیا ان عقائد کو نہ رکھنے والا اہل سنت سے خارج ہے۔ مفتی صاحب مذکور اہل سنت و اجماعت کے مندرجہ ذیل عقائد بتاتے ہیں۔

(۱) مجلس میاد شریف میں قیام تنظیمی مستحسن ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا تھا۔ (۳) فاتحہ پڑھانے پر جائز ہے۔ (۴) عین یار حویں شریف جائز ہے۔ (۵) ولیاء اہل قبور سے استمداد جائز ہے۔ (۶) یہ مناکح و نساء جو انتہا فرما چکے ہیں کہ آپ مد فرمائیے یا خدا سے دعا کیجئے جائز ہے۔ (۷) تمام مردے قبروں میں سنتے ہیں۔ (۸) یانغوث و ریاہ سوس اللہ کہنا جائز ہے۔ (۹) عبدالمصطفیٰ، عبدالمصطفیٰ، عبدالمصطفیٰ نام رسول نام رکھنا جائز ہے۔ (۱۰) تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی کے عقائد و مسائل خلاف مذہب اہل سنت و اجماعت ہیں۔ بینوا بالا دلة الواضحة۔

المستفتی نمبر ۸۸۷۷۱۲ افضل المناظرین جہانگیر خاں (آرہ) ۷۱۲ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ
(جواب ۴۱۶) اہل سنت و اجماعت کی یہ تعریف من لہذا ہے جو کہ معتبر کتاب میں نہیں ہے۔ جو شخص اہل سنت و اجماعت کی یہ تعریف تاتا ہے اس سے دریافت کیا جائے کہ یہ تعریف کس کتاب میں لائی ہے "جو عقائد وہ اہل سنت و اجماعت کی طرف منسوب کرتا ہے ان میں سے بعض تو قرآن مجید کی آیات اور حدیث صحیحہ کے خلاف ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن کو وہ مستحسن کا وجہ دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی چیز کے مستحسن ہونے کو نہ ماننے والا اہل سنت و اجماعت سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اس کے بیان کردہ عقائد کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) "مجلس میاد شریف میں قیام تنظیمی مستحسن ہے۔" اس سے پوچھا جائے کہ اہل سنت و اجماعت کا یہ عقیدہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اہل سنت و اجماعت وہ ہے جو مجلس میاد میں قیام تنظیمی و مستحسن سمجھتا ہو۔ پھر یہ بھی دریافت کیا جائے کہ قیام تنظیمی صرف مجلس میاد میں مستحسن ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر حضور نور ﷺ کی یہ قیام مطرہ اور وادع طیبہ کا مجلس و عظ میں کیا جائے تو اس میں قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور اس میں قیام نہ کرنے والے اہل سنت و اجماعت سے خارج کیوں نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی غور کے قابل ہے کہ مجلس میاد معروف و مروج کی ابتدا یا ایہ ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہوئی ہے۔ حضور رسول کریم ﷺ کے مہربان زمانے سے چھ سو سال تک مجلس میاد کا وجود نہ تھا۔ سب سے پہلے یہ مجلس رمل سے بادشاہ مظفر ابو سعید نے ایجاد کی۔ اول من احدث فعل ذلك صاحب اربل الملك المطهر ابو سعید کو کوری ابن

زین الدین علی (الحاوی) (۱) ملک مظفر نے مولودوں بہداشتہانہ طریق پر کی۔ مجلس مولود پر ہر سال تین گھنٹہ اشرفیوں خرچ کرتا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مصارف بیت المال سے کئے جاتے تھے یا ذاتی ملکیت سے۔ اگر بیت المال سے ہوتے تھے تو یہ حق نہ تھا۔ اور اگر ذاتی ہوتے تھے تو پھر بھی اس سے زیادہ ضروری اور مفید سیغوں میں مثلاً تبلیغ اسلام و تعلیم میں یہ رقم خطیہ خرچ کرنا مناسب تھا سبطلان الجوزی نے مرقاۃ الزمان میں ملک مظفر کی مجلس مولود کے بعض شرکاء سے نقل کیا ہے کہ اس مجلس میں وہ شریک تھا اس میں پانچ ہزار بحری و بھٹی ہوئی ساریاں اور دس ہزار بھٹی ہوائی مرغیاں اور ایک سو گھوڑے اور ایک گھوڑا کھانے کی رکابیاں اور تیس ہزار حبوت و قین شہر کی تھیں۔ ملک مظفر ایک سو مجلس مولود اس شان و شوکت سے کرتا۔ دوسرے یہ کہ ظہر کے بعد سے نماز فجر تک مجلس قون بر مر رہتی۔ اس میں خود شریک ہوتا اور حال حقیقت اور رقص کرتا تھا۔ درجہ دوم، درجہ سوم، آتے ان و خدمتیں دیتا اور خزانے ان کے سے قبول دیتا۔ وقال سبط ابن الحوری فی مرقاۃ الزمان حکى بعض من حضر سماء المطمر فی بعض الموالد انه عدنی ذلك السماء حمسة الاف راس عم مشوی وعشرة لاف دحاجة ومائة فرس ومائة الف زبدية وثلث الف صحن حوی وقل وکان يحضر عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیحلل علیهم ویطلق لهم ویعمل للصوفیة سماعا من الطهر الی الفحر ویرقص بنفسه معهم وکان یصرف علی المولد فی کل سةنت ماہ الف دینار (الحاوی للسیوطی) ۲ جب کہ مجلس مولود کا وجود چھ صدیوں تک نہ تھا تو چھ صدی تک مسلمان جو نہ مجلس مولود منعقد کرتے تھے نہ قیام کرتے تھے وہ اہل سنت و جماعت تھے یا نہیں۔ اور ان کا ایمان و اسلام کامل تھا یا ناقص؟ اگر تمام صحابہ، ائمہ اور تابعین وغیرہ اور مجتہدین و جب ائمہ مجلس مولود سے اور قیام سے غیر سچے ور کچے مومنین و مسلمین و اہل سنت و جماعت تھے تو آج بھی وہی اسلام مومنین و مسلمین و اہل سنت و جماعت بننے کے لئے کافی ہے۔ ملک مظفر ان ایہاد سے اسلام و ایمان کی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اور نہ اہل سنت و جماعت میں شہرے جانے کی شہرت ملتی ہے۔ ورنہ تو قونانی اور ماہیہ اندر رقص کرنا بھی سلام و ایمان میں داخل و اہل سنت و جماعت کی امت قرار دیا جائے گا۔ وحاشا عن ذلك

(۲) ”مذہبوں نے حضور ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا۔“ باب مذہبوں نے بشمار مغیبات کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔ ہمارا ایمان اس پر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے بعد تمام خلق سے زیادہ تھا۔ مگر جب مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضور کو حاصل ہوا تو حضور عالم غیب نہیں ہوئے۔ ان غیب کلمات کا علم جو بتانے سے حاصل ہوا وہ علم غیب اس شخص کے حق میں نہیں رہتا اور اس لئے اس پر علم غیب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں حضور و علم یا نبیاء امت سے مراد کہ میں عالم غیب نہیں ہوں۔ قل لا قول لکم عدی خرائس اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم ابی ملک ۳ تمام امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ علم

۱۔ ارادہ فی ملخصہ فی الامام السیوطی، حسن المحمد فی منہج الامام ۱۸۹۰، ۱۹۰۰، مطبعہ النوریہ الرضویہ فیصل آباد۔

۲۔ حوالہ بالا

۳۔ الامام ۵۰

غیب خاص حق تعالیٰ شانہ کی صفت ہے۔

(۴۳) ”کھانے پر فاتحہ دینا اور حَس اور گیارہویں۔“ ان میں دو باتیں ہیں۔ اول ایساں ثواب یعنی صدقہ کر کے (خود کھانا دیا جائے یا تحفہ اور دینی چیز) اس کا ثواب کسی میت کو بخش دیا جائے۔ یا کوئی عبادت بدیہ نافذ دانی جائے (جیسے نماز پر تھے یا روزہ رکھے یا دعوت قرآن پاک کرے) اور اس کا ثواب کسی کو بخش دے۔ تو یہ بالفاق جائز ہے۔ دوم ان رسومات کی تخصیص اور تعین ایام و احوال و شمول منکرات۔ جیسے کھانا سامنے رکھنا۔ فاتحہ کی جگہ کو لپیٹا پوتا۔ سامنے کے سامنے پانی کی گھڑی۔ عطر کی پھیری حتیٰ کہ اُتر میت فیون کھاتا تھا تو فیون۔ اور حقہ پیتا تھا تو بھر بہہ حقہ بھی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ میت کو یہ تمام چیزیں پہنچتی ہیں۔ جو سنی جماعت ہے۔ پھر حَس و لازم و ضروری سمجھنا۔ گیارہویں تاریخ و اہتمام سے گیارہویں رات۔ حَس میں دو دروازے مسافت سے شدر حاس کر کے جانا۔ غور توں کے ساتھ اجتماع و اختلاط کرنا۔ غیر محرم عورتوں کا کانا بنانا۔ یہ تمام باتیں بدعت ہیں۔ ان بدعات کے مرتکب تو اہل سنت و جماعت قرار دیے جائیں اور جو بدعات و منکرات سے نہیں ورامت مرحومہ کو پی میں وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہوں۔ یہ بات ایک کوئی سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے۔

(۵، ۶، ۷) اہل قبور سے مدد مانگنا قرآن کے ناجائز ہے کہ وہ ظاہری زندگی کے لوازم اور سبب اعانت سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اور روحانی و باطنی مدد مانگنے کی قرآن و حدیث و فقہ میں کوئی دلیل نہیں۔ ان کے مزارات کی زیارت مسنون و مستحب ہے۔ مریضات کی غرض تذکر آخرت و تذکر ممت اور صاحب قبر کے سے دعا کے مغفرت ہے۔ ان کے قرب سے برکت و عادت حاصل ہوتی ہے جو ان سے مانگنے پر موقوف نہیں ہے۔ ورم و اوس کا سننا سننا صحابہ کرام کے زمانے سے مختلف فیہ ہے۔ حضرات کا شہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بہت سے صحابہ کرام مع موات کا نکار فرماتے تھے اور قرآن کریم کی آیات سے استدلال فرماتے تھے۔ پس منکر سماعت و اہل سنت و جماعت سے خارج کرنے والا گویا حضرات صحابہ کو بھی اہل السنۃ و الجماعۃ سے خارج کرتا ہے۔ معاذ اللہ

(۸) یارسول اللہ صلوٰۃ و سلام علیک ساتھ مشا۔ صلوٰۃ و سلام علیک یارسول اللہ اس نیت سے کہ ہمارا یہ کام فرشتے حضور و پہنچیں گے جائز ہے۔ اور اس عقیدہ سے کہ خود حضور سنتے ہیں ناجائز اور منہض و اشترک ہے۔ ورنہ غوث اکبر اور غوث سے مراد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہونا چاہیے کہ حضرت شیخ قدس سرہہ شخص کی مذاہم مقام سے سن لیتے ہیں شرک ہے۔

۱۔ ان الاماکن لہ ان یجعل ثواب عمدہ لعمیرہ صلوٰۃ او صوم او صدقۃ او غیرہا عداہل اللہ و الجماعۃ (ہدایہ، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر: ۱/ ۲۹۶ ط شریکۃ علمیہ)
 ۲۔ ”ومہا وضع الحدود و الترام لکمبات و الہیات السعیہ و الترم العبادات المعیہ لم یوحد لہا ذلك التعمین فی السریعہ“ (الاعتصام، الباب الاول فی تعریف البدع: ج ۱ ص ۳۹ ط دار المکر بیروت)
 ۳۔ ”وفہ من اصر علی امر مندوب و جمعه عروما ولم یعمل بالحق فقد اصاب منہ الشیطان من الاصلاح فکیف یس اصر علی بدعۃ او مکر“ (مرفقا: ۳/ ۳۹ ط المکتبۃ الحبیہ کوئٹہ)
 ۴۔ ”لہ ملائکہ سیاحین فی الارض یدعون من منی السلام“ (سنن، کتاب صلوٰۃ، باب التسلیم علی النبی، ۴۳ ط سعید)

(۹) عبد بنی عبدالمصطفیٰ غام بنی، نام رسول اور اس قسم کے نام رکھنے کو اس غرض سے منع کیا جاتا ہے کہ اس میں ایسا مشتبہ ہو سکتا ہے، اور عوام اس غلطی اور بد عقیدگی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ ہم جیسے بندہ کے بندے ہیں اچھے ہی بنی اور رسول کے بندے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کو اہل سنت و اجماعت کی پہچان قرار دینا کسی ذی فہم آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ عجب کرام بلا وجود فدائے شمع رسالت ہونے کے عبدالمصطفیٰ عبد النبی نام نہیں رکھتے تھے۔

(۱۰) تقویۃ الایمان و نفرت مولانا امین شہید دہلوی کے مسائل قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے موافق اور مذہب اہل السنۃ و الجماعۃ کا آمینہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لفظی تعبیر میں کسی کو کامل ہو۔ عین مسائل میں کسی سنی حنفی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

علمائے دیوبند کو گمراہ کہنا غلط ہے۔

(السوال) حضرات علمائے دیوبند و مومد جانا اور ان کے وسط کو بند کرنا اور ان کو وہابی کہنا یہ ہے؟

(جواب ۴۱۲) علمائے دیوبند کے حنفی بل السنۃ و الجماعۃ ہیں۔ ان کو گمراہ جانا وہابی کہنا غلط ہے۔

محمد کفایت اللہ غفر لہ۔ مدرسہ امینیہ، دہلی

ملحدانہ کلام کے خلاف کوشش کرنا باعث اجر ہے۔

(السوال) ایک شاعر مندرجہ ذیل قسم کے اشعار روز زبان میں کہتا پڑھتا اور شائع کرتا ہے۔ درخشاں و رسوں کے خد ف ایسا لکچر پیدا کرتا ہے جو آئندہ نسلوں کے لئے خط ناک ہے۔

اشعار

افق سے سحر مسکرانے لگی	موذن کی آواز آنے لگی
یہ آواز ہر چند فرمودہ ہے	جہاں سوز صدیوں سے آلودہ ہے
مگر اس کی ہر سانس میں متصل	دھڑکتا ہے اب تک محمد کا دل

رباعیاب

حق کا ہو عروج ہر ولی چاہتا ہے	باطل مٹ جائے ہر نبی چاہتا ہے
لیکن ان ہزار واروں سے کوئی پوچھے	یا قدر مطلق بھی کی چاہتا ہے
آتے نہیں جن کو اور ہندے ساقی	اوبام کے بنتے ہیں وہ پھندے ساقی
جس سے کو چھڑا نہ اند اب تک	اس سے کو چھڑا رہے ہیں بندے ساقی

یہ شعروں اور ایسے اشعار کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اور احقر اس مذہب کا خیال رکھتے ہوئے حکومت کو یہ شعر کے خلاف قانونی کارروائی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(جواب ۴۱۳) ایک فتویٰ اس سے پہلے شاہِ مرند کور کے کام کے متعلق میں لکھ چکا ہوں۔ وہی اس کا جواب بھی سمجھ لیا جائے۔ یہ کام ملحدانہ ہے۔ اس سے بچنا اور اس کو نقل کرنے سے احتراز کرنا لازم ہے۔ حکومت موجودہ کوئی اسلامی حکومت تو ہے نہیں کہ وہ ملحدانہ کام پر ہونے لگے۔ ہاں مسلمان اپنے طرزِ مسلم سے شعر کو اس قسم کی شاعری سے روک سکیں تو ان پر لازم ہے۔ محمد کفایت اللہ کان امداد۔ دہلی

حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے دیگر علماء اور ان کی تصانیف کا حکم۔

(السوال) زید کہتا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین اور ان کے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور شیخ عبدالنقی محدث دہلوی یہ تمام ہونی بڑے پایہ کے علما تھے۔ جس طرح میاں نظیر حسین محدث دہلوی بڑے عالم تھے۔ ان علما نے حدیث و دین کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کی۔ بلکہ ہندوستان میں تقید کی بدعت پھیلانے کے یہی نوک سبب ہوئے۔ عمر و کہتا ہے کہ مذکور بالا علما بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہندوستان میں آج ملم حدیث کا وجود انہیں حضرات کا طفیل ہے۔ حدیث کی دلائل و بڑی خدمتیں ہیں۔ اور ان کے بعد کے علما ان کا اپنا مقام اور پیشو سمجھتے ہیں۔ دیکھو حضرت شاہ عبدالنقی محدث رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف، الطحاوی، تحریر فرمائی اور عقائد میں تکمیل الایمان تحریر فرمائی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے رد شیعہ میں تحفہ ثانی عشر یہ تحریر فرمائی اور تفسیر عزیزی فتاویٰ عزیز یہ وغیرہ لکھی۔ وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے؟ المستفتی منشی رحیم بخش (جھانس)

(جواب ۴۱۴) عمر و کا قول صحیح ہے۔ حضرت شاہ عبدالنقی محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انہما تھاں و اسی خاندان کے دوسرے بزرگ بڑے مقدس اور متبحر علما تھے۔ تمام ہندوستان ان کے علمی فیوض سے مستمتع ہے۔ میاں نظیر حسین صاحب محدث دہلوی بھی اسی خاندان کے خوش چین اور حضرت شاہ محمد حق رحمۃ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے احسانات دینیہ سے ہندوستان کے مسلمان بکدوش نہیں ہو سکتے۔ ان کی تصنیفات معتبر اور بقی استفادہ ہیں۔ اسی طرح حضرت شاہ اہل اللہ، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر، شاہ محمد الحق، شاہ محمد، اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب مقدس بزرگ ہیں۔ اور ان کی تصنیفات معتبر اور مقبول ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان امداد۔ دہلی

(از اخبار سہ روزہ اشعریہ دہلی مارچ ۱۹۲۸ء مطابق ۲۲ سوال ۱۳۶۶ھ)

گزارش ہے کہ یہ مشہور شہر عینہ بذا کے ساتھ رساں خدمت ہے۔ بد باس قسم کے اشتہارات ہر دو تین سال بعد دیکھنے میں آتے ہیں۔ مگر شہر بذا میں یہ نئی بات ہے کہ بقید سنیں پیش گوئی درج

ہے لہذا استدعا ہے کہ ان کے متعلق رہے مافی سے مطلع فرمائیں۔ شتہ۔

فرمان مصطفوی

ہم مسلمان مدعا کرتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں، دونوں جہان کے سرور اور عالمین کے سرور اور ان کے آل و اصحاب پر اس وصیت سے سب مسلمان بھائیوں و اطہار کرتا ہوں۔ مدینہ منورہ سے شیخ احمد خادم روضہ مبارک کی طرف سے کہتے ہیں کہ جمعرات کو میں قرآن مجید کی تلاوت کے بعد اللہ پاک کے نام کا ورد کرنے بیٹھا تھا کہ غیند کا غلبہ ہوا تو میں وحی کو کیا اور خدا پاک کی مہربانی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے چہرہ فرمایا کہ شیخ! میں نے عرض کیا لیکن یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں نہایت بڑے کام ہو رہے ہیں اور میں شرمندہ ہو رہا ہوں۔ اور پروردگار و اور اس کے نائب و منہ نہیں دکھاسکتا۔ اس سبب سے آپ کہ اس وقت سے آتے جمعہ تک ایک لاکھ آٹھ سو و سولے سال کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ میں خدا کے چاہنے والوں کے حال میں ایسا ہو رہا ہے۔ مال و مالوں غریبوں پر رحم نہیں کرتے۔ صبح اُتتے ہیں۔ کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک شخص ناموں کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ ولی ثواب و اوروں پیتا ہے۔ ولی ناپ تولم بردیتا ہے۔ بیان ہوا رہا ہے۔ زوق نہیں دیتے اسے شیخ احمد اس میری وصیت و وہاں تک پہنچا ہے کہ غفلت میں نہ رہیں۔ میں ان کی حالت و بیچارہ حیران و پریشان ہوں۔ یہ خدا ان کے اوپر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور خدا پاک ان کا رزق بند کرنے والا ہے۔ اس سے ان کو خیر و شر کے میں خدا سے پناہ لیتا ہوں۔ اس زمانے کے ایک کاموں سے دور و دور کے کاموں کے نزدیک ہو رہے ہیں۔ دین اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں۔ آخرت کا قرب آ رہا ہے۔ اور ۳۴۰ھ میں عورت اپنے خاوند کی بجا زنت سے باہر چلی۔ اور ۳۵۰ھ میں ایک نشانی مرغی کے انڈے کے مانند، حلیا کے۔ اور ۳۶۰ھ میں تین دن اور تین رات آفتاب غروب رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے طلوع ہو گا۔ اس وقت قحب کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اور ۳۷۰ھ میں حافظوں کے سینے سے قرآن ٹریفٹل جھٹکے گا، اشتہور ہو جائے گی۔ اور مسکن اور وصال خاتم ہوں گے۔ اور آخری زمانے کے حالت و بیچارہ میں بہت پریشان ہوں گا۔ شیخ! یہ ہماری نصیحت لوگوں پر پہنچا دے اور ان کو خبر کر دے کہ اس وصیت و جو کوئی نقل کرے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچا دے گا تو خدوند کریم اس کے سے ایک محل جنت میں تیار کرے گا۔ جو کوئی اس طرح نہ کرے گا تو قیامت کے دن اس و میری شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ ورنہ اس کو جہنم کا ہو تو قیامت میں درمیاں کرکھاے و جو کوئی مفت علیہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محسوس کرے گا۔ اور قرض و رکھو اور اپنے پاس رکھے تو خداوند کریم اس کا قرض وائرے گا۔ اس کے ورنہ اس کے مال باپ کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو کچھ کرنے و اس کا و دنیا میں اور آخرت میں کالا ہوگا۔

شیخ احمد کہتے ہیں خدا کی قسم خدا کی قسم یہ وہ پرکھی ہوئی حقیقت سب جی ہے۔ ورنہ میں

جھوٹے بتوں تو دنیا میں عام سے عام کے غیر مذہب کے لو پر میری موت ہو۔ اور جو شخص اس حقیقت و غلط سمجھے وہ یہاں نہ۔ نہ تو وہ کافر ہے۔ ورا یہاں نہ۔ کا تو دوزخ کی آگ سے نجات پائے گا۔ میں درود بھیجتا ہوں، دونوں جہان کے سر پر پروردگار تمہیں اپنی کریم لکھنے پروران کے آں و صاحب پر۔ خداوند کریم یہ وصیت ظاہر کرنے والے پر جو عظیم و رحمت عظیم ظاہر فرما۔ نماز پڑھو اور عذاب سے بچو۔ اور نیک چلتی اختیار کرو۔ امین ثم امین

(جواب ۴۱۵) یہ وصیت نامہ وراہی قسم کے وصیت نامے جو مدت سے شائع ہوتے جا رہے ہیں، ہرگز معتبر کے قابل نہیں ہیں۔ شیخ محمد یوسف فرمائی نام ہے۔ اور تمام وقتہ پیش ہوتی اور ہر جگہ ہے۔ یا تو یہ کارروائی، شہادت اسلام کی ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقیدے کا رکن ہے اس قسم کی سب سے دیا باقی شائع کرتے ہیں۔ یا نہ واقف اور جاہل مسلمانوں کا جو بعض اسلام سے ناواقف اور بے خبر ہیں، حال یہ شہادت باقی باقی ہوتا ہے کہ مسلمان و حلال نہیں کہ وہ نہیں چھوئے یا شائع کرنے یا اسے پڑھ کر دوسروں کو سنائے۔ بلکہ لازم ہے کہ جسے ملے وہ فوراً ضائع کر دے۔

(جواب ۴۱۶) جواب ۱۸۰۔ یہ شہادت نامہ "فرمان مصطفوی" ہے حصہ اول سے۔ بدو تان میں پہچتا اور شائع ہوتا ہے۔ تقریباً پینتیس برس سے قیام میں رہا ہوں۔ ابتداء میں اس کی شامت غائب کن، شہادت نامہ کی ہوئی۔ پھر جمعہ جہاں مسلمان اپنی ناواقفیت کے باعث پھنس گئے۔ اور کوئی نہ کوئی مسلمان اس کو چھپا کر شائع کر دیتا ہے۔ اس کا مضمون شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ ورا اس پر یقین کرنا جہالت اور گناہ ہے۔ محمد غایت مدد کان مدد۔

کی دینی کتاب میں قیامت کی تمہیں کافر مومن نہیں ہے۔

(از اخبار روزہ جمعہ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء)

(السوال) کی دینی کتاب میں قیامت کے آنے سے کوئی وقت یا صدی معین کی گئی ہے یا نہیں "ہم پر غیر امتیاض کرتے ہیں کہ تمہاری کتاب میں لکھا ہے کہ چودھویں صدی میں قیامت ہے۔ کیا یہ صحیح ہے"

(جواب ۴۱۷) قیامت ہونی وقت معین طور پر نہیں بتایا گیا۔ نہ کوئی صدی معین کی گئی ہے۔ اس کا صحیح وقت خدا کے تقدیر کے ہونے سے معلوم نہیں ہے۔ محمد غایت مدد کان مدد۔ اہل

اشعار ذیل کا شرعی حکم۔

(از اخبار روزہ اتمویہ دہلی مورخہ ۲۰ جولائی سن ۱۹۳۷ء)

(السوال) ہندوستان کے مشہور شاعر سیماب صاحب کے سے چند ترعوں نے قصیدے لکھے ہیں جن میں سے ایک نے لکھا ہے۔

اے ضیاءِ سیماب وہ پیغمبرِ انور ہے رہنما ہے راہبر ہے قافلہ سالار ہے
اس کے ساتھ مضطر اہوری نے بھی سیماب کے لئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں :-

عشق کا پیغمبر جذبات نقاش بہار	نالیق رومانیت تمذیب کا پروردگار
رہبر رہ طریقت بربطِ نغمہ فروش	عارف کعبہ بداماں ساقی کوثر بدوش
ہم زماں روح القدس کا ہموائے سازِ غیب	عشق کے بھیدوں کا محرم آشنائے رازِ غیب
غنچہ گل کو آسکھانے والا طرزِ گفتگو	بھرنے والا چشمِ مینا میں مذاقِ جستجو
جوڑنے والا آبِ گفتار سے ساز و جود	توڑنے والا مت پندار کا باطلِ جمود
جس کے لب الہام زاجس کی نظر جبریل ساز	جس کی پستی میں ہزاروں آسمانوں کا فراز
جس کی ہر سانس میں پنہاں حدیثِ راز ہے	آسمان تو کیا فرشتوں کا بھی جس پر ناز ہے
خارِ صحرا کو کیا جس نے بہن سے تشا	بے زبانوں کو کیا جس نے سخن سے آشن

یہ اشعار وہ پیغمبر کے لئے لکھے گئے ہیں۔ مضطر اہوری کے مندرجہ بالا اشعار شریعتِ متبرکہ کی رو سے یہ ہیں۔

(جواب ۴۱۸) شعراء کے کام میں اس قسم کی باتیں بکثرت ہوتی ہیں اور یہ مبالغہ میں ہمیشہ حدود و اعتدال سے گزر جاتے ہیں۔

در شعر پیچ و رخنہ چونکہ کذب لوست احسن او

پیغمبر کے لئے یہ شعر لکھنا صحیح نہیں یا باطل کا یہ نامہ سراسر ریاکاری نہیں بلکہ یہ کام یا اسرارِ عشق و محبت یا اسرارِ فصاحت و بلاغت مراد ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح تمذیب کا پروردگار یعنی ربِ التہذیب یا صافۃً ایسا ہے جیسے رب الغفر بامراں وغیرہ ساقی کوثر بدوش ان تمام الفاظ میں زیادہ سخت ہے مگر

شعر کے ساتھ الشعراء تبعہم العادون الہم تراہم فی کل وادیہیمون والہم بقولون مالا یقعون
کے تمغے رکھنے کے بعد یہ باتیں مستبعد نہیں۔ محمد کفایت اللہ کا لہجہ

بغیر دلیل کسی پر زمانہ تہمت لگانا اور قرآن کی بے ادبی کرنے کا حکم۔

(نہار جمعہ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

(السوال) چند اشخاص سمع نواہ و ہم مشرب تھے۔ یکایک فروعی مسائل میں اختلاف ہو گیا اور ذاتی عداوتیں شروع ہو گئیں۔ زید نے کر و زمانہ تہمت لگانا فرما دیا۔ جس نے ہر چند کہا کہ میں یہی ہوں۔ قرآن شریف اٹھا سکتا ہوں اگر تم سچے ہو تو وہاں وہ جرنے قرآن شریف کے حق میں بے ادبی کے الفاظ تھے۔ وغیرہ۔

(جواب ۴۱۹) فروعی اختلاف میں قویہ ہر زائل منسب نہیں ہے۔ لیکن فروعی اختلاف و صاف صاف نہ رہنا چاہئے کہ اس مسئلہ پر اختلاف ہو ہے و زمانہ تہمت تو بہر حال سخت چیز ہے۔ غیر ہمت شروع نہ ہو تمہارا لڑنا کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن مجید کے بارے میں تو حین کے الفاظ منام موجب فسق ہے اور بعض صورتیں نہ تک پہنچا دیتی ہیں۔ عداوت ہر ملامت دشمنانِ شان میں بے ادبی کرنا موجب فسق ہے اور اگر سب ادبی حیثیت کی شرعی مسئلہ کے یا عمن تو حین پر مبنی ہو تو موجب کفر ہو سکتی ہے۔

محمد کفایت اللہ عفا عنہ ربہ

۱۔ "لو انکرمہ من القبر" او "سحر" وہ کفر جامع الغصونین بفصل الدام والذنون ۲۰۴ ص اسلامی کتب خانہ

۳۔ "یخاف علیہ الکفر" ادسہ عداوت و قضا من غیر سب البحر الرائق، باب احکام المرید ۵ ۱۳۲ ط بیروت

فرہنگ اصطلاحات

الف

حوط۔ قریب باحتیاط، جو زین و درباری صورتوں میں سے وہ صورت جو تقویٰ کے قریب تر ہو۔
اختلاف۔ حقیقت میں۔

احقصار۔ نزاع کا وقت، مدت۔ فرشتوں کا قبض روح کے لئے حاضر ہونا۔

اطراء۔ کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ مبالغہ کرنا۔

اضطرار۔ یہ حالت کا پیدا ہونا کہ جان کے باک ہو جانے کا یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے کا۔ یقین ہو جائے۔

بدعتی مسئلہ۔ وہ عقیدہ یا حکم جس پر صحابہ و ائمہ مجتہدین متفق ہوں۔

الہام۔ خدا کے نیک بندوں کے دل میں خدا کی طرف سے جو کوئی بات ڈالی جاتی ہے اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ وحی کے بعد کا درجہ ہے۔ **مطعم اسم فاعل۔ مطعم اسم مفعول۔**

۱۔ اربعہ شریعہ۔ چار شرعی دائیں جن پر احکام شریعہ کا مدار ہے۔ اول قرآن مجید، دوم حدیث شریف، سوم اجماع امت، چہارم قیاس (اجتہاد)

احناف۔ حنفی جمیع۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین۔

اتفاق۔ متفقہ طور سے، بال اتفاق۔

استدلال۔ دلیل پرنا، یعنی کسی مسئلہ مطلوبہ وثبات کرنے کے لئے دلی صول پیش کرنا۔

احتجاج۔ حجت پرنا۔ یعنی کسی مسئلہ وثبات کرنے کے لئے کسی صاف و روشن دلیل پیش کرنا جو مقابل کی دلیوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔

۱۔ ایلیات۔ زمانہ قبل اسلام کے پیغمبروں، امتوں، ملکوں اور سلطنتوں سے تعلق رکھنے والی وہ روایات و حکایت جو اہل کتاب کی مذہبی کتابوں سے منقول ہیں۔

الخاص بے دینی، ملحد اس کا اسم فاعل ہے۔

ب

برزخ۔ موت کے بعد قیامت تک کا زمانہ

ت

تعزیر۔ سزا دینا، کسی جرم کی وہ سزا جو حامی اسلام اپنی صولبدید اور رائے سے تجویز کرے اور شرعاً اس کی کوئی خاص سزا مقرر نہ کی گئی ہو۔
تکفیر۔ کفر کا حکم لگانا۔

تاویل۔ غلط مشتق کے چند معنی پھیلے ہیں سے قرآن ایک معنی کو ترجیح دینا۔ (کروہ ترجیح اصول شریعہ کے خلاف نہ ہو تو تاویل مقبول ہے ورنہ تاویل باطل۔)
تعبیر۔ کسی مفہوم و معنی کو بیان کرنے کے۔ چند اسباب بیان میں سے ایک اسباب بیان کو یہ چند مرادف الفاظ میں سے ایک کو اختیار کرنا۔

تحریف۔ انصاف یا مفہوم میں اصل مقصد کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق دل بدل کر دینا۔
تواتر۔ کسی بات کا اتنے بار بار کہ روایوں کے ذریعے سے تسلسل کے ساتھ ہم تک پہنچنا جن کے متعلق جھوٹ کا گمان نہ ہو سکے جیسے قرآن مجید کہ ہم تک بطریق قطع پہنچا ہے۔
تشریح۔ کسی بات کو دین قرار دینا، مذہب قائم کرنا۔
تحدی۔ قوت منہو ملی اور دعویٰ کے ساتھ وہ بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا، چیلنج کرنا۔
تکلیف۔ جھوٹ جی کو مار دینا، صحیح بات کو مشتبہ کر دینا۔
توجیہ۔ کام کے محسوس بیان کرنا اور وجہ و علت و ظاہر کرنا تاکہ اس کا خالق و بہم دور ہو جائے اور دوسرے کام سے اس کا تعارض رفع ہو جائے۔

تھیوری۔ (انگریزی) نظریہ

ٹیلیٹ۔ تین خدا ماننا (عیسائیوں کا عقیدہ)

ج

جہاد۔ (جہاد جمع) مراد اسلام کے علماء و صاحب ابراہان و ک۔
جہادیت۔ (مدد جہادیت) حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہمت سے پہلے کا زمانہ۔

ح

حرابی۔ دار الحرب کے غیر مسلم باشندے یا رعایا۔
حنفیہ (حنفی جمع) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین۔
حنبلہ۔ (حنبل جمع) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلدین۔
حجت۔ (برہان) ایسی صاف اور واضح دلیل جو مقابلیں و دلیلوں کو کاٹ دے اور اس کو مغلوب کر دے۔
حمد۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا۔
حد۔ جرم کی وہ سزا جو دلیل قطعی کی رو سے شرعاً ثابت اور مقرر ہو۔

خ

خارق عادت۔ کوئی ایسا کام یا واقعہ جو فطرت کے عام دستور و معمول کے خلاف کسی آدمی سے غیر سبب و علت کے ظاہر ہو۔ (پیغمبر سے ظاہر ہو تو اس کو معجزہ اور ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت اور غیر مسلم سے ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ لیکن ان تینوں میں اور بھی بہت سے باریک فرق ہیں۔)

دارالاسلام۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی خواہش ہو اور اسلامی احکام و قوانین جاری کرے
پر قادر ہو۔

دارالحرب۔ وہ ملک جس میں اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو۔

دیانت۔ وہ معاملہ جو منہ لور خدا کے درمیان ہو۔

دلیل۔ کوئی اصول جس سے مسائل ثابت کئے جائیں۔

دلیل قطعی۔ وہ دلیل جو صاف و نہ تنہا اور واضح طور پر کتاب و سنت میں موجود ہو اس میں کوئی شک نہ ہو۔

تاویل کی گنجائش نہ ہو۔

ذ

ذروں تھیوری۔ ذروں کا نظریہ۔ (ذروں پرپ کا ایک قدرتی تصور تھا۔ اس نے اسلامی عقیدے کے خلاف یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ انسان کی آفرینش حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں نہیں ہوئی بلکہ پہلے ایک پیرا تھا، پھر اس نے گڑے وغیرہ کی شکل اختیار کی پھر تدریجاً بہت سی مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا ہندو صورت میں آیا اور بندہ (جسے ترقی کر کے انسان بنا)۔

ریوا۔ ربا۔ سود، بیاج

ردق۔ ارتداد، مرتد ہونا، اسلام سے پھر جانا۔

ز

زجر۔ تنبیہ، اظہار نفرت کے طور پر۔

زندیق۔ جو شخص آخرت و دنیا کے اور خالق کے وجود کا قائل نہ ہو۔ زنا و زانیہ۔

زندقہ۔ آخرت کو نہ ماننا اور خالق کے وجود سے انکار کرنا۔

زمانہ جاہلیت۔ عہد جاہلیت، حضور انور رسول خدا ﷺ کی ہجرت سے پہلے کا زمانہ۔

س

سیر۔ (سیرت و سیر) یہ فقہی معنی کی شخص کی سوانح عمری۔ مگر اصطلاحاً رسول اللہ ﷺ کے حالات

زندگی و مدت جات ہیں۔ یہ سیرت بمعنی مغازی۔

سنت۔ حدیث شریف یعنی رسول اللہ ﷺ نے دین کی حیثیت سے جو کام کیے یا کرنے کا حکم دیا۔ (آپ

کا طریقہ اور نمونہ عمل)

سنت مقلی۔ مردوں کا منہ۔ (یعنی یہ مسند کہ آیا قبروں میں مردوں کی آواز سنتے ہیں یا نہیں؟)

سیاست۔ کن جرم میں نہ ہو جو حاکم انتظام اپنی رائے سے جاری کرے۔

ش

شہود۔ (شہادت جمع) شواہد۔

شہادتیں۔ وہ شہادتیں جو کلمہ شہادت میں ہیں۔ اللہ کی وحدانیت کی شہادت اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کی شہادت۔

شان نزول۔ جن حالات و وجہ سے یا جن اسباب کی بناء پر کوئی آیت نازل ہو۔ (سبب نزول یا مقصد نزول)

شوافع۔ (شافعی کی جمع) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ کے مقلدین۔

ش

صراحۃ۔ صاف، واضح، غیر مشتبہ طور پر۔

ش

شقواریہ۔ سود کی معیشت۔

ش

غالی۔ کثر، تشدد

غلو۔ کثرین، شدت

غیر موجد۔ وہ کلام جس میں تو جیسہ نہ کی گئی ہو۔

ف

فروعی مسائل۔ جزائی مسائل۔ یہ مسائل جو بطریق جستہ و اخذ کئے گئے ہوں۔

ق

قاضی۔ وہ اختیار مسموع جو سلطان امام کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو اور شریعت کے مطابق فیصلے کرے۔

قضا۔ وہ حکم یا فیصلہ جو قاضی کی عدالت سے جاری ہو۔

قروں ثلثہ مسہود لہا بالحقیر یا قروں اولی مسہود لہا بالحقیر۔ وہ تین زمانے جن کے فضل و

علی اور باخیر ہونے کی شہادت خبر صادق پہنچنے والی۔ آپ نے فرمایا حیر القروں قریبی ثم الدین یلوہم ثم

لذین یلوہم۔ یعنی بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر ان دوں کا زمانہ جو میرے زمانے کے دوں کے بعد آئیں

گے۔ پھر ان کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔

م

محراب۔ راسخ باب کے غیر مسمی باشند۔ جوہر۔ جنگ ہوں۔

معتوہ۔ ناقص العقل۔ مایوس یا زودہ آدمی۔

مقاطعہ۔ قطع تعلق بایک کاٹ۔

منہجر بکفر۔ کفر تک پہنچنے والا۔ یعنی کوئی ناب زکام جو کفر کے قریب قریب ہو۔

مجتہد فیہ۔ وہ مسند جس کا حکم قرآن و حدیث میں صاف و روشح طور پر موجود نہ ہو اور بطریق جستہ و اخذ

یا گیا ہو۔

واردات دل

ہو ارحمت سے اس کی اک اہم کام
کہاں یہ واصف بے علم و بدنام
کہ بہتر ہو گئی تبویب احکام
بہت ہی سخت گزرے ہیں یہ ایام
مقابل یاس آتی تھی بہر گام
خدا کے ہاتھ میں ہے عز و اکرام
چھلک جاتا ہے جب لبریز ہو جام
ادھر تشمیت و استخفاف و ابرام
وہاں ایذا، حسد، توہین و الزام
مسلط دل پہ تھے افکار و آلام
دعا قاصر تھی اور تدبیر ناکام
نہ دل جمعی میسر تھی نہ آرام
کہ تھا خطرے میں ہر دم حسن انجام
رہا جاری بایں آفات و آلام
کہ مسودہ فتاویٰ کا ہوا تمام
بتوفیق خدائے پاک علام
مگر بندوں کے لائق ہے یہی کام
تولے جانا صبا میرا یہ پیغام
امام اتقیا، سرخیل اسلام
نجستہ سیرت و پاکیزہ انجام
زبانیں گنگ ہیں عاجز ہیں اقدام
مبارک طلعت و فرخندہ اقدام
بامعان نگاہ و محنت تام
دیا ہے ان کو یکجا زیب ارقام
رہے گی مرجع احبار و اعلام
عجب ہے یہ سرور و غم کا ادغام

خدا کا ہے یہ مجھ پر خاص انعام
کہاں یہ ایک علمی کارنامہ
خدا نانے تصرف ہے یہ کس کا
بڑی محنت بڑی کاوش ہوئی ہے
موانع سیکڑوں پیش نظر تھے
رفیقوں کی نگاہیں ! اللہ اللہ !
دل مظلوم کو معزور سمجھو !
ادھر دن رات اک دُھن تھی لگن تھی
یہاں دل میں کدھن لب پر دعا تھی
بڑے ہمت شکن تھے اپنے حالات
معاذ اللہ غضب کا ابتلا تھا
یہ حامی تھا نہ کوئی تھا مددگار
اسی غم میں یہ سولہ سال گزرے
مگر اس کام کی ایسی لگن تھی
بایں بیچارگی، الحمد للہ
سوا منزل مقصود آیا
ادائے شکر گو ممکن نہیں ہے
اگر فردوس کی جانب گزر ہوں
کہ اے فخر وطن صدر افاضل
فقیہ امت و نباض ملت
نہ ہونے سے ترے سونی ہے محفل
نہیں تجھ سا کوئی اب صاحب فیض
ترے واصف نے رو لے ہیں یہ موتی
جواہر پارے جو بکھرے ہوئے تھے
تری یہ باقیات جاودانی
مگر تیرے نہ ہونے کا قلق ہے

کہے جو آفریں کوئی نہیں ہے
 نہیں کوئی جو دے داد مشقت
 کروں اب اس سے عرض مدعا کیا
 یہ مسودہ تو بیشک ہے مکمل
 مگر اب فکریہ ہے دل پاطاری
 تمنا ہے کہ شائع جلد ہو جائے
 جگر سوزی ہے رہن بے نوائی
 قلندر بھی ہے قدرت کی نشانی
 یہ ہے کس کام کی طبع درخشاں
 ادبیاں را بکیسہ چوں درم نیست
 کہاں عادت ہے عرض مدعا کی
 عجب خوف ورجا میں مبتلا ہوں
 بھروسہ خالق اسباب پر ہے
 وہی ہے کارساز ہر دو عالم
 پے تاریخ جب دل کو ہوا فکر
 مبارک نسخہ رشد و اطاعت

۱۹۶۹ء

یہاں جو ہے وہ ہے مغرور و خود کام
 سوائے منعم ستار و علام
 کہا ہے جس نے خود لست بظلام
 ہوا ہے اس کا نو جلدوں میں اتمام
 کہ ہو جائے یہ محنت نیک فرجام
 مگر بے زر بنے کیونکر کوئی کام
 یہاں کچھ ہے تو بس اللہ کا نام
 اگر اس کا غم الفت نہ ہو خام
 نہ ہو روشن اگر بخت سیہ فام
 بس اہل قلم رفعت گمنام
 نہیں طاقت کہ لوں احباب سے وام
 کہ گردش میں یہ کیونکر آئے گا جام
 اُسی سے لو لگی ہے صبح اور شام
 وہی ہے مالک آغاز و انجام
 کئے دو مصرعے ہاتھ نے الہام
 شجرت معبد احکام اسلام

۱۳۸۹ھ

نخن کیا اور کیا واصف کی پونجی

بجز حرف دعا واللہ منعم

پریشان خاطر شاد صابری اہلوی از بمبئی

مردے از غیب بروں آمد

جب کفایت المفتی کا مسودہ مکمل ہوا تو دل و دماغ پر اس کی طباعت کا فکر مسلط تھا اور اکثر زبان حال پر نوح ناروی کا یہ شعری جاری ہوتا تھا

سواد منزل مقصد نظر آنے لگا مجھ کو
کسی صورت سے طے اتنی مسافت اور ہو جاتی
مسودہ کی تکمیل کا اعلان اخبار الجمعية میں بھی کر دیا گیا تھا۔ ملاقات کے وقت احباب سے، اور متفرق محفلوں میں فکر طباعت کے تذکرے بھی رہتے تھے۔ اسی حالت میں انتظار میں کافی عرصہ گزر گیا

شاید کہ ملتفت ہو کوئی شہسوار ناز
کس آرزو سے ہم سر منزل کھڑے رہے (وصف)
ناگاہ کار ساز حقیقی کی رحمت متوجہ ہوئی اور ایک صاحب دل جواں ہمت، رجال الغیب کی طرح پردہ غیب سے خود بخود نمودار ہوا۔ قربان جائے رب العزۃ کی کار سازی پر!

وہ چراغ جو دہلی میں جھلملا رہا تھا اس کی روشنی کہاں جا کر چمکی! یہ سعادت کس خوش نصیب کے لئے مقدر تھی؟ وہ کون صاحب دل عالی حوصلہ بندہ صالح ہے جس کی مبارک آنکھوں نے اس روشنی کو محسوس کیا؟

اپنے گرد و پیش کے کرم فرماؤں سے معذرت چاہتے ہوئے بھیمین قلب شکر یہ ادا کرتا ہوں جناب حاجی ابراہیم محمد ڈایا (ٹرانسوال) کا، اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزۃ ان کو جزائے خیر و عطا فرمائے اور تمام دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے! انہیں کی بھرپور اعانت سے یہ علمی ذخیرہ اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔

فدائے ہمت آں اہل خیرم کہ کار خیر بے روی دریا کرد
خوشش بازا نسیم صبح گاہی کہ درد شب نچیناں رادوا کرد

الدال علی الخیر کفاعله

اس اعانت کا وسیلہ اور واسطہ وہ سعید النفس و مبارک نفس بزرگ ہیں جو احقر کے محسن قدیم ہیں اور رشتہ تسبیح کی طرح اپنے اسم گرامی کو گہرے تسبیح کے اندر پنہاں رکھنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ حضرات محرکین و معاونین کا خلوص و ایثار احقر کے اظہار تشکر سے بے نیاز ہے لیکن فحوائے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ نعمت خداوندی کو یاد کرنا نیز اس کے محرکات و بواعث کا ممنون احسان ہونا ایک انسانی فریضہ ہے۔ وان اجرهم لا علی اللہ۔

اولین معاونین

مسودہ کی تحریر کے سلسلے میں مندرجہ ذیل اہل خیر حضرات نے مالی تعاون فرمایا۔ ان کے جذبات بھی فحوائے

الاقدم فالاقدم در نور صد تحسین ہیں۔ احقر ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی ابتدائی اعانت و ہمت افزائی سے قلم کا سر جاری رہا۔

(۱) جناب مولانا صالح ابن محمد منگیر (جوبانسبرگ)، (۲) جناب حاجی ابراہیم ابن حاجی یوسف لہر

(جوبانسبرگ)، (۳) جناب مولانا حاجی محمد بن موسیٰ میاں (جوبانسبرگ)، (۴) از طرف مجلس علمی

جوبانسبرگ، (۵) جناب حاجی ابراہیم توتلا (اسانگر)، (۶) از وقف حاجی محمد میاں پٹیل (جوبانسبرگ)، (۷) جناب

حافظ احمد علی صاحب (متھرا)، (۸) جناب ایچ آئی نقارچی صاحب (ضلع بیلگام)، (۹) جناب محمد اوریس صاحب

(بمبئی)، (۱۰) جناب محمد یوسف ابن شیخ علی صاحب (بمبئی)، (۱۱) جناب محمد عمر صاحب (ضلع ربوا)

رب العزۃ تمام معاونین کی اس اہم دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ امین

احقر حفیظ الرحمان واصف غنی عنہ

۱۳۹۱ھ

www.ahlehaq.org